

# انوار انبیاء

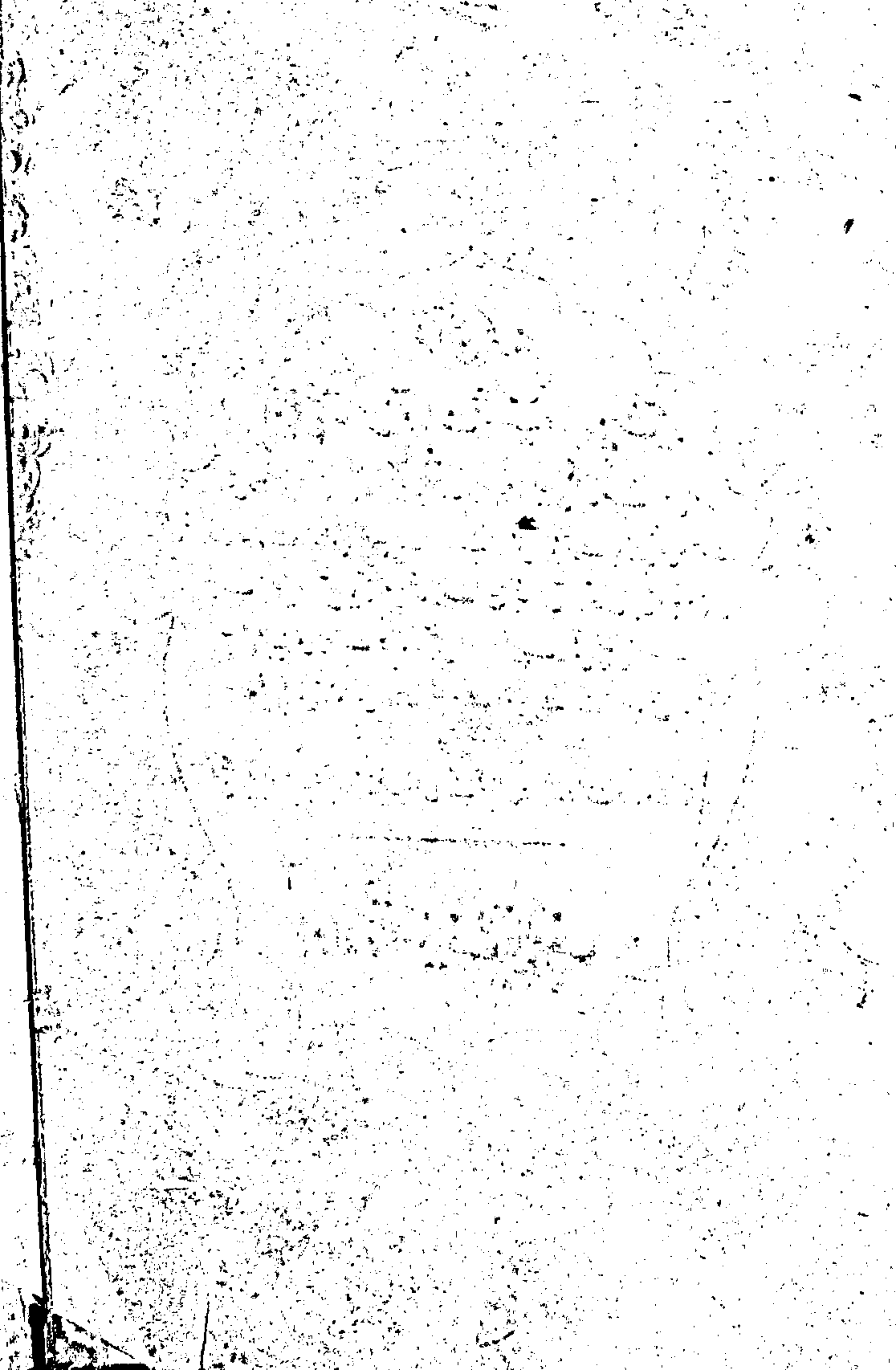
## قرآن کریم

انجیل مقدس، تورات شریف اور احادیث صحیحہ

کی روشنی میں ان تمام انبیاء کرام و مرسلین عظام کے مفصل اور  
مستند حالات زندگی جن کے اسمائے گرامی تذکرے یا جن کی دعوت  
تبلیغ کے متعلق واضح یا مبہم اشارے ان مقدس صحیفوں میں موجود ہیں۔  
ہر پیغمبر کی بعثت کا تاریخی اور اخلاقی پس منظر۔  
ہر پیغمبر کی زندگی سے بصیرت و عبرت کے اسباق۔

اور  
قرآن کریم اور چیدہ چیدہ پیغمبروں کے اقوال و ارشادات کا ناور انتخاب

ادارہ تصنیف و تالیف



عبد استلام

# الانبياء

ان انبياء کرام اور مصلحین عظام کے حالات

جن کا ذکر

قرآن عزیز، احادیث صحیحہ، بائبل

اور دیگر مستند تاریخی کتب میں آیا

۔۔ (ادارہ تصنیف و تالیف) ۔۔

شیخ غلام علی اینڈ سنسز، پرنٹرز، پبلسٹرز، بک سیلز

بندر روڈ، کراچی

کشمیری بازار، لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۲۸

بار اول \* ۱۹۵۹ء

۲۹۷۰۹۹۲  
۱۰۲

DATA ENTERED

شیخ نیاز احمد پرنٹر و پبلشر نے علمی پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ، لاہور سے طبع کرا کے  
شیخ غلام علی ایڈیٹرز کشمیری بازار، لاہور سے شائع کی۔

# پیش لفظ

عیسائیت، ہندومت، بدھ مت، یہودیت اور اسلام دنیا کے پانچ بڑے مذاہب ہیں اور ان پانچوں کے نزدیک نبیوں، پیغمبروں، رسولوں، اوتاروں یا مصلحین کی حیثیت مسلمہ ہے اور ہر مذہب کی طرف سے یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ وہ انہیں اصولوں اور تعلیمات کا حامل ہے، جو خدا کے ان فرستادوں کی طرف سے ان تک پہنچیں اور جو دراصل خدا ہی کے فرمودات ہیں۔

عیسائی حضرت عیسیٰ کو روح القدس مان کر ان کے پیرو ہونے کا دعوے کرتے ہیں، اہل ہنود کرشن جی کو اوتار گردانتے اور ویدوں کو الہامی کتابیں قرار دیتے ہیں۔ بدھ مت میں مہاتما بدھ کو اتار کا درجہ حاصل ہے، اسی طرح یہودی اپنے مذہب کو بعض پیغمبروں کی تعلیم یا خدائی احکام پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی اور سارے جہان کا دینی و دنیوی مہنڈا تسلیم کرتے ہوئے مذہب اسلام کا دعوے رکھتے ہیں، قرآن کے علاوہ بعض دوسرے انبیائے برحق اور ان کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

پیغمبروں، کتابوں، عقیدوں اور تعلیم کے تمام تر اختلافات کے باوجود دنیا کے تمام مذاہب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے انسانوں کی اصلاح کے لیے دنیا میں وقتاً فوقتاً اپنے نبی اور رسول یا اوتار بھیجے۔ جنہوں نے انسانی زندگی کو ایک خاص اور سلیبی ہوئی نیچ پر چلانے کے لیے خدا کے وضع کردہ اصول مخلوق کے سامنے رکھے، انہیں اصولوں اور عقیدوں کی روشنی میں ان کے پیروؤں نے اپنے اپنے مذہب کی بنا رکھی، اپنے لیے مخصوص مذہبی عقیدے متعین کیے اور دنیوی فلاح یا اخروی نجات کے لیے لگ لگ راہ عمل اختیار کی۔ گویا بنیادی عقیدہ یعنی پیغمبروں کی حیثیت اور ان کے منجانب اللہ ہونے سے کسی کو انکار نہیں۔

پیغمبروں کے متعلق یہ حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ جب ہم قرآن کی اس آیت پر غور کرتے ہیں۔ کہ "ہم تو ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیج چکے ہیں۔" قرآن کے ان الفاظ سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ خدا نے اپنی مخلوق کو گمراہی سے بچانے اور انہیں زندگی کا سلیبہ سکھانے کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے پیغمبر اور رسول بھیجے۔ جو انہیں جیسے انسان تھے۔ مگر ان کی ذات جامع صفات و کمالات تھی۔ وہ انسانیت کے پیکر اور انسانی عظمت و شرافت کا مجسمہ تھے ان کی زندگی ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک

لَهُ دَمًا نَزِيلٌ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مَبْتَلِينَ وَمُنذِرِينَ (الکہف ع) اور ہم تو پیغمبروں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں۔ کہ

لَهُ دَمًا نَزِيلٌ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مَبْتَلِينَ وَمُنذِرِينَ (الکہف ع)

تھی۔ وہ خدا کا درجہ تو نہ رکھتے تھے مگر خدائی اوصاف سے متصف ضرور تھے۔ انھوں نے بنی نوع انسان کو کفر و شرک کی گراہیوں اور فحشیت کی گراہیوں سے نکال کر حق اور وحدانیت کی راہ نجات اور اوج شریا کی بلندیوں سے ہمکنار کرنے کی سعی کی۔ مختصر یہ کہ ان کی ذات خدا اور انسان کے درمیان ملاپ کا ایک وسیلہ تھی۔

ان میں سے بعض اپنی کوششوں میں کامیاب ہوئے اور بعض کی کوششیں بے نتیجہ رہیں۔ بعض انسانوں نے ان فرستادوں کی سچی تعلیم کو اپنا شعار بنا کر اپنی دنیا اور عاقبت سنوار لی اور بعض بدستور ضلالت کی راہ پر گامزن رہے۔ بعض ان پر ایمان لے آئے اور بعض نے نہ صرف انھیں جھٹلایا بلکہ طرح طرح کے اہتمام باندھے اور انھیں اذیتیں دیں۔ انسانوں میں کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے انھیں فوق انسان ہستی قرار دے کر ان کو خدا کے مقام تک پہنچا دیا پھر ان کی تعلیم کو کپتانیے ناقابل عمل قرار دے کر اپنی بے بسی کا اظہار کیا اور اس طرح دینی اور دنیوی استغاثے سے محروم رہے۔

### تعداد و اقسام

دنیا میں جس قدر پیغمبر گذرے ہیں۔ بعض روایتوں کے مطابق ان کی تعداد لاکھ سے متجاوز زبان کی جاتی ہے۔ مگر مستند تاریخوں زایوں اور آسمانی کتابوں کے ذریعہ تحقیق کرنے پر بہت تھوڑے پیغمبروں کے نام، مقامات یا ان کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔ تاہم قرآن میں پیغمبروں کی تعداد کے متعلق مختلف مقامات پر جس انداز سے ذکر آیا ہے اس کے تحت مذکورہ بالا تعداد کا اندازہ قرین قیاس ہے۔ قرآن کے مختلف آیات یہ ہیں۔

۱۔ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا (المؤمنون ۲۰)

۲۔ تَا لَلَّو لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ (النمل ۶)

۳۔ وَمَا كُنَّا مَعَدِّينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

(بنی اسرائیل ۲۰)

۴۔ وَإِن مِّن أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

(فاطر ۲۳)

۵۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِعْرِ الْأَوَّلِينَ (النمل ۸)

پھر ہم اپنے پیغمبر لگاتار بھیجتے رہے۔  
قسم اللہ کی، ہم تجھ سے پہلے کئی قوموں کی طرف پیغمبر بھیج چکے ہیں۔  
اور ہم اس وقت تک (کسی کو) عذاب کرنے والے نہیں جب تک  
کوئی پیغمبر نہ بھیجیں۔

اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں (کوئی نہ کوئی) ڈرانے والا  
پیغمبر نہ گزرا ہو۔

اور ہم تم سے پہلے کئی فرقوں میں پیغمبر بھیج چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب ایسے تمام پیغمبروں کے حالات پر مشتمل ہے جن کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت قرآن اور دیگر آسمانی کتب میں ملتا ہے یا مستند تاریخی روایات سے ان کے لیے جواز ہم پہنچتا ہے۔ چونکہ کسی ایک مذہب یا فرقے کی نمائندگی کتاب کے مقاصد میں شامل نہیں۔ اس لیے مذکورہ بالا ذرائع سے جس کسی پیغمبر کے حالات بھی دستیاب ہو سکے ہیں کتاب کی جامعیت اور قارئین کی وسعت معلومات کے لیے انہیں درج کر دیا گیا ہے۔

کتاب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انبیائے کرام جیسی عظیم ہستیوں کے عظیم کردار ان کے اخلاق و عادات، ان کے عملی کارنامے ان کی تعلیمات اور ان کی وہ خدمات جو انھوں نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود، ان کی مادی اور روحانی اصلاح اور تہذیب و تمدن کی

کے سلسلے میں انجام دیں ان کا مختصر خاکہ قارئین کے سامنے رکھا جائے تاکہ ان کے کردار اور ان کی تعلیمات کی روشنی میں ہر شخص کی طور پر بھی اپنے آپ کو پرکھ اور سمجھ سکے اور سائنس کی اس مادی اور عقلی ترقی کے جدید دور میں ہم ان عظیم اور قدیم مستویوں اور اخلاق اور ان کے عملی کاموں کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اور دنیوی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور دینی ترقی اور فی اصلاح سے بھی غافل نہ رہیں۔

کتاب کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں چند ضروری گزارشات یہ ہیں۔

پہلے حصے میں ان سنیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے حالات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔  
 دوسرے حصے میں ان سنیوں کا بیان ہے جن کے نام قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ مگر ان کے حالات قرآن مجید میں نہیں ملتے۔ البتہ بائبل میں ان کے حالات ملتے ہیں۔ ایسے سنیوں کا حال بیان کرتے وقت بائبل سے مدد لی گئی ہے ان سنیوں میں سے بعض کے نام بھی قرآن مجید میں نہیں آئے۔ مگر مفسرین بعض آیات کے سلسلے میں ان کے واقعات لاتے ہیں۔  
 تیسرے حصے میں ان سنیوں کا ذکر ہے جن کے حالات صرف بائبل میں آئے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا نام آیا ہے اور نہ حالات ملتے ہیں۔ البتہ اسلامی تاریخوں میں ان ہادیوں اور رہنماؤں کے حالات اختصار کے ساتھ مذکور ہیں۔

غرض ان تمام حضرات کرام کے حالات کے سلسلے میں صرف قرآن کریم، بائبل یا مستند تاریخی کتب پر بھروسہ کیا گیا ہے اور واقعات صحت کا بیان تک اہتمام کیا گیا ہے کہ بعض ایسی روایات جو خاص و عام میں عالمگیر پیمانے پر مقبول ہیں، جب تک ان کی تصدیق نہیں کی انہیں تحریر میں لانے سے اجتناب کیا گیا ہے۔ حالات کے متعلق پوری پھان بین کی گئی ہے۔ کوئی ضروری ماخذ چھوڑا نہیں گیا۔  
 بن اصل اعتماد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر رہا ہے۔

حالات ایسے انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ ہر سنی کی شخصیت، دعوت قوم کی حالت اور دعوت کے نتائج سامنے آجائیں۔ قرآن مجید سے ان امور پر خاص روشنی پڑتی ہے۔

آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ جن اصحاب کے نام قرآن مجید میں سلسلہ انبیائے کرام آچکے ہیں ان کے سوا کسی کی نبوت کے متعلق قطعی دعویٰ مشکل ہے۔ نیز جو حالات تورات سے اذکر کے لکھے گئے ہیں ان کے بارے میں بھی یہ دعویٰ مشکل ہے کہ وہ قرآن مجید کے بیان کردہ حالات کے برابر مستند اور قابل اعتماد ہیں۔

”ادارہ“

قرآن مجید کی یہ خوبی ہے کہ اس کا انداز بیان تاریخی نہیں۔ اس لیے وہ بے جا تفصیلات میں نہیں جاتا۔ بلکہ جہاں کہیں کوئی واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے وہاں ساری تفصیل بیان کرنے کے بجائے صرف اتنی بات بیان کر دیتا ہے۔ جتنی اس ضمن میں ضروری ہوتی ہے۔ چنانچہ سنیوں کے حالات بیان کرنے وقت بھی صرف اتنی بات کہتا ہے جو ضروری ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (سورہ ع) (بعض سنیوں کو ہم نے بیان کیا ہے۔ جن کا قصہ ہم نے

# فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۳	تبلیغ و اشاعتِ دین			حصہ اول	
۱۴	ہجرت کے واقعات		۱	حضرت آدم علیہ السلام	
۱۴	علم و فضل			پیدائش آدم اور ابلیس کا قصہ	
۱۵	اولاد اور وفات		۱	عظمتِ آدم	
۱۶	حضرت نوح علیہ السلام	۳	۲	ابلیس کی سرکشی	
۱۶	نسب اور مقامِ بعثت		۳	غرور اور تکبر کی جہالت	
۱۷	دعوت و تبلیغ		۵	حضرت آدم کی تعلیم	
۱۸	گمراہوں کی ایذا دہی		۶	حضرت حوا اور قیامِ جنت	
۱۸	قرآن مجید کا بیان		۶	آدم اور حوا کا جنت سے نکلنا	
۱۹	قوم کی بے باکی اور شورہ پستی		۸	قابل و نابل	
۲۰	طلبِ عذاب		۹	بصیرتیں اور عبرتیں	
۲۱	بارگاہِ الٰہی میں دعا		۱۰	عمر اور نسب نامہ	
۲۱	سفینہٴ نوح		۱۱	آدم کی دعا	
۲۱	طوفان		۱۱	حضرت شیث	
۲۲	جو دی اور رار راط		۱۱	حافظ ابن کثیر کا بیان	
۲۲	پسرِ نوح		۱۳	حضرت ادریس علیہ السلام	
۲۳	نجات کا اصل الاصول		۱۳	اہل سیر و تاریخ کا اختلاف	
۲۳	طوفان عالمگیر تھا یا محدود؟		۱۳	حضرت ادریس	
۲۴	حضرت نوح کی عمر اور اولاد				



صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۴	عذاب کی نوعیت		۲۵	حضرت نوح کی دعائیں	
۲۵	اللہ کا انصاف		۲۶	حضرت ہود علیہ السلام	۴
۲۵	وفات		۲۶	قوم عاد	
۲۵	حضرت لوط کی دعائیں		۲۶	عاد کا مکن	
۲۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۷	۲۶	عاد کا مذہب	
۲۶	فضیلت		۲۷	وقت و غرور اور اخلاقی حالت	
۲۷	ابتدائی حالات		۲۷	بعثت ہود	
۲۷	باپ کو دعوتِ حق اور اس سے علیحدگی		۲۷	حضرت کی تعلیم	
۲۸	قوم کو دعوتِ حق		۲۸	قوم کا مخالفانہ رویہ	
۲۸	ستارہ پرستی کی تردید		۳۲	قوم عاد کی تباہی	
۲۹	قوم کی مہٹ دھرمی		۳۲	وفات	
۲۹	بتوں کے خلاف جنگ		۳۵	حضرت صالح علیہ السلام	۵
۵۱	قوم کی ریشہ دوانیاں		۳۵	ثمود	
۵۱	بادشاہ وقت کو دعوتِ حق اور اس سے مباہلتہ		۳۵	بعثت صالح اور تبلیغ حق	
۵۲	آتش نمرود		۳۷	ثمود کی تباہی	
۵۲	وطن سے ہجرت		۳۸	حجر پر رسول اکرم کا گزر	
۵۲	حضرت ہاجرہ سے نکاح		۳۹	حضرت لوط علیہ السلام	۶
۵۲	بیوی بچے کی جدائی		۳۹	ابتدائی حالات	
۵۲	بے مثال قربانی		۳۹	نیا مرکز	
۵۵	بیت اللہ کی تعمیر		۳۹	قوم لوط کی اخلاقی اور عملی حالت	
۵۷	ازواج مطہرات اور اولاد		۴۰	حضرت لوط اور تبلیغ حق	
۵۷	حضرت کی دعائیں		۴۱	قوم کی سرکشی	
۶۰	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۸	۴۲	ملائکہ کی آمد	
۶۰	ولادت		۴۲	سدم کی بربادی	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۷۲	حضرت یوسف علیہ السلام	۱۱	۶۰	فضیلت	
۷۲	نسب نامہ		۶۰	شیرخوارگی کے حالات	
۷۲	خصوصیات		۶۱	رضائے الہی کے لیے جان کی پیش کش	
۷۲	ابتدائی حالات		۶۳	ذبح کون تھا؟	
۷۲	یوسف کا خواب		۶۳	کعبے کی تعمیر اور خدمت	
۷۳	بھائیوں کی سازش		۶۵	نبوت اور تسلیم	
۷۵	یوسف مصر میں		۶۶	اولاد	
۷۷	ہمتان اور قید زنداں		۶۶	حضرت اسحاق علیہ السلام	۹
۷۹	دعوت و تبلیغ		۶۶	ولادت کی بشارتیں	
۸۲	فرعون مصر کا خواب		۶۸	نبوت	
۸۲	حضرت یوسف کی تدبیر		۶۸	شادی	
۸۶	تھپ سالوں اور بھائیوں کی ملاقات		۶۹	اولاد	
۸۸	بھائیوں کی دوبارہ آمد		۷۰	حضرت یعقوب علیہ السلام	۱۰
۸۹	بن یمن یوسف کے قبضے میں		۷۰	ولادت	
۹۰	برادران یوسف کی سہ بارہ آمد		۷۰	ابتدائی حالات	
۹۲	خاندان یعقوب مصر میں		۷۰	بھائیوں کی کشیدگی	
۹۲	وفات		۷۱	نبوت کی بشارت	
۹۵	حضرت یوسف کی دعائیں		۷۱	ماموں کے ہاں قیام	
۹۶	حضرت شعیب علیہ السلام	۱۲	۷۱	شادی	
۹۶	قوم مدین		۷۲	واپسی اور قیام فلسطین	
۹۶	بہشت شعیب اور اشاعت اسلام		۷۲	رشتہ اخوت کی استواری	
۹۸	قوم کی طرف سے ایذا دہی		۷۲	اسرائیل	
۱۰۰	عذاب الہی کی وعید		۷۲	زندگی کے آخری ایام	
۱۰۰	مدین والوں کی تباہی		۷۳	اولاد	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۱۳	منصب نبوت		۱۰۱	وفات	
۱۱۴	خصائص		۱۰۱	حضرت موسیٰ کی آمد مدین میں	
۱۱۴	منطق الطیر		۱۰۲	حضرت داؤد علیہ السلام	۱۳
۱۱۴	ایک نکتہ		۱۰۲	منصب نبوت و حکومت	
۱۱۴	تسخیرِ ریح		۱۰۲	نام و نسب	
۱۱۵	بیت المقدس کی تعمیر		۱۰۳	ابتدائی حالات	
۱۱۶	ہیکل کی سرگزشت		۱۰۳	قرآن عزیز میں ذکر	
۱۱۹	گھوڑوں کا واقعہ		۱۰۴	اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کی جنگ	
۱۲۰	ملکہ سبا کا واقعہ		۱۰۵	حضرت داؤد کی شجاعت	
۱۲۰	واقعہ		۱۰۶	حضرت داؤد کی مقبولیت اور ہر دلخیزی	
۱۲۶	ملکہ سبا کا ذکر تورات میں		۱۰۶	طاہرات کی مفاہمت	
۱۲۷	ضروری گذارشات		۱۰۷	عطائے نبوت و حکمت	
۱۲۷	حضرت سلیمان کی دعائیں		۱۰۷	عظمت و شوکت	
۱۲۸	ملکہ سبا کی دعا		۱۰۸	عطائے زبور	
۱۲۹	حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام	۱۵	۱۰۸	تسبیح جبال و طیور	
۱۲۹	مصر میں بنی اسرائیل کی کیفیت	۱۵	۱۰۹	تسبیح و تحمید	
۱۲۹	ظلم و تشدد کا دور		۱۰۹	حضرت داؤد کا ذریعہ معاش	
۱۳۰	تورات کا بیان		۱۱۰	حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہے کا نرم ہونا	
۱۳۱	فرعون موسیٰ		۱۱۰	منطق الطیر	
۱۳۱	فرعون موسیٰ کا خواب		۱۱۱	وفات	
۱۳۲	حضرت موسیٰ کی ولادت		۱۱۲	حضرت سلیمان علیہ السلام	۱۴
۱۳۳	حضرت موسیٰ کی پرورش		۱۱۲	نسب	
۱۳۳	حکمت الہی		۱۱۲	قرآن عزیز میں ذکر سلیمان	
۱۳۵	حضرت موسیٰ کا مصر سے نکلنا		۱۱۳	ابتدائی حالات	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۸۴	بعل کا بت		۱۳۸	حضرت موسیٰ مدین میں	
۱۸۵	تبلیغ و ہدایت		۱۳۹	بعثت	
۱۸۵	تخط سالی		۱۴۶	حضرت موسیٰ فرعون کے دربار میں	
۱۸۶	قوم کی بد عہدی		۱۵۱	جادوگروں سے مقابلہ	
۱۸۶	ایک نکتہ		۱۵۴	فرعون کی بوکھلاہٹ	
۱۸۸	حضرت ایوب علیہ السلام	۱۷	۱۵۵	اعجازِ الہی	
۱۸۸	حسب و نسب		۱۵۶	پیردانِ موسیٰ کی گھبراہٹ	
۱۸۸	قرآن میں ذکر		۱۵۷	حضرت موسیٰ کی دعا	
۱۸۸	تورات میں ذکر		۱۵۸	مردِ مومن	
۱۸۸	ابتدائی حالات		۱۶۱	فرعون کا دعوئے ربوبیت	
۱۸۹	تورات کی روایات		۱۶۲	عذابِ الہی	
۱۹۲	صبرِ ایوبی		۱۶۳	فرعون کی غرقابی	
۱۹۳	شفایابی		۱۶۷	پیردانِ موسیٰ کا کفرانِ نعمت	
۱۹۳	مست و شادمانی کا نیا دور		۱۶۹	حضرت موسیٰ کا طور پر	
۱۹۴	وفات		۱۷۰	نزولِ تورات	
۱۹۴	تناجج و بصائر		۱۷۰	گوسالہ پرستی	
۱۹۵	حضرت ایوب کی دعا		۱۷۶	ارضِ مقدس کا وعدہ	
۱۹۶	حضرت یونس علیہ السلام	۱۸	۱۷۸	حضرت موسیٰ اور قارون کا واقعہ	
۱۹۶	نینوا		۱۸۰	حضرت ہارون کی وفات	
۱۹۶	اہلِ نینوا		۱۸۱	حضرت موسیٰ کی وفات	
۱۹۶	بعثت		۱۸۲	بصیرتیں اور عبرتیں	
۱۹۸	قرآن کا بیان		۱۸۳	حضرت موسیٰ کی دعائیں	
۱۹۹	صحیفہ یوناہ کا بیان		۱۸۴	حضرت الیاس علیہ السلام	
۲۰۲	ایک نکتہ		۱۸۶	قومِ الیاس	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۱۸	یہودیوں کی ناراضی		۲۰۳	ابن کثیر کا بیان	
۲۱۹	واقعہ شہادت		۲۰۳	بیل کا واقعہ	
۲۲۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۱	۲۰۴	قوم یونس کی ترقی اور انحطاط	
۲۲۱	نبی اسرائیل کی اخلاقی اور مذہبی حالت		۲۰۴	حضرت یونس کی دعا	
۲۲۱	والدہ کو بشارت		۲۰۵	وفات	
۲۲۳	حضرت عیسیٰ کی ولادت		۲۰۶	حضرت زکریا علیہ السلام	۱۹
۲۲۵	نبوت		۲۰۶	حسب و نسب	
۲۲۶	معجزات		۲۰۶	قرآن اور انجیل کا بیان	
۲۲۶	حضرت کی تعلیمات		۲۰۶	عمران اور حنہ	
۲۲۹	نزولِ مائدہ		۲۰۶	ولادت مریم	
۲۳۰	پہاڑی کا وعظ		۲۰۸	حضرت مریم کا قرب خداوندی	
۲۳۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر		۲۰۸	حضرت زکریا کی دعا	
۲۳۶	رفع الی السماء		۲۰۸	بشارت	
۲۳۶	حضرت عیسیٰ کیا تھے؟		۲۰۹	قرآن کا بیان	
۲۳۸	حضور نبی اکرم ص کے متعلق		۲۱۱	تورات کا بیان	
	حضرت عیسیٰ کی بشارت		۲۱۳	دعوت و تبلیغ	
۲۳۸	اہم خصوصیات		۲۱۳	شہادت کا واقعہ	
۲۴۱	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲	۲۱۳	حضرت زکریا کی دعائیں	
۲۴۱	تمہید		۲۱۵	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۲۰
۲۴۱	دنیا کی عام حالت		۲۱۵	نام و نسب	
۲۴۱	عرب کی حالت		۲۱۵	ابتدائی حالات	
۲۴۲	طلوع آفتاب		۲۱۶	منصب نبوت	
۲۴۲	نام و نسب		۲۱۶	حشیت النبی	
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		۲۱۶	حدیث رسول	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحو	عنوانات	نمبر شمار
۲۶۰	حضرت علیؑ کی فداکاری		۲۲۴	ولادت	
۲۶۰	غار ثور میں قیام		۲۲۴	حالات قبل از بعثت	
۲۶۰	حضرت ابو بکرؓ کی بناں شاری		۲۲۵	بعثت	
۲۶۱	سفر کے انتظامات		۲۲۶	دعوتِ حق	
۲۶۱	العام کا اعلان		۲۲۷	اہل خاندان کی دعوت	
۲۶۲	اہل مدینہ کا انتظار		۲۲۸	راہِ حق میں پہلا خون	
۲۶۲	مدینہ کی آبادی کی کیفیت		۲۲۸	عام تبلیغ	
۲۶۲	مدینہ میں داخلہ		۲۲۹	قریش کا وفد ابوطالب کے پاس	
۲۶۲	مسجد کی تعمیر		۲۲۹	قریش کا نظام و ستم	
۲۶۳	مواخات		۲۵۱	ہجرتِ حبشہ	
۲۶۳	معاہدے اور انتظامات		۲۵۱	قریش کا جوشِ انتقام	
۲۶۳	جنگ کا پیش خمیہ		۲۵۳	شعب ابوطالب میں خصوصی	
۲۶۵	مسلمانوں کی روانگی		۲۵۴	غم کا سال	
۲۶۵	جنگِ بدر		۲۵۵	امراء یا معراج	
۲۶۷	جنگِ سويق		۲۵۵	طائف کا سفر	
۲۶۷	جنگِ احد		۲۵۵	راہِ حق میں جان کی بازی	
۲۶۸	جنگِ احد اور زینِ عزیز		۲۵۶	حضورؐ کی دعاء	
۲۶۹	نئی جنگ کا پیش خمیہ		۲۵۶	واقعہ طائف کا ردِ عمل	
۲۷۰	مسلمانوں کے انتظامات		۲۵۶	سیرت کی ایک ممتاز جھلک	
۲۷۰	جنگِ خندق		۲۵۷	مکہ کو واپسی	
۲۷۱	قرآنِ عزیز کا بیان		۲۵۷	بیعتِ عقبیٰ اولیٰ	
۲۷۱	واقعہ خدیبیہ		۲۵۸	بیعتِ عقبیہ ثانیہ	
۲۷۳	بنو قریظہ کا فیصلہ		۲۵۸	ہجرتِ مدینہ	
۲۷۳	فرمانِ رواؤں کو دعوتِ حق		۲۵۹	قتل کے ناپاک منصوبے	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۸۹	مہمان نوازی		۲۷۸	فتح خمیس	
۲۸۹	کشمجاعت واستقلال اور عزم و ہمت		۲۷۶	جنگ موتہ	
۲۹۰	رسول اللہ کی دعائیں		۲۷۴	مسلمانوں کی بنے نمل بہادری اور قربانیاں	
۲۹۵	دوسرا حصہ	۲۳	۲۷۷	فتح مکہ	
۲۹۵	حضرت ذوالکفل علیہ السلام		۲۷۷	جنگ کے اسباب	
۲۹۵	قرآن کا بیان		۲۷۷	مکہ میں داخلہ	
۲۹۵	روایات		۲۷۸	بنی اکرم کے داخلے کی کیفیت	
۲۹۷	حضرت عزیز علیہ السلام	۲۲	۲۷۸	عقیقہ عام	
۲۹۷	نسب		۲۷۹	فتح مکہ کے نتائج	
۲۹۷	قرآن کا بیان		۲۷۹	غزوہ حنین	
۲۹۷	تاریخی حالات		۲۸۰	غزوہ تبوک	
۲۹۷	نبوت		۲۸۱	پہچے رہ جانے والے لوگ	
۲۹۸	قرآنی واقعہ		۲۸۲	معافی	
۲۹۹	وفات		۲۸۲	وفدوں کا سال	
۳۰۰	حضرت یونس علیہ السلام	۲۵	۲۸۳	حجۃ الوداع	
۳۰۰	تہنید		۲۸۵	علالت اور وفات	
۳۰۱	نسب		۲۸۶	ازواج مطہرات	
۳۰۱	منصب نبوت		۲۸۷	آنحضرت ﷺ کے عادات و خصائل	
۳۰۱	ارض مقدس کی فتح		۲۸۷	سادگی اور نفاست	✓
۳۰۳	وفات		۲۸۷	عجز و انکسار اور بے تکلفی	✓
۳۰۳	تیسرا حصہ		۲۸۸	عفو و درگزر	✓
۳۰۴	حضرت ایسح علیہ السلام	۲۶	۲۸۸	عدل و انصاف	✓
۳۰۴	عطائے نبوت کا واقعہ		۲۸۸	ہمدردی، فیاضی اور غریبوں کی حمایت	✓
۳۰۴	قرآن کا بیان		۲۸۹	جاہلوں سے ہمدردی	✓

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	حصہ چہارم		۳۰۵	تبلیغ	
	پہلا باب	۳۱	۳۰۶	حضرت حزقی اہل علیہ السلام	۲۷
۳۲۷	وحی، نزول وحی اور صاحب وحی		۳۰۶	نام و نسب اور بعثت	
	دوسرا باب	۳۲	۳۰۶	تاریخی روایات	
۳۲۶	پیغمبروں کے اوصاف نشانیاں اور معجزے		۳۰۷	قرآن کا بیان	
	تیسرا باب	۳۳	۳۰۸	حضرت سمویل علیہ السلام	۲۸
۳۶۴	آسمانی کتابیں اور صحیفے		۳۰۸	نام و نسب	
	چوتھا باب	۳۴	۳۰۸	بعثت	
۳۹۱	پیغمبروں کی تعلیمات (ادامرو لہا ہی)		۳۱۳	حضرت دانیال علیہ السلام	۲۹
	پانچواں باب	۳۵	۳۲۰	حضرت یرمیاہ علیہ السلام	۳۰
۴۳۹	پیغمبروں کے اقوال و ارشادات		۳۲۱	حالات	



أولادنا



# حضرت آدم علیہ السلام

انبیائے کرام کے متعلق قرآن کریم میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور ان کے حالات قرآن کی سب سے پہلی سورہ البقرہ کے علاوہ مزید آٹھ سورتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں سے کہا کہ میں عنقریب مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں، جسے زمین پر میری خلافت کا شرف حاصل ہوگا، جو اختیار دار اور مالک ہوگی، میری زمین پر اسے ہر قسم کا تصرف اور اختیار ہوگا اور وہ "بشر" کہلائے گی۔

فرشتے یہ سن کر بہت حیران ہوئے اور عرض کی کہ اے باری تعالیٰ اگر اس مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ دن رات تیری عبادت کرے، تیری حمد و ثنا اور تقدیس و بزرگی کے گن گائے تو اس کے لیے ہم پہلے ہی سے موجود ہیں جو بے چون و چرا تیرا ہر حکم بجالاتے اور تیری حمد و ثنا میں لگے رہتے ہیں۔ پھر بشر کو پیدا کرنے کی ایسی کیا ضرورت آ پڑی، ایسا نہ ہو کہ کہیں یہ مخلوق زمین میں شر و فساد پھیلانے اور خرابی اور خونریزی بپا کرے، اے ہمارے پروردگار! آخر ایسی مخلوق پیدا کرنے میں تیری کیا مصلحت ہے؟

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَلِقَدِّسُ لَكَ (البقرہ ۲۰)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب، فرشتے کہنے لگے، کیا تو پیدا کرے گا زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں تیری۔

فرشتوں کا یہ سوال اس لیے نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس مسئلہ میں بحث یا مناظرہ کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ آدم کی تخلیق اور اسے زمین پر اللہ کا نائب مقرر کرنے کی وجہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ ایک بڑا عجیب معاملہ تھا۔ وہ جانتے تو تھے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، لیکن وہ اس کی حکمت کا راز معلوم کرنے کے مشتاق تھے۔

ان کے سوال کے جواب میں باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ "میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے۔" سا آدم کا خمیر ایک ایسی مٹی سے گوندھا گیا، جو تہی تبدیلی قبول کرنے کی اہلیت رکھتی تھی جب مٹی کا جسدِ خاکی تیار ہو گیا اور مٹی پختہ ٹھیکری کی طرح آواز دینے اور کھنکھانے لگی تو اللہ کے حکم سے اُس میں رُوح پھونکی گئی اور وہ گوشت پوست اور ہڈی کا زندہ انسان

بن گیا جو ارادے، شعور، فہم و ادراک جس حرکت اور وجدانی جذبات و کیفیات کا حامل تھا۔

**عظمتِ آدم** | فرشتوں نے آدم کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا تھا، یعنی یہ کہ وہ زمین میں شر و فساد اور خرابی پھیلانے کا اس سے اگرچہ آدم کی تحقیر مراد نہ تھی، تاہم جب حضرت آدمؑ وجود میں آگئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں پر اس کی برتری اور عظمت کا اظہار کرنے کے لیے حکم دیا کہ فرشتے آدمؑ کو سجدہ کریں۔

**ابلیس کی سرکشی** | تمام فرشتوں نے تعمیل ارشاد کی مگر ابلیس (شیطان) نے غرور و تمکنت کی بنا پر صاف انکار کر دیا۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کی تفصیلات مختلف مقامات پر یوں مذکور ہیں:

اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو (اور جنوں کو بھی) کہ سجدتے ہیں گرجاؤ آدمؑ کے سامنے، سو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے، اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔

وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا  
لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ  
وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ

(البقرہ ع ۴)

اور تم نے تم کو پیدا کیا ہے، پھر تم نے ہی تمہاری صورت بنائی پھر تم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ  
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا  
إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ، (اور ان ع ۴)  
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ  
مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ وَالْجِبَانَ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ  
مِنْ نَّارِ السَّمُومِ، وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي  
خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ، فَإِذَا  
سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ  
سَاجِدِينَ، فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ  
إِلَّا إِبْلِيسَ ابَى أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ

(حجر ع ۱۲)

اور ہم نے انسان کو بھتی ہوئی مٹی سے جو کہ مٹھے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب آپ کے رب نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک بشر کو بھتی ہوئی مٹی سے جو کہ مٹھے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔ سو میں جب اسے پورا بنا چکوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدے میں گر پڑنا۔ سو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدمؑ کو) سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے کہ اس نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔

اور جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ کر دو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کی حکم عدولی کی، سو کیا تم پھر بھی اسے اور اس کے پیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو

وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ  
فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ مَا كَانَ مِنَ الْبَاطِلِ فَفَسَقَ عَنْ  
أَمْرِ رَبِّهِ فَتَخَذَ مِنْهُ وَدُورَةً أُولَئِكَ

لہ اس سے خلافت ارضی کا استحقاق ثابت کرنا بھی مرد تھا۔

مجھے چھوڑ کر حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں، یہ ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے۔

جب کہ آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں، سو میں جب اُسے پورا بنا چکوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدے میں گر پڑنا سو (تعب اللہ نے) اسے بنایا تو سب فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے دریافت فرمایا کہ کس بات نے تجھے سجدہ کرنے سے انکار اور میرے حکم سے نافرمانی پر آمادہ کیا؟ ابلیس نے جواب دیا، اس بات نے کہ میں آدم سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔

**غرور اور تکبر کی جہالت** | غرور و تکبر کی جہالت کے باعث اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکار کرنے پر ابلیس بارگاہ ایزدی سے راندہ گیا۔ اور جنت سے محروم ہو گیا۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ روز قیامت تک میری زندگی کی رسی دراز کر دی جائے۔ اس کی یہ درخواست منظور ہوئی اور اسے قیامت تک زندگی کی جہالت دے دی گئی۔ ابلیس نے آدم کے خلاف انتقامی جذبے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں آدم کو تیرے رستے پر چلنے سے روکوں گا اور اسے گمراہ کروں گا۔ اولاد آدم کو تیرا شکر گزار بناؤں گا اور فسق و فجور میں مبتلا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اپنی کوشش کر گزر۔ میرے مخلص بندے کبھی تیرے فریب میں نہ آئیں گے البتہ جو تیرے کہنے پر چلیں گے وہ تیرے ہی ساتھی ہوں گے۔ اور میں ان سے دوزخ کو بھردوں گا۔

قرآن مجید میں یہ ذکر کئی مقامات پر آیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ يَا ابْلِيسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيدِي، اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرِجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي اِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝

قَالَ رَبِّ خَاطِبُنِي اِلَى يَوْمِ يَبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ نَبِعَسْرَتِكَ لَا اَعُوْذُ بِهَمَّ اَجْمَعِيْنَ ۝

حق تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس! جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے سجدہ کرنے سے تجھے کوئی چیز مانع ہوئی کہ تو غرور میں آگیا، یا یہ کہ تو واقع میں بڑے درجے والوں میں ہے۔ کہنے لگا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہوا تو راجھا پھر آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت کے دن تک۔ ابلیس نے کہا اے میرے رب مجھے قیامت کے دن تک جہالت دیجیے۔ ارشاد ہوا کہ جب تو جہالت مانگتا ہے، تجھے وقت معین کی تاریخ تک جہالت دی گئی کہتے (جب مجھے جہالت مل گئی، تو مجھے بھی تیری عزت کی قسم کہ میں ان

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ۚ قَالَ فَالْحَقُّ ۖ  
 وَالْحَقُّ أَقْوَلُ ۚ لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ بِمَنْ تَبَعَكَ  
 مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۚ (ص ۵)

پھر فرمایا:

مَا مَنَعَكَ إِلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۚ قَالَ  
 أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ  
 طِينٍ ۚ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ  
 فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ۚ قَالَ أَنظِرْنِي  
 إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۚ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۚ  
 قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ  
 الْمُسْتَقِيمَ ۚ ثُمَّ لَا تَبِينَ لَهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ  
 وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ  
 وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۚ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا  
 هَذَا وَ مَا مَدَّ حُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ  
 لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ۚ

راوان (ع)

مزید دو مقاموں پر یہ امر اس طرح مذکور ہے:  
 قَالَ يَا بَلِيسُ مَا لَكَ إِلَّا تَكُونُ مَعَ السَّاجِدِينَ  
 قَالَ لَوْ أَنِّي لَأَسْجُدُ لِشَيْءٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ  
 حَمِيمٍ مَسْنُونٍ ۚ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۚ  
 وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۚ قَالَ رَبِّ  
 فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۚ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ  
 الْمُنظَرِينَ ۚ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۚ قَالَ  
 رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ لَا زِيَارَةَ لِيُتْرَكَ لِي فِي الْأَرْضِ  
 وَلَا أَعُوذُ بِهِمْ أَجْمَعِينَ ۚ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ

سب کو گمراہ کروں گا، بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کیے گئے ہیں  
 ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو ہمیشہ سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے  
 اور جو ان میں تیرا ساتھ دے ان سب سے دوزخ کو بھردوں گا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھے اس سے کون امر مانع ہے  
 جبکہ میں تجھے حکم دے چکا۔ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ  
 سے پیدا کیا ہے اور اسے خاک سے پیدا کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تو  
 آسمان سے اتر، تجھے کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے آسمان میں رہ کر سو  
 نکل، بیشک تو ذیلیوں میں شمار ہونے لگا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے ہمت دیجیے  
 قیامت کے دن تک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے ہمت دی گئی، وہ کہنے لگا  
 بہ سبب اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان  
 کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بٹھوں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے  
 بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں  
 جانب سے بھی اور آپ ان میں اکثروں کو احسان ماننے والا نہ پائیں گے اللہ  
 نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل، جو شخص ان میں سے تیرا کسانا بیگا  
 میں ضرور تم سے جہنم کو بھردوں گا۔

اللہ نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں میں شامل  
 نہ ہوا، کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بھتی ہوئی  
 مٹی سے جو کہ مٹے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے ارشاد ہوا تو  
 اچھا پھر تو آسمان سے نکل کیونکہ بے شک تو مردود ہو گیا اور بے شک تجھے پر  
 لعنت رہے گی قیامت کے دن تک، کہنے لگا کہ پھر مجھ کو ہمت دیجیے۔  
 قیامت کے دن تک، ارشاد ہوا تجھے معین وقت کی تاریخ تک ہمت دی گئی۔  
 کہنے لگا اے میرے رب بہ سبب اس کے کہ آپ نے مجھے رکھ کر تکرین (گمراہ کیا ہے)  
 میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں ان کی نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا اور

الْمُخْلِصِينَ ۚ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۚ إِنَّ عِبَادِي  
 لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ  
 الْغَاوِينَ ۚ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۚ  
 (الحجر ع)

سورہ نبی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے :

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْ وَاِلٰٓءَآءَ  
 فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبٰلِیْسَ ۙ قَالَ ؕ اَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ  
 طٰٓئِنًا ۙ قَالَ اَرۡءَیْتَ كَ هٰذَا الَّذِیۡ كَرَّمْتَ عَلٰٓی  
 لٰٓئِنۡ اٰخِرَتِنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَآحْتَنِبَنَّ  
 ذُرِّیَّتَهُۥ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ  
 مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآءٌ لِّمَنْۢ بَدُوْا ۙ وَرَآه  
 وَاسْتَفۡرِزۡ مِنْۢ مِّنۡهُمۡ بِصُوۡتِكَ  
 وَاَجۡلِبۡ عَلَیْهِمْ بِخَبْرِكَ وَشَارِكُہُمْ فِی  
 الْاَمْۡوَٰلِ وَاِلٰٓءَآءَ وَاَعِدُّہُمْ وَاَمَّا یَعِدُہُمْ  
 الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۙ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیْسَ لَكَ  
 عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ ۙ وَكَفٰی بِرَبِّكَ ذٰكِرًا ۙ (نبی اسرائیل ع)

ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کیے گئے ہیں۔  
 ارشاد ہوا کہ (دہاں) ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے۔ واقعی تیرا  
 میرے ان بندوں پر ذرا بھی بس نہ چلے گا، ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں سے تیری  
 راہ پر چلنے لگے (تو چلے) اور (جو لوگ تیری راہ پر چلیں گے) ان سب سے جہنم کا وعدہ

اور جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو ان سب نے  
 سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو  
 آپ نے مٹی سے بنایا ہے کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے مجھ پر فوقیت دی  
 ہے تو بھلا بتلائیے تو خیر اگر آپ نے مجھ کو قیامت کے زمانہ تک حلت دیدی  
 تو میں (بھی) بجز قدر سے قلیل لوگوں کے اس کی تمام اولاد کو اپنے بس میں  
 کر لوں گا۔ ارشاد ہوا جا جو شخص ان میں سے تیرے ساتھ چلے گا۔ سو تم سب  
 کی سزا جہنم ہے۔ سزا پوری، اور ان میں سے جس جس پر تیرا بس چلے اپنی  
 پیچ پکار سے اس کا قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا  
 لانا اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا سا جھا کر لینا اور ان سے وعدہ کرنا اور  
 شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ میرے خاص  
 بندوں پر تیرا ذرا قابو نہ چلے گا اور آپ کا رب کافی کارساز ہے۔

**حضرت آدم کی تعلیم** چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین میں اپنا نائب تجویز فرمایا تھا، اس لیے انہیں صفات الہیہ میں سب سے بڑی صفت علم سے نوازا اور تمام اشیاء کے نام بتائے، ان کی ماہیت سے واقف کرایا، علوم و فنون کے اسرار اور ان کی حکمتیں سکھائیں۔ پھر فرشتوں کے سامنے پیش کر کے ارشاد فرمایا کہ تم ان اشیاء کے متعلق کیا علم رکھتے ہو، فرشتوں نے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اے باری تعالیٰ ہمیں تو بس اسی قدر علم ہے جو تو نے ہمیں دیا، سکھایا اس سے زیادہ ہم کیا جان سکتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ جو علم تجھے دیا گیا ہے وہ فرشتوں پر بھی ظاہر کر:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ  
 عَلٰی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیۡ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ  
 اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیۡنَ ۙ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ  
 لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۙ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ

اور علم دے دیا اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ  
 چیزیں فرشتوں کے روبرو کر دیں۔ پھر فرمایا کہ بتاؤ مجھ کو اسماء ان  
 چیزوں کے اگر تم سچے ہو، فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں  
 ہمیں ہی علم نہیں۔ مگر وہی جو آپ نے ہمیں علم دیا۔ بے شک آپ بڑے

قَالَ يَا آدَمُ اسْمُكَ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ  
 قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ  
 وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ  
 تَكْتُمُونَ ۝ (البقرہ ع ۴)

علم والے میں حکمت والے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم ان کو ان چیزوں  
 کے اسماء بتا دو۔ سو جب بتلا دیئے انھیں آدم نے ان چیزوں کے اسماء  
 تو اللہ نے فرمایا میں تمہیں کتنا نہ تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام  
 چیزیں پوشیدہ آسمانوں اور زمینوں کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم  
 ظاہر کرتے اور جسے دل میں رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا مقصود اس سے یہ تھا کہ آدم کی برتری اور عظمت فرشتوں پر واضح ہو جائے۔

**حضرت حوا اور قیام حبت** | حضرت آدم کچھ مدت تنہا زندگی بسر کرتے رہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان کی رفاقت کے  
 لیے حضرت حوا کو پیدا کیا اور دونوں کو اجازت دی کہ وہ حبت میں رہیں اور اس کی ہر چیز سے فائدہ اٹھائیں لیکن ایک درخت  
 کے متعلق باری تعالیٰ نے انھیں ہدایت کر دی کہ اس کے قریب نہ جائیں۔

**آدم اور حوا کا** | ابلیس نے حضرت آدم اور ان کی زوجہ حضرت حوا کے دل میں یہ دوسوہ پیدا کیا کہ جس درخت کے قریب جانے  
**جنت سے نکلنا** | سے اللہ تعالیٰ نے انھیں منع کیا ہے دراصل وہی درخت ان کی مسرت اور سرمدی آرام کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ  
 ابلیس نے بڑے حیلوں سے کام لیکر انھیں یہ باور کرا ہی دیا۔ آدم اور حوا سے بہ تقاضائے بشری بھول ہوئی اور انھوں نے اس  
 ممنوع درخت کا پھل کھا لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آدم سے باز پرس کی۔ حضرت نے ندامت اور شرمساری سے غلطی کا اعتراف  
 کیا اور توبہ و استغفار کرتے ہوئے معافی اور درگزر کے خواستگار ہوئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم کا عذر قبول کر لیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی انھیں یہ فیصلہ سنایا کہ تمہیں اور تمہاری  
 اولاد کو ایک عرصہ تک زمین پر رہنا ہوگا تاکہ انسانوں کے اعمال کا امتحان کیا جائے۔ جو لوگ نیکی کریں گے اور راہِ راست پر چلیں گے  
 وہ خوف اور غمگینی سے آزاد رہیں گے اور جو بدی کے مرتکب ہوں گے وہ اپنے کیئے کی جزا پائیں گے۔

قرآن کریم میں یہ واقع پوری تفصیل کے ساتھ مختلف مقامات پر مذکور ہے۔ سورہ بقرہ میں فرمایا گیا ہے:

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ  
 الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا  
 تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بیوی بہشت میں  
 پھر کھاؤ دونوں اس میں سے با فراغت جس جگہ سے چاہو اور نزدیک نہ  
 جاؤ اس درخت کے ورنہ تم بھی ان ہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان  
 کر بیٹھتے ہیں، پھر لغزش دے دی۔ آدم و حوا کو شیطان نے اس  
 درخت کی دج سے سو بر طرف کر کے رہا ان کو اس عیش سے جس میں وہ  
 تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو، تم میں سے بعضے بعض کے دشمن رہیں  
 گے اور تم کو زمین پر چپے بٹھرایا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک

فَاذْلُمَا الشَّيْطَانَ عَمَّا فَخَّرَ جَهَنَّمَ مَا كَانَ  
 نَبِيًّا ۝ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ  
 وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝  
 تَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۝



بعد ازاں حاصل کر لیے آدم نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر توبہ قبول کر لی ابے شک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنے والے بڑے ہرمان۔

ایک اور جگہ اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے۔

إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (البقرہ)

وَيَا دَاوُدَ اسْكُنْ أَنتَ وَرُوحُكَ الْجَنَّةَ كَكُلِّ مَن مِّنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوَاتِحِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَائِكِينَ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝

اور تم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو، پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت جاؤ، کبھی ان لوگوں کے شمار میں آ جاؤ جن سے نامناسب کام ہو جایا کرتا ہے پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے۔ اور کہنے لگا تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتہ ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ یقین جانیے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا۔ پس ان دونوں نے جو درخت کو چکھا دونوں کے پردے کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے انہیں پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے مانعت نہ کر چکا تھا اور نہ کہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے، دونوں کہنے لگے اے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم بعضے دوسرے بعضوں کے دشمن رہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے ایک۔ دنت تک۔ فرمایا کہ تمہیں وہاں زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے۔

وَتَأْسَمَهُمَا إِنِّي نَكَمَ لِمَنِ التَّصْحِيحُ ۝ قَدْ لَكُمَا الْغُرُورُ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوَاتِحُهُمَا وَطِفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذَرَقِ الْجَنَّةِ ۝ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنِ تِلْكَ الشَّجَرَةِ ۝ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ قَالَ رَبُّنَا ظَلَمَنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَكُمُ تَعْفُرٌ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قَالَ فِيهَا تُحْيُونَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُونَ ۝

سورہ طہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ  
فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝ وَإِذْ قُلْنَا  
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْ وَارِءًا لِّآدَمَ فَسَجَدُوا ۝ اِلَّا اِبٰلٰسَ  
۝ اَبٰٓى ۝ فَكُنَّا لِآدَمَ اِنۡ هٰذَا اَعَدُّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ  
فَلَا يُخْرِجُكَ مِّنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ  
اِلَّا تَجُوۡعٌ فِيْهَا وَلَا تَحْسٰى ۝ وَاِنَّكَ لَاطْمُوۡءَا  
فِيْهَا وَلَا تَضْمٰى ۝

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ ۝ قَالَ يَاۤ اٰدَمُ  
هَلْ اَدْرٰكَ عَلٰى شَجَرَةٍ الْخُلْدِ وَمَلِكٍ لَا يُبٰٓى ۝  
فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سُوۡرٰتُهُمَا وَ  
طَفِقَا يَخْصِفُوۡنَ عَلٰٓيْهَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۝  
وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ  
فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا  
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۝ فَاَمَّا يٰۤاٰدَمُ فَكُم مِّنۡ هٰذَا  
فَمَنۡ اَتٰبَعَهَا فَاِنَّهَا لَتُضِلُّهُ وَتُطٰٓءِى ۝

اور اس سے پہلے ہم آدم کو ایک حکم دے چکے تھے سو ان سے غفلت ہو گئی اور ہم نے ان میں سختی نہ پائی۔ اور وہ وقت یاد کر لو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے، اس نے انکار کیا، پھر ہم نے کہا اے آدم یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا دشمن ہے، سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلا دے، پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہاں جنت میں تو تمہارے لیے یہ ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے، نہ ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے، پھر انہیں شیطان نے بہکایا، کہنے لگا کہ اے آدم! کیا میں تمہیں ہمیشگی کا درخت بتا دوں اور ایسی بادشاہی کہ جس میں کبھی ضعف نہ آئے سو اس کے بہکانے سے دونوں نے اس درخت سے کھالیا تو ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے پھر ان کو ان کے رب نے مقبول بنا لیا سو ان پر توجہ فرمائی اور راہِ راست پر قائم رکھا۔ اللہ نے فرمایا کہ دونوں جنت سے اتر دو اور دنیا میں ایسی حالت سے رجوع کرو کہ آپ کا ایک دشمن ہو گا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا نہ شقی ہو گا۔

**قابیل و ہابیل** | زمین پر حضرت آدم اور حوا کی تشریف آوری نسل انسانی میں اضافے کا باعث بنی۔ عماد الدین بن کثیر نے اپنی تاریخ میں بعض صحابہ سے جو روایت نقل کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حوا سے جوڑا پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی کا عقد دوسرے پیٹ سے پیدا ہونے والے تو ام بچوں کے ساتھ کر دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس وقت افزائش نسل کی اور کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اس دستور کے مطابق حضرت آدم کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کی شادی کا مسئلہ درپیش تھا۔ کہ ہابیل کی ہمیشہ سے اس کی شادی ہو اور قابیل کی شادی اس کی ہمیشہ سے ہو۔ اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے حضرت آدم نے یہ مشورہ دیا کہ دونوں بھائی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی قربانی پیش کریں جس کی قربانی منظور ہو جائے اسے اپنے ارادے کے مطابق کرنے کا اختیار ہو گا۔ چنانچہ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ نورات میں مذکور ہے کہ قابیل اپنے

کھیت کے پھل کا ہدیہ لایا اور ہابیل نے اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلو ٹھٹھے پٹھے اور کچھ ان کی چربی پیش کی، ہابیل کا ہدیہ قبول کر لیا گیا۔ اس پر قابیل نے مشتعل ہو کر ہابیل کو قتل کر دیا اور اس کی نعش کو ٹھکانے لگانے کی سوچنے لگا۔ اس اثنا میں اس نے ایک کوادیکھا جو زمین گرید کر گڑھا نکال رہا تھا۔ قابیل کو کوئے کی دیکھا دیکھی ہی ترکیب سمجھ میں آئی کہ زمین میں گڑھا کھود کر بھائی کی نعش کو اس میں دفن کر دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے بھی ہابیل اور قابیل کے اس واقعہ پر روشنی پڑتی ہے :

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ لَئِن بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسٍ بِكَ يَا إِلَهِيَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۗ إِنَّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۗ إِنَّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ذَلِكَ جَزَاؤُ الظَّالِمِينَ ۗ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۗ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِثُ سَوْءَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَى أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِثُ سَوْءَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ التَّوَّابِينَ۔ (المائدہ ۲۷-۲۸)

اور آپ ان اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سناٹے جب کہ دونوں نے نذر پیش کی اور ان میں سے ایک کی تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی وہ دوسرا کہنے لگا کہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ اس ایک نے جواب دیا کہ اللہ قبول کرتا ہے پرہیزگاروں سے۔ اگر تو مجھ پر قتل کرنے کے لیے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لیے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں میں تو پروردگارِ عالم سے ڈرتا ہوں۔ میں یوں سپاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے، پھر تو دوزخوں میں شامل ہو جائے اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی سو اس کے جی نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا پھر اسے قتل ہی کر ڈالا جس سے بڑے نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔ پھر اللہ نے ایک کو بھیجا کہ وہ زمین کو کھودتا تھا تا کہ وہ اسے تعلیم دے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپائے کہنے لگا افسوس میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گزرا کہ اس کو سے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا سو بڑا اثر مندہ ہوا۔

## بصیرتیں اور عبرتیں

حضرت آدم کے حالات میں بے شمار نصیحتیں اور عبرتیں ملتی ہیں۔ ہم پر یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ان گنت اور بے شمار ہیں۔ اس کی ذات کے سوا کوئی بھی دوسری ہستی اس کی تمام حکمتوں

اور رموزوں سے واقف نہیں ہو سکتی۔

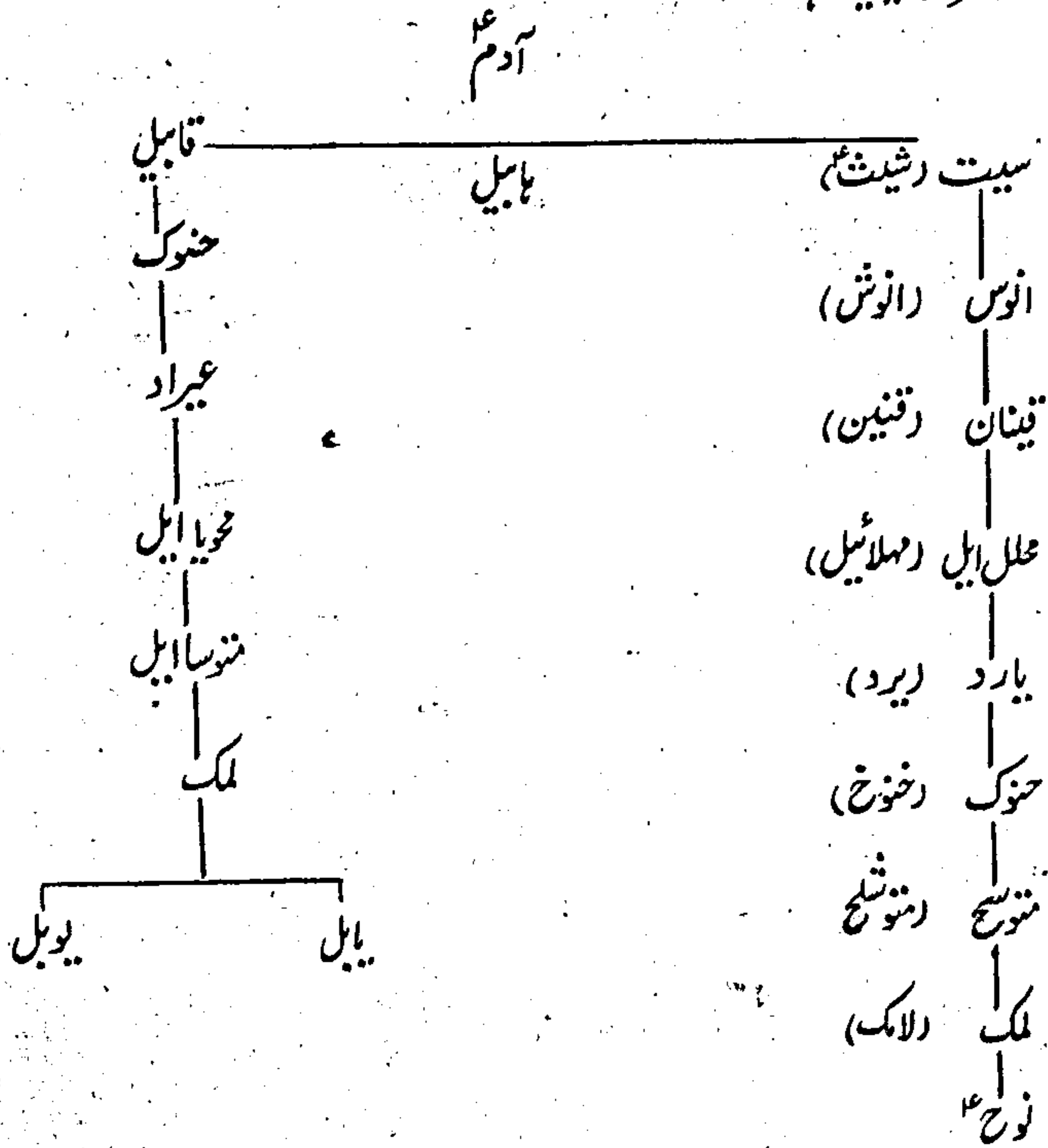
بے شک انسان اشرف المخلوقات اور رُوئے زمین پر خدا کا نائب اور خلیفہ ہے لیکن اس صورت میں کہ وہ خلافتِ نبیانی ذریعہ کا حق ادا کرے، اپنے اعمال درست رکھے، نیکی کی راہ پر چلے، ہم جنسوں کے لینے امن و راحت کا ذریعہ بنے، برائیوں سے خود بھی خدا کے حکموں کی پابندی کرے اور دوسروں کو بھی اس پابندی کی دعوت دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو منصبیت ۶۔ ۷

کاحق وارنہ رہے گا، ہو سکتا ہے کسی وقت اس سے غلطی اور خطا سرزد ہو جائے۔

حضرت آدم کے حالات سے ہم پر یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ انسان لاکھ گنا ہنگامہ اور خطا کار سی۔ اگر وہ صدقِ دل سے تائب اور نادم ہو کر بارگاہِ الہی میں جھک جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر کے اسے اپنے دامنِ رحمت میں لے لیتا ہے۔ کیونکہ تمام نسلِ انسانی کے لیے اللہ تعالیٰ کے عفو و رحمت کا دامن وسیع ہے۔

**عمر اور نسب نامہ** | بائبل کے مطابق حضرت آدم نے نو سو تیس برس کی عمر پائی۔ ہابیل اور قابیل کے علاوہ آپ کے تیسرے بیٹے کا نام ہابیل میں "سیت" لکھا ہے۔ یہ حضرت شہید علیہ السلام ہیں جو حضرت آدم

کے بعد ہدایت کاحق ادا کرتے رہے۔ بائبل کتاب پیدائش باب ۵ آیت ۱ تا ۲۹ میں اور باب ۴ آیت ۱ تا ۲۱ میں حضرت آدم کا نسب نامہ اس طرح بتایا گیا ہے:



ہو۔ کے حضور شہید کی اولاد کے جو نام ابتدا میں درج ہیں وہ بائبل کے اردو ترجمے کے مطابق ہیں اور جو نام سامنے تو سین میں درج

ہیں وہ حافظ عماد الدین ابن کثیر کی کتاب البدایہ والنہایہ سے ماخوذ ہیں۔ جنوک یا خونخ وہی بزرگ پیغمبر ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں اور لیس کے نام سے آیا ہے۔

جب حضرت آدمؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی تمام اولاد کو بلا کر صلح و اخوت سے بہتے اور نیک زندگی بسر کرنے کی وصیت فرمائی اور کہا کہ میرے بعد میرا بیٹا شیبث علیہ السلام میرا قائم مقام ہوگا۔ لہذا اس کی فرماں برداری کرنا اور اس کے کئے پر چلنا

**آدم کی دعا** | حضرت آدمؑ اپنی لغزش پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے عفو و بخشش کے طالب ہوئے تھے۔ اس وقت انہوں نے اللہ کے حضور میں جو دعا مانگی وہ سورہ اعراف میں اس طرح مذکور ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا  
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (اعراف ۲۴)

اے رب ہمارے، ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا، اور اگر آپ ہماری  
معفرت نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔

یہ انسانیت کے قلب و ضمیر کی آواز ہے جو ہر خطا و لغزش پر بے اختیار بلند ہونی چاہیے۔

ایک مقام پر حضرت آدمؑ و حوا دونوں کی دعا ان الفاظ میں مذکور ہے:

دَعَا اللّٰهُ رَبَّهُمَا لَئِنِ اتَيْنَا صَالِحًا  
لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (الاعراف ۲۴)

دونوں آدم اور حوا نے (اپنے پروردگار سے) دعا کی اگر تو ہمیں  
صالح بچے عطا فرمائے گا تو ہم بے شک فروریترے شکر گزار ہوں گے۔

**حضرت شیبث** | حضرت شیبث علیہ السلام حضرت آدمؑ کے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت کے وقت حضرت آدمؑ کی عمر ایک سو تیس برس کی تھی۔ آپ کی شبیہ حضرت آدمؑ سے ملتی جلتی تھی حضرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب ہدایت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت آدمؑ نے وفات سے پہلے اپنی ساری اولاد کو بلا کر وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد حضرت شیبث میرے قائم مقام ہوں گے ان کا کہا ماننا اور آپس میں صلح و اخوت سے رہنا۔

حضرت شیبث علیہ السلام نے اپنی اور قابیل کی اولاد کو رشد و ہدایت کی تلقین کی اور نیکی کا راستہ بتایا۔ ان میں سے کچھ لوگ آپ پر ایمان لے آئے لیکن پھر گمراہ ہو گئے اور آپ کا بت بنا کر پرستش کرنے لگے۔ اسی قوم کی رہنمائی کے لیے حضرت اور لیس علیہ السلام مبعوث ہوئے۔

ایک سو پانچ برس کی عمر میں آپ کا فرزند انوش پیدا ہوا اور نو سو بارہ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

**حافظ ابن کثیر کا بیان** | حافظ ابن کثیر نے بتایا ہے کہ شیبث کے لفظی معنی عطیہ خدا ہیں حضرت آدمؑ نے یہ نام اس لیے رکھا کہ حضرت ہابیل کی شہادت کے بعد خدا نے انہیں یہ صالح فرزند عطا کیا تھا۔ حافظ موصوف کے بیان کے مطابق حضرت شیبث اس حدیث کے رو سے نبی تھے جو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح میں حضرت ابی ذرؓ

سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ نیز ان پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ جب وفات کا وقت نزدیک آیا تو حضرت شیثؑ نے اپنے بیٹے اوش کو وصیت فرمائی کہ ہدایت کا سلسلہ جاری رکھیں چنانچہ وہی خدا کا پیغام پہنچاتے رہے۔ پھر ان کے بیٹے تین اور پوتے ہلائیل نے یہ منصب سنبھالا۔ کہا جاتا ہے کہ ہلائیل سات اقلیموں کے سلطان تھے۔ انھیں نے سب سے پہلے درخت کوٹائے اور نگرہمی استعمال کی، انھیں نے شہر اور بڑے بڑے قلعے بنوائے، وہی بابل اور سوس کے بانی تھے۔ انھوں نے شیطان کے پیروں کو مار مار کر دور دور بھگا دیا تھا یا وہ لوگ پہاڑوں میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔

ہلائیل کے بعد ان کا بیٹا یرد صاحب امر بنا، پھر حضرت خونخ یا حضرت ادریسؑ کا ظہور ہوا۔

# حضرت ادریس علیہ السلام

اہل سیر و تاریخ کا اختلاف | یہاں سب سے پہلے یہ بتا دینا چاہیے کہ حضرت ادریسؑ کے زمانے کے متعلق اہل سیر و تاریخ میں اختلاف ہے ایک گروہ کی رائے ہے کہ حضرت ادریسؑ بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے لہذا

ان کا زمانہ حضرت نوحؑ کے بہت بعد ہونا چاہیے۔ دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ حضرت ادریسؑ، حضرت آدمؑ سے ساتویں پشت میں تھے اور حضرت نوحؑ حضرت ادریسؑ کے پوتے لاکھ کے فرزند تھے۔ اس بارے میں قطعی فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ ہم نے بحث کے اس پہلو کو طول دینے کے بجائے یہی مناسب سمجھا کہ مروجہ بائبل اور حافظ ابن کثیر کے بیان کی پیروی کریں۔ قرآن مجید کا اصل مقصد و مدعا دعوتِ حق ہے اور تمام انبیائے کرام یا اصحابِ حق و ہدایت کے واقعات و تعلیمات اسی غرض سے پیش کیے گئے ہیں کہ انسان خیر و صالحیت کی طرف آئے۔ شر و باطل سے احتراز کریں۔ پیغمبروں کے زمانے اور عہد کی تاریخ خالص تاریخی بحث ہے۔ اگر بیان میں کسی پیغمبر کے متعلق تقدیم یا تاخیر بھی ہو جائے تو خدا کے مقرر کیے ہوئے اس داعیِ حق کی تعلیم پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ تاہم اگر بعض اصحاب حضرت ادریسؑ کا زمانہ بعد میں تسلیم کریں تو اسے محلِ بحث بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت ادریسؑ | خدا کے نبی حضرت شیبث علیہ السلام کی کوششوں سے ان کی قوم کے کچھ لوگ ان پر ایمان لے آئے تھے لیکن بعد ازاں انہوں نے اپنے دوسرے مشرک اور بت پرست ہم قوموں کی دیکھا دیکھی حضرت شیبثؑ کا بت

بنا کر پوجنا شروع کر دیا اور اس طرح راہِ راست سے بھٹک کر پھر مشرک اور بے دین ہو گئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے انہی میں سے حضرت ادریسؑ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور انہیں قوم کی اصلاح پر مامور فرمایا۔

حضرت ادریسؑ، حضرت شیبث کی چھٹی پشت میں تھے۔ قرآن یا تورات میں آپ کے حالات زندگی تفصیل سے نہیں ملتے۔ البتہ بعض تاریخی کتابوں اور احادیث میں آپ کے متعلق کچھ حالات درج ہیں۔

تبلیغ و اشاعتِ دین | حضرت نے اپنی گمراہ قوم کو اللہ کا پیغام سناتے ہوئے کفر اور بت پرستی سے روکا۔ توحید الہی کی تبلیغ کی اور انہیں حضرت آدمؑ اور حضرت شیبثؑ کی شریعت کا راستہ بتایا۔ آپ نے زیادہ زور

۱۔ قرآن میں صرف دو مقامات پر یعنی سورہ انبیاء اور سورہ مریم میں حضرت کا ذکر آیا ہے اور تورات کتاب پیدائش باب پنجم کی آیت ۲۱ تا ۲۴ میں آپ کے حالات مذکور ہیں۔

اس بات پر دیکھ کہ آخرت میں نجات حاصل کرنے کے لیے نیک کام کرنا ضروری ہے اور دنیا کے مال و املاک میں دل نہ لگانا چاہیے۔ نیز نشہ اور اشیاء سے پرہیز کرنا اور تمام امور میں عدل و انصاف کو پیش نظر رکھنا لازم ہے۔ جسم اور روح کی پاکیزگی، اللہ کی راہ میں قربانی ادا کرنا، زکوٰۃ اور دشمنانِ اسلام سے جہاد آپ کی تعلیم کا جزو تھے جن کی اشاعت میں آپ بڑی سرگرمی سے مصروف رہتے۔ لیکن مسلسل اور پیہم کوششوں کے باوجود سوائے چند افراد کے کسی نے آپ کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ بلکہ آپ کی مخالفت ہی ہوتی رہی۔ مخالفت، رکاوٹوں اور تکلیفوں کے باوجود آپ ادا کرنا سے نہ ہٹے بلکہ نہایت مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے دین الہی کی تبلیغ میں سرگرم رہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس ثابت قدمی اور عزم و استقلال کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَأَسْمِعُ لِمَنْ يُشَاءُ وَأَذِيسَ وَذَا الْكُفْلِ  
 وَأَحْكَامِ الْبَيْتِ بِرَأْسِهِ وَأَلَمَ لُكُؤُنَ فِي سَبَبِ  
 وَأَبْنَى رَحْمَتِ فِي دَاخِلِ كَرِيْمًا تَحْتَهُ بِنُكْبِ كَمَالِ صِلَاةِ فِي لُكُؤُنَ فِي  
 سَبَبِ تَحْتَهُ

## ہجرت کے واقعات

ان تھک کوششوں کے باوجود جب حضرت کو رشد و ہدایت کی تبلیغ میں کامیابی نصیب نہ ہوئی اور آپ قوم سے بالکل بالیوس ہو گئے تو ان چند ساتھیوں کو جن کے دل ایمان کی روشنی سے منور ہو چکے تھے لے کر مصر چلے گئے اور دریا بٹے نیل کے کنارے ایک سرسبز و شاداب جگہ سکونت اختیار کر لی۔ وہاں قرب و جوار کے علاقوں میں اللہ کا پیغام پہنچایا۔ مذہبی اور اخلاقی تبلیغ کے ساتھ ساتھ آپ نے سیاستِ مدن اور شہری زندگی کے متمدن اصولوں کی بھی تعلیم و تلقین کی اور بود و ماند کے مذہب اور اعلیٰ طریقے لوگوں کو بتائے۔ اس تبلیغ میں آپ کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی، مختلف قبیلوں کے لوگ اس پاک تعلیم سے فیض یاب ہوتے اور اپنے علاقوں میں واپس جا کر اپنی اپنی قوم میں ان کی اشاعت کرتے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے قبیلوں کی اخلاقی اور معاشرتی زندگی سدھر گئی اور رفتہ رفتہ دور دراز علاقوں میں بھی بہتر مدنی اصول رواج پانے لگے۔

## علم و فضل

تاریخ الحکماء، میں علماء کی ایک جماعت کا عقیدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ حکمت اور نجوم کی ابتدا انھیں سے ہوئی بلکہ حضرت نوحؑ سے پیشتر جنہے علوم شائع ہوئے ان سب کے معلمِ اول یہی تھے لیکن یہ محض افسانے ہیں، خدا کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول انسانوں کے عقیدوں کی درستی، اخلاق و اعمال کی اصلاح اور تزکیہ نفس کے لیے آتے ہیں، یقیناً ان کی تعلیماتِ حقہ سے انسانوں میں مفید اور نفع بخش علوم پھیلتے ہیں اور حکمت کی اشاعت ہوتی ہے لیکن وہ حکمت نہیں پر فلسفیوں کو ناز ہے بلکہ وہ حکمت جو انسانوں کو صحیح، نیک اور حق شناس انسان بنائے، جس سے ان کے عقل و فہم اور سمجھ سوچ کا آئینہ چلا پائے، وہ اپنے نفع نقصان کا صحیح اندازہ کر سکیں، ان میں خلقِ خدا کی بہتری اور بہبود کا جذبہ ابھرے اور دنیا سلامتی و پاکیزگی کی بہشت بن جائے۔ حضرت ادریسؑ خدا کے پیغمبر تھے اور ان کی زندگی بندوں کی اصلاح و تزکیہ ہی میں بسر ہوئی، فلسفیوں کی حکمت آرائی اور ریاضی دانوں کے نجوم کی تعلیم و اشاعت سے انھیں کچھ واسطہ نہ ہو سکتا تھا، قرآن مجید کا ارشاد ہے:



وَ اذْكَرُ فِي الْكِتَابِ اِذْ رِئِيسٌ زَانَةٌ كَانُ

اور اس کتاب میں اوریس کا بھی ذکر کیجئے بے شک وہ بڑے راستی

والے نبی تھے اور ہم نے ان کو رکالات میں بلند رتبے تک پہنچایا۔

صِدِّيقًا نَبِيًّا ه وَرَفَعْنَا ه مَكَانًا عَلِيًّا ه (مریم ۴۷)

آپ کے بہت سے پند و نصائح، حکمت اور دانائی کی باتیں اور آداب و اخلاق کے جملے مختلف زبانوں میں مقولوں اور ضرب الامثال

کے طور پر رائج ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

۱۔ دوسروں کی خوشی اور آسودگی پر حسد مت کرو اس لیے کہ اُن کی یہ مسرور زندگی بھی چند روزہ ہے۔

۲۔ جو شخص زندگی کی مناسب ضروریات سے زیادہ کا طالب ہوا وہ کبھی قانع اور مطمئن نہیں ہو سکتا۔

۳۔ حکمت روح کی زندگی ہے۔

۴۔ خدا کی بے انتہا نعمتوں اور اس کے احسانات کا شکر یہ انسانی طاقت سے باہر ہے۔

۵۔ خدا کی یاد اور عمل صالح کے لیے خلوص نیت شرط ہے۔

۶۔ جو شخص علم میں کمال حاصل کرنے اور نیک کردار بننے کا خواہش مند ہو اُسے جہالت کی باتوں اور بدکاری کے قریب ہرگز نہ جانا

چاہیے۔ یاد رہے کہ ایک کاریگر جو سینے کا ارادہ رکھتا ہے، وہ سوئی ہاتھ میں لیتا ہے نہ کہ برما۔

۷۔ نہ جھوٹی قسم کھاؤ نہ خدا کے نام کو قسموں کے لیے تختہ عیش بناؤ اور نہ جھوٹے لوگوں کو قسمیں کھانے پر آمادہ کرو، ایسا کرنے سے

تم خود بھی گناہوں میں شریک ہو جاؤ گے۔

۸۔ اللہ کے ایمان کے ساتھ صبر فتح مندی کا باعث ہے۔

۹۔ حقیقی عیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض پابندی سے ادا کیے جائیں۔ اور دین کا کمال شریعت سے وابستہ ہے اور موت

میں کمال دین کی تکمیل ہے۔

۱۰۔ سعادت مند وہ ہے جو اپنے نفس کی نگرانی کرے اور پروردگار کے سامنے انسان کی سفارش صرف اس کے نیک

اعمال کریں گے۔

تورات میں حضرت اوریس کے متعلق مذکور ہے :

اولاد اور وفات

”اور حنوک (اوریس) پینسٹھ برس کا ہوا کہ اس سے متوسلح پیدا ہوا

اور متوسلح کی پیدائش کے بعد حنوک تین سو برس تک خدا کے ساتھ چلتا رہا

اور اس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں اور حنوک کی ساری عمر تین سو

پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب

ہو گیا اس لیے کہ خدا نے اسے اٹھایا۔

اور متوسلح ایک سو تاسی برس کا تھا جب اس سے ملک پیدا ہوا  
 ملک کی پیدائش کے بعد متوسلح سات سو یا لیس برس جتیار ہوا اور اس  
 سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں اور متوسلح کی عمر نو سو انہتر برس کی  
 ہوئی تب وہ مرا۔

اور ملک ایک سو بیاسی برس کا تھا جب اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور  
 اس نے اس کا نام نوح رکھا۔

تورات کی ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ادریس کے فرزند کا نام متوسلح تھا جس نے نو سو انہتر برس کی عمر پائی اور حضرت  
 ادریس کی عمر تین سو سیٹھ برس کی تھی کہ انھیں زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ (واللہ اعلم)  
 مذکورہ بیان کے مطابق حضرت نوح، حضرت ادریس کے پر پوتے تھے۔

# حضرت نوح علیہ السلام

**نسب اور مقام بعثت** | حضرت نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پوتے اور ملک کے فرزند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عراق عرب کے گمراہ لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ قرآن کریم میں پینتالیس مقامات پر آپ کا ذکر آیا ہے، کہیں اجمالاً اور کہیں خاصی تفصیل سے۔ سورہ اعراف، ہود، مؤمنون، شعراء، قمر اور نوح میں آپ کے متعلق اہم تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔

حضرت کی بعثت سے پہلے عراق عرب کے لوگ فسق و فسور میں مبتلا تھے۔ خدا کی توحید اور صحیح مذہبی اور اخلاقی روشنی سے بے کسر نا آشنا ہو چکے تھے۔ غیر اللہ کی پوجا اور بت پرستی ان کا شعار تھا۔ ان کے پانچ خاص بتوں یا خداؤں کے نام ود، سواع، یعنوت، یعوق اور نسر تھے۔ اور انہی کی پرستش کو وہ نجات کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔

**دعوت و تبلیغ** | جب قوم نوح کی نافرمانیاں حد سے بڑھ گئیں اور وہ خدا سے یکسر باغی ہو گئے تو سنت اللہ کے مطابق ان کی ہدایت کے لیے انہی میں سے ایک بادی اور رسول حضرت نوح کو مبعوث کیا گیا۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ  
اور بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی جانب رسول بنا کر  
(عنکبوت ۲۴) بھیجا۔

حضرت نے اپنی قوم کو راہ حق کی طرف دعوت دی اور انہیں بت پرستی چھوڑ کر توحید کی طرف آنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن خود سر لوگوں نے نہ مانا بلکہ آپ کی تحقیر و تذلیل پر اتر آئے اور مختلف طریقوں سے آپ کو تکلیفیں دینے لگے۔ گنتی کے چند غریب اور کمزور افراد آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ قوم کے دوسرے لوگ ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ تم بے شعور ہو، اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے اور محض بے وقوفی کے باعث نوح کی باتوں میں آگئے ہو۔ بعض لوگوں کا حضرت سے یہ مطالبہ تھا کہ اگر ان غریب اور کمزور افراد کو اپنے دین سے نکال دو یا ان سے الگ ہو جاؤ تو پھر تم تمہاری بات ماننے کے لیے تیار ہیں۔ یعنی وہ اپنی امارت یا برتری کے زعم میں حضرت کے کمزور اور ناتواں پیروؤں کے ساتھ شامل ہونے میں عار اور متہنک محسوس کرتے تھے۔ لیکن

۱۔ تورات کتاب پیدائش باب ۵۔ آیت ۲۱ تا ۲۹

۲۔ "اور انہوں نے کہا ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور ود، سواع، یعنوت، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑو۔" (سورہ نوح)

حضرت نے انہیں ہمیشہ ہی جواب دیا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ تمہاری لگا ہوں میں حقیر سی لیکن سعادت کو دولت اور مال یا طاقت اور حشمت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اللہ کے ہاں سرخروئی حاصل کرنے میں یہ چیزیں مدد دے سکتی ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس اخروی نجات کا دار و مدار طہائیت نفس، رضاۃ الہی، خوفِ خدا اور اخلاص نیت و عمل پر ہے۔

**گمراہوں کی ایذا دہی** | حضرت کے وعظ و نصیحت کا قوم پر کچھ اثر نہ تھا بلکہ آپ تبلیغ میں جتنی زیادہ سرگرمی دکھاتے وہ لوگ اور زیادہ آپ کی مخالفت کرتے اور بغض و عناد میں زیادہ سرگرمی کا اظہار کرتے۔ انہوں نے ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے تمام وسائل اختیار کیے۔ قوم کے مذہبی رہنماؤں اور سرداروں نے عوام کو اپنے مذہب پر شدت سے جھے رہنے کی تاکید کر دی۔

قوم کے بعض لوگ حضرت نوح سے یہ کہتے کہ تم مال یا جاہ و منصب کی خواہش میں یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ خدا کو اگر رسول ہی بھیجنا تھا تو وہ کسی فرشتے کو یا کسی امیر اور رئیس کو اس غرض سے جتنا غرض حضرت نوح کو اپنی قوم کی طرف سے طرح طرح کی باتیں سننا پڑیں۔ آپ ان کے ہر اعتراض اور ان کی ہر بات کا جواب دیتے مگر وہ کسی طرح نہ مانے۔

**قرآن مجید کا بیان** | اللہ تعالیٰ نے تمام تبلیغ، مکالموں، مناظروں اور پیغاماتِ حق کو سورہ ہود میں بیان فرمایا ہے۔

سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ (جواب میں) کہنے لگے کہ ہم تو تجھ کو اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہاری پیروی انہی لوگوں نے کی ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے پھر وہ اتباع بھی محض سرسری رائے سے ہے اور ہم تم لوگوں (یعنی تم میں اور مسلمانوں میں) کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تم کو بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔ نوح نے فرمایا کہ اے میری قوم! بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے زنج کی طرف سے دلیل پر قائم ہوں جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے) اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمتِ ربوت (عطا فرمائی ہو پھر وہ ربوت یا اس کی حجت) تمہیں نہ سوجھتی ہو تو میں کیا کروں مجبور ہوں) کیا ہم (اس دعوے یا دلیل) کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کیے چلے جاؤ اور اے میری قوم! میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمے ہے اور میں تو ان ایمان والوں کو

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ  
مَا نُرِيدُكَ إِلَّا بُشْرًا مِثْلُنَا وَمَا نُرِيدُكَ  
الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا لَنَا بِأَدَى الرَّأْيِ وَمَا نُرِيدُ  
لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نُنظِّمُ كَذِبِينَ ه قَالَ  
يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي  
وَأَتَيْتُكُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْ عِنْدِي فَقُمْتُم بِكُمْ  
أَنْزَلْتُ لَكُمْ هَاؤُلَاءِ مَا كَرِهْتُمْ ه وَيَقَوْمِ لَا  
أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَا لَالَانِ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ اللَّهِ  
وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلِقُوا رَبِّي  
وَالِكُنِّي أَرَأَيْتُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ه وَيَقَوْمِ  
مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتُمْ أَفَلَا  
تَذَكَّرُونَ ه وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي  
خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ

جل جلالہ تعالیٰ صوفی شان

نکالتا نہیں (کیونکہ) یہ لوگ اپنے رب کے پاس رعت و مقبولیت کے ساتھ، جانے والے ہیں لیکن واقعی میں تم کو دیکھتا ہوں کہ (خواہ مخواہ کی) جہالت کر رہے ہو اور بے ڈھنگی باتیں کر رہے ہو، اور (بالفرض) اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو (یہ بناؤ) مجھے خدا کی گرفت سے کون بچالے گا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں۔ اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں میں ان کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو ثواب نہ دے گا۔ ان کے دل میں جو کچھ ہو اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے تو اگر ایسی بات کہہ دوں تو، اس صورت میں ستم ہی کر دوں گا۔

حضرت نے قوم کو سمجھانے کی انتھک کوششیں کیں جب وہ کسی طرح نہ مانی تو آپ نے عذاب الہی سے ڈرایا اور کہا کہ خدا کو ناراض کر کے ہلاکت کو دعوت نہ دو۔ اللہ

غور اور تکرر کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی گذشتہ بد اعمالیوں سے توبہ کر کے خدا کے حضور میں جھک جاؤ۔ وہ یقیناً تمہارے گناہ بخش دے گا۔ لیکن اگر تم خدا اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور بڑے کاموں سے باز نہ آئے تو تمہیں زیادہ مہلت نہ ملے گی اور مجھے ڈر ہے کہ خدا کا قہر تمہیں اپنی لپیٹ میں نہ لے آئے :

إِنَّا أَسْرَلْنَا نوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ  
انذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ  
أَلِيمٌ ۚ قَالَ لِقَوْمِ إِني لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ  
إِنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَالتَّقْوَةَ وَاطِيعُونَ  
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُوخِّرْكُمْ إِلَىٰ  
أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ  
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ  
قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ  
دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۚ

ہم نے بھیجا نوحؑ کو ان کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) کہ تم اپنی قوم کو (دوبال کفر سے) ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آئے۔ انھوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم! میں تمہارے لیے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ تم اللہ کی عبادت (توحید اختیار) کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا انو تو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں وقت مقررہ (وقت موت) تک (بلا عقرت) مہلت دے گا، اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت (ہے) جب (وہ) آجائے گا تو طے گا نہیں، کیا خوب ہونا اگر تم ان باتوں کو سمجھتے (جب مدت دراز تک ان نصاب کا اثر قوم پر نہ ہوا تو نوحؑ نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی

إِنِّي مَلِكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ  
لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا  
فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ۚ  
(رہود ۳۷)

## قوم کی بے باکی اور شورہ پستی

وَإِنِّي حُلْمًا دَعَوْتُمْ لِتَغْفِرَ لَكُمْ جَعَلُوا  
 أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَفْسَحُوا مَنَابِعَهُمْ  
 فَخَصَرُوا وَأَسْتَكْبَرُوا اسْتَكْبَارًا ثُمَّ إِنِّي  
 دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ  
 وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا  
 رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَنَّارًا .....

رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي

(نوح ۷۱)

**طلبِ عذاب**

قوم کے دل گمراہی بہت پرستی اور بدی کی تارکی سے اتنے زنگ آلود ہو چکے تھے کہ حضرت کی سالہا سال کی مسلسل کوشش کے باوجود انھوں نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ مجبور ہو کر جب حضرت نے انھیں فدا کے عذاب سے ڈرایا تو وہ اس پر بھی خوف زدہ نہ ہوئے بلکہ جواب میں کہا:

يَا نُوحُ قَدْ جَدَدْنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا  
 فَأَمِنَّا بِمَائِدِنَا إِنَّ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

(ہود ۳۷)

اے نوح! تم ہم سے بحث کر چکے پھر بحث بھی بہت کر چکے سو اب ہم بحث و حجت نہیں کرتے جس چیز سے تم ہم کو دمکایا کرتے ہو وہ کہ عذاب آجائے گا، وہ ہمارے سامنے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

حضرت نوح نے اس بات کے جواب میں فرمایا کہ عذاب اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کب لے آئے گا۔ میں تو فقط اس کا رسول بن کر آیا ہوں اور اس کا پیغام تمہیں پہنچا دیا۔ ہاں اگر تم عذاب الہی کے اتنے ہی خواہاں ہو۔ اور میری صداقت کو عذاب دیکھ کر ہی پرکھنا چاہتے ہو تو اللہ ایسا بھی کر سکتا ہے۔

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ  
 وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

(ہود ۳۷)

کہا (نوح نے) کہ اے تو اللہ تعالیٰ بشرطیکہ اُسے منظور ہو تمہارے سامنے لے آئے گا اور دیکھ اس وقت، تم اُسے عاجز نہ کر سکو گے۔

بہر حال جب ڈھٹائی کی حد ہو گئی اور حضرت نوح قوم سے بالکل ہی مایوس ہو گئے تو ان کے دل کو سخت صدمہ ہوا اور قوم کے عبرت ناک انجام کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ اس غم اور مایوسی کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت کو تسلی اور تشفی دیتے ہوئے فرمایا:

لَنْ يَذُوقُوا مِنْ تَوْمِئَةِ الْآمَنِ قَدَّامِن

سوا ان کے جو ایمان لاپچکے ہیں۔ اور کوئی دنیا شخص تمھاری قوم

فَلَا تَبْتَسِبْنَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ (ہود ۴۲)

میں سے ایمان نہ لائے گا مگر جو کچھ لوگ کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو۔

بارگاہِ الہی میں دعا | اس وحی کے بعد حضرت نوحؑ کو جب یقین ہو گیا کہ ان کی قوم کا مرض لا علاج ہے۔ اور آئندہ ان

کی کوئی کوشش بار آور ثابت نہ ہوگی۔ تو آپؑ نے سوچا کہ پھر ایسی قوم کا زندہ رہنا نسلِ انسانی کے

لیے کسی طرح بھی مناسب نہیں اس لیے کہ جس طرح یہ خود بدکار ہیں، اسی طرح ان کی اولاد بھی بدکار ہوگی۔ وہ بھی روٹے زمین پر بدی اور بد امنی کا باعث بنے گی چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ سے عرض پر داز ہوئے:

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ الْكَافِرِينَ

اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت

ذَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرْنَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا

چھوڑے گا کیونکہ اگر آپ ان کو روٹے زمین پر رہنے دیں گے تو یہ لوگ آپ

يَلِدُوا ذُرِّيًّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝

کے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور راکھے بھی، ان کے محض ناجر اور

کافر ہی اولاد پیدا ہوگی۔

(نوح ۲۴)

سفینہ نوح | اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا قبول فرمائی اور سرکشوں کی سزا کا اعلان کر دیا۔ حضرت کو حکم ملا کہ ایک کشتی

تیار کر لی جائے تاکہ آپ خود نیز آپ پر ایمان لانے والے لوگ عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔ آپ نے کشتی بنانی

شروع کی۔ لوگ آپ کا مذاق اڑانے لگے کہ خشکی میں انہیں کشتی کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے لیکن آپ حکم الہی کی تکمیل میں مصروف رہے یہاں تک کہ کشتی تیار ہو گئی۔ تو رات میں مذکور ہے:

”تو گو پھر کی لکڑی کی ایک کشتی اپنے لیے بنا، اس کشتی میں کوٹھڑیاں تیار کرنا اور اس کے اندر اور باہر

رال لگانا اور ایسا کرنا کہ کشتی کی لبانی تین سو ہاتھ، اس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اس کی اونچائی تیس ہاتھ

ہو۔۔۔۔۔ اور جانوروں کی ہر قسم میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لینا کہ وہ تیرے ساتھ

جیتے بچیں، وہ نرمادہ ہوں اور ہر بندوں کی ہر قسم میں سے اور چرندوں کی قسم میں سے اور زمین پر

ریگنے والوں کی ہر قسم میں سے دو دو تیرے پاس آئیں تاکہ وہ جیتے بچیں، اور تو ہر طرح کی کھانے کی

چیز لے کر اپنے پاس جمع کر لینا۔۔۔۔۔ اور نوح نے یوں ہی کیا۔

طوفان | اب سرکش اور متمرّد انسانوں کی سزا کا وقت آ پہنچا۔ اور عذاب الہی کی علامتیں شروع ہو گئیں۔ یہ پانی کا عذاب تھا۔

تورات کے بیان کے مطابق بارش ہونے لگی۔ جب دفرات میں بے پناہ سیل آ گیا، ہر شے اس کی لپیٹ میں آ گئی۔

۱۔ تورات کے تارخین میں سے بعض کا خیال ہے کہ اس وقت سے مراد چڑیا دیو دار کے وقت ہیں بعض کہتے ہیں کہ عواقب میں یہ وقت نہیں ہوتے البتہ

سرو بہ کثرت ہوتے ہیں لہذا گو پھر سے مراد سرو کے وقت ہیں۔ بہر حال حضرت نوح نے چڑیا دیو دار یا سرو کی لکڑی کے تختے جوڑ جوڑ کر ایک کشتی بنالی۔

۲۔ کتاب پیدائش باب ۹، آیت ۱۲ تا ۲۲

ساتھ ہی طوفانی ہواؤں سے اُدچی اُدچی موجیں اٹھنے لگیں۔ اس وقت حضرت نوحؑ کو اللہ کا حکم آیا کہ اپنے پیروؤں کو کشتی میں بٹھا لو، تمام جانداروں کا ایک ایک جوڑا اور اپنی خوراک کا سارا سامان بھی کشتی میں رکھ لو اور ہماری قدرت کا تماشا دیکھو۔

پانی کا طوفان لفظ بہ لفظ بڑھتا رہا۔ چالیس دن اور چالیس رات پانی برستارہا یہاں تک کہ سب اُدچی پہاڑیاں بھی پانی میں غرق ہو گئیں، انسان، چرند، پرند سب ہلاک ہو گئے۔ صرف حضرت نوحؑ کی کشتی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ایک مدت تک محفوظ ترقی رہی۔ ڈڑھ سو دن کے بعد پانی زمین پر کم ہونا شروع ہوا اور کشتی جو دی پہاڑ پر جا ٹھہری۔

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ  
اقْبَلِي زَكِيَّاتِ الْمَاءِ وَاقْضِي الْأَمْرَ وَاسْكُوتِي  
عَلَى الْجُودِيَّتِي وَقِيلَ بَعْدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

تو حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان ربرب سے  
سے، تخم جا چنانچہ دونو امر واقع ہو گئے اور پانی گھٹ گیا اور حکم پورا  
ہوا اور کشتی جو دی پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے  
دور۔

(ہود ۴۷)

آخر خدا کے حکم سے پانی اچھٹا آہستہ کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ خشک زمین نکل آئی اور ساکنان کشتی نے امن اور سلامتی کے ساتھ دوبارہ اللہ کی زمین پر قدم رکھا۔ تورات میں آیا ہے کہ :

”اور چالیس دن اور چالیس رات زمین پر بارش ہوتی رہی۔۔۔۔۔ اور پانی زمین پر ایک سو پچاس

دن تک چڑھتا رہا۔۔۔۔۔ اور پانی زمین پر سے گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا۔۔۔

اور۔۔۔۔۔ کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی۔“

جو دی اور اراراط | تورات کتاب پیدائش باب ۶ آیت ۴ میں ہے کہ کشتی کوہ اراراط پر ٹھہری۔ یہاں پر یہ بتا دینا چاہیے کہ

اراراط سلسلہ کوہ کا نام ہے جو ایران، روس اور جمہوریہ ترکیہ کی مشترکہ سرحد پر واقع ہے اور جس حصے

کا نام اراراط ہے وہ جمہوریہ ترکیہ کی حدود میں ہے۔ قرآن مجید نے خاص اس مقام کا نام بتایا جہاں کشتی ٹھہری تھی، یہ مقام

جو دی تھا۔ تورات کے بعض شارحین سلسلہ کوہ کا نام جو دی اور کشتی کے ٹھہرنے کی جگہ کا نام اراراط بتاتے ہیں جو صحیح نہیں۔ اہل ایران

ترجمان القرآن کا بیان ہے کہ شارحین تورات کے نزدیک سکندر کے زمانے کی یونانی تحریرات سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی

ہے۔ اٹھویں صدی مسیحی تک اس مقام پر ایک عبادت گاہ موجود تھی جسے عام لوگ ”کشتی کا معبد“ کہتے تھے۔

پسیر نوح | حضرت نوحؑ کا بیٹا کنعان ان پر ایمان نہ لایا تھا چنانچہ جب طوفان نمودار ہوا اور لوگ پانی میں غرق ہونے لگے

تو حضرت نے اپنے بیٹے کو لپکارا کہ کشتی میں آ جاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ :

لے ہر جاندار میں سے ایک ایک جوڑا کشتی میں اٹھا لو اور اس کے علاوہ جس پر خدا کا فرمان ناطق ہو چکا ہے اپنے اہل کو بھی اور جو تجھ پر ایمان

لائے ہیں ان کو بھی اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔“ (ہود ۴۷)۔ لے کتاب پیدائش باب ۷، آیت ۱۲، ۱۳۔ باب ۸ آیت ۳ تا ۵ +



سَادَىٰ اِلَىٰ جَبَلٍ لِّعِصْمَتِي مِنَ الْمَاءِ  
میں بہت جلد کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں کہ وہ مجھے غرقابی سے بچالے گا۔ (ہود ۴۷)

چنانچہ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا لیکن جب پانی اتنا اونچا ہو گیا کہ پہاڑ بھی غرق ہونے لگے تو محبتِ پدری جوش میں آئی اور حضرت نوحؑ نے بیٹے کو خطرے میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تجھے اور تیرے خاندان کو طوفان سے بچاؤں گا۔ میرا بیٹا ڈوبنے لگا ہے۔ اسے بچائیے۔

رَبِّ اِنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِي وَاِنَّ دَعْوَاكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (ہود ۴۷)  
اے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل ہی میں سے ہے اس لیے اسے بچا لیجئے، اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہترین حاکموں میں سے ہے۔

ارشاد ہوا:

يٰۤاَيُّهَا نُوْحُ اِنَّكَ لَبِئْسَ الَّذِيْ تَدْعُوْنِيْ ۚ اِنَّكَ كُنْتَ تَكْفُرُ  
اے نوح! تو نے مجھے کتنا برا کہا ہے! تو نے مجھے کفر سے بلایا ہے۔  
اِنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِيْ ۚ اِنَّكَ لَتَكُوْنُ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (ہود ۴۷)  
میرا بیٹا میرے اہل ہی میں سے ہے۔ تو نادانوں میں سے نہ بن۔

یہ ارشاد سننے ہی حضرت نوحؑ رضائے حق پر راضی ہو گئے اور مغفرت و رحمت طلب کی:

رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْ اَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (ہود ۴۷)  
اے رب! میں بلا تردد اس بارے میں کہ جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو تجھ سے سوال نہ کرنا چاہیے جس کے بارے میں تجھے علم نہ ہو، میں بلاشبہ تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو نادانوں میں سے نہ بن۔

خدا کی عذاب کے راستے میں پہاڑوں کی بلند چوٹیاں کب پناہ گاہ بن سکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کا بیٹا جس چوٹی پر پناہ لیے کھڑا تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی پانی میں غرق ہو گئی۔

**نجات کا اصل الاصول** | اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مہضور میں حسب نسب یا کوئی اور وصف بجز اپنے نیک اعمال کے شفاعت کا موجب نہیں ہو سکتا۔ خیال کیجئے کہ ایک پسمیر کا بیٹا عالی مرتبت اور مقبول الٰہی باپ کی سفارش کے باوجود بد کردار ہی کے باعث نجات حاصل نہ کر سکا۔ پھر اللہ کے سامنے اور کونسی سفارش کام آ سکتی ہے۔ اللہ تو خود فرماتا ہے کہ جس دن نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہوگا۔ اُس روز نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے، سزا و جزا کا دار و مدار ہر انسان کے اعمال پر ہوگا۔ بُری صحبت نہ ہر ہلاہل سے زیادہ قاتل ہے اور اس کا نتیجہ سوائے ذلت، رسوائی اور

بربادی کے کچھ نہیں۔ یہ بڑے لوگوں کی صحبت ہی کا اثر تھا کہ جو عظیم الشان پیغمبر دنیا کو راہِ ہدایت دکھانے آیا تھا اور جس کی دعوت و تبلیغ اور صحبت کے اثر سے دوسرے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ اس کا اپنا میٹا اس نیک دعوت کے اثر کو قبول کرنے سے محروم رہا۔ بالآخر اس کا انجام تباہی و بربادی کے سوا اور کچھ نہ نکلا۔ جس طرح بڑی صحبتِ ذلت و رسوائی سے ہمکنار کرتی ہے اسی طرح اچھی صحبتِ شان کو سعادتمند اور نیک کردار بناتی ہے۔

صحبتِ صالح تر اصلاح کند      صحبتِ طالح تر اطلاق کند

**طوفانِ عالمگیر تھا یا محدود؟** | طوفانِ نوح کے متعلق علماء اور دوسرے محققین کی دو رائیں ہیں۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ طوفانِ عالمگیر نہ تھا بلکہ اُس خاص خطے تک محدود تھا جس میں حضرت نوح کی قوم آباد تھی۔

اس لیے کہ اگر یہ طوفانِ عالمگیر ہوتا تو اس کے آثار دنیا کے مختلف حصوں میں ملنے چاہئیں تھے۔ لیکن ایسا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اُس زمانے میں دنیا کی آبادی صرف اس خطے میں محدود تھی جہاں حضرت نوح کی قوم آباد تھی اور چونکہ وہی عذاب کے مستحق تھے۔ اس لیے انہی پر عذاب بھیجا گیا۔ دوسرے علاقوں کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔

دوسری جماعت کا خیال ہے کہ یہ طوفان تمام گڑھ ارض پر حاوی تھا۔ اس لیے کہ دنیا کے کئی حصوں میں پہاڑوں پر ایسے جانداروں کی ہڈیاں اور ڈھانچے پائے گئے ہیں جو پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ لہذا ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی یہ پہاڑ پانی میں غرق تھے۔ اس بارے میں لمبی بحث کی ضرورت نہیں۔ طوفان کے بے پناہ ہونے کا اندازہ صرف اس امر سے ہو سکتا ہے کہ وہ کوہِ اراراط کی ان چوٹیوں تک پہنچ گیا تھا جن میں سے ایک کی بلندی چودہ ہزار تین سو فٹ ہے اور دوسری کی دس ہزار تین سو فٹ۔ جو طوفان اس پہاڑ کے قریب بدجہ اقل دس ہزار تین سو فٹ کی بلندی تک پہنچ گیا تھا اس نے عراق اور آس پاس کی زمین پر جو صورت اختیار کی ہوگی اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ طوفان کو محدود ماننے والے بھی اس حقیقت کو ضرور تسلیم کریں گے کہ اس سے بہت بڑے حصہ ارض پر تباہی پھیلی ہوگی۔

**حضرت نوح کی عمر اور اولاد** | حضرت نوح نے نو سو پچاس برس کی عمر پائی۔

فَلَيْتَ فِيهِمْ أَلُكُ سُنَّةِ الْأَنْبِيَاءِ عَامًا  
پس وہ (نوح) رہا ان (اپنی قوم) میں پچاس کم ایک ہزار سال۔  
آپ کی عمر چھ سو برس کی تھی جب طوفان آیا۔ کنعان کے علاوہ آپ کے تین بیٹے سام، حام اور یافث تھے جن کی نسل بنو سام، بنو حام اور بنو یافث کہلائی۔ تورات کا بیان ہے کہ جزائر میں رہنے والی قومیں یافث کی نسل سے ہیں۔  
حام کی چار اولادیں تھیں کوش، مصر، کنعان اور فلو۔ بابل کا سب سے پہلا بادشاہ نمرود کوش ہی کی نسل سے تھا۔

سام کے پانچ بیٹے تھے، عیلام، ارفتح، لود، اشور اور آرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ارفتح ہی کی نسل سے تھے۔  
**حضرت نوح کی دعائیں** | اللہ تعالیٰ کے حضور میں حضرت نوح نے جو دعائیں مانگی تھیں، وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

اے رب! میں بلا تردد اس بارے میں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو تجھ سے سوال کروں، تیری پناہ چاہتا ہوں، اگر تو نے معاف نہ کیا اور رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گا۔

رَبِّ اِنِّى اَعُوْذُبِكَ اِنْ اَسْأَلُكَ  
 مَا لَيْسَ لِيْ بِهِ عِلْمٌ وَّ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْ  
 اَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(مہود ۴۴)

جب جب اللہ تعالیٰ حسان مالک میرے مجھے اس کشتی میں سے زمین پر برکت کا اتارنا اتاریو اور تو سب اتارنے والوں میں اچھا اتارنے والا ہے۔

رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبْرَكًا وَّ اَنْتَ  
 خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝

(المؤمن ۲۴)

اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اُسے اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتوں کو اور ظالموں (مشرکوں) کی تباہی (روز بروز) بڑھانا جا۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَّلِيْوَالِدِيْ وَّلِمَنْ دَخَلَ  
 بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَّالْمُؤْمِنٰتِ  
 وَّلَا تَزِدِ الظَّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبٰرًا ۝

(نوح ۲۴)

اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے یقیناً میرا رب بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِبَهَا وَّمُرْسٰتِهَا اِنَّ  
 رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(مہود ۴۴)

اے میرے رب! میری مدد فرما کہ انھوں نے تو مجھے جتلا یا ہے۔

رَبِّ اَنْصُرْنِيْ بِمَا كَدَّ بُوْنٌ

(المؤمن ۲۴)

# حضرت ہود علیہ السلام

**قوم عاد** بہت مدت گزری عرب میں ایک نہایت طاقت ور اور خوش حال قوم آباد تھی جسے عاد کہا جاتا تھا۔ طوفان کے بعد حضرت نوح کے بیٹے سام کی نسل عرب اور اطراف عرب میں پھیلی، عاد اسی نسل سے تعلق رکھتے تھے جس کے مختلف گروہوں کو اہم سامیہ کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ قوم ارم بن سام بن نوح کی طرف منسوب تھی اسی لیے اسے عاد ارم کہتے تھے۔ قرآن مجید نے عاد کو "خلفاء من بعد قوم نوح" کہہ کر واضح کر دیا ہے کہ قوم نوح کے بعد عاد ہی نے شوکت و عظمت میں ممتاز درجہ حاصل کیا۔

**عاد کا مسکن** معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد کا خاص مسکن یمن سے خلیج فارس کے دہانے تک جنوبی عرب میں، پھر ساحل خلیج فارس کے ساتھ ساتھ عراق تک تھا۔ گویا موجودہ یمن، حضرموت، عمان، قطر، الاحسا وغیرہ میں اس کی آبادی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا مرکزی مقام احقاف تھا جو حضرموت کے شمال، عمان کے مغرب اور ربیع الخالی کے جنوب میں واقع ہے۔ آج احقاف میں ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن اس زمانہ میں یہ علاقہ عرب کا ایک شاداب علاقہ ہوگا۔ دورِ حاضر کے مشہور مہری مورخ شیخ عبدالوہاب بنجار نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں حضرموت کے سید عبداللہ بن احمد کا بیان نقل کیا ہے کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ قدیم ہلاک شدہ قوموں کے مسکن کا کھوج لگانے کے لیے حضرموت کے شمالی میدان میں مقیم تھے۔ انہوں نے بڑی جدوجہد کے بعد ریت کے ٹیلوں کی کھدائی سے سنگ مرمر کے بعض ظروف حاصل کیے جن پر خطِ مسامری میں تحریریں موجود تھیں لیکن روپیہ نہ ہونے کے باعث یہ لوگ اپنے کام کو انجام تک نہ پہنچا سکے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں ایک زمانے میں عاد کی آبادیاں تھیں۔

**عاد کا مذہب** عاد بت تراشی میں ماہر تھے اور اپنے پیشروؤں کی طرح دیوی دیوتاؤں کے بت بنا کر ان کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کے بتوں کے نام وڈ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ حضرت نوح کی قوم کے بعد پہلے بت پرستی شروع کرنے والے عاد ادل یا عاد ارم ہی تھے۔

۱۔ اعراف ع ۹: ۲ احقاف کے معنی ہیں ریت کے ٹیلے۔ قرآن میں عاد کے مسکن کا تعین نہیں کیا گیا البتہ قرآن نے ایک موقع پر کہا ہے: "واذکراخاعاد اذ اندر قومہ بالاحقاف" (برادیر عاد کو یاد کر جب احقاف میں اُس نے اپنی قوم کو ڈرایا)۔ (الاحقاف ع ۳)

۲۔ قصص القرآن صفحہ ۸۹: ۳۰ البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۲۱: ۳۰

## قوت و غرور اور اخلاقی حالت

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے جس خطے میں عادی آباد تھے۔ وہ عرب کا ایک نہایت سرسبز و شاداب خطہ ہوگا، قرآن مجید کے بیان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عادی کے مسکن میں باغات اور چشموں کی فراوانی تھی لوگ خوش حال تھے اور انھیں ہر طرح کی آسائشیں میسر تھیں۔

وَالْقَوْلَ الَّذِي أَمَّاكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝  
 اَمَّاكُمْ بِالْعَامِّ وَبَيْنَيْنَ ۝ وَجَنَّتِ وَعُيُونٍ ۝ (الشراغ) ہو مویشی، اولاد، باغ اور چشمے۔

اس خدا کا خیال کرو جس نے تمہیں وہ چیزیں عنایت کیں جنہیں تم جانتے  
 صحت تراثی کے علاوہ فن تعمیر میں بھی انھیں کمال حاصل تھا۔ ان کی بنائی ہوئی عمارتیں اپنا نظیر نہ رکھتی تھیں۔ قرآن مجید میں مذکور ہے:  
 اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادِ اِرْمَ  
 ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي  
 الْبِلَادِ ۝ (الفرع) جو بڑی بڑی عمارتوں (ستونوں) والے تھے جن کی نظیر دنیا میں نہیں پیدا کی گئی۔

عرب کے مختلف علاقوں کے علاوہ افریقہ کا ایک بڑا حصہ بھی ان کے زیر نگیں تھا۔ غرض عادی اپنی خوش حالی، دولت و ثروت اور فن کاری کے لحاظ سے تمام ہم عصر قوموں میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور اس شوکت و جبروت نے انھیں منکبر، ظالم اور سرکش بنا دیا تھا۔ اپنے مقبوضہ ممالک میں اگرتے پھرتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی اور کمزور قوموں پر ناجائز تشدد اور ظلم ان کا شیوہ بن چکا تھا۔ اپنے مقابلے میں ہر قوم کو ہیج سمجھتے تھے۔ خوف خدا سے ان کے دل بالکل خالی ہو چکے تھے۔ اپنی قوت کے زعم میں کسی ادنیٰ و اعلیٰ کو خاطر میں نہ لاتے اور فخریہ کہا کرتے کہ روئے زمین پر ہم سے زیادہ طاقت ور کوئی نہیں۔

پس عادی نے بلا استحقاق زمین میں غور کیا اور کہا کہ کون ہم سے  
 زور و قوت میں بڑا ہے۔  
 فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ  
 الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ اَشَدُّ مَنَاقُوتًا ۝ (حم السجده ۲۷)

جب عادی نخوت و تکبر اور سرکشی میں حد سے بڑھ گئے۔ بنی نوع انسان پر طرح طرح کے ظلم ڈھانے لگے۔ اللہ کے خوف سے بے پروا ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور کرنے لگے۔ ان میں انسانیت اور اخلاص کا کوئی شائبہ باقی نہ رہا تو ان کی

ہدایت اور رہنمائی کے لیے ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے، جو عادی کی سب سے زیادہ معزز شاخ خلود سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ  
**حضرت کی تعلیم**  
 جتنے بھی انبیائے کرام گذرے ہیں دعوتِ توحید ان سب کی تعلیم کا بنیادی جزو رہی ہے۔ حضرت ہود کی قوم  
 مشرک اور بت پرست تھی۔ خدائے واحد سے یکسر بے گانہ اور باطل کی پرستار تھی۔ لہذا حضرت نے انھیں  
 دعوتِ حق پہنچائی اور خدائے واحد کے سامنے سر بسجود ہونے کی تبلیغ کی۔ اس کے علاوہ سب سے بڑا مرض جس میں عادی مبتلا تھے۔  
 وہ تکبر اور غرور تھا جس نے انھیں اپنی حیثیت سے فاعل، خدا سے سرکشی اور کمزوروں کے حق میں ظالم و جابر بنا دیا تھا اور اپنی

طاقت اور قوت کے گھنڈ میں انھوں نے عرب اور دوسرے محکوم علاقوں میں لوٹ کھسوٹ، بد امنی اور شر و فساد برپا کر رکھا تھا۔ حضرت ہودؑ نے عاد کے اس مرض کی طرف زیادہ توجہ دی۔ آپ نے انھیں اللہ تعالیٰ کے احسانات جلاتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے تمہیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔ تمہیں ہر قسم کا عیش و آرام میسر ہے۔ تم سرسبز و شاداب علاقوں کے مالک ہو۔ مال و دولت، باغات، چشمے، چوپائے غرض ہر شے تمہیں میسر ہے۔ قوم نوح کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہیں عظمت عطا کی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم زمین میں غور کرو۔ اپنی طاقت اور قوت پر اترتے پھرو، ناتواں پر ظلم کرو، لوگوں کا حق چھینو۔ برائی اور بھلائی میں کوئی تمیز روانہ رکھو، محض اس لیے کہ تم سے بڑا روئے زمین پر اور کوئی نہیں جو تم سے باز پرس کرے۔ اگر تم ان تمام برائیوں اور فسق و فسجور کو چھوڑ کر اخلاق درست کرو۔ خدا سے گناہوں کی معافی مانگ کر اس کی طرف رجوع کرو تو وہ تمہارے زور و قوت اور تمہاری آسودگی میں اور ترقی دے گا اور تم فلاح پاؤ گے۔ لیکن اگر تم نے اپنی اصلاح نہ کی۔ تو یاد رہے کہ جس خدا نے تمہیں بنایا ہے اور ان احسانات سے نوازا ہے وہ تمہارے سوا کسی اور کو بھی حکومت بخش سکتا ہے اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر حضرت ہودؑ کی دعوت اور تعلیم کا ذکر آیا ہے :

اور اے میری قوم! تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور برکت، تمہیں مزید قوت دے کر تمہاری (موجودہ) قوت میں ترقی کر دے گا اور مجرم رہ کر اعراض مت کرو۔

وَلْيَقُومِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا  
إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا  
وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا  
مُجْرِمِينَ (ہود ع ۵)

کیا بناتے ہو تم ہر اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم ہمیشہ رہو گے اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو ظلم کا پنجہ ہی مارتے ہو سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے پہنچائیں تمہیں وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تمہیں چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے۔

اتَّبِعُونَ بِكُلِّ رِيحٍ آيَةٌ تَعْبَثُونَ  
وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ وَإِذَا  
بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ فَالْقُوا اللَّهَ  
وَاطِيعُونَ وَالْقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْمَلُونَ  
أَمَدَّكُمْ بِالْعَامِ وَبِالنَّيْنِ وَجَنَّتِ الْعُيُونُ (الشعرا ۷)

حضرت ہودؑ نے رشد و ہدایت کی اس تبلیغ کے ساتھ ساتھ انھیں خدا کا پیغام سناتے ہوئے کہا کہ میں رسول ہوں اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہوں۔ عبادت اور بندگی کے لائق صرف خدا ہے واحد کی ذات ہے اس کو پوجنا چاہیے۔ یہ بت چھیں تم پوجتے ہو، نہ خدا ہو سکتے ہیں اور نہ یہ بندگی کے لائق ہیں۔ یہ عظیم الشان سلطنت، دولت اور قوت جو تمہیں حاصل ہے خدا ہی کی رحمت اور بے پایاں عنایت ہے اور اس کے عوض میں اس کے احسانات کا شکریہ تم پر واجب ہے۔ ان باطل خداؤں کو چھوڑ کر حقیقی خدا کے پرستار بنو اور اس کے احکام پر چلو۔

قوم کا مخالفانہ رویہ | قوم میں برائیاں ایسی جڑ پکڑ چکی تھیں اور بت پرستی کا تصور ان کے ذہنوں میں اتنا راسخ اور پختہ

ہو چکا تھا کہ حضرت کے وعظ و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ تکبر اور غرور کے نشے میں اتنے بدمست ہو چکے تھے کہ رشد و ہدایت کی اس آواز پر کان دھرنے سے قاصر تھے۔ انھوں نے حضرت کا پیغام سننا ہی پسند نہ کیا بلکہ نخوت اور تکبر سے حضرت کی دعوت کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ تمہیں (نعوذ باللہ) عقل نہیں اور تم جھوٹے ہو۔ جس طرح حضرت نوح پر ان کی قوم نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اگر خدا نے پیغمبر بھیجا تھا تو وہ کسی فرشتے کو یہ اعزاز دے کر بھیجتا، نہ کہ ہمارے جیسے ہی ایک آدمی کو، اسی طرح حضرت ہود کی قوم نے بھی ان پر یہی اعتراض کیا:

قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً  
فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۚ فَمَا عَادَ  
فَأَسْتَكْبِرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا  
مَنْ أَشَدُّ مَقَادِرًا ۚ (رحم السجدہ ۲۴)

”انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے رب کو (یہ) منظور ہوتا کہ کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجے تو فرشتوں کو بھیجتا، سو ہم اس (توجہ) سے بھی منکر ہیں جس کو دے کر بھیجے گئے ہو۔ پھر وہ جو عادی کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق تکبر کرنے لگے اور کہنے لگے وہ کون ہے، جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے۔“

حضرت نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا یہ اعتراض کہ فرشتے کو رسول بن کر آنا چاہیے تھا۔ تمہاری نادانی پر مبنی ہے۔ تمہیں اپنی ہی قوم کے فرو پر خدا کا پیغام نازل ہونے سے اچنبھا نہ ہونا چاہیے۔ ابتدا ہی سے اللہ کا دستور چلا آتا ہے کہ وہ انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لیے انہیں میں سے کسی شخص کو چن کر اپنا رسول بنا لیتا ہے اور اسی بندے کی معرفت تمام بندوں کو احکام سے آگاہ کرتا ہے۔ فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کسی قوم کی ہدایت کے لیے ایسے ہی شخص کا انتخاب کیا جائے جو انہیں میں سے ہو، انہیں کی زبان بولتا ہو، انہیں کے اخلاق و عادات اور تہذیب و تمدن کو اچھی طرح جانتا ہو، انہیں میں زندگی بسر کر رہا ہو اور قوم کے دوسرے لوگ بھی اُس سے واقف ہوں۔

حضرت ہود نے ہر چند انہیں سمجھایا مگر انھوں نے اپنے اطوار نہ بدلے اور اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے بلکہ یہ کہہ کر تمسخر اڑایا کہ حضرت ہود چونکہ ہمارے دیوتاؤں کو برا کہتے تھے۔ لہذا دیوتاؤں نے انہیں کچھ کر دیا ہے:

إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا  
بِسُوءٍ (ہود ع ۵)

یہ ہے۔

سورہ اعراف میں ارشاد ہوتا ہے:

”ان کی قوم میں جو آبرو دار لوگ کافر تھے انھوں نے کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم بے شک تم کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں اور کیا تم اس بات کا تعجب کرتے ہو کہ تمہارے

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ  
إِنَّا لَنَرُكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ  
الْكَذِبِينَ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ  
وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أُبَلِّغُكُمْ  
رِسَالَاتِ رَبِّي وَإِنَّا لَكُم نَاصِحٌ أَمِينٌ ۚ أَوْ

عَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَى  
 رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَأَذَكُرُكُمْ إِذْ جَعَلَكُمْ  
 خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَذَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ  
 بَصُطَةً فَذَكِّرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ  
 قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا  
 كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَآتِنَا مَا وَعَدْنَا بِإِنْ  
 كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

(اعراف ۹۶)

پر دو گار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہارا  
 ہی جنس کا (بشر ہے)، کوئی نصیحت کی بات آگئی تاکہ وہ تم کو ڈرائے  
 اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح کے بعد آباد کیا  
 اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو  
 تاکہ تم فلاح پاؤ۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس واسطے آئے  
 ہو کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا  
 پوجتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں، اور ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو  
 آؤ اگر تم سچے ہو۔

حضرت نے قوم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے واضح الفاظ میں یہ بھی بیان فرمادیا کہ ایسا خیال نہ کرنا کہ میں کسی رتبے  
 عہدے یا دولت و ثروت کی طمع میں تمہیں ایسی باتوں کی تلقین کر رہا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ میں تو خدا کا فرستادہ ہوں، صرف اسی کا پیغام بنا  
 ہوں اور بغیر کسی طمع اور لالچ کے اپنا یہ فرض ادا کیے جا رہا ہوں۔ تم سے کسی بھی شے کا طلب گار نہیں۔ میں تو صرف اپنے خدا سے اجر  
 آرزو مند ہوں۔ سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَقَوْمِ  
 اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنْ أَنْتُمْ  
 إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝ يَقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا  
 إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ  
 (ہود ۵۷)

اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے (برادری یا وطن کے) بھائی  
 ہود کو (پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انھوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میرے  
 قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں  
 تم محض مفتری ہو۔ اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ  
 نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اس (اللہ) کے ذمے ہے جس نے مجھ  
 کو پیدا کیا، پھر کیا تم اس کو نہیں سمجھتے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمُ أُخُوهُمْ  
 هُودٌ إِلَّا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ فَاتَّقُوا  
 اللَّهَ وَآطِيعُوا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ  
 إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (الشعراء ۷۷)

عاد نے (اللہ کے) پیغام لانے والوں کو جھٹلایا جب ان کے  
 بھائی ہود نے انہیں کہا کیا تم کو خدا کا ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام  
 لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا  
 تم سے اس پر بدلہ، میرا بدلہ اس جہان کے مالک پر ہے۔

حق یہ ہے کہ پیغمبر بے نفسی اور خلق خدا کی بے غرضانہ خدمت میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں وہ دعوت و اصلاح کے سلسلے میں خوش  
 خوشی ہر قسم کی مشقتیں اٹھاتے اور تکلیفیں سہتے ہیں اس لیے نہیں کہ انہیں کوئی عہدہ یا منصب ملے یا ان کے قدموں پر دولت کے



رنگ جاؤں، اس لیے اور صرف اسی لیے کہ خدا کے بندے سیدھے راستے پر آجائیں، نیکی فروغ پائے اور بُرائیاں مٹ جائیں۔ اس میں خود بندوں ہی کی بھلائی پیش نظر ہوتی ہے لہذا تقریباً ہر پیغمبر نے دعوت کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی واضح فرمادی کہ میں اپنی خدمت داری کے لیے کسی معاوضے، کسی بدلے یا اجر کا طلب گار نہیں یہ خدا کے بندوں پر شفقت اور ان کی بہتری کے لیے بے غرضانہ تڑپ ایک ایسا پاکیزہ نمونہ ہے جو صرف پیغمبروں کی سیرتوں میں ملتا ہے۔

جب اس مغرور اور سرکش قوم کو سمجھانے کی تمام کوششیں بے کار گئیں تو حضرت ہودؑ نے انھیں اللہ کا وہ عذاب یاد دلایا جس نے حضرت نوحؑ کی قوم کو ان کی سرکشی اور بد اعمالیوں کی بنا پر تباہ و برباد کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ گمراہوں کی ہدایت کے لیے خدا رسول بھیجتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا اور میں نے ہر ممکن طریقے سے تمہیں سمجھایا اور تمہاری راج کی کوشش کی۔ مگر تم کسی طرح نہیں مانتے تو اس کا نتیجہ اللہ کے عذاب کے سوا اور کیا ہوگا۔ تم سے پہلی قوموں کی مثالیں تمہارے منہ ہیں۔ کیوں ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ میں تمہیں آخری مرتبہ خبردار کرتا ہوں اب بھی اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے اعمال تکرار کر لو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا۔ ورنہ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ہدایت آچکی اس کے باوجود تمہاری سرکشی تمہاری تباہی کا باعث ہوگی۔ ✓

قوم نے شدت سے آپ کی مخالفت جاری رکھی اور آخر دم تک آپ کو بھٹلاتی رہی۔ کہنے لگے ہم تو انہیں کی پرستش کریں گے۔ میں ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں تمہاری بی نصیحتیں ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں اگلے لوگ بھی اسی قسم کی بے کار کرتے آئے ہیں۔ ہم پر عذاب وغیرہ نہیں آسکتا:

سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَدَعُظْتَ أَمْ لَمْ تُكُنْ  
الْوَاعِظِينَ هَذَا إِذَا خُلِقُوا الْأَوَّلِينَ  
مَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ (الشعراء: ۷۴)

خواہ تم وعظ و نصیحت کرو یا نہ کرو، ہمیں تو سب برابر ہے، اور  
کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے اگلے لوگوں کی اور ہم پر عذاب نہیں  
آئے گا۔

قوم کے شکرت اور مغرور افراد بولے ہم سے روز روز کی یہ دھمکیاں نہیں سنی جاتیں جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ لے تاکہ ہم تمہاری سچائی کو مان سکیں، حضرت نے فرمایا کہ عذاب لانا تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں تو فقط اس کا ایلمچی ہوں اور جو ام مجھے دیا گیا وہ پہنچا دیا۔ اب اگر تم کسی طرح ماننے کو تیار نہیں اور عذاب الہی کو دعوت دیتے ہو تو یہ تمہاری سخت نادانی ہے۔

قَالُوا أَجِئْنَا بِتِلْكَ نَاغِيًا  
أَعْدْنَا إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ قَالَ  
مَا أَعْلَمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ  
وَلَكِنِّي أَنَا كَمَا تَجْهَلُونَ (احقاف: ۳)

” انھوں نے کہا اے ہودؑ، تو اس لیے ہمارے پاس آیا کہ ہمیں  
اپنے دیوتاؤں سے مرتد کر دے۔ جس عذاب کا تم دعوت کرتے ہو، اگر  
سچے ہو تو لے آؤ۔ اُس نے کہا کہ اس کا علم خدا کے پاس ہے کہ عذاب  
کب آئے گا۔ جو پیغام میں دے کر بھیجا گیا ہوں وہ صرف تمہیں پہنچانا ہوں

لیکن میں تم کو نادان قوم خیال کرتا ہوں۔“

قوم نے بگڑ کر کہا:

يَا هُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ  
بِتَارِكِي الْهَيْئَةِ عَنْ تَوَلِّكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ

اے ہوڈ! تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور تیرے کہنے سے ہم اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں اور ہم تجھے ماننے والے نہیں۔

آپ نے جواب دیا:

اَتَّجَادِلُونَنِي فِيْ اَسْمَاءِ سَمِيْتُمْوهَا اَنْتُمْ  
وَاَبَاؤُكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَاَنْتَظِرُوْا  
رِئٰى مَحْكَمٍ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ

کیا تم مجھ سے ان من گھڑت ناموں پر بگڑتے ہو کہ رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے، نہیں اتاری۔ اللہ نے ان کی کوئی سند، سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ (عذاب الہی کا) انتظار کروں گا۔

(الاعراف ۹۷)

## قوم عاد کی نباہی

آخر سرکش، باغی اور نافرمان انسانوں کی پاداش عمل کا وقت آ پہنچا۔ غیرت حتی حرکت میں آئی اور دیکھنے ہی دیکھتے عاد کی عظیم شان اور بڑے بڑے ستونوں (ذات العباد) اور عالی شان عمارتوں والی بستیوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ پہلے اس قوم کو خشک سالی نے گھیرا اور لگے بھوکوں مرنے، پھر آندھی کے تند و تیز طوفان اٹھے۔ یہ طوفان سات راتیں اور آٹھ دن متواتر چلتے رہے اور قوم عاد کی ہر شے کو درہم برہم کر دیا۔ وہ طاقت ور اور قوی سیکل انسان جو طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں من اشد مناقوۃ کہتے پھرتے تھے مٹ گئے ان کی آبادیوں کے کھنڈر بھی نہ رہے جو ان کی بے چارگی اور بے بسی کی داستان بنا سکتے اور وہ خطہ زمین جس پر کبھی عاد کی عالی شان عمارتیں قائم تھیں۔ آج وہاں ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

قرآن نے انسانوں کو عبرت دلانے کے لیے قوم عاد کا ذکر بار بار کیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

فَلَمَّا رَاوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلًا اُوْدِيْتِهِمْ  
قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرٌ نَّابِلٌ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ  
بِهٖ رِيْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ تَدْمِرُ حُلَّ  
شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا الْاٰیْرٰى اِلَّا  
مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ یُخْرِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ  
وَلَقَدْ مَكَّنَّهُمْ فِیْهَا اَنْ مَّكَّنَّاكُمْ فِیْهِ وَجَعَلْنَا  
لَكُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْیَادًا فَمَا اَعْنٰی  
عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَّ لَا اَبْصَارُهُمْ وَّ لَا اَفْیَادُهُمْ

سو ان لوگوں نے جب اُس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آنا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا، نہیں نہیں بلکہ یہ وہی ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے، ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے، وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کرے گی۔ چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ بحر ان کے مکانات کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا، ہم مجرموں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تمہیں ان باتوں میں قدرت نہیں دی اور ہم نے ان کو کان اور آنکھ اور دل دے دیے تھے، سو چونکہ وہ لوگ آیات الہیہ کا انکار کرتے

تھے اس لیے نہ ان کے کان ان کے ذرا بگام آئے، نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل، اور جس بات کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اُس نے اُن کو آگہرا۔

مَنْ شَىْءٍ اِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَكَانَ  
بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ

(الاحقاف ع ۳)

دوسری جگہ فرمایا:

اور جب ہماری ٹھہرائی ہوئی بات کا وقت آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہُوڈ کو بچا لیا اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اور ایسے عذاب سے بچا یا کہ بڑا ہی سخت عذاب تھا یہ ہے سرگزشت عاد کی انھوں نے اپنے پروردگار کی نشانیاں جھٹلائی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر شکر و سرکش کے حکم کی پیروی کی اور ایسا ہوا کہ دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت پڑی اور قیامت کے دن بھی، تو سن رکھو کہ قوم عاد نے اپنے پروردگار کی ناشکری کی اور سن رکھو کہ عاد کے لیے محرومی کا اعلان ہوا جو ہود کی قوم تھی۔

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ  
آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَتِنَا إِنَّا وَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابِ  
غَلِيظٍ ۚ وَتِلْكَ آيَاتُ الَّتِي نُرِيهِمْ  
وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ  
وَإِتَّبَعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَلِيَوْمِ الْقِيَامَةِ  
إِلَّا أَنْ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ  
قَوْمِ هُودٍ

(ہود ع ۵)

سورہ الزاریات اور القمر میں یوں مذکور ہے:

اور قوم عاد کے ہلاک ہونے میں بھی قدرت خدا کی بہتری نشانیاں ہیں جب ہم نے ان پر ایک منموس آندھی چلائی جس چیز سے ہو کر گزرتی اُسے بوسیدہ ہڈی کی طرح (چورا) کیے بغیر نہ چھوڑتی۔

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَةَ  
مَا تَدْرُسْنَ شَيْءًا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلاَّ جَعَلَتْهُ كَالسَّمِيمِ

(الزاریات ع ۲۴)

جھٹلایا عاد نے پھر کیا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑا کھڑا نامہم نے بھیجی ان پر ہوا تند ایک نحوست کے دن جو ٹلنے والی نہ تھی۔ اکھاڑ پھینکا لوگوں کو گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَلَمَّا كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي  
إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِم رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمٍ نَّحْسٍ مُّتَّبِعَةٍ  
تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أُعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرَةٍ (القرع)

پھر ارشاد ہوتا ہے:

پس ہم نے ان پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو منموس تھے تاکہ ہم ان کو اس دنیوی حیات میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں۔ اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور ان کو مدد نہ پہنچے گی۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِم رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ مَّحْسَبَاتٍ  
لِّتَذِيقَهُمْ عَذَابِ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
وَالْعَذَابِ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ

(حم السجده ع ۲۴)

سورہ الحاقہ میں بربادی کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے:

وَأَمَّا عَادٌ فَأَهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ  
 سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَنِيَةَ أَيَّامٍ  
 حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ  
 أُعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ  
 بَاقِيَةٍ ۚ (الحاقة ۱۷)

اور عاد جو تجھے سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کیے گئے جسے اللہ تعالیٰ  
 نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا سورج کے مخاطب  
 اگر تو اس وقت وہاں موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا  
 کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں، سو کیا تجھ کو ان کا کوئی بچا ہوا  
 نظر آتا ہے؟

خود حضرت ہودؑ اور ان کے پیرو خدا کی رحمت سے بچ گئے۔ حجر والوں میں سے کوئی بھی نہ بچا:

فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَفَرُوا بَابِنَا وَصَاكُلُوا  
 مَوْمِنِينَ ۚ (الاعراف ۹۷)

غرض ہم نے ان (ہودؑ) کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت  
 سے بچالیا اور ان لوگوں کی جڑ (تک) کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں  
 کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

**وفات** بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ہودؑ اور ان کے ساتھی مومنین قوم عاد کی تباہی کے بعد حضرت موت کی طرف ہجرت کر آئے تھے  
 اور وہیں وفات پائی حضرت موت کی شمالی سرحد پر ایک مقام تریم ہے۔ حضرت موت کی مشہور بندرگاہ شحر سے ایک خط سیدھا  
 شمال کی طرف کھینچا جائے تو یہ تریم ہی پہنچے گا۔ عام روایت ہے کہ حضرت ہودؑ کی قبر تریم سے کوئی دو منزل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں  
 لوگ زیارت کے لیے جاتے ہیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت کی قبر فلسطین میں ہے جہاں اہل فلسطین ان کا سالانہ عرس مناتے ہیں لیکن اس روایت کی  
 صحت کا کوئی بھی قریبہ موجود نہیں۔

# حضرت صالح علیہ السلام

**ثمود** جب حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد گمراہیوں اور بدکاریوں کے باعث تباہ و برباد ہو گئی تو اس کے تھوڑے عرصہ بعد قوم ثمود نے عرب میں بڑا نام پایا۔ حضرت نوح کی اولاد ہی سے ایک کا نام ثمود تھا جس کی طرف یہ قوم منسوب ہے۔ قوم عاد کی طرح یہ لوگ بھی بہت زبردست تھے اور سنگ تراشی میں انھوں نے کمال حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے پہاڑوں کو کھود کر بڑے عالی شان مکان بنالیے تھے جو نقش و نگار سے آراستہ تھے :

وَ اذْکُرُوا اِذْ جَعَلْنَا خَلْفَاءَ مِنْ بَعْدِ  
عَادٍ وَّ بَنُو اٰلِمْ فِي الْاَرْضِ تُنْجِدُوْنَ مِنْ سُهْلٰہِہَا  
تَصُوْرًا وَّ تُنْجِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۙ (الاعراف ۱۰۷)

اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عاد کے بعد آباد کیا اور تمہیں زمین پر رہنے کو ٹھکانہ دیا کہ نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ثمود کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس قوم کا ابتدائی مقام الحجر کہلاتا ہے۔ آج کل اسے مدائن صالح کہتے ہیں اور یہ حجاز ربوے کا مشہور سٹیشن ہے جو مدینہ منورہ سے دمشق جاتی ہے۔ ثمود کی بستیوں کے کھنڈر اور آثار اب بھی وہاں پائے جاتے ہیں جن میں ارامی اور ثمودی خط میں کتبے منقوش ہیں۔

ثمود بھی باطل کے پرستار اور مشرک تھے۔ قوم عاد کی طرح انھیں بھی اپنی دولت اور ثروت پر بڑا ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ سے باغی ہو چکے تھے۔ لہٰذا وہ لوہے میں مصروف رہتے اور سزا و جزا سے بے نیاز ہو کر بے خوف و خطر ہر قسم کی برائیاں کرتے۔

**بعثت صالح اور تبلیغ حق** اللہ تعالیٰ نے ثمود کو گمراہی اور ذلت کے تاریک گڑھے سے نکالنے کے لیے انھیں میں سے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ توحید کا درس دیں اور بیدھی راہ پر لگائیں :

وَ اِلٰی ثَمُوْدٍ اٰخٰہُمْ صٰلِحًا ۙ قَالَ یٰقُوْمِ  
اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ ۙ (الاعراف ۱۰۸)

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا انھوں نے فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت صالح نے قوم کو بت پرستی چھوڑ کر ایک خدا کے آگے جھکنے کی تلقین کی، لیکن جیسا کہ ان سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ ہوتا آیا تھا، قوم نے ایک زسنی بلکہ حضرت صالح کو جھٹلایا اور ان کا تمسخر اڑایا :

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرَجًا ۙ  
وہ لوگ کہنے لگے کہ اے صالح! تم اس سے قبل ہم میں ہونا نہ

قِيلَ هَذَا اسْتَهْمَنَا اِنْ تَعْبُدُ مَا يُعْبَدُ  
اَبَاؤُنَا وَاِنَّا لَفِي شَكِّ مِمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ  
صُرِيْبٌ ۝ (رہود ۲۴)

نَقَالُوا اَبَشْرًا اِمْنَا وَاِحِدًا اِنْتَبَعُهُ  
اِنَّا اِذَا لَفِيَ ضَلَلٍ وَّسُعْرٍ ۝ اَلَلْفَى الذِّكْرُ  
عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَابٌ اَشْرُ ۝

(القرع ۲۴)

معلوم ہوتے تھے کیا تم ہمیں ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جس کی عبادت  
ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں اور جس دین کی طرف تم ہمیں بلارہے ہو واقعی  
ہم تو اس کی طرف سے بڑے شبہ میں ہیں۔

پھر کہنے لگے کہ ایک آدمی ہم میں کا اکیلا ہم اس کے کہنے پر چلیں گے تو  
پھر ہم غلطی میں پڑے اور آگ میں جھکے۔ کیا اسی پر نصیحت اتری۔ ہم میں  
سے کوئی نہیں۔ یہ جھوٹا ہے۔ بڑائی مارتا ہے۔ اب جان لیں گے کہ کل کو  
کون ہے جھوٹا۔ بڑائی مارنے والا۔

چند غریب اور کمزور لوگ حضرت صالح پر ایمان لے آئے۔ لیکن قوم کے سربراہ آردہ لوگ انہیں بے حد پریشان کرتے اور ان کا بھی مذاق  
اڑاتے۔ وہ ان سے پوچھتے کہ کیا یہ سچ خدا کے رسول ہیں۔ پھر طنز سے کہتے کہ ایسے رسول کو تو تم مانو، ہم تو نہیں مانتے۔  
قوم نمود کو حضرت صالح کی نبوت کا یقین نہ آتا تھا چنانچہ انہوں نے حضرت سے کہا کہ اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو ہمیں کوئی  
معجزہ دکھاؤ:

قَالُوا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسْتَحْرِنِينَ ۝ مَا اَنْتَ  
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِآيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

بولے تجھ پر کسی نے جادو کیا ہے۔ تو بھی ایک آدمی ہے۔ جیسے ہم  
سولے کچھ نشانی رکھو (معجزہ دکھا) اگر تو سچا ہے۔

اتفاق سے اُس علاقے میں پانی کم ہو گیا۔ علاقے کے چشمے اور تالاب پہلے کی طرح آبادیوں کی ضرورتیں پوری نہ کر سکے تو لوگ اپنے اپنے  
جانوروں کو پانی پلانے کے لیے بارہاں مقرر کرنے پر مجبور ہو گئے۔ حضرت صالح کے پاس ایک اونٹنی تھی۔ آپ بھی اپنی باری سے اُسے پانی  
پلاتے، لیکن سرکش لوگ اونٹنی کو پانی پینے سے روکتے بلکہ انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اب ان لوگوں نے آپ سے معجزہ  
کیا۔ تو اللہ کے حکم سے آپ نے اونٹنی ہی کا اللہ کی نشانی یا معجزہ قرار دیا اور قوم سے کہا کہ اگر انہوں نے اونٹنی کو ضرر پہنچایا یا اُسے مار ڈالا۔ تو  
اللہ کا عذاب انہیں گھیر لے گا:

يَقُوْمُ هٰذِهِ نٰقَةٌ اَللّٰهُ لَكُمْ اٰيَةٌ فَذُرُوْهَا  
تَاْكُلْ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمْسُوْهَا بِسُوْءٍ فَيَاْخُذْكُمْ  
عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝

(رہود ۶)

اے میری قوم کے لوگو دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی (یعنی اس کا نشان)  
تھا اے لیے ایک فیصلہ کن نشانی ہے۔ پس اسے چھوڑ دو۔ اللہ کی زمین  
میں چرتی پھرے۔ اسے کسی طرح کی اذیت نہ پہنچانا۔ ورنہ فوراً عذاب  
تجھیں آپکڑے گا۔

اس پر وہ لوگ اور برہم ہوئے اور حضرت صالح کو ختم کرنے کی تدبیر سوچنے لگے۔ انہوں نے ایک سازش کی اور چند غنڈوں کو حضرت  
کے قتل پر مامور کیا۔ لیکن ان کی یہ سازش کامیاب نہ ہو سکی:  
قَالُوْا تَقٰسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَاَهْلَهُ

بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ، اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم

ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا نَا مَهْلِكًا  
أَهْلِيهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ هـ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا  
مَكَرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ هـ (النمل ۴۷)

اُس پر اور اُس کے گھر پر۔ پھر کہہ دیں گے کہ ہم نے نہیں دیکھا کس نے تباہ  
کیا اس کا گھر۔ اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں۔ اور انھوں نے بنائی ایک خفیہ  
تدبیر ہم نے بنائی ایک پوشیدہ تدبیر۔ اور ان کو خبر نہ ہوئی۔

اس ناکامی کی خجالت مٹانے کے لیے انھوں نے وہی بات کی جس سے حضرت صالحؑ نے یہ کہہ کر روکا تھا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم پر اللہ کا  
عذاب نازل ہوگا یعنی انھوں نے اونٹنی کو قتل کر دیا۔

اس حرکت کے باوجود حضرت صالحؑ نے انھیں مزید موقع دیا کہ وہ اپنی بد عملیوں سے توبہ کریں اور اللہ پر ایمان لے آئیں اس طرح ان کا  
گناہ معاف ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ بد بخت نہ مانے تب مجبور ہو کر حضرت صالحؑ نے کہا کہ تین دن کی اور مہلت ہے۔ اگر تم نے توبہ نہ کی تو اس  
کے بعد یقیناً اللہ کا عذاب تم کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ پھر کوئی تمھیں بچانے والا نہ ہوگا۔ ✓

**ثمود کی تباہی** | اگر کسی قوم کو دنیاوی جاہ و حشم، عزت، دولت اور خوش حالی میسر ہو۔ اس کے ملک میں عالیشان عمارت، عمدہ باغات اور  
سرسبز و شاداب کھیتیاں ہوں، لیکن وہ خدا کی نافرمانی اختیار کر لے۔ اُس کے حکموں کو ٹھکرانے لگے تو وہ یقیناً سزا کی مقوجب  
ٹھہرے گی۔ تاریخ ایسی قوموں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے، جو سرکشی اور نافرمانی کے باعث ہلاک ہوئیں۔ ان سے پیشتر حضرت ہودؑ کی قوم  
عاد کی تباہی کا ذکر آچکا ہے حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو عاد کی مثال اسی لیے دی تھی کہ وہ عبرت پکڑیں۔ مگر وہ جاہ و حشم اور عیش و عشرت کے  
لذت میں مرشار ہو کر بد مستیوں پر اترے ہوئے تھے۔ پہلے خدا کے رسول کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ یہ نہ ہو سکا تو تنبیہ کے باوجود حضرت صالحؑ  
کی اونٹنی کو مار ڈالا۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام حجت ہو چکی اور تین دن کی مہلت گزر گئی۔ تو چوتھے دن آسمان سے ایک ایسی ہولناک کرطک کی آواز سنائی  
دی جس کے سامنے بجلی کی کرطک بھی کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ جو شخص جہاں اور جس حالت میں تھا ایک بے جان لاش بن کر رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ  
نے بنی نوع انسان کو عبرت دلانے کے لیے بار بار ثمود کی داستان دہرائی ہے۔ قرآن مجید میں مذکور ہے:

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ  
آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَتِنَا وَمِنَ خَيْرِ مَا يَكُونُ مِثْقًا  
إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ هـ وَأَخَذَ الَّذِينَ  
ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَمِينَ هـ  
كَانَ لَمْ يُغْنُوا فِيهَا الْآيَاتَ ثَمُودًا كَفَرُوا  
رَبَّهُمْ إِلَّا بَعْدَ الْثَمُودِ هـ

✓ پھر جب ہماری دھمکائی ہوئی بات کا وقت آ پہنچا۔ تو ہم نے صالح کو  
اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے بچالیا اور  
اُس دن کی رسوائی سے نجات دی۔ . . . اور جن لوگوں نے ظلم کیا  
تھا۔ ان کا یہ حال ہوا کہ ایک زور کی کرطک نے آ لیا جب صبح ہوئی تو سب  
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے روہ اس طرح اچانک مر گئے (گو با ان  
گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ تو سُن رکھو کہ ثمود نے اپنے پروردگار کی  
ناشکری کی اور ہاں سُن رکھو کہ ثمود کے لیے عرومی ہوئی۔

(ہود ۶)

وَأَعَدُّ كَذِبَ أَصْحَابِ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ

وَأَيُّهُمْ أَيْتَنَّا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝  
كَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آوِينَ ۝  
فَأَخَذْتَهُمُ الصَّيْحَةَ مُصْحِحِينَ ۝ فَمَا أَغْنَىٰ  
عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (الحجر ۷)

اور دیکھو حجر کے لوگوں (ثمود) نے بھی رسولوں کی بات جھٹلائی۔ ہم نے  
اپنی نشانیاں انہیں دکھائیں مگر وہ روگردانی ہی کرتے رہے۔ وہ پہاڑ تراش کر  
گھر بناتے تھے کہ محفوظ رہیں۔ لیکن یہ حفاظتیں کچھ بھی کام نہ آئیں ایک  
دن صبح کو اٹھے تو ایک ہولناک آواز نے آپکڑا اور جو کچھ انہوں نے اپنی سعی و  
عمل سے کمایا تھا وہ کچھ بھی ان کے کام نہ آیا۔

فَكَانَ بُرُؤُهُ فَعَقَرُوا هَاهُ فَدَمْدَمَ

عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فَسَوَّاهَا وَلَا  
يَخَافُ عُقْبَاهَا (الشعرا ۷)

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ  
فَأَخَذْتَهُمُ صِيعَةَ الْعَذَابِ الَّتِي كَانُوا  
يَكْسِبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا كَانُوا يَتَّقُونَ ۝

پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ پھر پاڈوں کا ٹڈالے اس (ادھنی) کے  
کے پھر اٹ مارا ان پر ان کے رب نے۔ بہ سبب ان کے گناہوں کے  
پھر برابر کر دیا سب کو۔ اور اللہ نہیں ڈرتا سمجھا کرنے سے۔  
اور ثمود کی ہم نے رہنمائی کی۔ انہوں نے ہدایت پر مگر ابھی کو ترجیح دی،  
تب رسوا کر دینے والے عذاب کی کڑک نے ان کے اعمال کے سبب ان کو آ  
لیا اور ایمان والوں کو ہم نے نجات دی کہ وہ پرہیزگار تھے۔

فَإِنَّهُ أَهْلَكَ عَادَ الْأُولَىٰ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ۝

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا  
قَالَتْ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا فَكَذَّبُوهُ  
فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ  
فَسَوَّاهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (الشعرا ۸)

اور خدا نے عاد اولیٰ اور ثمود کو ہلاک کر دیا اور کچھ رحم نہ کیا۔  
ثمود نے اپنی سرکشی سے تکذیب کی جب انہوں نے اپنے بد بخت تریں  
آدمی کو بھیجا، پیغمبر خدا نے کہا خدا کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کا خیال ہے۔  
انہوں نے جھٹلایا اور اس کی کوچ کاٹی، خدا نے ان کے گناہ کے سبب ان پر  
ہلاکت ڈالی اور ان کو برباد کر دیا اور ان کے انجام کا وہ خوف نہیں کرتا۔

کہا جاتا ہے کہ ثمود کی تباہی کے بعد حضرت صالحؑ فلسطین میں جا کر آباد ہو گئے کیونکہ ثمود کی بستی کے قریب یہی سرسبز علاقہ تھا۔

حجر پر رسول اکرمؐ کا گزر | غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر حجر پر پڑا۔ صحابہ نے ثمود کے کنوؤں سے

پانی بھرا اور آٹا گوندھ کر روٹیاں پکانے لگے۔ نبی اکرمؐ کو معلوم ہوا تو آپ نے پانی گرا دینے، ہانڈیاں  
اندھی کر دینے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دینے کا حکم فرمایا۔ آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ نہ یہاں ٹھہرو اور نہ یہاں کی کسی چیز سے فائدہ اٹھاؤ  
ایسا نہ ہو کہ تم بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ اس لیے کہ اس بستی پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ ایسی بستیوں میں داخل ہو تو خدا سے ڈرتے، عجز و زاری کرتے اور روتے ہوئے داخل ہو۔



# حضرت لوط علیہ السلام

**ابتدائی حالات** حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر آچکا ہے آپ حضرت ابراہیم کے بھائی حاران کے بیٹے تھے۔ چونکہ حاران کی وفات حضرت لوط کے بچپن ہی میں ہو چکی تھی اس لیے حضرت ابراہیم ہی نے اس یتیم بھتیجے کو بیٹے کی طرح پالا اور برابر اپنے ساتھ رکھا۔ چونکہ بڑھاپے کی عمر تک حضرت ابراہیم کے اولاد نہ ہوئی تھی۔ اس لیے حضرت لوط کو اپنا وارث سمجھتے تھے۔ پھر حضرت لوط کو خدا نے دین حق کی حمایت میں حضرت ابراہیم کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائی اس لیے وہ حضرت کو بہت پیارے تھے۔ حضرت ابراہیم پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت لوط ہی ہیں۔ جب قوم کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر حضرت ابراہیم نے وطن سے ہجرت کی تو حضرت لوط آپ کے ہمراہ تھے مصر سے واپسی پر حضرت ابراہیم کنعان میں ٹھہر گئے اور حضرت لوط شرق اردن کے علاقے سدوم اور عموره میں چلے گئے تاکہ وہاں دین حق کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو راہِ راست پر لائیں۔

**شہر مرکز** عرب، فلسطین اور شام کے نقشے پر نظر ڈالیں تو موجودہ شرق اردن اور فلسطین کے درمیان آپ کو وہ مشہور جھیل ملے گی جسے بحیرہ مہبت کہتے ہیں۔ اسی کے دوسرے نام بحیرہ مردار اور بحیرہ لوط ہیں۔ اس جھیل کے جنوبی حصے میں ایک سرسبز و شاداب وادی واقع تھی جس میں کئی بستیاں آباد تھیں ان میں سے سدوم اور عموره خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت ابراہیم نے جس طرح اپنے بیٹوں کے لیے تبلیغ حق کے جداگانہ مرکز قائم کر ڈئے تھے اسی طرح اپنے بھتیجے حضرت لوط کے لیے بھی ایک مرکز تجویز کر دیا۔ یہ وہی سرسبز و شاداب وادی تھی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور سدوم کو حضرت لوط نے اپنا مسکن بنایا جو اسی وادی کا غالباً سب سے آباد اور مشہور مقام تھا۔

**قوم لوط کی اخلاقی اور عملی حالت** سدوم اور عموره کی وادی بہت سرسبز و شاداب تھی۔ پانی کی افراط اور زمین زرخیز تھی۔ کھیتی باڑی خوب ہوتی تھی برسم کے پھل، سبزلیوں اور باغات کی کثرت تھی۔ باشندے

خوشحال اور فارغ البال تھے۔ انھیں ہر طرح کی نعمتیں مسیر تھیں جس کے نتیجے میں وہ بدست ہنرور، متکبر اور رکش بن گئے تھے۔ بیوقوف و خنجر طرح طرح کے شیطانی اعمال کرتے۔ اچھائی اور بُرائی میں انھیں کوئی امتیاز نہ تھا۔ منجملہ اور فحاشیوں کے ایک بہت بڑی اور مکروہ خباثت ان میں یہ تھی کہ عورتوں کی بجانے لڑکوں سے اختلاط کا عام رواج ہو گیا تھا۔ یہ حیوانی اور بد کرداری کی انتہا تھی کہ یہ فعل علی الاعلان فخر و مباہات کے ساتھ کیا جاتا۔ قرآن مجید

لکھتا ہے: قوم لوط کی نسبت سے اس فعل کا نام لواطت پڑا۔ انگریزی میں اس کے لیے ساڈومی (Sodom) کا لفظ مستعمل ہے جو سدوم (Sodom) سے نکلا ہے۔

کے مندرجہ ذیل بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی وقت تک دنیا کی کسی دوسری قوم میں اس شنیع فعل کا رواج نہ تھا، سدوم اور عمورہ کے باشندے ہی اس کے موجد تھے:

وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّا أَنْتُونَ الْفَاحِشَةَ  
مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ه إِنَّكُمْ  
سَاءُ تَوَنِّسَ الْجَالِ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النَّسَاءِ  
بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِقُونَ ه (الاعراف ع ۱۰)

اور ہم نے لوٹ کو بھیجا جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا (یعنی تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حدِ انسانیت) ہی سے گزر گئے ہو۔

قصص القرآن میں شیخ عبدالوہاب بخار کا ایک بیان درج ہے کہ انھوں نے عبرانی ادب کی ایک کتاب میں اہل سدوم کی بد اخلاقیوں کے متعلق بعض داستانیں پڑھیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنی بستوں میں داخل ہونے والے مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور جب وہ فریاد لے کر کسی حاکم کے پاس جاتے تو حاکم الٹا ان مسافروں اور مظلوموں کو ڈانبتا اور ذلیل کرتا۔ اس کتاب میں یہ بھی درج ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خانہ زاد ابیعرز کو حضرت لوٹ کی خیر وعافیت دریافت کرنے کے لیے سدوم بھیجا تو اہل سدوم نے بلا وجہ اسے پتھر مار کر زخمی کر دیا۔ جب ابیعرز فریاد لے کر حاکم سدوم کے پاس گیا تو الٹا خود اس کو مورد الزام ٹھہرایا گیا۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ اہل سدوم و عمورہ بد اخلاقی اور بد کاری میں حد سے گزر چکے تھے۔ ان میں شرافت و انسانیت کا نشاۃ تک باقی نہ رہا تھا، عام لوگوں کے علاوہ قوم کے سردار اور حاکم بھی اخلاق، دیانت، انسان دوستی اور منصف مزاجی سے یکسر عاری ہو چکے تھے، ہر چھوٹا بڑا ایک ہی کشتی میں سوار تھا۔

**حضرت لوٹ اور تبلیغِ حق** | حضرت لوٹ نے اپنی قوم کو ان کی بے حیائیوں اور خباثتوں پر ملامت کرتے ہوئے شرافت اور طہارت کی زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپؑ نے ہر ممکن طریقے سے انھیں سمجھایا اور

پچھلی قوموں کی تباہی و بربادی کی داستانیں یاد دلانے ہوئے جزوار کیا کہ جب کسی قوم کی بد کرداری انتہا کو پہنچ جائے تو اس کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ اپنا رسول بھیجتا ہے تاکہ وہ غلط راستے سے ہٹ کر سیدھی راہ پر لگ جائیں حضرت نے فرمایا جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں یہ اللہ ہی کا فرمان ہے۔ تم اپنی بد فعلیوں، ناروا حرکتوں، سرکشی اور غرور و تمکنت سے باز آ جاؤ یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہوگا ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو اس سے پہلے تم جیسے بد کرداروں کا ہو چکا ہے۔ آپؑ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

تم ایسی بے جیانی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔ کیا تم مردوں سے فصل کرتے ہو وہ بے جیانی کا کام ہی ہے اور تم ڈاکے ڈالتے ہو اور اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو۔ کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ (اس بات میں) تم محض جہالت کر رہے ہو۔

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَمَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۚ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقَاطِعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيَكُمُ الْمُنْكَرَ وَالْعَمَلَاتِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ لَأَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۚ (النحل ۴۶)

کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ (تمہیں شرم نہیں آتی) تم لونڈوں پر چڑھتے ہو مردوں سے برا کام کرتے ہو، اور جو تمہارے مالک نے تمہارے لیے راجھی پاکیزہ بیبیاں پیدا کی ہیں انہیں چھوڑ بیٹھے ہو بات یہ ہے کہ تم لوگ شرارت میں (حد سے بڑھ گئے ہو۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ۚ إِنَّ لَكُمْ رَسُولًا أَمِينًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ إِنَّ تَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۚ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ ۚ أَذْوَاجًا بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۚ (الشعراء ۹۶)

**قوم کی سرکشی** حضرت کی دعوت اور اخلاق و طہارت کی ترغیب قوم پر بہت شان گزری وہ اٹا طنز سے کہنے لگے کہ ہم تمہاری پاکیزگی اور تقدس کو اچھی طرح جانتے ہیں اور قطعاً تمہارا مشورہ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ انہوں نے آپ کو اور ان چند افراد کو جو آپ پر ایمان لاپچکے تھے بستی سے نکال دینے کی دھمکی بھی دی۔ قرآن مجید میں مذکور ہے:

اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أَنْفُسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۚ (الاعراف ۱۰۷)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

سو ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو کیونکہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أَنْفُسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۚ (النحل ۴۷)

جب حضرت کی پیغمبریتوں اور مسلسل جدوجہد کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور سدوم اور عموره کے سرکش و متمرد انسان اخلاق سوزی اور بے جانی کے کاموں پر مصر رہے تو حضرت نے انہیں خدا کے قہر و غضب اور عذاب الہی سے ڈرایا لیکن اس دھمکی کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ کہنے لگے کہ ہمیں تمہاری کسی بات کا یقین نہیں، اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لا کر دکھا دو:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا  
أَتَيْنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

ان کی قوم کا جواب بس یہی تھا کہ تم ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم  
سچے ہو۔

یہ وہی بے باکی اور خوفِ خدا سے بے پروائی تھی جس کا اظہار اس سے پہلے سرکش توہین کر چکی تھیں۔

مجبوری اور بے چارگی کے عالم میں حضرت لوطؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

رَبِّ انصُرْنِيْ عَلٰى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اے میرے رب مجھے ان مفسد لوگوں پر غالب ران کو عذاب سے ہلاک  
کر دے۔

(العنکبوت ۲۶)

ملائکہ کی آمد

اس کے بعد ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے انسانوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے پاس سدوم بھیجے۔ حضرت نے ان مہمانوں کو دیکھا تو ڈرے کہ نہ جانے بدطینت لوگ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کریں۔ اس خدشے کے پیش نظر آپ نے مہمانوں کی آمد کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی لیکن بدکار لوگوں کو پتہ چل گیا اور وہ آپ کے مکان پر چڑھ آئے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ ان مہمانوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے لیکن حضرت لوطؑ کسی حالت میں بھی اس کے لیے آمادہ نہ تھے۔ آپ نے انھیں بہت برا سمجھا یا مگر وہ اپنے بڑے ارادے سے باز نہ آئے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ یہ شہر کی عورتیں موجود ہیں۔ جو میری بیٹیوں کے برابر ہیں۔ انہیں کا صحیح حل وہی ہے اور وہ تمہارے لیے پاک ہیں لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت لوطؑ کو ابھی تک یہ علم نہ تھا کہ ان کے مہمان دراصل انسان نہیں بلکہ اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ اب جب فسادوں نے کسی طرح حضرت لوطؑ کا چھپانہ چھوڑا اور وہ سخت پریشانی اور گھبراہٹ میں مبتلا ہو گئے۔ تو مہمانوں نے انھیں بتایا کہ آپ ہماری ظاہری شکلوں کو دیکھ کر نہ گھبراؤ ہم خدا کے فرشتے ہیں اور اس قوم کو عذاب دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ "جزائے عمل" کا فیصلہ ان کے حق میں اٹل ہے اور وہ سروں سے ٹپنے والا سنس، آپ اور آپ کا خاندان اس عذاب سے محفوظ رہے گا۔ البتہ آپ کی بیوی جو سمجھانے بچھانے کے باوجود راہِ راست پر نہ آئی وہ ان ہی بے جیاؤں، بدکاروں اور سرکشوں کی رفاقت میں رہے گی۔

سدوم کی بربادی

جب رات ہوئی تو فرشتوں کی ہدایت پر حضرت لوطؑ اپنے خاندان کو لے کر سدوم سے نکلے اور دوسرے مقام میں چلے گئے جس کا نام بائبل میں زوغربتیا گیا ہے۔ یہ مقام اسی وادی میں ایک طرف واقع تھا اور عذابِ الہی سے محفوظ رہا۔ حضرت کی بیوی ساتھ نہ گئی۔ جب رات ختم ہونے کو آئی تو قرۃ العین جوش میں آیا۔ ایک ہولناک آواز بلند ہوئی جس نے سدوم کو تہ و بالا کر دیا۔ اوپر سے پتھروں کی بارش نے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ کیونکہ تالونِ الہی کے مطابق بڑکار، سرکش و متمرّد اور نافرمان قوموں کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اس بربادی کی داستان میں مقامات پر اس طرح مذکور ہے:

لے تورات کتاب پیدائش باب ۱۹ آیت ۲۴ تا ۲۶ میں لکھا ہے کہ "تب خداوند نے اپنی طرف سے سدوم اور عموره پر گندھک اور آگ آسمان سے برساتی

اور اس نے ان شہروں کو اور اس ساری ترائی کو اور ان شہروں کے سب رہنے والوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اگنا غارت کیا۔"

پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے، کہنے لگے کہ تم تو اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی بھیچا پھر کر بھی نہ دیکھیے اور جس جگہ کا تم کو حکم ہوا ہے اس طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہونے بالکل ان کی جڑ ہی کٹ جائے گی اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں کرتے ہوئے پہنچے لوط نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھے فضیحت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا مت کرو۔ وہ کہنے لگے کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگوں سے منع نہیں کر چکے۔ لوط نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے پس سوچ نکلتے نکلتے ان کو آواز سحّت نے آدبایا پھر ہم نے ان بستنیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے۔ اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کے لیے اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں ان بستنیوں میں اہل ایمان کے لیے بڑی عبرت ہے۔

فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۚ قَالَ  
إِنكُمْ قَوْمٌ مَّنكُرُونَ ۚ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا  
فِيهِ يَمْتَرُونَ ۚ وَأَتَيْنَكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ  
فَأَسِرْ بِاهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أذْيَابَهُمْ  
وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ  
تُؤْمَرُونَ ۚ

وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ  
هَؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ۚ وَجَاءَ أَهْلَ  
الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ۚ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ صِغِيرَى  
فَلَا تَفْضَحُونَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْنَ ۚ  
قَالُوا أَوَلَمْ نُنهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ۚ قَالَ هَؤُلَاءِ  
بَنَاتِي إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۚ لَعَنُوكَ إِنَّمَا  
لَفِيَ سَكْرَتِهِمْ لَعْمُونَ ۚ فَأَخَذْتَهُمُ الصَّيْحَةَ  
مُشْرِقِينَ ۚ فَجَعَلْنَا عَلَيْهِمْ سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ  
حِجَابًا مِّن سَجَلٍ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْتَوَسَّعِينَ ۚ  
وَإِنَّا لَبَسِيلٌ مُّقِيمٌ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ يُنذِرُونَ ۚ

سورہ ہود میں فرمایا گیا ہے:

اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان کے آنے سے  
خوش نہ ہوا اور ان کی موجودگی نے اسے پریشان کر دیا اور کہنے لگا کہ آج  
کا دن بہت بھاری ہے اور ان کی قوم ان کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور  
پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے۔ لوط نے کہا اے میری قوم یہ  
میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لیے ہیں۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرے  
مہمانوں میں مجھے فضیحت نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں وہ لوگ  
کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں  
اور آپ کو تو معلوم ہے جو ہمارا مطلب ہے وہ فرمانے لگے کیا خوب ہوتا

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئًا بِهِمْ  
وَضَاتٍ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ مَّعْصِيَةٌ  
وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا  
يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ لِقَوْمِهِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي  
مَنْ أَطَهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْنَ فِي  
صِغِيرَى ۚ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ۚ قَالُوا  
لَقَدْ عَلِمْتُمَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِن حَقِّ وَإِنَّكَ  
وَأِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا تُرِيدُ ۚ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ

قُوَّةٍ اِذْ اَوْحٰى اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۙ قَالُوْا يَلُوْطُ  
 اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ نُّصَلِّبَكَ فَابْسِرْ بِاَهْلِكَ  
 بِقِصْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا  
 اَمْرًا تَاْتِكَ اِنَّهُ مَصِيْبُهُمَا مَا اَصَابَهُمْ اِنَّ  
 مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۙ

فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا  
 وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ۙ مَنْضُودَةً  
 مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِيْنَ  
 بِبَعِيْدٍ ۙ

(مؤد ع ۷)

سورہ الشعراء میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے :

فَتَجِيْنُهُ وَاَهْلَهُ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عَجُوْزًا  
 فِي الْغَابِرِيْنَ ۙ ثُمَّ دَمَرْنَا الْاٰخِرِيْنَ ۙ وَاَمْطَرْنَا  
 عَلَيْهِمْ مَطْرًا فَسَاءً ۙ مَطْرَ الْمُنْذِرِيْنَ ۙ اِنَّ  
 فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۙ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ  
 وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ

(الشعراء ۹۶)

اگر تم پر میرا کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا۔ کہنے لگے کہ اسے لوہے  
 ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں۔ آپ تک ہرگز ان کی  
 رسائی نہ ہوگی سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر وہاں  
 سے باہر چلے جائیے اور تم میں سے کوئی سمجھا پھر کر بھی نہ دیکھے۔ ہاں مگر  
 آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے) نہ جائے گی اس پر بھی وہی آفت  
 آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آئے گی ان پر (عذاب کے) وعدے کا  
 وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں۔ سو جب ہمارا حکم تم  
 پہنچا تو ہم نے اس زمین (کو الٹ کر اس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور  
 اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسائے شروع کیے جو لگانا کر رہے تھے جن  
 پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی تھا اور  
 یہ بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں۔

سو ہم نے انھیں اور ان کے سب متعلقین کو نجات دی بجز ایک  
 بڑھبھلا کے وہ رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا  
 اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا (پتھروں کا) مینہ برسایا سو کیا بڑا مینہ  
 تھا جو ان لوگوں پر برسنا جنھیں (عذاب الہی سے) ڈرایا گیا تھا بے شک  
 اس واقعہ میں عبرت ہے اور باوجود اس کے ان (کفار مکہ) میں اکثر  
 لوگ ایمان نہیں لاتے اور بے شک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑا  
 رحمت والا ہے۔

## عذاب کی نوعیت

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عذاب الہی کی نوعیت کیا تھی؟ اس بارے میں یقینی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے  
 لیکن قرآن مجید اور بائبل کے مجمل بیانات سامنے رکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ایسی حالت پیش آئی ہوگی جیسی  
 آتش نشاں پہاڑ پھٹنے سے واقع ہوتی ہے۔ آتش نشاں پہاڑ پھٹتا ہے تو زمین کے اندر سے ہوناک آوازیں اٹھتی ہیں، خطہ زمین میں  
 زلزلہ آتا ہے جس سے عمارتیں نہ وبالا ہو جاتی ہیں پھر اندر سے جو آتشیں مادہ نکلتا ہے اس کے لیے آگ اور گندھک کی بارش کی مثال  
 بہت موزوں ہے، ساتھ ہی گنگر پتھر برستے ہیں۔ اٹلی کا مشہور آتش نشاں پہاڑ ویسوویس کئی مرتبہ پھٹ چکا ہے اس کے بعض واقعات  
 کی تفصیلات کتابوں میں ملتی ہیں۔ یہ تفصیلات اسی قسم کی تھیں جیسی سدوم اور عمورہ کو پیش آئی ہوں گی۔

بہر حال یہ مسلمہ واقعہ ہے کہ سدوم اور عمورہ کا علاقہ جو بہت سرسبز و شاداب تھا قوم لوط کے عذاب کے سلسلے میں بالکل بنجر ہو گیا اور آج تک بنجر چلا آتا ہے۔

**اللہ کا انصاف** | حضرت نوحؑ کے حالات میں بتایا جا چکا ہے کہ ان کی بیوی اور اس کا بیٹا ان پر ایمان نہیں لایا تھا جس کا نتیجہ ان دونوں کی ہلاکت اور بربادی کی صورت میں نکلا۔ حضرت لوط کی بیوی کا بھی یہی رویہ تھا۔ حضرت لوط کی کوششوں کے باوجود وہ آپ پر ایمان لانے سے آخردم تک گریز کرتی رہی جب فرشتوں کے کہنے پر حضرت لوط اپنے کہنے کے افراد کو لے کر سدوم سے روانہ ہوئے تو ان کی بیوی راستہ ہی سے لوط کو سدوم چلی گئی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوئی۔

ان واقعات سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ محاسبہ اعمال کے وقت کوئی رشتہ، کوئی نسبت اور کوئی سفارش کام نہیں دیتی۔ ایک حلیل القدر پیغمبر کے فرزند اور بیوی اور دوسرے کی بیوی کی ہلاکت سے صاف ظاہر ہے کہ مزاج و جزا کے سلسلہ میں نسبی شرافت اور خاندانی عظمت ہرگز اڑے نہیں آسکتی۔ خدا کی فریاد کرنے والا کوئی بھی ہو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ اور حضرت لوط کی بیویوں کی مثالیں دے کر اپنے انصاف کو یوں کھوکھلا دیا ہے:

صَبَّ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتِ  
لُوطٍ وَإِسْرَارَاتٍ لُوطٍ مَا كَانَتْ تَحْتِ عَبْدٍ  
مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَخَانَتْهُمَا فَلَمَّ يُخْنِبَا  
عَنْمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ (تیمم)

اللہ نے بتلائی ایک مثال مفکروں کے واسطے عورت نوحؑ کی اور عورت لوطؑ کی، دونوں گھر میں تھیں دونیک بندوں کے ہمارے نیک بندوں میں سے۔ پھر انھوں نے ان سے خیانت کی پھر وہ کام نہ آئے ان کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ۔

**وفات** | تو رات میں مذکور ہے کہ سدوم سے ہجرت کر کے حضرت لوطؑ ایک قریبی شہر زغر کو چلے گئے تھے۔ پھر زغر کو چھوڑ کر قریب ہی ایک پہاڑی پر آباد ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔

**حضرت لوطؑ کی دعائیں** | حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کا پھیلنا چاہا کہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی تھی وہ قرآن میں اس طرح مذکور ہے:

رَبِّ الصُّرَىٰ عَلَى الْقَوْمِ الْمَظْهَمِينَ (مکہوت ۴)  
اے میرے رب مجھے ان مفسد لوگوں پر غالب کر دے۔  
مخالفین کی ایذا سے بچنے کے لیے ایک موقع پر حضرت لوطؑ خدا سے یوں دست بدعا ہوئے:  
رَبِّ بَنِّتِي وَاهْلِي بِمَا يَعْمَلُونَ (شعرا ۱۹)  
اے میرے رب مجھے اور میرے حامی متعلقین کو ان (مخالفوں) کے کام رکے (دبا لے) سے نجات دے۔

# حضرت ابراہیم علیہ السلام

ا

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قریباً دو ہزار سال قبل عراق کے ایک قدیم شہر اور میں پیدا ہوئے۔ قرآن میں بہت سے مقامات پر حضرت کا ذکر آیا ہے۔ کہیں ان کے حالات اختصار سے بیان کیے گئے ہیں اور کہیں تفصیل سے۔

حضرت ابراہیم سے نبیوں کا ایک وسیع سلسلہ جاری ہوا۔ اس لیے آپ کو ابو الانبیاء (نبیوں کا باپ) بھی کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی کی نسل سے تھے اور حضور کی شکل و صورت بھی آپ سے بہت ملتی جلتی تھی۔ قرآن میں آپ کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) بھی کہا گیا ہے۔

**فضیلت** حضرت ابراہیم کی زندگی توحید اور دین حق کی اشاعت کے لیے مسلسل جدوجہد اور خدا کی راہ میں بے دریغ قربانیوں کا بے مثال مرقع ہے۔ آپ وہ حلیل القدر پیغمبر ہیں جنہوں نے اس وقت توحید کا پیغام سنایا جب خدا کا نام لیا ایک بھی اس دنیا میں نہ رہا تھا، اور آپ سے پہلے جو پیغمبر خدا نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے بھیجے تھے۔ ان کی تعلیم مٹ چکی تھی۔ حضرت ابراہیم کے بعد نام نبی اور رسول آپ ہی کے پیغام توحید کو دہراتے رہے۔ آپ کی تعلیمات کو کامل و اکمل صورت میں پیش کرنے اور دین توحید کی بنیادیں آخری مرتبہ استوار کر دینے کا شرف روز ازل سے خاتم الانبیاء حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مخصوص تھا۔ حضرت ابراہیم پہلے نبی ہیں جن کی توحید پرستانہ زندگی کا مکمل ریکارڈ ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور آج چار ہزار سال گزرنے کے بعد بھی آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے کروڑوں افراد دنیا میں بستے ہیں۔

یہ تو مسلمہ ہی ہے کہ مسلمان، یہودی اور عیسائی تینوں کا سلسلہ ہدایت حضرت ابراہیم ہی پر ملتا ہے۔ سب حضرت کی تعلیم کے پورے پیرو ہوں یا نہ ہوں لیکن دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ وہ دین ابراہیمی کے پابند ہیں، مسلمان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے، یہودی حضرت موسیٰ کے ذریعے سے اور عیسائی حضرت عیسیٰ کے ذریعے سے۔

ملہ آرچ بشپ اشرف نے حضرت ابراہیم کی پیدائش سن عیسوی سے ۱۹۹۶ سال قبل بتائی ہے اور انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا ۱۹۵۵ء سال قبل تحریر ہے۔ مؤخر الذکر زیادہ قرین قیاس ہے۔ حضرت ابراہیم کے حالات بائبل کتاب پیدائش کے باب ۱۲ تا ۲۵ میں درج ہیں۔

”ہم نے نبوت اور کتاب کو ابراہیم کی نسل میں رکھ دیا۔“ (عنکبوت ع ۴)



**ابتدائی حالات** حضرت ابراہیم جس قوم میں پیدا ہوئے۔ وہ مشرک اور بت پرست تھی۔ آپ کا خاندان بت تراشی اور بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا۔ عراق کے شہر بابل میں لعل دیوتا کا مندر بہت مشہور تھا جس میں لعل دیوتا کے بڑے بت کے علاوہ کئی چھوٹے چھوٹے بت رکھے تھے اور یہ سب حضرت ابراہیم کے خاندان ہی نے بنائے تھے۔ ان کے گھر میں بارہ مہینوں کے بارہ بت ہمیشہ رکھے رہتے تھے۔ انھیں کی پرستش کی جاتی تھی اور انھیں سے مرادیں مانگی جاتی تھیں۔

حضرت ابراہیم ابتدائے عمر ہی سے بت پرستی کے خلاف تھے مشرک کے سخت دشمن اور توحید کے سچے فدائی تھے۔ وہ اپنے والد اور دوسرے لوگوں کو بتوں کی پرستش کرتے دیکھتے تو حیران ہوتے کہ بت نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ بول سکتے ہیں، نہ کسی کو نامہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی کا کچھ لگاڑ سکتے ہیں۔ ان کی حیثیت کھلونوں سے زیادہ نہیں۔ پھر نہ جانے یہ لوگ انھیں اپنا خدا کیوں مانتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے اپنی گمراہ قوم کو اس غلط روش سے باز رکھنے اور راہ حق پر لانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

**باپ کو دعوتِ حق اور اس سے علیحدگی** آپ نے دعوتِ حق کو ابتدا گھر سے کی اور سب سے پہلے اپنے والد کو بت گری اور بت پرستی سے منع کیا۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

اِذْ قَالَ لِاٰبِيهِ يَا بَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ  
وَلَا يَبْصُرُ وَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ شَيْئًا يَا بَتِ اِنِّي قَدْ  
جِئْتُكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاَتَّبِعْنِي اِهْدِكَ  
صِرَاطًا سَوِيًّا يَا بَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ اِنَّ الشَّيْطَانَ  
كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا يَا بَتِ اِنِّي اَخَافُ اَنْ يَّمْسَكَ  
عَذَابُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَاٰتِيَا (مریم ۴)

”جب (ابراہیم) نے کہا اپنے باپ کو۔ اے باپ میرے! کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سُنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے کچھ۔ اے میرے باپ! مجھ کو آئی خبر ایک چیز کی۔ جو تجھ کو نہیں آئی۔ سو میری راہ چل۔ دکھا دوں تجھ کو راہ سیدھی۔ اے باپ میرے۔ بت پوج شیطاں کو بیشک شیطاں رحمن کا نافرمان ہے۔ اے باپ میرے! میں ڈرتا ہوں کہیں آگے تجھ کو ایک آفت رحمن سے۔ پھر تو ہو جائے شیطاں کا ساتھی“

لیکن حضرت ابراہیم کے وعظ و نصیحت کا کچھ اثر آپ کے والد پر نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس والد نے انھیں ڈرا یاد دہم کیا:

اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنِ الْهَيْتِ يَا اِبْرٰهِيْمَ وَلِيْنُ لَمْ  
تُنْتَهَ لَا رَجْمَتِكَ وَاَهْمُرُنِيْ مَلِيًّا (مریم ۳۷)

”کیا تو پھر اٹھتا ہے میرے معبودوں سے اے ابراہیم! اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور ڈر رہو جا میرے پاس سے ایک بت۔“

”تیری سلامتی رہے۔ میں گناہ بخشوادوں گا تیرا اپنے رب سے بے شک وہ ہے مجھ پر مہربان اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ اور میں بندگی کروں گا اپنے رب کی۔ امید ہے کہ نہ رہوں گا

حضرت ابراہیم نے باپ کو یوں غضب ناک ہونے دیکھا تو اس کی بزرگوار حیثیت کا احترام کرتے ہوئے نہایت نرمی اور منات سے جواب دیا:

سَلَّمَ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُكَ رَبِّيْ وَاِنَّهٗ  
كَانَ بِيْ حَفِيًّا وَاَعْتَرَكُم مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ  
اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسَى اَلَّا اَكُوْنَ بِدُعَاۤءِ

”بلاشبہ ہم نے ابراہیم کو اول ہی سے ہدایت عطا کی تھی“ (انبیاء ۷۵)

اپنے رب کی بندگی کر کے محروم۔“

## قوم کو دعوتِ حق

باپ سے اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کا دور شروع ہوتا ہے۔ خدا کی راہ میں آپ نے سب سے پہلی قربانی یہ کی کہ آنے والی مصیبتوں اور خطروں کی پروا نہ کرتے ہوئے باپ کا گھر چھوڑ دیا اور توحید کی عام دعوت

دینے کے لیے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ آپ نے قوم کو ہدایت کرتے ہوئے بتایا کہ ایک خدا کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ یہ بت جنھیں تم پوجتے ہو، ایک بے کار سی چیز ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا:

”یہ مورتیاں کیا ہیں، جن پر تم مجا در بنے بیٹھے ہو۔“

بَاهِذِهِ التَّمَاثِيلَ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عِبَادُونَ (انبیاء ۵۶)

قوم نے جواب دیا:

”ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہی کی پوجا کرتے۔“

وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عِبَادِينَ (انبیاء ۵۶)

حضرت ابراہیمؑ بولے:

”مقرر رہے تم اور تمھارے باپ دادے صریح گمراہی میں۔“

لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (انبیاء ۵۶)

ستارہ پرستی کی تردید | عرض حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو ہر چند سمجھانے کی کوشش کی، لیکن وہ نہ مانی۔ بت پرستی کے علاوہ اس قوم میں ستاروں کو پوجنے کا بھی رواج تھا۔ انھوں نے چاند، سورج اور مختلف ستاروں کے بت بنا

رکھے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ دنیا میں نفع و نقصان، فتح و شکست، روزی و فحط، طوفان، موت و حیات، غرض سارا نظام ستاروں اور ان کی حرکت کے تحت عمل میں آتا ہے۔ لہذا ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی بھی پرستش کی جائے۔

بت پرستی کو مٹانے کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ ستارہ پرستی کا تصور بھی ان لوگوں کے ذہنوں سے کرید کر لکا جائے۔ چنانچہ

حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں کو خدا ماننے کی بھی بڑے حکیمانہ طریقے پر تردید کی۔ آپ نے رات کے وقت ایک روشن ستارے کی طرف

اشارہ کر کے پوچھا کیا یہ میرا رب ہو سکتا ہے جس کی پوجا میری قوم کر رہی ہے؟ ستارہ تھوڑی دیر چمک دکھ کر مقررہ وقت پر نظروں

سے اوجھل ہو گیا۔ یہ اُس کے خدا نہ ہونے کی ایک روشن دلیل تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے قلب مبارک سے فطرت کی آواز

بلند ہوئی کہ جو چیز اپنا وجود قائم نہ رکھ سکی اور تھوڑی دیر کے بعد چھپ گئی، اُسے کیوں کر خدا مانا جاسکتا ہے اور اُسے کون پسند

کر سکتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے چاند کی طرف اشارہ کر کے وہی سوال کیا۔ جب صبح کے قریب چاند بھی چھپ گیا تو آپ بولے کہ ستارے

کی طرح اسے بھی زوال آگیا۔ وہ بھی ڈوب گیا اور قائم نہ رہ سکا تو اسے میں کیوں کر اپنا رب مان سکتا ہوں؟

لہ ”اور بخشش مانگنا ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے واسطے، سونہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اُس سے پھر جب کھل گیا ابراہیمؑ پر کہ وہ دشمن ہے اللہ

کا تو اُس سے بیزار ہو گیا۔ بے شک ابراہیمؑ پر اِزْمِ دَلِّ تَحْتَمَلُ كَرْنِ وَالَا“۔ (التوبہ ع)

دن چڑھنے پر جب سورج نکلا تو وہ چمک دکھ اور آب و تاب میں چاند تاروں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کی قوم سورج کو بڑا دیوتا یا بڑا خدا مانتی تھی۔ حضرت نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنا پہلا سوال دہرایا کہ کیا یہ خدا ہو سکتا ہے؟ شام کے قریب سورج غروب ہونے لگا تو آپ نے فرمایا، میری قوم کا یہ بڑا خدا بھی اپنی اصل حالت پر قائم نہیں رہ سکا۔ لہذا یہ بھی خدا نہیں ہو سکتا اور اسے خدا ٹھہرانا سراسر غلط ہے۔

واضح رہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس مکالمے میں اپنی قوم کے باطل عقیدوں کی ترمیم کیے انداز میں فرمائی کہ ہر چھوٹے بڑے کے دل میں یقین کی روح پیدا ہو جائے۔ وہ چیزیں خدا نہیں ہو سکتیں جو اپنی ہستی قائم نہ رکھ سکیں اور نکلتی ڈوبتی رہیں۔ تاروں کی بھی یہی حالت تھی۔ چاند اور سورج کی بھی یہی حالت تھی۔ ان میں سے کسی کی بھی روشنی ٹھہرنہ سکی۔ نمودار ہوئی اور اپنا وقت پورا کر کے غائب ہو گئی۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے نکلتے ڈوبتے رہنے سے یہ ثابت کیا کہ وہ تو خود کسی اور ہستی کے فرماں بردار ہیں۔ انہیں کیوں کہ خدا مانا جا سکتا ہے؟ وہ ہستی کون سی ہے؟ وہ خدا جس نے زمین اور آسمان بنائے، جس نے کائنات کا پورا کارخانہ خلق کیا، جس کی رحمت کے دامن میں ہر کسے کو پناہ ملتی ہے، جو سب کی حاجتیں پوری کرتا اور سب کی مرادیں بر لاتا ہے۔ بس اسی کو خدا ماننا چاہیے۔ اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ حضرت ابراہیمؑ نے تارے، چاند اور سورج کے خدا ہونے کی تردید کر دی تو کہا:

رَبِّي وَجِئْتُ دَجْحَىٰ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ حَيْنًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ  
میں (ہر طرف سے کٹ کر) اپنا منہ اُس کی طرف کرتا ہوں جس  
نے بنائے زمین اور آسمان۔ اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں  
میں سے۔ (العام ۹۶)

تارے، چاند، سورج ہوں یا بت یا کوئی اور چیز، خدا کے سوا جسے بھی خدائی کا درجہ دیا جائے۔ وہ شرک ہوگا اور خدا کا فرما بردار بننا کبھی شرک کے پاس بھی نہیں پھٹک سکتا۔

**قوم کی ہٹ و صرمی** | تارے پرستی کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کی یہ روشن دلیلیں یقیناً ان لوگوں کی سمجھ میں آگئی ہوں گی۔ لیکن وہ اپنے کاموں، سرداروں اور پروردگروں کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور انہیں کی باتوں کو ماننا نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ کاموں، سرداروں اور پروردگروں نے لوگوں کو گمراہی میں پکار رکھنے کی غرض سے تعلقین شروع کر دی کہ حضرت ابراہیمؑ کی باتوں پر مطلق دھیان نہ دیا جائے۔ نیز وہ شور و غل مچانے لگے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ہمارے معبودوں کی بے حرمتی اور تذلیل کی جو ہم جاری کر رکھی ہے، ہمارے دیوتا عنقریب اُس سے اس بات کا سخت انتقام لیں گے۔

**بنوں کے خلاف جنگ** | حضرت ابراہیمؑ نے یہ حالات دیکھے تو تیار ہو گئے کہ جس انتقام سے پردہت اور کاہن ڈرا رہے ہیں، اُس کی بے حقیقتی بھی عام لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دی جائے۔ انہوں نے اپنے ذہن

لے ساروں وغیرہ کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کا اس طرح دلیلیں دے کر ان کی نفی کرنے کا مفصل ذکر سورہ العام ۹ میں آیا ہے۔

میں ایک منصوبہ تیار کیا جس کا مدعا یہ تھا کہ سب پر آشکارا ہو جائے۔ پتھر یا لکڑی کے بت کسی کو نفع یا نقصان کیا پہنچائیں گے، وہ تو اپنے آپ کو بھی بچا نہیں سکتے، اس لیے اُن کا پوجنا بے کار محض ہے۔ اگر یہ بات مشاہدے کے ذریعے اُن کے ذہن نشین کر دی جائے تو یقیناً ان کے لیے رشد و ہدایت کی راہ ہموار ہو جائے گا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ ایک مذہبی تنہوار کے سلسلہ میں قوم کے سب افراد کو کسی جگہ جمع ہونا تھا۔ وہ تنہوار منانے میں مصروف ہو گئے تو حضرت ابراہیمؑ بت خانے میں پہنچے۔ جہاں تمام بتوں کے سامنے انواع و اقسام کی مٹھائیوں اور قسم قسم کے پھلوں کے چڑھاوے دھے تھے۔ اور وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ آپ نے یہ نظارہ دیکھ کر اپنی قوم کی جہالت پر افسوس کیا اور بتوں سے مخاطب ہو کر طنز یہ لہجے میں پوچھا کہ یہ چیزیں جو تمہارے سامنے رکھی ہیں، کھانے کیوں نہیں اور بولنے کیوں نہیں؟ اس کے بعد آپ نے سب سے بڑے بت

کے سوا تمام بتوں کو کلہاڑی سے توڑ ڈالا:

فَرَاغَ إِلَى إِلِهِتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝

مَا لَكُمْ تَنْطِقُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْمِثْقَالِ

(الصفت ۳۷)

”پس چپکے سے جا گھسا اُن کے بتوں میں۔ پھر بولا ابراہیمؑ، تم کیوں نہیں کھاتے؟ تم کو کیا ہے کہ نہیں بولتے؟ پھر گھسا اُن پر مار مار کر۔“

بتوں کو توڑ دینے کے بعد آپ نے کلہاڑی بڑے بت کے کاذھے پر رکھ دی اور واپس چلے آئے:

فَجَعَلَهُمْ جُودًا إِلَّا كِبْرًا لَهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ يَرْجِعُونَ ۝ (انبیاء ۵۷)

”پھر کر ڈالا ان کو ٹکڑے ٹکڑے۔ مگر اُن میں سے بڑے کو چھوڑ دیا کہ شاید وہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں (اُس سے پوچھیں کہ یہ کیا ہو گیا)۔“

جب لوگ رنگ رلیاں بنا کر میلے سے واپس آئے اور مندر میں اپنے خداؤں کو ریزہ ریزہ دیکھا تو سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے جس نے بھی کیا وہ بڑا ظالم ہے۔

یہ حقیقت سب پر آشکارا تھی کہ حضرت ابراہیمؑ ہی بتوں کو پوجنے کی بُرائی کیا کرتے تھے۔ لہذا سب کا خیال انہیں کی طرف گیا چنانچہ حضرت کو بلا گیا۔ آپ آئے تو لوگوں نے پوچھا:

أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَانِ يَا بُرَاهِيمُ ۝ (انبیاء ۷۱)

”کیا تو نے یہ سلوک کیا ہے ہمارے بتوں کے ساتھ اے ابراہیمؑ؟“

حضرت نے بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ مجھ سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں نہ سمجھ لیں کہ یہ اس بڑے بت کا کام ہے، جس کے پاس بتوں کو توڑنے کا آلہ بھی موجود ہے؟ اس کے پاس کیا دلیل ہے کہ ایسا نہیں ہوا؟ کیا دنیا میں ایسا نہیں ہے کہ بڑے سانپ چھوٹے سانپوں کو، بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو اور بڑی سلطنتیں چھوٹی سلطنتوں کو ہرپ کر جاتی ہیں؟ اچھا۔ ماننے کے لیے تیار نہیں ہو تو خود اپنے ان خداؤں سے پوچھ لو کہ کیا ماجرا ہوا؟ انہیں کس نے توڑا؟ اگر یہ کچھ بتا سکتے ہیں تو ایسے اہم معاملے میں بول کر جھوٹ سچ کا فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے؟

غرض حضرت ابراہیمؑ نے مشاہدے کے ذریعے سے دیوتاؤں کو باطل ثابت کرنے کی جو تجویز سوچ رکھی تھی، اسے آپ نے عملی صورت دے دی۔

یہ جواب پاکر قوم کے سب لوگ ذلت اور ندامت سے سرنگوں ہو گئے۔ کاہنوں اور سرداروں سے بھی کوئی جواب نہ بن پڑا اور محسوس کرنے لگے کہ ان کے یہ گھڑے ہوئے دیوتا اور خدا واقعی کوئی حیثیت نہیں رکھتے، یہاں تک کہ وہ اپنے توڑے جانے کی صحیح کیفیت بھی بیان نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انھوں نے ترمسار ہو کر کہا کہ اے ابراہیم! تو جانتا ہے کہ بت بول نہیں سکتے۔

حضرت ابراہیمؑ نے یہ سن کر فرمایا :

أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ  
شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ  
(انبیاء ۵۶)

”پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو تمہیں نہ تو کسی طرح کا نفع پہنچائیں اور نہ نقصان، تمہاری حالت کتنی ناقابل برداشت ہے اور ان کی بھی تمہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تم عقل سے بالکل کورے ہو گئے۔“

یقیناً بتوں کی بے حقیقی پوری قوم پر سورج کی طرح واضح کر دینے کا اس سے بہتر طریقہ کوئی نہ ہو سکتا تھا جو حضرت ابراہیمؑ نے اختیار کیا۔ لطف یہ کہ اس طریقہ میں اصل اظہار مشاہدے پر تھا جس سے کسی کے لیے بھی اختلاف کی گنجائش نہ ہو سکتی تھی اور اس میں عوام، سردار، پردہت اور مذہبی پیشوا سب برابر تھے۔ سچ ہے انبیائے کرام کا طریق دعوت ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے جس میں کوئی سچ و خم اور کوئی بھاؤ نہ ہو اور جس سے بڑے چھوٹے، پڑھے لکھے اور ان پڑھے، خواص و عوام یکساں متاثر ہوں۔

**قوم کی ریشہ و انبیاں** | یہ اس قوم کی انتہائی بدقسمتی اور ڈھٹائی تھی کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعوت و تبلیغ کو انھوں نے اس موقع پر بھی قبول نہ کیا۔ وہ اپنے اعمال پر نثر مندہ تو تھے اور اپنے عقیدوں کے باطل ہونے کا احساس بھی کرنے لگے تھے۔ لیکن حق بات کو قبول کرنے کا حوصلہ غالباً اس لیے نہ ہوا کہ مذہبی پیشواؤں اور پردہتوں کے متعلق ایک بے سرو پا اور غلط وہم ان کے دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ان کی رائے کے خلاف کچھ کیا تو دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد ٹھہریں گے۔ پردہت اور مذہبی پیشوا اپنے اقتدار سے دست برداری کے لیے تیار نہ تھے۔ چنانچہ مذہبی پیشواؤں ہی کے دباؤ کے ماتحت اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے خلاف کھلم کھلا دشمنی اور عداوت کا اظہار ہونے لگا۔ پیشواؤں نے فیصلہ کیا کہ دیوتاؤں کی توہین کے جرم میں ابراہیمؑ کو سخت تریں سزا دی جائے اور ان کی سرگرمیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے انھیں چلتی آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ :

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ (عنکبوت ۲۴) پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اسے مار ڈالو یا جلا دو۔ اسی زمانے میں عراق کا جو بادشاہ تھا اسے نمرود بتایا گیا ہے۔ غالباً نمرود حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے بادشاہوں کا عام لقب

تھا جس طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔ مزد و محض دنیوی حکمران نہ تھا بلکہ دینی لحاظ سے بھی وہ اپنے آپ کو مختار رکھتا تھا۔ اُس کے اعمال کے خلاف کسی کو اعتراض کا حق نہ تھا۔ اس کا حکم آخری و قطعی مانا جاتا تھا۔ گویا اس نے دنیا میں خدائی کا درجہ حاصل کر رکھا تھا۔

جب مزد و کو حضرت ابراہیمؑ کی سرگرمیوں کی اطلاع ملی تو اُسے اندیشہ پیدا ہوا کہ حضرت کی دعوت سے نہ صرف اس کی شانِ خداوندی پر کمزور پڑے گی بلکہ اس کی بادشاہت بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ لہذا اُس نے حضرت کو ختم کر دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ مذہبی پیشوا اس کے ساتھ تھے اور رعایا مذہبی پیشواؤں اور بادشاہ کے خلاف کچھ کرنے سکتی تھی چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ حضرت تشریف لائے تو مزد و نے حکیمانہ انداز میں سوال کیا کہ اپنے باپ دادا کے مذہب کی مخالفت کیوں کرتے ہو اور میرے حکموں کو بے چارہ تسلیم کرنے سے کیوں انکاری ہو؟ حضرت نے جواب دیا کہ میں اُس خدائے واحد پر یقین رکھتا ہوں جس نے مجھے، تجھے، تمام انسانوں، سورج، چاند، ستاروں اور ساری کائنات کو پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ اس کے سوا میں کسی اور کو خدا نہیں سمجھتا اور نہ ہی کسی اور کو اس کا شریک ٹھہراتا ہوں۔ یہ لکڑی اور پتھر کے گونگے، بہرے، بھور اور بے بس بت خدا نہیں ہو سکتے۔ تم سب لوگ غلط راستے پر لگے ہوئے ہو۔ میں تمہاری پیروی نہیں کر سکتا اور نہ ہی تمہارے باپ دادا کے بنائے ہوئے مذہب کو اختیار کر سکتا ہوں۔

مزد و نے کہا کہ اگر میرے سوا کوئی اور رب ہو سکتا ہے تو وہ کون ہے؟ اس کے اوصاف بیان کرو۔

حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا، میرا رب وہ ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور موت پر بھی اُسی کی قدرت حاصل ہے۔

مزد و نے کہا کہ اگر خدا کے اوصاف یہی ہیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں، موت اور زندگی تو میرے بھی قبضے میں ہے۔ یہ کہہ کر مزد و نے ایک بے گناہ شخص کو وہاں بلایا اور جلا دیکھا کہ اس کی گردن مار دی جائے۔ چنانچہ اس شخص کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔ اس کے بعد مزد و نے قتل کے ایک سزا یافتہ ملزم کو جسے پھانسی دی جانی تھی، بلایا اور اس کی جان بخشی کا حکم صادر کر دیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر بولا: کیوں دیکھا، میں کس طرح مارتا اور کس طرح زندگی عطا کرتا ہوں؟

موت اور زندگی کا صحیح مفہوم یہ نہ تھا جس کی مثال مزد و نے پیش کی تھی، بلکہ وہ جان بوجھ کر محض اپنی بات کی پیچ کے لیے کج بحثی پر اتر آیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جھگڑے میں پڑنے کی بجائے فوراً ایک نئی دلیل پیش کر دی جس کے بعد مزد و کے لیے کج بحثی کی کو گنجائش نہ رہی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا رب روزانہ سورج کو مشرق سے لاتا اور مغرب میں لے جاتا ہے۔ اگر تیرے اندر کوئی ایسی قوت ہے تو سورج کو مغرب سے نکال اور مشرق میں لے جا۔ یہ بات سننے ہی مزد و بھوچکا رہ گیا اور کوئی جواب بن نہ پڑا۔

تھوڑے، بے حوصلہ اور خود غرض آدمیوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی دل نشیں دلیل کا جواب نہیں دے سکتے، جوش میں آجاتے ہیں اور عقل و فہم کی کمی کو غصے کے ہیجان سے پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ مزد و نے بھی یہی کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا ابراہیم نے کہ بے شک اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے اب تو لے آ اس کو مغرب کی طرف سے۔ (البقرہ ع ۳۵)

کی دلیل سن کر وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ دربار میں جتنے لوگ موجود تھے، وہ سب کے سب حضرت ابراہیمؑ کے جانی دشمن تو تھے ہی انھوں نے  
نزد کو مشورہ دیا کہ حضرت ابراہیمؑ کو دیکھتی آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔

سارے شہر میں ایک بھی شخص نہ تھا جو حضرت ابراہیمؑ کی حمایت کرنا۔ خاندان دشمن، قوم دشمن، سردار اور کاہن دشمن، بچاری دشمن،  
غرض ہر شخص اپنے دیوتاؤں کی توہین کے بدلے میں حضرت ابراہیمؑ کی جان کا لاگو بن گیا۔ چنانچہ جب مزد کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو زندہ جلانے  
کا حکم دیا گیا تو تمام لوگوں کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ حضرت ابراہیمؑ کا دردناک انجام دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہے تھے۔  
حضرت، خدائے واحد کا نام اور توحید کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم کر چکے تھے۔ اسی عظیم مقصد کے پیش نظر  
انھوں نے باپ سے مناظرہ کیا اور گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ بت پرستی کی کھلم کھلا مخالفت کی، جس پر تمام قوم دشمن ہو گئی اور انھیں  
جلتی آگ میں جھونک دینے کا فیصلہ کیا۔ لیکن پروردگار کے حکم کے سامنے مزد کی طرف سے موت کا حکم حضرت ابراہیمؑ کے سامنے کوئی حقیقت  
درکھتا تھا۔ وہ جل مرنے پر آمادہ ہو گئے اور حق بات سے نہ رکنے۔ آگ انھیں جلا سکتی تھی، لیکن ہاتھ سے تراشنے ہوئے بتوں، چاند، سورج،  
تاروں یا بادشاہ کو خدا نہ بنا سکتی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ کو اذیت دے کر مارنے کے لیے ایک مخصوص جگہ بنائی گئی، جس میں بہت بڑے پیمانہ پر آگ روشن کی گئی۔ یہ آگ کئی روز  
تک جلتی رہی۔ یہاں تک کہ اُس کی تپش سے پتھر بھی دہکنے لگے۔ جس دن حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا جانا تھا، اُس دن اس جگہ لوگوں کے  
ٹھٹ لگ گئے۔ ہر شخص خوشی خوشی یہ تماشا دیکھنے آیا ہوا تھا۔ تمام بڑے بڑے سردار، کاہن، نوجی افسر، امراء اور خود مزد موقع پر حاضر تھے۔  
حضرت ابراہیمؑ کو ایک زوردار جھٹکے سے دہکتے ہوئے انکاروں میں پھینک دیا گیا۔

اس وقت تماشا کرنے والی ہزاروں آنکھوں میں ایک بھی ایسی نہ تھی، جو اس دردناک منظر کو دیکھ کر نساک ہوتی۔ ظالم اور سنگدل  
انسانوں کی اس دہشتناک حرکت پر کوئی دل نہ پسچا۔ کوئی زبان ایسی نہ تھی جو ایک حق پرست اور بے گناہ انسان کے ساتھ اس ظالمانہ رویے  
کے خلاف احتجاج کرتی، بلکہ اس کے برعکس ہر طرف خوشی اور تحسین کی آوازیں بلند تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ کو اس ہولناک آگ میں پھینک کر ساری قوم مطمئن ہو گئی کہ اس نے اپنے خداؤں کے دشمن کو ٹھکانے لگا دیا۔ لیکن جس  
خدائے واحد پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے اعلائے کلمۃ الحق کیا تھا اور ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے بھی حق بات کہنے سے  
دریغ نہ کیا، وہ خدا اپنے اس بندے اور عظیم الشان پیغمبر کا حامی و ناصر تھا۔ چنانچہ آگ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکی۔ خدائے پاک  
کا حکم ہوا کہ اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا۔ یہ ٹھنڈک ایسی نہ تھی کہ سردی سے تکلیف ہوتی۔ بلکہ جسم و جان کے لیے نہایت خوش گوار  
ٹھنڈک پیدا ہو گئی اور حضرت آگ میں سے صبح سلامت نکل آئے۔

وہ اپنے وطن سے ہجرت

جب وطن والے حضرت ابراہیمؑ کو قتل کرنے کے دہلے ہوئے اور آپ ان کے اس دار سے بچ نکلے تو آپ

نے بستری اسی میں سمجھی کہ اس علاقے کو چھوڑ دیا جائے چنانچہ دین حق کی تبلیغ کے لیے آپ نے بے وطن ہونا گوارا کر لیا اور خدا پر تکیہ کرتے ہوئے عراق کو خیر باد کہا۔ جو لوگ آپ پر ایمان لاپکے تھے یعنی آپ کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا، آپ کے برادر زادہ حضرت لوط اور ان کی اہلیہ، ان تینوں کو ساتھ لیا اور فلسطین پہنچے۔ جہاں اس وقت کنعانیوں کا اقتدار تھا۔

**حضرت ہاجرہ سے نکاح** اتفاق سے فلسطین میں قحط پڑ گیا اور لوگ غلے کی تلاش میں مصر جانے لگے حضرت ابراہیم بھی اپنے کنبے کے لوگوں کو ساتھ لے کر مصر چلے گئے۔

اس وقت مصر پر سامی خاندان کا بادشاہ حکمران تھا۔ یعنی وہ اور حضرت ابراہیم ایک نسل سے تھے۔ فرعون کو جب حضرت ابراہیم کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اس کے ہم نسل ہیں اور ان کا خاندان خدا کا برگزیدہ اور مقبول خاندان ہے، تو اس نے حضرت کی بہت عزت افزائی کی اور اپنی بیٹی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت کے نکاح میں دینا باعثِ عزتِ جانا۔ غرض حضرت اس سفر سے اعزاز و اکرام کے ساتھ فلسطین لوٹے۔

**بیوی بچے کی جدائی** حضرت کی عمر چھبیس برس کی ہو چکی تھی۔ لیکن ابھی تک آپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لیے دعا مانگی:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (الصافات ۲۷)

”اے رب بخش مجھے کوئی نیک لڑکا“

یہ دعا بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوئی اور آپ کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اسماعیل رکھا گیا۔

فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (الصافات ۳۷)

”پھر خوش خبری دی ہم نے اس کو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا“

اللہ کی خوشنودی اور اس کے احکام کی تکمیل کے لیے آپ نے اپنا گھر بار چھوڑا۔ آگ میں جھونکے گئے۔ پھر وطن سے بے وطن ہوئے۔ کڑمی سے کڑمی سختیاں بھیلنے رہے، مگر کسی بھی موقع پر پاؤں میں لہزش نہ آئی۔ اب بڑھاپے میں دعائیں مانگ کر پہلی مرتبہ جو فرزند ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نئی آزمائش کا وسیلہ بنایا اور حضرت کو حکم دیا کہ ہاجرہ کو دُرُک میں چھوڑ آئیں۔ اللہ تعالیٰ کا مقصود اس سے یہ تھا کہ دین حق کی تبلیغ اور اشاعت کا مرکز بنے۔ حضرت ابراہیم نے تعمیلِ حکم کی اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو مکہ کی بنجر وادی میں چھوڑ آئے۔

**بے مثال قربانی** حضرت اسماعیلؑ نے ہونچکے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی آزمائش میں ڈالا جو پہلی تمام

آزمائشوں سے بڑھ چڑھ کر تھی اور حضرت نے اس میں جس ثابت قدمی، بلند جوصلگی اور جاں نثاری کا ثبوت دیا، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

آپ نے متواتر تین رات خواب دیکھا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم تھا کہ فلاں پہاڑ پر جاؤ اور ہمارے نام پر اپنے بیٹے کی قربانی دو۔ چونکہ بیوی کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں اس لیے حضرت ابراہیمؑ اس خواب کے مطابق اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے پر آمادہ ہو



گئے اور اپنے جگر گوشے حضرت اسماعیلؑ کو رضائے الہی کی خاطر قربان کرنے کی تیاری کر لی۔

آپ نے بیٹے کو اپنا خواب سنا یا اور فرمایا کہ اللہ کا حکم آیا ہے بناؤ تمھاری کیا مرضی ہے؟ بیٹے نے تسلیم خم کرتے ہوئے کہا: ابا جان! میں خدا کی رضا کے سامنے کوئی عذر نہیں کر سکتا۔ آپ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ضرور پورا کریں۔ میں خوشی سے راہِ خدا میں قربان ہونے کو تیار ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ نے جگر گوشے کو سا تھ لیا اور اس پہاڑ کی طرف گئے، جس کی طرف خواب میں اشارہ کیا گیا تھا جگر گوشے کو پیشانی کے بل ٹاڈا۔ عین اس موقع پر بارگاہِ باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا، کہ اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ یہ محض ایک آزمائش تھی جس میں تو پورا اتر ا۔

کون باپ ہو گا جو اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنے کے لیے تیار ہو؟ لیکن حضرت ابراہیمؑ خدا کے ایسے فرمانبردار بندے تھے کہ وہ ہر بڑے سے بڑے حکم کی تعمیل کے لیے خوشی خوشی تیار رہتے تھے۔ یہی فرمانبرداری کی حقیقی شان تھی۔ یہی امت کے لیے صحیح نمونہ تھا، جو چار ہزار سال گزر جانے پر بھی سورج کی طرح درخشاں ہے اور رہتی دنیا تک درخشاں رہے گا۔

خدا کی راہ میں اس عظیم الشان قربانی کو امتِ مسلمہ کے لیے ایک ہمیشہ جاری رہنے والا دستور بنا دیا گیا۔ عبدِ قربان حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں حضرت اسماعیلؑ کی قربانی ہی کی یادگار ہے۔ جسے دنیا کے ہر حصے میں مسلمان مناتے ہیں۔ اس سے سبق کیا ملتا ہے؟ یہ کہ سچا مسلمان اور خدا کا سچا فرمانبردار بندہ وہ ہے، جو خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے اسی طرح تیار رہے، جس طرح حضرت ابراہیمؑ اپنے اکلوتے فرزند کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوئے تھے اور جس طرح عبید کے دن جانور ذبح کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

اس زمانے میں ساری دنیا میں شرک اور بت پرستی کا گھر تھا۔ مصریوں، آشوریوں اور کنعانیوں نے اپنے خداؤں کے بڑے بڑے مجسمے اور ان کے لیے عظیم الشان مندر تعمیر کر رکھے تھے۔ ایران کے مندروں

## بیت اللہ کی تعمیر

میں آگ کی پرستش کی جاتی تھی، ہندوستان میں مختلف خداؤں مثلاً کرشن اور مہادیو وغیرہ کو پوجا جاتا اور یونان میں دیوی دیوتاؤں کے عالی شان مندر اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔

✓ حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ خدائے واحد کی پرستش کے لیے ایک گھر تعمیر کریں۔ چنانچہ حضرت نے اس حکم کے مطابق وہ پاک گھر تعمیر کیا۔ جہاں روئے زمین پر پہلی عبادت گاہ بنی تھی۔ اور جس کے پاس حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کو آباد کیا۔ اس گھر

لے سورۃ الصافات ع ۳۔

۲ "بلاشبہ پلگھر جو انسان کے لیے (خدا پرستی کا مرکز) بنا دیا گیا وہ یہی ہے جو کہ میں ہے۔ برکت والا اور تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا چرند" (سورۃ آل عمران ع ۱۰)

۳ "اے ہم سب کے پروردگار! ایک ایسے میدان میں جہاں کھیتی کا نام و نشان نہیں میں نے اپنی بعض اولاد تیرے موزم گھر کے پاس لا کر بسائی ہے اور اے خدا اس

یہ بسائی کہ نماز قائم رکھیں۔ پس تو ایسا کر کہ لوگوں کے دل ان کی طرف ہائل ہو جائیں اور ان کے لیے زمین کی پیداوار سے سامانِ رزق مہیا کر دے۔

تا کہ تیرے شکر گزار ہوں" (سورۃ ابراہیم ع ۶)

کی طرف منہ کر کے مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔

اس گھر کی تعمیر میں آپ کے ساتھ آپ کے فرزند حضرت اسماعیلؑ بھی شریک تھے۔ باپ بیٹا گھر کی دیواریں اٹھاتے اور اپنے اور اپنی اولاد کے لیے دعائیں مانگتے جاتے تھے۔ قرآن نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

وَإِذِ يَفْعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ  
الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ  
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ  
وَمِن قَبْلِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَّكَ وَإِنَّا مَنَّا سِلكُنَا  
وَتُبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا  
وَأَبْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ  
وَلُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيَهُمْ إِنَّدْعَا  
أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (البقرہ ۱۲۵)

”اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیمؑ، بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیلؑ اور دعا کرتے تھے۔ اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بیشک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔ اے پروردگار ہمارے اور کریم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے۔ اور ہم کو معاف کر بے شک تو ہی ہے تو بہ قبول کرنے والا مہربان۔ اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلا دے ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک کر دے ان کو بے شک تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔“

واضح رہے کہ خدا کے پاک گھر کی تعمیر کا کام حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے اس وقت انجام دیا۔ جب وہ خدا کی طرف سے تمام آزمائشوں میں پورے اترے۔ انسانیت کا یہ سب سے بڑا شرف تھا، جو خدا نے اپنے ان مقدس پیغمبروں اور مخلوق کے ہادیوں کو عطا کیا۔ یہی گھر دین حق کا آخری مرکز اور فرمانبردار بندوں کا آخری قبلہ بنا۔

یہ گھر صرف چار دیواریں کا ایک خالی احاطہ تھا۔ مقابل کی دو دیواریں ۳۱ اور ۳۲ گز لمبی اور دوسری دو دیواریں ۲۲ اور ۲۳ گز لمبی تھیں۔ اس پرچھت نہ تھی۔ ایک طرف اندر جانے آنے کا کھلا راستہ تھا جس میں کوئی کوڑا چوٹ وغیرہ بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول کی اور انہیں بتایا کہ یہ گھر تیری ملت کا قبلہ، ہمارے سامنے چھکنے کا نشان اور توحید کا مرکز ہے۔

”بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے ہی ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو۔ اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے ”مقام ابراہیمؑ“ اور جو اس کے اندر آیا اس کو امن ملا اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اسی گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو۔ اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو اللہ پروا نہیں رکھتا۔ جہاں کے لوگوں کی۔“

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ  
مُبْرَكًا وَهُدًىٰ لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ  
مِّمَّا مَرَّابْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَ  
لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ  
سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ  
(آل عمران ۱۰۷)

حضرت ابراہیمؑ عبادت بھی کرتے اور خدا کے گھر کی عبادت کے خیال سے اس کے گرد چکر بھی لگاتے۔ ان چکروں کو طواف کہا جاتا

ہے مسجد حرام میں عبادت کا یہ طریقہ اب تک جاری ہے یعنی لوگ وہاں نماز بھی پڑھتے ہیں اور طواف بھی کرتے ہیں۔

**ازواج مطہرات اور اولاد** | حضرت ابراہیمؑ نے تین شادیاں کیں۔ پہلی حضرت سارہؑ سے، دوسری حضرت ہاجرہؑ سے اور تیسری حضرت قطورہؑ سے۔ حضرت ہاجرہؑ سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ اس وقت

حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۶۸ سال کی تھی۔ حضرت سارہؑ سے حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے۔ حضرت قطورہؑ سے چھ بیٹے ہوئے۔ یقسان، زبران، مدان، مدیان، اسباق اور سوخ۔ ان سب کو بنو قطورہ کہتے ہیں۔

جس فرزند کو بائبل میں مدیان کہا گیا ہے، وہ اہل مدین کا جدِ بزرگ تھا، جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور جن کی ہدایت کے لیے حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے۔

مدین کے علاوہ اصحاب الایکہ بھی، جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، بنو قطورہ ہی میں سے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ نے ۷۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

**حضرت کی دعائیں** | حضرت کی جو دعائیں قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ ہر مسلمان کو یاد کر لینی چاہئیں۔ انہیں ہم یہاں الگ الگ درج کرتے ہیں:

اور جب کہ اٹھا رہے تھے ابراہیمؑ دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسماعیلؑ بھی رادریہ کہتے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار یہ خدمت ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپ کی مطیع ہو اور ہمیں ہمارے حج کے احکام بھی بتا دیجئے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیے اور فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے، مہربانی کرنے والے، اے ہمارے پروردگار اور اسی جماعت کے اندر ان ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ کر سنا یا کریں اور انہیں (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور انہیں پاک کر دیں، بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرت کامل الانتظام۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(البقرہ ع ۱۵)

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ه رَبِّ إِنَّهُنَّ

اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجئے اور مجھے اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھئے۔ اے ہمارے

أَضَلَّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي  
وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ رَبَّنَا  
إِنِّي اسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زُرْعٍ  
عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَآ  
جَعَلْنَا أَقْسَدًا مِّنَ النَّاسِ تَبَوُّؤِ الْبُيُوتِ وَارْتَمٍ  
مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ  
رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نَعْلَمُ وَمَا  
يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي  
السَّمَاءِ  
(ابراہیم ۶۶)

پروردگار! ان بتوں نے بہتر سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، پھر جو شخص میری  
پرچلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص اس بات میں میرا کمانہ ملے نہ  
آپ تو کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں۔ اے ہمارے رب! میں اپنی اولاد  
آپ کے معظم گھر کے قریب ایک رکف دست میدان میں جو زراعت کے قابل  
نہیں، آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو آپ  
کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیجئے اور انھیں دعویٰ اپنی قدرت سے  
پھل کھانے کو دیجئے تاکہ یہ لوگ ان نعمتوں کا شکر کریں۔ اے ہمارے رب  
آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں رکھیں اور جو ظاہر کر دیں  
اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان  
میں۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن  
ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا اقْبَلْ دُعَاؤَنَا  
وَالْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ تَقُومُ الْحِسَابُ  
(ابراہیم ۶۷)

اے میرے رب مجھے بھی نماز کا (خاص) اہتمام رکھنے والا رکھیے اور  
میری اولاد میں بھی بعضوں کو، اے ہمارے رب! اور میری ذریعہ دعا قبول کیجئے  
اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کو بھی اور کل مومنین  
کی بھی حساب قائم ہونے کے دن۔

الَّذِي خَلَقَ لِي هُوَ يَهْدِي وَالَّذِي  
هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ  
يَشْفِينِي وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي وَالَّذِي  
الَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ  
الْتِّينِ ط رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقِّقْنِي بِمَا  
لصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ  
وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاعْفُرْ  
لَا فِي رَيْبٍ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ  
يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝  
إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ  
(شعراء ۵۷)

وہ پروردگار عالم جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی  
کرتا ہے اور جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو  
وہی مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے موت دے گا۔ پھر مجھے زندہ کرے گا  
اور جس سے مجھے یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز  
معاف کر دے گا۔ اے میرے پروردگار! مجھے حکمت عطا فرما اور  
مراتب قرب میں، مجھے راعی درجہ کے نیک لوگوں کے ساتھ  
شامل فرما اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ اور مجھے  
جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ کی مغفرت فرما کہ وہ  
گمراہ لوگوں میں ہے اور جس روز سب زندہ ہو کر اکٹھے گے اس روز  
مجھے رسوا نہ کرنا جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد مگر ہاں  
اس کی نجات ہوگی، جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آئے گا۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنبَأْنَا وَإِلَيْكَ  
صَبَّيْنَاهُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا  
عَسْرَتْنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اے ہمارے پروردگار! ہم تجھی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری  
ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے  
ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنا اور اے ہمارے  
پروردگار ہمارے گناہ معاف کر۔ بے شک تو زبردست رادر،  
حکمت والا ہے۔

# حضرت اسماعیل علیہ السلام

## ولادت

حضرت اسماعیل علیہ السلام ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے فرزند ہیں۔ حضرت ابراہیم نے ان کے لیے باگاہ بارہا میں دعائیں کی تھیں اور یہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم کی عمر چھبیس برس کی ہو چکی تھی۔

## فضیلت

حضرت اسماعیل ہی وہ فرزند تھے جن کی بشارت دیتے وقت قرآن مجید نے انھیں رحیم (بردار) قرار دیا:

فَبَشِّرْنَاهُ بِغُلَامٍ ذِي صُلْبٍ ۗ وَالصُّفَّتْ ۓ (۳۴)

”بشارت دی ہم نے ان کو بردبار لڑکے کی“

یہی وہ فرزند تھے جنھیں خدا کے پہلے گھر (خانہ کعبہ) کی خدمت گزار کی کا شرف حاصل ہوا جو آخری دین حق کا مرکز اور قبلہ گاہ بننے والا تھا، یہی وہ فرزند تھے جن سے حضرت ابراہیم کی عربی نسل چلی اور اسی نسل کو ختم الرسل، مولاٹے کل، سید الاولیاء و الآخرین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف حاصل ہوا، جو خدا کا آخری پیغام اس دنیا میں لائے، حضور سے ہدایت کا وہ سلسلہ استوار ہوا جو قیامت تک انسانوں کی دنیوی اور اخروی فلاح کا واحد ذریعہ ہے۔

## شیر خوارگی کے حالات

حضرت اسماعیل کی پیدائش کے بعد حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو اس جگہ چھوڑ آئیں جہاں اب کعبہ ہے اور اس زمانہ میں بے آب و گیاہ، دیران اور غیر آباد علاقہ تھا۔ حضرت ابراہیم نے تعمیل حکم کی اور اپنے بچے اور بیوی کو وہاں چھوڑ آئے، لوٹتے وقت حضرت ابراہیم نے ایک گھاٹی پر کھڑے ہو کر جہاں سے حضرت ہاجرہ نظر نہ آتی تھیں بیت اللہ کی طرف منکر کے یہ دعا مانگی:

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ  
ذِي نَارٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا  
الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي

”اے ہم سب کے پروردگار! ایک ایسے میدان میں جہاں ٹھینتی کا نام و نشان نہیں میں نے اپنی بعض اولاد تیرے محترم گھر کے پاس لاکر بسائی اور اس لیے بسائی کہ نماز قائم رکھیں۔ پس تو ایسا کر کہ لوگوں

۱۔ سورہ الصافات ع ۳۔ تورات کتاب پیدائش باب ۵۔ اکی آیت ۲۴ میں مذکور ہے ابراہیم نے کہا کہ اے خداوند تو مجھ کو کیا دے گا میں تو بے اولاد جاتا ہوں اور میرے گھر کا مختار البعز ہے۔ پھر ابراہیم نے کہا کہ تو نے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا، تب خداوند کا کلام اس پر اترا اور اس نے کہا کہ یہ تیرا وارث نہیں ہونے کا بلکہ جو تیری صلب سے پیدا ہو وہی تیرا وارث ہوگا۔

۲۔ درج ابراہیم کے لیے ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوا تب ابراہیم چھبیس برس کا تھا۔ تورات کتاب پیدائش باب ۱۶۔ آیت ۱۶)

يَا مَعْشَرَ رِزْقِهِمْ مِنْ لَشْرَابٍ نَعْلَمُ  
 رزق مہیا کر دے تاکہ تیرے شکر گزار ہوں۔“  
 کے دن ان طرف مائل ہو جائیں اور ان کے لیے زمین و پیداوار سے

بخاری نے کتاب الانبیاء میں ابن عباسؓ کی ایک روایت درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

”پھر حضرت ابراہیمؑ اسے اور اس کے بیٹے اسماعیلؑ کو لے آئے اور ہاجرہؑ حضرت اسماعیلؑ کو دودھ پلا رہی تھی، دونوں کو بیت اللہ کے قریب ایک بڑے درخت کے پاس زمزم کے اوپر مسجد کی بلند جانب بٹھا دیا۔۔۔۔۔ اور دونوں کے پاس ایک تھیلی چھوڑی جس میں کھجور تھی اور ایک مشکیزہ جس میں پانی تھا۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیمؑ چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب اُس گھاٹی پر پہنچے جہاں وہ آپؐ (حضرت ہاجرہؑ) کو نہ دیکھ سکتے تھے تو اپنا منہ بیت اللہ کی طرف کیا اور ان کلمات کے ساتھ دعا کی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔۔۔۔۔“

پھر اسی روایت میں ہے کہ حضرت ہاجرہؑ نے زمزم کا پانی پی کر حضرت اسماعیلؑ کو دودھ پلایا تو اس وقت فرشتے نے انہیں تسلی دی کہ بلاکت کا خوف نہ کیجئے، یہاں اللہ کا گھر ہے، یہ سچ اور اس کا باپ اس گھر کو تعمیر کریں گے:

”انہوں (حضرت ہاجرہؑ) نے پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا، پھر فرشتے نے ان سے کہا، ہلاک ہونے کا خوف نہ کر، یہاں اللہ کا گھر ہے، یہ لڑکا اور اس کا باپ اسے بنائیں گے اور اللہ اپنے اہل و ہلاک نہیں کرے گا۔“  
 (کتاب الانبیاء)

حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت ہاجرہؑ کو مع شہ خوار بچے کے اس غیر آباد علاقے میں لا کر آباد کیا تو حضرت ہاجرہؑ نے اس کی وجہ دریافت کرتے ہوئے پوچھا کہ آیا انہیں اللہ کے حکم سے یہاں لا کر چھوڑا جا رہا ہے۔ جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہاں خدا کے حکم سے ہی میں ایسا کر رہا ہوں، جس پر حضرت ہاجرہؑ نے اپنی ایبائی قوت سے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے کہا پھر تو اللہ تم کو ضائع نہیں کرے گا، چنانچہ وہ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرنے کے لیے تیار ہو گئیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا طویل روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ہاجرہؑ کو ایک مرتبہ صفا اور مروہ کے درمیان پانی کی تلاش میں تکلیف اٹھانی پڑی تھی، یہی وجہ ہے کہ حج کے موقع پر صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی (دوڑنا) ان کے اللہ کی راہ میں تکلیف اور مشقت اٹھانے کی یادگار ہے۔

رضائے الہی کے لیے جان کی پیشکش  
 حضرت کی زندگی کا عظیم الشان واقعہ جس میں آپ رضائے الہی کے لیے خوشی خوشی اپنی گردن کٹانے کے لیے تیار ہو گئے تھے رہتی دنیا تک یادگار

ہے۔ حکم الہی کے سامنے تسلیم و رضا کا جو نامونہ آپ نے پیش کیا، امت مسلمہ کے لیے وہ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا درس ہے، خدا کے سچے فرما برداروں کی یہی نشانی ہے، اس واقعے کے طفیل آپ کو "ذبیح اللہ" کے لقب کا شرف حاصل ہوا۔

جب حضرت اسماعیل سن تیز کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ اللہ کی راہ میں اپنے بیٹے کی قربانی دیں۔

اپنے مقرب بندوں اور پیغمبروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ عام انسانوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ تمام انسانوں کے واسطے ایک مثال اور نمونہ ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ اس لیے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مختلف آزمائشوں اور امتحانوں میں ڈالا اور آپ ہر آزمائش اور امتحان میں پورے اتر چکے تھے۔ آپ کی زندگی راہِ حق میں ایثار اور قربانیوں کا بے مثال نمونہ تھی چنانچہ جب آپ کو فرزند کی قربانی کا حکم ملا تو آپ اس کے لیے بھی آمادہ ہو گئے لیکن یہ تنہا اپنا مسئلہ نہ تھا بلکہ اسی ایک حکم میں اللہ تعالیٰ کو اپنے ہونے والے پیغمبر حضرت اسماعیلؑ کا امتحان بھی مطلوب تھا۔ حضرت تو اس حکم کی تعمیل کے لیے تیار تھے ہی، انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کو یہ حکم سنایا اور ان کی مرضی پوچھی اور اللہ کا یہ فرمان سن کر حضرت اسماعیلؑ نے جس قوتِ ایمانی، استقلال اور جاں نثاری کا مظاہرہ کیا وہ یقیناً ان کے عالی مرتبت اور مقدس باپ کی زندگی اور فیضانِ صحبت کا اثر اور تربیت کا نتیجہ تھا۔ تسلیم و رضا کے جسم پیکر نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے باپ! جس بات کا تجھے حکم دیا گیا ہے وہ کر گزر، اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھے صابر پائے گا۔

اس گفتگو کے بعد جب باپ بیٹے نے تعمیلِ حکم کو عملی صورت دی اور حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کی گردن پر چھری رکھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم! بیٹے کو چھوڑ دو، ہم کو تو فقط امتحان مطلوب تھا۔ جس میں تم دونوں پورے اترے۔ اس واقعے کے متعلق قرآن کے الفاظ یہ ہیں:

”پس بشارت دی ہم نے ان کو بربار لڑکے کی پھر جب وہ اس سن کو پہنچا کہ دوڑے اپنے باپ کے ساتھ ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس تو دیکھ کیا سمجھتا ہے۔ کہا اے میرے باپ! جس بات کا تو حکم کیا گیا ہے وہ کر۔ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔“

فَبَشِّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۚ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ  
السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَذْبَحُكَ  
فَانظُرْ مَاذَا تَأْتِي قَالَ يَا بَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ  
تَسْتَجِئُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۚ فَلَمَّا  
أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۚ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا بُرَاهِيمَ ۚ

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کے بیان میں بھی اس سارے واقعے کا مفصل ذکر آچکا ہے۔

۲۔ یاد رہے کہ پیغمبروں کے خواب روئے صادق ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ خواب فی الواقع اللہ کا حکم تھا۔



پس جب ان دونوں نے رضا و تسلیم کو اختیار کر لیا، درپیشانی کے بل سر  
 بیٹے کو بچھا دیا۔ ہم نے اُسے پکارا اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر  
 دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیک لوگوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں، بلاشبہ یہ  
 کھلی ہوئی آزمائش ہے اور بدلہ دیا ہم نے اسے بڑے ذبح کے ساتھ اور  
 ہم نے آنے والی نسلوں میں اس کے متعلق یہ باقی چھوڑا کہ ابراہیم پر سلام  
 ہو، اس طرح ہم نیک لوگوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں، بے شک وہ ہمارے  
 مومن بندوں میں سے ہے اور بشارت دی ہم نے اس کو اسحق کی جو  
 نبی ہوگا اور نیکو کاروں میں سے اور برکت دی ہم نے اس پر اور  
 اسحق پر۔

قَدْ صَدَّقْتَ بِالَّذِي آتَاكَ ذَٰلِكَ بِنُحْرِي  
 الْمُحْسِنِينَ ۚ إِنَّ هَٰذَا لَمَوْلَا الْمُؤْمِنِينَ ۚ  
 فَذَلَّ يَتَّبِعُهُ بِذِي بَيْعٍ عَظِيمَةٍ ۚ وَتَوَكَّلْنَا عَلَيْهِ فِي  
 الْآخِرِينَ ۚ سَلَّمَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي  
 الْمُحْسِنِينَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۚ  
 وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۚ وَبَارَكْنَا  
 عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْحَاقَ ۚ

(الصفّٰت ۳۴)

یہی وہ قربانی ہے جو ایک مستقل یادگار کے طور پر ملت ابراہیمی کا شعار قرار پائی اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو تمام دنیاے اسلام  
 میں یہ شعار عبدالاضحیٰ بالقرعید کے نام سے منایا جاتا ہے۔

**ذبیح کون تھا؟** | یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس واقعہ کے سلسلہ میں قرآن میں واضح طور پر حضرت اسماعیلؑ کا نام نہیں آیا۔  
 اس لیے یہودی اور عیسائی حضرت اسماعیلؑ کے بجائے ان کے چھوٹے بھائی حضرت اسحقؑ علیہ السلام کو  
 ”ذبیح“ قرار دیتے ہیں لیکن قرآن کی آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے نہ کہ حضرت اسحقؑ۔  
 حضرت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے کا قرآنی ثبوت یہ ہے کہ ادھر سورہ الصافات کا جو ٹکڑا نقل کیا گیا ہے اس میں حضرت ابراہیمؑ  
 کے دو صاحبزادوں کی بشارت کا ذکر ہے، پہلے صاحبزادے کی بشارت کے بعد اس کے متعلق قربانی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور آخر میں  
 دوسرے فرزند کی بشارت دی گئی ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی کا واقعہ اس بیٹے سے تعلق رکھتا ہے جس کی بشارت پہلے  
 دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت اسماعیلؑ ہی حضرت ابراہیمؑ کے پہلے فرزند ہیں۔ حضرت اسحقؑ حضرت اسماعیلؑ سے ۱۳ سال بعد  
 پیدا ہوئے۔

تورات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے نہ کہ اسحقؑ، مثلاً تورات میں مذکور ہے:

”ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ خدا نے ابراہام کو آزبایا اور اسے کہا کہ تو اپنے

بیٹے، ہاں اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے۔ ”اصحاق کو لے“ اور زمین موریاہ

میں جا اور اُسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے

لیے چڑھا دے

لے کتاب پیدائش باب ۲۲ آیت ۱-۲۔

پھر ارشاد ہوتا ہے :

”تب خداوند کے فرشتے نے دوبارہ آسمان پر سے ابراہام کو پکارا اور کہا کہ —  
خداوند فرماتا ہے اس لیے کہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنا بیٹا ”اپنا اکلوتا ہی بیٹا“ دریغ نہ رکھا۔  
میں نے اپنی قسم کھائی کہ میں برکت دیتے ہی تجھے برکت دوں گا۔“

آیت کے ان دونوں بیانوں میں حضرت ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے کے متعلق ذبح کا ماجرا بیان کیا گیا ہے اور جب تک حضرت اسحقؑ پیدا نہیں ہوئے تھے حضرت اسماعیلؑ ہی حضرت ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ حضرت اسحقؑ کی پیدائش کے بعد تو ان میں سے کوئی بھی اکلوتا بیٹا کھلانے کا مستحق نہ رہا۔ اوپر کی آیت نمبر میں اکلوتے بیٹے ”کو اضحاق (اسحق) کہا گیا ہے جو غلط ہے اور ظاہر ہے کہ ”اضحاق کو لے“ کے اس آیت میں اپنی طرف سے اضافہ کر لیے گئے ہیں۔

**کعبہ کی تعمیر اور خدمت** | حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو مکہ میں لا کر آباد کیا تھا اس لیے کہ وہ جگہ دین حق کا مرکز بن سکے۔ بعد ازاں حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ خدائے واحد کی پرستش کے لیے وہاں ایک گھر تعمیر کریں جس جگہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور فرزند کو لا کر بسایا تھا، اس کے قریب اللہ کا گھر پہلے سے موجود تھا مگر دیران اور شکستہ حالت میں تھا۔

حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو مکہ میں آباد کرتے وقت حضرت ابراہیمؑ نے جو دعا کی تھی اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ :  
اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ دِرَیْتِیْ عِنْدَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ ط ابراہیمؑ ع  
میں نے اپنی بعض اولاد تیرے محترم گھر کے پاس لا کر بسائی ہے جس سے ظاہر ہے کہ خدا کا گھر وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اس سے پہلے کتاب الانبیاء سے ابن عباسؓ کی جو روایت نقل کی گئی ہے اس میں مذکور ہے کہ ”دونوں (حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ) کو بیت اللہ کے قریب ایک بڑے درخت کے پاس زمزم کے اوپر مسجد کی بلند جانب بٹھا دیا۔“ اسی روایت کے بموجب فرشتے نے حضرت ہاجرہؑ کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ ”یہاں اللہ کا گھر ہے، یہ لڑکا اور اس کا باپ (اسے) بنائیں گے۔“

اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ”خانہ کعبہ (اس وقت) ٹپے کی طرح زمین سے اونچا تھا، سیلاب آتے تھے تو اس کے دائیں بائیں سے گزر جاتے تھے۔“

غرض قرآن مجید اور روایت صحیحہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ روٹے زمین پر خدا کا پہلا گھر وہیں بنا جہاں حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ تعمیر کیا، اس سے پہلے گھر کو آباد کرنے اور خدا کے دین کا مرکز بنانے کی غرض سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اہلیہ اور اپنے فرزند کو یہاں لا کر بسایا تھا۔

خانہ کعبہ کی تعمیر میں حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کا پورا پورا ہاتھ بٹایا اور باپ بیٹے دونوں نے مل کر اسے مکمل کیا۔ جب

کافی اونچی ہو جاتی اور حضرت ابراہیمؑ کا ہاتھ اونچا نہ جاسکتا تو ایک پتھر کو پاڑ بنا یا جانا، حضرت اسماعیلؑ اُسے سہارا دیتے اور حضرت ابراہیمؑ اس پر چڑھ کر تعمیر کرتے جاتے، یہی یادگار ”مقام ابراہیم“ اور ابراہیمؑ کے کھڑا ہونے کی جگہ کہلاتی ہے۔ تعمیر کے وقت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ دونوں اپنے اور اپنی اولاد کے لیے دعائیں مانگتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو کعبے کی خدمت اور نگہداشت پر متعین فرمایا:

وَعَهْدُنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ  
طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ  
السُّجُودِ (البقرہ ۱۲۵)

اور ہم نے حکم دیا تھا ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو کہ ہمارے نام پر جو گھر بنایا  
گیا ہے اُسے طواف کرنے والوں، عبادت کے لیے کھڑنے والوں اور رکوع و سجود  
کرنے والوں کے لیے پاک رکھنا۔

**نبوت اور تعلیم** حضرت اسماعیلؑ خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے، آپ کو عرب، حجاز، یمن اور حضرموت کے لیے مبعوث کیا گیا، آپ نے اپنے بزرگ والد کی تعلیم جاری رکھی۔ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ متعدد مقامات پر آپ کا ذکر آیا ہے، آپ کی نبوت اور اوصاف حمیدہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ  
صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَأْمُرُ  
أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا (ہود ۷۱)

اور یاد کر کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر، وہ وعدے کا سچا نبی تھا  
اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا اور اپنے پروردگار  
کا پیارا تھا۔

حضرت اسماعیلؑ اپنی مادری زبان قبلی اور پدری زبان عبرانی کے علاوہ عربی زبان پر بھی پورا عبور رکھتے تھے چنانچہ ان مختلف زبانوں میں آپ نے مختلف قوموں میں دین ابراہیمؑ کی تبلیغ و اشاعت کی اور بہت سی قوموں کے مابین اتحاد کا ذریعہ بنے۔

**اولاد** حضرت اسماعیلؑ کی شادی بنو جرہم کے ایک سردار مضاض کی بیٹی سے ہوئی، یہ قبیلہ قدیم زمانہ سے عرب میں حکمران چلا آتا تھا۔

تورات میں لکھا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی ایک بیٹی اور بارہ بیٹے تھے، بیٹوں کے نام یہ ہیں — بنایوت، قیدار، ادب ایل، مہشام، ہشام، دودم، مہشا، حدور، تیما، جطور، نفیش اور قدم۔

یہ باروں اپنی اپنی امتوں کے رئیس تھے اور ان سب کے قلعے اور بستیاں انہی کے نام پر تھے۔ حضرت موسیٰ کے عہد یعنی ۱۵۰۰ ق م میں بنو اسماعیل حجاز، شام، عراق، فلسطین اور مصر تک پھیل گئے تھے، بحیرہ ہند و بحیرہ احمر کی اہم بندرگاہیں جو اُس زمانہ کی تجارتی شاہراؤں پر واقع تھیں وہ سب بنو اسماعیل کے زیر اثر تھیں، عرب کا اندرونی حصہ بھی انہی کے قبضے میں تھا۔

حضرت اسماعیلؑ کا فرزند قیدار بہت نامور ہوا، تورات کے صفحات، ایسیریا کے کتبات اور یونان کے جغرافیہ میں کئی جگہوں پر اس کا ذکر آیا ہے۔ قیدار کی اولاد خاص مکہ میں رہی اور اس کی شاخ عدنان سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔ حضرت اسماعیلؑ کی بیٹی کی شادی عبسو سے ہوئی جو آپ کے چھوٹے بھائی حضرت اسمٰعیلؑ کا بڑا فرزند اور حضرت یعقوبؑ کا بھائی تھا۔ تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے ایک سو سینتیس برس کی عمر پائی۔ مقام وفات اور مدفن کے متعلق کوئی تصریح قرآن مجید یا تورات میں نہیں ملتی۔ لیکن عام روایت یہی ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں فوت ہوئے اور والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؑ کے پاس آپ کو دفن کیا گیا۔

۱۔ تورات کتاب پیدائش باب ۲۵-آیت ۱۷ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۶۲ و تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد اول صفحہ ۱۹۱۔

۲۔ قصص القرآن جلد اول صفحہ ۲۲۳ میں مرقوم ہے کہ تورات باب ۲۵ میں اشارہ ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی وفات فلسطین میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ تورات باب ۲۵ یا کسی دوسرے باب میں ایسا کوئی اشارہ یا قرینہ موجود نہیں۔ صرف حضرت کی عمر ۱۳۷ برس بتائی گئی ہے یا آپ کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے۔

# حضرت اسحق علیہ السلام

## ولادت کی بشارتیں

حضرت اسحق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند اور حضرت اسماعیلؑ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی طرح حضرت اسحقؑ کی پیدائش کے متعلق بھی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہؑ کو بشارت دی تھی۔ قرآن مجید میں دو جگہ اس بشارت کا ذکر آیا ہے۔ پہلے یہ واقعہ بیان کیا جائے گا پھر دونوں بشارتیں یکے بعد دیگرے نقل کی جائیں گی۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس مہمان آئے، چونکہ حضرت بہت خداترس اور مہمان نواز تھے آپ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تو حضرت ابراہیمؑ کو تشویش ہوئی اور وجہ پوچھی۔ مہمانوں نے بتایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور ہم لوطؑ کی قوم کو تباہ کرنے کے لیے سدوم جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ جس قوم میں حضرت لوطؑ جیسا خدا کا برگزیدہ رسول موجود ہے اسے کیوں برباد کیا جا رہا ہے؟ فرشتے بولے کہ قوم لوطؑ اپنی نافرمانیوں، بد عملیوں اور بے جیاہوں کے باعث عذاب کی مستحق ٹھہر چکی ہے، وہ ضرور ہلاک ہوگی البتہ لوطؑ اور اس کے خاندان کے لوگ سوائے بیوی کے، عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ جب فرشتے رخصت ہونے لگے تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی بیوی حضرت سارہؑ کو جن کی عمر اس وقت نوے برس کی ہو چکی تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی جس پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہؑ دونوں کو بڑا تعجب ہوا کہ ہم دونوں بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ہمارے اب کس طرح اولاد ہو سکتی ہے، اس پر فرشتے بولے کہ اللہ کا یہی حکم ہے۔

سورہ ہود - سورہ ہود میں اس بشارت کا ذکر یوں آیا ہے!

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلَنَا اِبْرٰهٖمَ بِالْبَشْرِی  
قَالُوْا سَلٰمًا قَالْ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاوِ بِعِجْلِ  
حَنِیْدٍ فَلَ مَا رَا اٰیْدِیْمُ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نٰكِرَہُمْ  
وَاَوْجَسَ مِنْہُمْ خِیْفًا قَالُوْا لَا تَخَفْ  
اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمٍ لُّوْطٍ وَاٰمْرًاۗتُہٗ

”اور یہ واقعہ ہے کہ ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوش خبری لے کر آئے، انہوں نے ابراہیمؑ کو کہا تم پر سلامتی، ابراہیمؑ نے کہا تم پر بھی سلامتی ہو۔ پھر ابراہیمؑ ایک بھٹا ہوا بھڑالے آئے اور جب اُس نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھنے نہیں تو ان سے بدگمان ہوا اور دل میں ڈرا۔ وہ کہنے لگے خوف نہ کر ہم تو اللہ کی طرف سے، لوطؑ کی قوم کے لیے بھیجے گئے ہیں اور اس کی بیوی (سارہؑ)

۱۰ حضرت لویا بھی حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں گزرے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے قریب ہی سدوم کے علاقے میں رشد و ہدایت کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

قَائِمَةٌ فَضَحَلْتُ نَبَشْرُنَهَا بِاسْحَقَ ۖ وَ  
 مِنْ دَرَاءِ اسْحَقَ يَعْقُوبَ ۚ قَالَتْ يَوْنِلَيْتِي  
 وَالِدُ وَاَنَا عَجُوزٌ وَعَذَابُ الْعَلِيِّ شَيْخَانَةٌ  
 هَذَا الشَّيْءُ عَجِيبٌ ۚ قَالُوا أَلْعَجَبِينَ مِنْ  
 أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ  
 الْبَيْتِ ۖ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۚ

(ہود ع ۷۰)

سورہ حجر - سورہ حجر میں یہ بشارت یوں مذکور ہے:

وَنَبِّئُهُمْ عَنْ صَيْفِ ابْرَاهِيمَ ۚ إِذْ  
 دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلِّمًا ۖ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ  
 وَجِلُونَ ۚ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ  
 عَلِيمٍ ۚ قَالَ الْبَشْرُ لِمُؤْنِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ  
 الْكِبَرُ فِهِمْ نُبَشِّرُونَ ۚ قَالُوا بَشْرُ نَاكَ بِالْحَقِّ  
 فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ۚ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ  
 رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۚ

(الحجر ع ۶۲)

**نبوت**

ولادت کی بشارت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحق علیہ السلام کے لیے نبوت کی بشارت بھی دے دی تھی:

اور خوشخبری دی ہم نے اس کو اسحق کی جو نبی ہو گا نیک بختوں

وَبَشِّرُنَاهُ بِاسْحَقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۚ

میں۔

(الصفت ع ۳۷)

آپ اپنی قوم کو توحید اور دین حق کا وہی پیغام پہنچاتے تھے جو آپ کے والد بزرگوار حضرت ابراہیم اور بھائی حضرت اسماعیل نے سنایا تھا۔ قرآن میں آپ کا ذکر حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل یا آپ کے فرزند حضرت یعقوب کے ساتھ آیا ہے۔ لیکن آپ کی زندگی کے حالات قرآن میں زیادہ تفصیل سے نہیں آئے۔ البتہ توراہ میں آپ کے متعلق بعض داستانیں موجود ہیں۔

**شادی**

چالیس برس کی عمر میں حضرت کی شادی حضرت ابراہیم کے برادر حقیقی ناحور کی پوتی رفقہ سے ہوئی، اس شادی کے متعلق تورات میں ایک طویل قصہ درج ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے ایک شخص الیعرز نامی کو کچھ ساز و سامان دے کر اپنے بھتیجے بتوئیل بن ناحور کی طرف روانہ کیا۔ جو خدان آرام کے علاقے میں رہتا تھا حضرت ابراہیم چاہتے تھے کہ حضرت اسحق کی شادی بتوئیل

کی بیٹی سے کر دی جائے۔ چنانچہ انھوں نے ابیعرز کو یہ تاکید کر دی کہ اگر بتوئیل اس رشتے کے لیے آمادہ ہو تو اسے کہنا کہ لڑکی کو تمھارے ہمراہ یہاں بھیج دے۔ جب ابیعرز آبادی کے فریب پہنچا تو جس جگہ اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا، اتفاق سے اس کے تریب ہی بتوئیل کا خاندان آباد تھا۔ ابیعرز کو پانی کی ضرورت پڑی۔ اتفاقاً اسے سامنے سے ایک لڑکی آتی دکھائی دی جس کے سر پر پانی کا ٹھرا رکھا تھا۔ ابیعرز نے اس سے پانی مانگ کر خود پیا اور اپنے اونٹ کو بھی پلایا۔ پھر اسی لڑکی سے اس نے بتوئیل کا پتہ پوچھا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ وہ میرے ہی والد ہیں۔ چنانچہ وہ ابیعرز کو اپنے ہمراہ گھر لے گئی۔ جہاں لڑکی کے بھائی اوبان نے ہسمان کی بے حد خاطرمدارت کی اور آنے کا سبب پوچھا۔ کیفیت معلوم ہونے پر گھر والوں نے حضرت ابراہیمؑ کی خواہش پر سرچشمہ قبول کر لی اور اسی لڑکی کو جس کا نام رفقہ تھا ابیعرز کے ہمراہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیج دیا، جہاں حضرت اسحاق سے اس کا نکاح ہو گیا۔

**اولاد** | ساٹھ برس کی عمر میں حضرت اسحاقؑ کے دو جڑواں بچے عیسو اور یعقوبؑ پیدا ہوئے۔ جوان ہونے پر عیسو اپنے چچا حضرت اسمعیلؑ کے پاس چلے گئے اور وہیں ان کی بیٹی سے نکاح کیا۔ بعد میں وہ ادوم کے لقب سے مشہور ہوئے اور وہیں ان کی اولاد یعنی ادوم کہلائی۔ اسی قوم میں حضرت ایوبؑ مبعوث ہوئے۔

آپ کے دوسرے فرزند حضرت یعقوبؑ اپنے ماموں کے پاس چلے گئے اور انہی کے ہاں شادی کی۔ حضرت یعقوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کی اور ان سے اسرائیل کا گھرانہ شروع ہوا۔ حضرت یعقوبؑ پہلے کنعان میں مقیم رہے۔ بعد ازاں حضرت یوسفؑ کے مصر پہنچنے پر مصر گئے۔ جہاں ان کی اولاد کنی سو برس تک مصر کی غلامی میں رہی اور حضرت موسیٰ کے عہد میں کنعان واپس آئی۔

حضرت اسحاقؑ زیادہ تر شام کے علاقے فلسطین میں رہے اور ایک سو اسی برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔

۱۰ تورات کتاب پیدائش باب ۳۶ میں بتایا گیا ہے کہ عیسو یا ادوم نے اور بھی شادیاں کیں، پھر وہ اپنے بھائی یعقوب سے الگ ہو گیا اور کوہ سیر میں مقیم ہوا۔ کوہ سیر وہی ہے جسے آج کل جبل السرات کہتے ہیں۔ یہ پہاڑین سے شام تک جاتا ہے۔

# حضرت یعقوب علیہ السلام

**ولادت** | حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحقؑ کے ساتھ حضرت یعقوبؑ کی بشارت بھی دی گئی تھی قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

فَبَشِّرْهُمَا بِإِسْحَاقَ وَهَبْنَا لَكَ إِسْحَاقَ  
يَعْقُوبَ ه (ہود ۷۷) بشارت دی۔

گویا حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ایک برگزیدہ بیٹے اور ایک برگزیدہ پوتے کی خوش خبری دی تھی اور دونوں کی شان میں مزید ارشاد فرمایا:

وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۗ وَكُلًّا جَعَلْنَا  
نَبِيًّا وَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لِسَانَ صِدْقٍ عَلَيَّاهُمْ (ہود ۷۷) ہم نے ابراہیمؑ کو اسحقؑ و یعقوب دئے اور ان کو نبی بنایا اور ان کے لیے سچی اور بلند ترین تعریف عطا فرمائی۔

قرآن میں حضرت یعقوبؑ کے حالات تفصیل کے ساتھ نہیں ملتے البتہ تورات میں ان کے متعلق مفصل ذکر آیا ہے۔ یہاں ہم قرآن اور تورات دونوں کے بیانات کی روشنی میں ان کے حالات بیان کریں گے حضرت کی زندگی کے بعض واقعات جن کا تعلق ان کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات سے ہے، حضرت یوسف کے باب میں بیان کیے جائیں گے۔

**ابتدائی حالات** | ساٹھ برس کی عمر میں حضرت اسحقؑ کے ہاں حضرت یعقوبؑ اور عیسو دو بچے جرطواں تولد ہوئے۔ پیدائش کے لحاظ سے عیسو بڑا تھا اور حضرت اسحقؑ اسے بہت چاہتے تھے۔ اس کے برعکس ان کی والدہ ربقہ کو حضرت یعقوبؑ سے بہت پیار تھا۔

**بھائیوں کی کشیدگی** | عیسو شکاری تھا اور بوڑھے والدین کو شکار کا گوشت لاکر دیا کرتا۔ یعقوبؑ والدین کے پاس گھر ہی میں رہا کرتے۔ تورات میں دونوں بھائیوں کی باہمی ناراضگی کا ایک قصہ درج ہے کہ حضرت اسحقؑ بہت بوڑھے اور ضعیف البصر ہو گئے تھے۔ ایک دن انھوں نے چاہا کہ عیسو کو برکت دیں چنانچہ انھوں نے عیسو سے کہا کہ شکار کر کے لاؤ اور عمدہ



عمدہ کھانے پکا کر میرے سامنے پیش کر دو۔ جب ربقہ کو اس بات کا علم ہوا تو اسے خواہش پیدا ہوئی کہ یہ برکت عیسو کے بجائے حضرت یعقوب کو ملے کیونکہ وہ انھیں زیادہ پیار کرتی تھی۔ چنانچہ اس نے یعقوب سے کہا کہ عیسو سے پہلے تم اپنے باپ کے سامنے اچھے اچھے کھانے پکا کرے جاؤ تاکہ یہ برکت تمہیں مل جائے۔ حضرت یعقوب نے ایسا ہی کیا اور باپ سے برکت حاصل کر لی۔ جب عیسو شکار سے واپس آیا اور اسے اس واقعے کا علم ہوا تو اس کے دل میں حضرت یعقوب کے خلاف رنج پیدا ہوا اور وہ ان سے ناراض ہو گیا۔

**نبوت کی بشارت** | اس کہانی کی تفصیلات سے بحث نہیں لیکن ایک معاملہ بالکل واضح ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسحقؑ کی دعوت ہدایت کا منصب خدا کی بارگاہ میں کس کے لیے مقدر تھا۔ خیال ہو سکتا تھا کہ یہ منصب عیسو کو ملے گا لیکن خدا نے اس غرض سے حضرت یعقوب کو چن لیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحقؑ کے ساتھ ہی حضرت یعقوبؑ کی بشارت دینے سے بھی صاف واضح تھا کہ یہ شخص بیٹے کی بشارت نہ تھی اگر ایسا ہوتا تو یعقوب سے پہلے یا اس کے ساتھ عیسو کا ذکر کیوں نہ آتا۔ یہ بشارت سلسلہ رشد و ہدایت کے قیام و بقا کی تھی یعنی مقصود یہ تھا کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کے بعد رشد و ہدایت کے ایک مرکز کو حضرت اسحقؑ سنبھالیں گے اسی طرح حضرت اسحقؑ کے بعد حضرت یعقوبؑ اس منصب کے وارث ہوں گے۔

**سفر اور ماموں کے ہاں قیام** | ان حالات میں ربقہ نے حضرت یعقوبؑ کو اپنے بھائی حضرت یعقوبؑ کے ماموں لابان کے پاس فدان آرام بھیج دیا تاکہ کچھ عرصہ وہاں رہیں اور اس دوری کے باعث دونوں بھائیوں کے تعلقات بگڑنے نہ پائیں۔

جب حضرت یعقوبؑ فدان آرام کو جا رہے تھے تو راستے میں ایک جگہ رات بسر کرنی پڑی۔ آپ سر کے نیچے ایک پتھر رکھ کر سو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بیڑھی زمین پر دھری ہے جس کا سر آسمان تک پہنچا ہے۔ اس بیڑھی سے خدا کے فرشتے اترتے اور چڑھتے ہیں اور خدا اس بیڑھی کے اوپر کھڑا لپکار رہا ہے کہ دیکھ میں تیرے باپ ابراہیم اور اسحق کا خدا مہوں۔ یہ زمین جس پر تو لیٹا ہے تجھے اور تیری اولاد کو دوں گا اور تیری نسل کو خوب بڑھاؤں گا۔ زمین کے تمام گھرانے تجھ سے اور تیری نسل سے برکت اور فیض حاصل کریں گے۔ یہ خواب بھی دراصل منصب نبوت ہی کی خوشخبری پر مبنی تھا۔

**شاومی** | حضرت بنند سے جاگے تو اس جگہ کا نام بیت ایل یعنی بیت اللہ رکھا اور منزل مقصود کو روانہ ہوئے۔ فدان آرام کے قریب پہنچے تو سستی سے باہر ایک کواں دیکھا جس کے قریب بھیروں کے گلے بٹھتے تھے۔ آپ نے لوگوں سے اپنے ماموں لابان بن ماحور کا پتہ پوچھا۔ انھوں نے بتایا کہ وہ سامنے جو لڑکی بھیریں لیے چلی آ رہی ہے اس کا نام راحیل ہے اور وہ لابان کی بیٹی ہے۔ حضرت نے راحیل کی بھیروں کو کونٹوں پر لے جا کر پانی پلایا اور اسے بتایا کہ میں تمہارا پھوپھی زاد بھائی ہوں۔ راحیل اپنے گھر خردینے گئی اور لابان دوڑا دوڑا اپنے بھتیجے سے ملنے آیا اور اپنے ساتھ گھر لے گیا۔

لابان نے حضرت یعقوب سے کہا کہ تم دس برس تک میری بھیریں چراؤ تو اپنی لڑکی تم سے بیاہ دوں گا۔ حضرت آمادہ ہو گئے اور دس سال پورے ہونے پر لابان نے اپنے لڑکی بیاہ حضرت کے عقد میں دے دی۔ مزید دس سال تک بھیریں چرانے کے

عوض میں لبان نے اپنی دوسری لڑکی راحیل کو بھی حضرت سے بیاہ دیا۔ بیاہ اور راحیل کے علاوہ ان کی دو لونڈیاں بلہا اور زلف بھی حضرت کے رشتہ زوجیت میں منسلک ہو گئیں۔

لبان نے حضرت یعقوبؑ کو بیس سال تک اپنے ہاں رکھا۔ اس کے بعد بہت سامان و متاع اور ریوڑ دے کر رخصت کیا اور آپ اپنے محترم دادا کے دارالہجرت فلسطین میں آکر مقیم ہو گئے۔

حضرت یعقوبؑ کو ان کی والدہ نے ماموں کے ہاں فدام آرام چلے جانے کا مشورہ دیا تھا عیسو اپنے چچا حضرت اسماعیلؑ کے پاس آگئے تھے اور ان کی دختر سے شادی کر کے قریب ہی آباد ہو گئے تھے۔ چنانچہ اس کی اولاد وہیں رہی۔ تاہم حضرت یعقوبؑ اور عیسو کے تعلقات بڑے خوش گوار رہے۔

حضرت یعقوبؑ کا نام عبرانی میں 'اسرائیل' ہے۔ 'اسر' کے معنی 'عبد' اور 'ریل' کے معنی 'اللہ' کے ہیں۔ یعنی عربی میں اس کا ترجمہ 'عبد اللہ' کیا جاتا ہے۔ یہودی حضرت یعقوبؑ ہی کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ ان کی اولاد کو قرآن میں بنی اسرائیل کہا گیا ہے۔

زندگی کے آخری ایام | قیام فلسطین کے دوران آپ کے والد بزرگوار حضرت اسمحن علیہ السلام نے وفات پائی آپ کے بیٹوں نے اپنے بھائی حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ آپ شب و روز بیٹے کے غم میں روتے رہے یہاں تک کہ آنکھیں سفید پڑ گئیں۔ آخر جب حضرت یوسفؑ کا پتہ لگ گیا تو آپ اپنے بیٹوں، پوتوں اور تمام اہل و عیال کو لے کر مصر چلے گئے۔ اس ایک کنبے میں اڑسٹھ افراد تھے۔ حضرت یعقوبؑ وہاں سترہ سال رہے اور وہیں ایک سو ستائیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ نعش مبارک کنعان لائی گئی اور حضرت ابراہیمؑ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ جو جبرون میں ہے اور اسے عام طور پر 'الجلیل' کہتے ہیں۔

زندگی کے آخری وقت میں حضرت یعقوبؑ نے اپنے تمام بیٹوں کو بلا کر جو گفتگو فرمائی وہ قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہے:

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَدِيٍّ قَالُوا لَنْعَبُدَ إِلَهُكَ وَإِلَهُ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَ إِسْحَاقَ أَنهَآ وَآحِدًا دَخَّنَ لَهُ مُسَلِّمُونَ

تم لوگ میرے (مرنے کے) بعد کس چیز کی پرستش کرو گے، انھوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اس کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ (حضرت) ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحقؑ پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہ، لا شریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر قائم رہیں گے۔

(البقرہ ع ۱۶)

اس وقت تک دو سگی بہنوں سے بیک وقت نکاح ممنوع نہ تھا۔

تورات کتاب پیدائش باب ۲۹ آیت ۳۲ تا ۳۵۔

## اولاد | حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے جن کی تفصیل یہ ہے:

لیاہ سے چھ بیٹے — روبن، شمعون، لادی، یہوداہ، اشکار اور زبولون۔

راحیل سے دو بیٹے — حضرت یوسف اور بن یمن۔

زلف سے دو بیٹے — جد اور آشر۔

بہا سے دو بیٹے — دان اور نفتالی۔

بن یمن کے علاوہ باقی تمام اولاد فدان آرام ہی میں پیدا ہو چکی ہیں۔ بن یمن، فلسطین (ارض کنعان) میں پیدا ہوئے اور یہی حضرت کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ ان سے بڑے حضرت یوسف تھے جو سب بھائیوں میں خوب صورت اور حضرت یعقوب کو سب سے پیارے تھے۔

بے شک حضرت یوسف بڑے حسین و خوب صورت تھے اور پیغمبروں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہو جو شکل و صورت کی زیبائی، توی کی سلامتی اور اعضاء کے تناسب میں ممتاز نہ تھا لیکن حضرت یعقوب کو حضرت یوسف سے باقی اولاد کے مقابلے میں جو زیادہ پیار تھا وہ اس بناء پر تھا کہ حضرت یوسف ہی منصب نبوت و ہدایت کے وارث بننے والے تھے اور جو ابراہیمی میراث حضرت اسمعیل سے حضرت یعقوب کو ملی تھی وہ حضرت یوسف ہی کی طرف منتقل ہونے والی تھی۔

# حضرت یوسف علیہ السلام

س

## نسب نامہ

حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت اسحق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند میں حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ جن میں سے حضرت یوسف اور بن یمن دراصل بنت لامان کے لطن سے تھے اور باقی

دوسری بیویوں سے۔

## خصوصیات

حضرت یوسفؑ بے حد حسین و جمیل تھے۔ ان کا حسن آج تک بطور مثال چلا آتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی دماغی و فطری استعداد اور اخلاقی پاکیزگی سب بھائیوں کے مقابلے میں نمایاں اور ممتاز تھی، یقیناً اس لیے کہ سن رشد کو پہنچ کر انہیں خدا کا جلیل القدر پیغمبر اور ملت ابراہیمی کا داعی بنا تھا۔ حضرت کی ان ممتاز خصوصیات کے سبب حضرت یعقوبؑ کو ان سے بے انتہا محبت تھی، سب بھائیوں سے زیادہ انہیں کو چاہتے تھے اور کسی وقت بھی ان کی جدائی گوارا نہ تھی۔

## ابتدائی حالات

والد کی شفقت و محبت کا یہ امتیاز دوسرے بھائیوں کو کھٹکتا تھا اور وہ حضرت یوسفؑ کے خلاف حسد کرنے لگے تھے۔ چنانچہ وہ اسی سوچ میں رہتے کہ کسی طرح باپ کے دل سے یوسفؑ کی محبت کم کر دی جائے یا حضرت یوسفؑ کو راستے ہی سے ہٹا کر ان کا قصہ پاک کر دیا جائے۔

## یوسفؑ کا خواب

اس اثنا میں حضرت یوسفؑ نے ایک خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے نر جاندار اور سورج انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ خواب والد کو سنایا۔ انہوں نے اندازہ کر لیا کہ یوسفؑ یقیناً ایک اونچے درجے کو پہنچے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں نبوت کے منصب سے سرفراز کرے گا۔ حضرت یعقوبؑ کے لیے بیٹے کی یہ خوش بختی انتہائی مسرت و انبساط کا موجب تھی، لیکن وہ دوسرے بیٹوں کے حاسدانہ رویے کو بھی پاچکے تھے۔ لہذا فرمایا کہ یہ خواب دوسرے بھائیوں کو نہ سنانا۔ ایسا نہ ہو وہ اسے سن کر مخالفانہ تدبیروں میں اور زیادہ سرگرم ہو جائیں۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي  
رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ  
رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ه قَالَ يَبْنِي لَا تَقْصُصْ  
رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا

جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے کہ اے باپ میں نے  
خواب میں، گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا میں نے انہیں اپنے  
واسطے سجدہ کرتے ہوئے۔ کہا اے بیٹے مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے  
بھائیوں کے آگے۔ پھر وہ بنا بیٹوں کے تیرے واسطے کچھ فریب۔ البتہ شیطان

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۚ وَكَذَلِكَ  
يُجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ  
وَيُنِمْ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَنْتَ هَاعَلَىٰ الْيُوسُفَ  
مَنْ قَبْلُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (يوسف ۶)

انسان کا صریح دشمن ہے اور اسی طرح برگزیدہ کرے گا تجھ کو پروردگار اور  
سکھائے گا تجھے ٹھکانے پر لگانا بائبل کا اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور  
یعقوب کے گھر پر جس طرح پورا کیا ہے تیرے باپ دادوں پر اس سے پہلے،  
ابراہیم واسحق پر۔ البتہ تیرا رب خبردار ہے حکمت والا۔

## بھائیوں کی سازش

بھائیوں کے دل میں حسد و رقابت کا جذبہ روز بروز بڑھتا جا رہا تھا چنانچہ ایک روز انھوں نے باہم مشورہ  
کیا کہ ہمارے باپ کو یوسف اور اس کا بھائی (بن یمن) بہت پیارے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ یوسف  
کو مار ڈالیں یا کسی دوسرے دیس میں پہنچا آئیں تاکہ باپ کی توجہ ہماری ہی طرف رہے۔ ایک بھائی نے کہا کہ یوسف کو مارنا نہ چاہیے بلکہ کسی  
کنوٹ میں پھینک دینا چاہیے۔ آنے جانے والے تجارتی قافلوں میں سے کوئی اسے لے جائیں گے۔

إِذْ قَالُوا لِيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا  
مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ  
مُبِينٍ ۚ نِ اقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَوْطَوْهُ  
أَرْضًا يَحُلُّ لَكُمْ وَجْهَ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا  
صَالِحِينَ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَالْقَوْلُ  
فِي غَيْبَتِ الْحُبِّ يَلْتَقِطُهُ لَعْنُ الشَّيْطَانِ إِنَّكُمْ لَعَالَمُونَ

جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی (بن یمن) زیادہ پیارے  
ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں، البتہ ہمارا باپ  
صریح خطا پر ہے، مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی ملک میں تاکہ خالص رہے  
تم پر توجہ تمہارے باپ کی اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ۔ بولا ایک بولنے  
والا مبت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گناہ کنوٹ میں میں کہ اٹھالے  
جائے اس کو کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے۔

یہاں یہ امر ذہن میں بٹھالنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو خلقِ خدا کی رہنمائی کے لیے منتخب کرنا اور اسے منصبِ نبوت سے سرفرازی  
بخشنی چاہتا ہے۔ اس کے اندر شروع ہی سے ایسی عادات و صفات پیدا کر دیتا ہے جو اس کی شانِ نبوت کی منظر ہوتی ہیں حضرت یوسفؑ  
کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔ چونکہ وہ منصبِ نبوت کے لیے مخصوص ہو چکے تھے۔ لہذا ان کی ذات بھی اوصافِ جمیلہ کا مجموعہ تھی۔ اپنے ظاہری  
باطنی اوصاف کے لحاظ سے وہ نہ صرف اپنے تمام بھائیوں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ اسی لیے حضرت یعقوبؑ  
اپنے تمام بیٹوں سے زیادہ ان کا پاس اور لحاظ رکھتے تھے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دوسرے بیٹوں سے اچھا برتاؤ نہ کرتے تھے۔  
حضرت یعقوبؑ ایک جلیل القدر پیغمبر تھے۔ ان کے متعلق یہ خیال بھی ہو سکتا کہ وہ پدرانہ شفقت کے معاملے میں بیٹوں کے درمیان امتیاز پیدا  
کریں۔ حضرت کے متعلق ایسا خیال کرنا بیٹوں کی غلط فہمی اور غلط اندیشی کا نتیجہ تھا۔ البتہ حضرت یوسفؑ کے ساتھ برتاؤ و شفقت کے عام مظاہر سے  
متعلق نہ تھا۔ وہ اس حقیقت پر مبنی تھا کہ حضرت یوسفؑ اخلاق و اوصافِ حسنہ میں سب پر فائق تھے وہ اس اعلیٰ منصب پر فائز  
ہونے والے تھے جو صرف خدا کی رحمت سے کسی انسان کو حاصل ہو سکتا تھا اور اس میں کسی دریافت کو قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ وہ حضرت  
ابراہیمؑ، حضرت اسحقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی میراثِ نبوت کے حامل بننے والے تھے۔

غرض بھائیوں کا حسد بھی غیر مناسب تھا حضرت یعقوبؑ کے متعلق جانبداری کا تاثر بھی بالکل بے جا تھا اور اس کے بعد انھوں

نے حضرت یوسفؑ سے جو برتاؤ کیا وہ بھی سزا سے غلط اور رشتہ اخوت کے لحاظ سے نازیبا تھا۔ انہوں نے سازش کی کچھڑی پکائی پھر باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ سمجھ میں نہیں آتا آپ یوسفؑ کے بارے میں ہمارا اعتبار کیوں نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے دلی خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ جنگل میں بھیج دیجئے، کھائے پیئے، کھیلے کودے۔ ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

حضرت یوسفؑ کے خلاف بھائیوں کا منی صحابہ رو بہ حضرت یعقوبؑ سے پوشیدہ نہ تھا یہی وجہ تھی کہ وہ حضرت یوسفؑ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور بھائیوں کے ہمراہ کہیں جانے نہ دیتے۔ بھائیوں نے مل کر حد درجہ اصرار کیا تو حضرت یعقوبؑ نے غالباً اس خیال سے کہ کہیں سب بھائی بگڑ کر علی الاعلان دشمنی نہ کرنے لگ جائیں ان کی درخواست قبول کر لی اور حضرت یوسفؑ کو ان کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دی لیکن انہیں تاکید کر دی کہ کہیں ایسا نہ ہو تم آگے نکل جاؤ اور یوسفؑ کیلئے رہ جائے۔ اس حالت میں اسے کوئی بھیڑ یا اٹھالے جائے:

قَالَ اِنِّي لَيَحْزُنُنِي اَنْ تَذَهَبُوا بِهٖ وَاَخَاتُ  
اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهٗ غٰفِلُوْنَ ۝ (یوسفؑ)

بولو۔ مجھ کو غم ہوتا ہے اس لیے کہ تم اس کو لے جاؤ اور ڈرتا ہوں  
اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑ یا اور تم اس سے بے خبر رہو۔

بھائیوں نے حضرت یعقوبؑ کو یقین دلایا کہ آپ بے فکر رہیں ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ ہم یوسفؑ کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ اگر ہمارے اتنے بڑے جتنے کے ہوتے ہوئے یوسفؑ کو کوئی گزند پہنچے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم تو بالکل نکلے۔

حضرت یعقوبؑ کے جو ارشادات اور نقل کیے جا چکے ہیں ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت کے گھرنے کی زندگی کا مدار مویشی کی پرورش تھا۔ غالباً ان کے رہنے سہنے کی جگہ جنگل کے قریب تھی اور ان کے بیٹے روزانہ ریوڑوں کو چرانے کی غرض سے جنگل میں لے جاتے تھے۔ یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اس جنگل میں بھیڑیے موجود تھے اور یقیناً مویشیوں پر ان کے حملوں کے حادثے وقتاً فوقتاً پیش آتے ہو رہتے ہوں گے جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے بھیڑیے کے خطرے کا ذکر فرمایا اور بیٹوں نے جواب میں یہ نہ کہا کہ بھیڑیے جنگل ہی میں نہیں صرف یہ کہا کہ ہم دس طانت ورجوان موجود ہیں ہمارے ہوتے ہوئے بھیڑیے کے حملے کا واقعہ کیوں کر پیش آسکتا ہے۔

یہ واقعہ بڑا عجیب ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے جو خطرہ ظاہر کیا۔ اس سے بیٹوں کے ذہن میں وہ تدبیر آئی جو حالات کے عین مطابق تھی اور اس کا جھوٹا قصہ بنا کر انہوں نے بعد میں باپ کو سنا دیا۔

غرض وہ حضرت یوسفؑ کو ساتھ لے آئے اور باہم اتفاق کر کے انہیں ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ عین اس حالت میں خدا کی طرف سے حضرت یوسفؑ کو بشارت ملی کہ اس افتاد سے غمگین نہ ہو۔ ایک دن ضرور آنے والا ہے جب یہ معاملہ بھائیوں کو بتایا جائے گا اور جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ اس سے آگاہ نہیں۔

بھائیوں نے یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالنے کے بعد آپ کے گرتے پر جھوٹ موٹ کا خون لگایا اور شام کے وقت رونے پیتے گھر پہنچے۔ والد ماجد سے عرض کیا کہ ہم ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کے لیے دوڑ میں لگ گئے تھے اور یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اس اثنا میں بھیڑ یا اٹھالا اور یوسفؑ کو کھا گیا۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ کو ہماری بات کا یقین نہ آئے گا۔ حالانکہ ہم سچے ہیں۔

حضرت یعقوب نے فرمایا:

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا  
فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى  
مَا تَصِفُونَ۔ (یوسف ع)

نہیں رہیں اس بیان کو درست نہیں سمجھ سکتا، یہ تو ایک بات ہے جو  
تمہارے نفس نے گھڑ کر تمہیں خوش نما دکھادی ہے اور تم سمجھتے ہو کہ یہ  
چل جائے گی، خیر اب میرے لیے صبر کرنا بہتر ہے۔ پسندیدہ صبر اور جو کچھ  
تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔

بھائیوں کا جھوٹ بالکل واضح تھا۔ اگر ان کے بیان کے مطابق واقعی بھیر یا حضرت یوسفؑ کو کھا گیا تھا۔ تو گرتا کیوں کر سلامت رہ  
سکتا تھا۔ وہ تو ریزے ریزے ہو جاتا۔ بیان کی تکذیب کے لیے یہی واضح شہادت کافی تھی۔ لیکن اس کے علاوہ حضرت یعقوبؑ کے سامنے  
حضرت یوسفؑ کے متعلق بشارتیں موجود تھیں اور وہ کبھی باور نہ کر سکتے تھے کہ ان بشارتوں کے پورا ہونے سے پیشتر حضرت یوسفؑ  
کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ لہذا انہوں نے فرمایا کہ تمہاری بات تو مافی نہیں جاسکتی جسے تم نے اپنے خیال کے مطابق خوش لباس پہنانے کی  
کوشش کی ہے البتہ میرے لیے اب صبر کے سوا چارہ نہیں اور صبر بھی ایسا جو پسندیدہ ہو۔ ”صبر جمیل“ یا پسندیدہ صبر اسے کہتے ہیں جس میں  
تمام تکلیفیں خوبی سے جھیل لی جائیں اور شکوہ ہرگز کیا جائے۔

غرض حضرت یعقوبؑ پر واضح ہو چکا تھا کہ اس معاملہ میں حکمت الہی کا ہاتھ کار فرما ہے۔ بے شک تفصیلات سے آگاہی نہ تھی لیکن پختہ یقین تھا  
کہ یوسفؑ سلامت ہیں اور ان کے متعلق جو بشارتیں مل چکی ہیں وہ پوری ہونگی اور اس وقت تک کے لیے صبر جمیل کے سوا چارہ نہ تھا۔

یوسفؑ مصر میں | بڑا یہ کہ ایک تجارتی قافلہ اس کنوئیں کے قریب سے گزرا۔ ان کے آدمی نے پانی کے لیے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو  
حضرت یوسفؑ اس ڈول میں بیٹھ گئے جب اس نے ڈول نکالا اس میں ایک خوب صورت نوجوان کو بیٹھا پایا، تو  
خوشی سے چلا اٹھا کہ ”مبارک ہو۔ یہ تو لڑکا ہے۔“ چنانچہ قافلے والے حضرت یوسفؑ کو چھپا کر اپنے ہمراہ مصر لے گئے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت یوسفؑ کنوئیں سے نکل آئے تو خود بھائی ان کے دعویدار بن گئے سو انہوں نے گنتی کے درمہوں پر انہیں  
قافلے والوں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس طرح حضرت یوسفؑ کے لیے مصر پہنچنے کا بندوبست ہوا جہاں وہ اپنی سیرت کی پاکیزگی اور انش و فرست  
نبوت کی بناء پر انتظام ملک کی مختاری کا منصب حاصل کرنے والے تھے۔

تورات میں یہ واقعات یوں مرقوم ہے کہ بھائیوں میں سے بعض کی تجویز یہ تھی کہ یوسفؑ کو قتل کر کے گڑھے میں ڈال دیا جائے لیکن  
سب سے بڑے بھائی روبن نے کہا کہ خون بہانا ٹھیک نہیں مناسب یہ ہوگا کہ اسے قتل نہ کیا جائے اور گڑھے میں ڈال دیا جائے۔ روبن کے  
دل میں یہ بات تھی کہ بھائیوں سے الگ ہو کر یوسفؑ کو گڑھے سے نکالے اور والد ماجد کی خدمت میں پہنچا دے۔

ذرا عجیب میں ہے کہ بھائیوں کے درمیان یہ گفتگو حضرت یوسفؑ کو سنا لے جانے سے پیشتر ہو چکی تھی یعنی بعض بھائی حضرت کو  
قتل کر دینا کسی دور افتادہ ملک میں پہنچا دینا چاہتے تھے لیکن ایک بھائی نے کنوئیں میں ڈال دینے کی تجویز پیش کی اور اس پر  
فیصلہ ہو گیا۔ قرآن مجید میں اس بھائی کا نام مذکور نہیں۔

تورات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قافلہ اسماعیلیوں کا تھا جو جلعار سے گرم مصالحمہ، روغن، بلساں اور مرہ اونٹوں پر لاد کر مصر لے جا رہے تھے۔ نبی یودا نے اپنے بھائیوں سے کہا اگر ہم اپنے بھائی ریوسف کو مار ڈالیں اور اس کا خون چھپائیں تو کیا فائدہ ہوگا۔ آڈا سے اسماعیلیوں کے ہاتھ بیچ ڈالیں۔ بھائیوں نے یہ بات مان لی چنانچہ حضرت یوسف کو جس گڑھے میں ڈالا تھا اس سے کھینچ کر باہر نکالا اور میں روپے میں اسماعیلی قافلے کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اسماعیلی حضرت یوسف کو مصر لے گئے۔

اس زمانے میں مصر تہذیب و تمدن کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا اور وہاں وہ لوگ حکمران تھے جنہیں عمالقمہ کہا جاتا ہے۔ مصری تاریخ میں ان کا نام میکسوس ہے۔ یہ دراصل عرب سے وہاں پہنچے تھے اور عرب عاربہ کی ایک شاخ تھے۔ قوت کے بل پر مصر کے حاکم ہو گئے حضرت ابراہیم بھی انہی کے حکمرانوں کے عہد میں مصر گئے تھے۔ اس زمانہ میں غلامی کا عام رواج تھا اور ہر جگہ ان کی خرید و فروخت ہوتی تھی جس شخص نے حضرت یوسف کو مصر میں خریدا اس کا نام تورات میں فوطی فار بتایا گیا ہے جو شاہی جلوداروں کا سردار تھا اور غالباً خاندان عمالقمہ میں سے تھا۔

قرآن مجید میں نام مذکور نہیں اسے صرف عزیز کہا گیا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ وہ معمولی آدمی نہ تھا بلکہ کسی بلند منصب پر فائز تھا اور ملک میں اس کی جگہ بہت اونچی تھی۔ عمالقمہ میں سے ہونے ہی کے باعث اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یوسف کو عزت سے رکھنا عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے باہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔ اگر وہ شخص قدیم مصر لوہوں میں سے ہوتا تو ایک خریدے ہوئے غلام کے متعلق ایسے الفاظ کبھی نہ کہتا اس لیے کہ مصری باہر کے لوگوں کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ ایسے الفاظ وہی کہہ سکتا ہے جسے حضرت یوسف سے نسبت قومیت کا خصوصی تعلق ہو۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ حضرت یوسف کی حسن و جمال، اخلاقی پاکیزگی اور دانش و بصیرت کو دیکھتے ہی ہر شخص ان کے اعزاز و اکرام پر مائل ہو جاتا تھا۔

تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف فوطی فار کی نظر میں مقبول ٹھہرے اور فوطی فار نے انہیں اپنے گھر کا مختار بنا کر پورا انتظام ان کے حوالے کر دیا۔ خدا نے حضرت کے حسن انتظام میں خاص برکت عطا کی۔ ہو سکتا ہے غیر معمولی حسن انتظام، وفاداری، راست بازی اور امانت شعاری کی بناء پر فوطی فار نے حضرت کو بیٹا بنا لینے کا خیال ظاہر کیا ہو۔

اور اہل مصر میں سے جس شخص نے یوسف کو قافلے والوں سے مول لیا اپنی بیوی سے بولا اسے عزت کے ساتھ رکھو۔ عجب نہیں یہ ہمیں فائدہ پہنچائے باہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں اور دیکھو اس طرح ہم نے یوسف کا قدم سر زمین مصر میں جما دیا۔

قَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لَا هَرَاتِي  
اگر مہی مشواہ عسی ان یتفعا او نتخذہ  
وَلَا اذکذک ملکنا یوسف فی الارض  
(یوسف ۳۷)

۱۔ ایک گوند جس کا ذائقہ بہت تلخ ہوتا ہے کہ معطر کے آس پاس جوڑ ہوتا ہے اسے بہترین سمجھا جاتا ہے ہمارے ہاں بے لول بردن گول کہتے ہیں۔ غالباً ابو بھی اسی کا

نام ہے۔ ۲۔ تورات کتاب پیدائش باب ۳۷۔



قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ہم نے مصر میں یوسف کے قدم جمادئے۔ اس ارشاد کی صحت سورج کی طرح درخشاں ہے۔ بدوی زندگی کے ماحول میں پلا ہوا ایک نوجوان ہے جسے بھائیوں نے وطن اور خویش و اقارب سے الگ کر دیا۔ وہ نئی سرزمین میں غلام بن کر فروخت ہوا جو اس عہد میں ترقی کے اوج و عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس نوجوان کے لیے نئی سرزمین اور نئے ماحول میں بظاہر کسی بھی لحاظ سے کوئی معزز جگہ حاصل ہونے کا امکان نہ تھا۔ لیکن خدا کی شانِ رحمت ملاحظہ ہو کہ وہی نوجوان جس پر تمدن زندگی کی پرچھائیں بھی نہ پڑی تھی اپنی خداداد الصبر اور بے مثال و بے داغ سیرت کی بناء پر اعلیٰ درجے کے تمدن گھرانے کا انتظام ایسے طریق پر کرتا ہے کہ خود اسی گھرانے کے لوگ اس کے لیے فداکاری کے پیکر بن جاتے ہیں اور عزت کا اونچا مقام اس کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں جس سے بلند تر مقام ان کے ہاں کوئی نہ تھا۔ ممکن فی الارض یعنی زمین قدم جمادینے کی۔ اس سے روشن تر شہادت اور کیا ہو سکتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اسی کو کہتے ہیں کہ حضرت یوسف کو جنگل کے ایک اندھے کمزور سے نکال کر اس زمانے کی سب سے تمدن قوم کے ایک بہت بڑے گھرانے کا معزز منتظم بنا دیا۔ یہ سب حضرت یوسف کے پاکیزہ سیرتی اور صبر و استقامت کا کرشمہ تھا کہ بھائیوں کے اس ناروا سلوک اور جبر و تشدد کے خلاف حرف شکایت تک زبان پر نہ لائے۔ آپ نے کسی سے اس واقعے کا ذکر تک نہ کیا اور آئندہ زندگی میں پیش آنے والی ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے چلے گئے۔

**بہتان اور قید زنداں** | حضرت یوسف عزیز مصر کے ہاں چھ سال تک رہے۔ جوانی کا عالم تھا اور حسن و جمال کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جو آپ میں موجود نہ ہو۔ چنانچہ عزیز مصر کی بیوی کا دل آپ کی طرف مائل ہونے لگا وہ پرولنہ دار آپ پر نثار ہونے لگی لیکن حضرت کی عصمت ماب زندگی میں ایسے فعل پر ملتفت ہونے کا کیا امکان تھا جو امانت اور حفظِ حقوق کے سراسر خلاف تھا۔ وہ تو اس دنیا میں صرف نیکی، پاکیزگی، دیانت، امانت اور حفظِ حقوق کی بنیادیں استوار کرنے کے لیے آئے تھے۔ وہ ایسی کسی حرکت پر کیوں مائل ہو سکتے تھے جو ان کی شانِ عظمت کے سراسر منافی تھی۔

عزیز مصر کی بیوی نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے ہر ممکن کوشش کی لیکن حضرت یوسف نے کوئی التفات ظاہر نہ کیا تو آخر اس نے ایک روز مجبور ہو کر کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور اصرار کرنے لگی۔ حضرت نے نہایت محکم دلائل سے اسے سمجھایا اور پاکبازی کی تعلیم دیتے ہوئے کہا کہ تیرا شوہر میرا ربی اور محسن ہے جس نے مجھے عزت و تکریم سے اپنے گھر میں رکھا۔ علاوہ ازیں میں اللہ کے حکموں کی نافرمانی کر کے اپنے اوپر ظلم نہیں کر سکتا۔ اگر میں ایسا کروں تو ظالم ٹھہروں گا اور ظالموں کے لیے انجامِ دمال کے اعتبار سے کبھی فلاح نہیں:

وَرَأَوْدَتُهُ الْيَتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنِ نَفْسِهِ  
وَعَلَّقَتْ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ  
مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنُ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُظْلِمُ  
الظَّالِمُونَ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنَّ سَرَايَ

اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتا تھا عزیز مصر کی بیوی وہ اس پر ریچھ گئی اور ڈورے ڈالنے لگی۔ اس نے ایک دن دروازے بند کر دیے اور بولی "لو آؤ" یوسف نے کہا پناہ بخدا مجھ سے ایسی بات نہیں ہو سکتی تیرا شوہر میرا آقا ہے۔ اس نے مجھے عزت کے ساتھ گھر میں جگہ دی ہے

بُرْهَانَ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ  
 اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝ (یوسف ع ۳)

میں اس کی امانت میں کبھی خیانت نہیں کروں گا) اور حد سے گزرنے والے  
 کبھی فلاح نہیں پاتے۔

جب عزیز مصر کی بیوی اپنی ہٹ سے کسی طرح باز نہ آئی تو حضرت یوسف دروازے کی طرف پلکے تاکہ اُسے کھول کر باہر نکل جائیں۔  
 عزیز مصر کی بیوی نے ان کا ہچکا کیا اور پیراہن بکڑ کر کھینچا جس سے حضرت کا پیراہن پھٹ گیا۔ عین اس وقت عزیز مصر دروازے کے  
 باہر پہنچا۔ اُسے دیکھتے ہی بیوی نے اصل حقیقت کو چھپانے کے لیے مکر و فریب سے کام لیا اور چلا اٹھی کہ جو شخص تیری لہل خانہ کے  
 ساتھ بُری بات کا ارادہ کرے اس کی سزا قید یا دردناک عذاب کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت یوسف نے اس کے جواب میں صرف یہ  
 کہا کہ خود اسی نے مجھ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی۔ میں ایسا خیال بھی نہ کر سکتا تھا اور نہ میری طرف سے کوئی نازیبا حرکت ہوئی۔

گھر کے ایک شخص نے فیصلے کی یہ واضح تجویز پیش کر دی کہ یوسف کا پیراہن دیکھنا چاہیے اگر یہ آگے سے پھا ہے تو عورت سچی ہے  
 اور یوسف جھوٹا۔ اگر پیراہن پیچھے سے پھا ہے تو یوسف سچا ہے اور عورت جھوٹی۔ پیراہن دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے چاک تھا۔ عزیز مصر  
 کو ویسے بھی اپنی بیوی کی خطا کاری کا احساس ہو چکا تھا۔ پیراہن کو پیچھے سے پھا دیکھ کر اُسے کامل یقین آ گیا کہ یوسف سچ کہہ رہے  
 ہیں۔ لیکن اُس نے معاملے کو ختم کرنے کے لیے یوسف سے کہا کہ اس بات سے درگزر کریں اور بیوی سے کہا کہ تو گناہ گار ہے اپنے گناہ  
 کی معافی مانگ:

قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا  
 إِلَّا أَنْ يُسَجَّنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ هِيَ  
 رَاوَدْتَنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدْتُ شَاهِدًا مِنْ أَهْلِهَا  
 إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ  
 هُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ  
 دُبُرٍ فَلَا بَتَّ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَى  
 قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۝  
 إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۝ يُوسُفُ أَعْرَضَ عَنْ هَذَا  
 وَاسْتَغْفِرَ لِيذْنِيكَ إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝  
 (یوسف ع ۳۴)

(عزیز کی بیوی) کہنے لگی اس شخص کی کیا سزا ہے جو تیرے اہل کے  
 ساتھ بُرائی کا ارادہ رکھتا ہو۔ مگر یہ کہ قید کر دیا جائے یا دردناک عذاب  
 میں مبتلا کیا جائے۔ یوسف نے کہا اس نے مجھے میرے نفس کے  
 بارے میں بھسلا یا تھا اور فیصلہ کیا عورت ہی کے گھرانے کے ایک  
 شخص نے کہ اگر پیراہن یوسف سامنے سے چاک ہو تو عورت سچی ہے  
 اور یوسف جھوٹا اور اگر پیچھے سے چاک ہے تو عورت جھوٹی ہے اور  
 یوسف سچا۔ پس جب اس کی قمیص کو دیکھا تو پیچھے سے چاک تھی۔ کہا  
 بے شک اے عورت یہ تیرے مکر و فریب سے ہے۔ بلاشبہ تمہارا مکر بہت  
 بڑا ہے۔ یوسف تو اس معاملے سے درگزر اور اے عورت تو اپنے گناہ  
 کی معافی مانگ۔ تو بلاشبہ خطا گار ہے۔

لیکن معاملہ پوشیدہ نہ رہ سکا اور رفتہ رفتہ شہر میں اس کا چرچا ہو گیا اور عزیز مصر کی بیوی کو دوسری عورتیں طعنے دینے لگیں کہ اونچے  
 درجے کی خاتون ہو کر ایک غلام پر ریجھ گئی۔ پھر اپنے قبضے میں بھی نہ لاسکی۔ عزیز مصر کی بیوی نے طعنے دینے والی عورتوں کے بارے میں ایک  
 تدبیر سوچی۔ ایک روز انھیں دعوت دی جب وہ دسترخوان پر بیٹھ گئیں اور سب نے کھانے کے لیے چھریاں ہاتھ میں لیں تاکہ گوشت اور

پھل کو کاٹ سکیں تو جین اس وقت حضرت یوسفؑ کو حکم دیا کہ وہ ان عورتیں کے سامنے آئیں۔ حضرت سامنے آئے تو تمام عورتیں حضرت یوسفؑ کا حسن و جمال دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔ اس حیرانی اور بے خودی کے عالم میں انہوں نے غیر شعوری طور پر چیزیں کاٹنے کے بجائے چھڑیوں سے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے ساتھ ہی بے اختیار لپکار اٹھیں کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔

اب عزیز مصر کی بیوی نے کہا یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق تم نے مجھے طعنے دیے تھے؛ بے شک میں نے اسے قابو میں لانا چاہا۔ لیکن اس نے عصمت و پاک دامنی کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اب میں صاف کہے دیتی ہوں کہ اگر اس نے میرا کمانہ مانا تو میں اسے قید میں ڈلوادوں گی اور بے عورت کروں گی۔

حضرت یوسفؑ اب تک عزیز مصر ہی کے گھر پر رہتے تھے اور اس کی بیوی برابر حضرت کو اپنی طرف ملتفت کرنے کی کوشش میں لگی رہتی تھی۔ حضرت نے اپنے بارے میں عزیز کی بیوی اور بعض دوسری عورتوں کی کوششیں جاری دیکھیں تو خدا سے دست بردار ہوئے کہ اے اللہ جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں تو مجھے اس سے محفوظ رکھ۔ بلکہ اس کے بجائے مجھے قید خانے کی زندگی قبول ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کی دعا اس طرح مذکور ہے :

اے میرے پروردگار جس بات کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اس کے مقابلہ میں مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اور اگر تو نے ان کے مکر کو مجھ سے نہ ہٹایا اور میری مدد نہ کی تو میں کہیں ان کی طرف نہ جھک جاؤں اور نادانوں میں سے نہ ہو جاؤں۔ پس اُس کے رب نے اس کی دعا قبول کی اور اُس سے ان کا مکر ہٹا دیا۔ بے شک وہ سُننے اور جاننے والا ہے۔

رَبِّ السَّجْنِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي  
إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ  
وَإَكُنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ هَ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ  
عَنَّهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ه  
(یوسف ع)

عزیز مصر پر حضرت یوسفؑ کی صداقت ظاہر ہو چکی تھی لیکن جب یہ واقعہ زبان زد عام ہو گیا تو اسے اپنی عورت کی حفاظت کے لیے یہی مناسب معلوم ہوا کہ حضرت یوسفؑ کو قید میں ڈلوادے اور یہی اُس نے کیا۔

حضرت یوسفؑ کی اخلاقی عظمت اور شانِ تقدس و رہنمائی قید خانے میں بھی سورج کی طرح چمکتی رہی۔ قید خانے کا داروغہ ان کی عنایت کیش بن گیا۔ تورات کے بیان کے مطابق اس نے قیدیوں کا انتظام و انصرام حضرت کے سپرد کر دیا۔ اتفاق سے حضرت کے ساتھ دو اور نوجوان قید خانے میں داخل ہوئے۔ ان میں ایک شاہی ساتی تھا اور دوسرا شاہی باورچی خانے کا داروغہ۔ قرآن مجید اور تورات دونوں میں بتایا گیا ہے کہ ان دونوں قیدیوں نے اپنے اپنے خواب حضرت کو سنائے اور تعبیر پوچھی۔ شاہی ساتی کا خواب یہ تھا کہ وہ شراب بنانے کے لیے انگور پھوڑ رہا ہے اور باورچی خانے کے داروغے کا خواب یہ تھا کہ اس کے سر پر زوٹیوں کا خان

۱۔ تورات کتاب پیدائش باب ۳۹ آیت ۲۳۔

۲۔ تورات کتاب پیدائش باب ۴۰ آیت ۱۔

ہے اور پرند اس میں سے کھا رہے ہیں۔

## قید خانے میں دعوت و تبلیغ

حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت عطا فرمایا تھا۔ دین حق کی تبلیغ کا شوق ان کے رگ و پلے میں سمایا ہوا تھا اور یہی ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ چنانچہ

جیل کے ماحول میں بھی آپ فرض منصبی کی بجا آوری میں برابر سرگرم رہے۔ برابر قیدیوں کو توحید، نیک عملی اور حق کو شہی کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ قرآن مجید نے آپ کے ایک وعظ کا ذکر کیا ہے:

اِيصَاحِبِي السِّبْيَانِ اَزْ بَابٍ مُّتَفَرِّقُونَ  
خَيْرًا اَمِ اللّٰهُ الْوَاْحِدُ الْقَبَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ  
مِنْ دُوْنِهِ اِلَّا اَسْمَاءٌ مِّمَّنْ مُمَوَّهَاتٍ اَنْتُمْ  
وَاٰبَاؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ اِلْحٰمُ  
اِلَّا لِلّٰهِ اَمْرًا اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ ذٰلِكَ  
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

(یوسف ۵۷)

اے یارانِ مجلس! انتم نے اس پر بھی غور کیا کہ جُدا جُدا معبودوں کا ہونا بہتر ہے یا اللہ کا جو یگانہ اور سب پر غالب ہے تم اس کے سوا جن ہستیوں کی بندگی کرتے ہو ان کی حقیقت اس سے زیادہ کیا ہے کہ محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نہیں اتاری۔ حکومت تو اللہ ہی کے لیے ہے اس کا فرمان یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرو اور کسی کی نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے۔ مگر اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔

اس پیغام ہدایت کے بعد آپ نے ان دونوں قیدیوں کو خوابوں کی تعبیر بتائی۔ پہلے کو بشارت دی کہ وہ آزاد ہو کر بادشاہ کے ساتی کی خدمت انجام دے گا اور دوسرے کو بتایا کہ اُسے سولی پر چڑھا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھا لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

## فرعون مصر کا خواب

انھیں دنوں شاہِ مصر نے ایک خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات ڈبلی۔ ڈبلی گائیں موٹی گائوں کو نگل گئیں اور سات خشک بالیں سات سرسبز و شاداب بالوں کو کھا گئیں۔ اس نے ربا یوں

اور مشیروں سے اس خواب کا ذکر کیا اور تعبیر پوچھی۔ وہ کچھ نہ بتا سکے اور یہ کہہ کر معاملے کو ٹال دینا چاہا کہ یہ خواب تو پریشاں خیال معلوم ہوتے ہیں۔ سچا خواب ہوتا تو اس کی تعبیر بتا دیتے لیکن پریشاں خیالات کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے۔ اس موقع پر وہ شاہی ساتی بھی موجود تھا جس نے جیل میں حضرت یوسفؑ سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی تھی۔ اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس خواب کی تعبیر حضرت یوسفؑ سے پوچھو۔ بادشاہ نے ساتی کو جیل خانے میں حضرت یوسفؑ کے پاس بھیجا۔ حضرت نے خواب سن کر نہ محض اس کی تعبیر ہی بتائی بلکہ یہ بھی بتا دیا جو حالات پیش آنے والے ہیں ان میں حفاظت اور بچاؤ کی تدبیر کیا ہو سکتی ہے۔ فرمایا پہلے سات برس میں فصلیں اچھی ہوں گی اور پیداوار بہت بڑھ جائے گی پھر سات برس خشک سالی کے ہوں گے جن میں پیداوار پر بہت اثر پڑے گا ان حالات میں تدبیر یہ ہے کہ خوش حالی کے سات سال میں صرف ضروریات کے مطابق غلہ نکال لو باقی بالیں ہی میں رہنے دو اور اسے ذخیرہ کر رکھو تاکہ خراب نہ ہو۔ اس طرح خوش حالی کے ہفت سالہ دور میں جو غلہ جمع ہو جائے گا وہ قحط کے سات سال میں

کام دے گا۔ بادشاہ کے خواب سات موٹی گائیں اور سات ہری بالیں سے خوش حالی کے سال مراد تھے اور بہت ڈبلی گائیوں اور سات سوکھی بالوں سے قحط و خشک حالی کے سات سال مقصود تھے۔

حضرت یوسف نے کہا، تم کھیتی کر دو گے سات برس جم کر سو جو کاٹو  
 اسے چھوڑ دو اس کی بال میں، مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ، پھر آئیں گے اس کے  
 بعد سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے مگر تھوڑا سا  
 جو روک رکھو گے بیج کے لیے، پھر آئے گا ایک سال اس کے بعد اس میں  
 مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

اس نکتے کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ساتی نے بادشاہ کے فرمان کے مطابق خواب کی صرف تعبیر لوجھی تھی، جواب میں  
 حضرت یوسف نے صرف تعبیر ہی نہیں بتائی یہ بھی بتا دیا کہ خشک سالی کی مصیبت سے بچنے کی تدبیر کیا ہو سکتی ہے۔ یہ پیغمبر کی شان ہے کہ وہ محض  
 بیماری اور اس کی دوا ہی نہیں بتاتا بلکہ علاج کی پوری تفصیل بیان کر دیتا ہے اور حکمت و دانش کے موتی کسی اجر اور بدلے سے بے پروا  
 ہو کر دنیا کے دامن میں ڈالتا جاتا ہے۔

ساتی نے یہ تعبیر بادشاہ کو سنائی تو وہ حضرت یوسف کے علم و دانش اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا۔ اس نے آدمی بھیج کر حضرت کو دربار  
 میں طلب کیا۔ حضرت مدت سے قید خانے میں بند تھے لیکن رہائی کا پیغام سن کر اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار نہ تھے۔ ضروری سمجھا  
 کہ جس الزام میں انھیں قید کیا گیا تھا۔ اس کی چھان بین ہو جائے تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے حقیقت حال کیا تھی۔ محض پیغمبر نہیں بلکہ ہر حق پرست  
 انسان کی سب سے بڑی متاع سیرت کی پاکیزگی ہوتی ہے۔ اسی متاع کا دامن ہر دھبے سے پاک رہنا چاہیے۔ پھر پیغمبر میں نیکی کے لیے  
 غیرت و حمیت بھی بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت یوسف نے سوچا کہ اگر میں تعبیر خواب کی بناء پر جیل سے رہا ہو گیا تو یہ بادشاہ کا لطف و کرم  
 سمجھا جائے گا اور میرا بے قصور اور عفت مآب ہونا پردہ خفا میں رہ جلائے گا۔ لہذا اب وقت ہے کہ معاملے کی اصل صورت حال سامنے  
 آجائے اور حق و صداقت سب پر آشکارا ہو جائے۔

پھر شانِ عفو و درگزر اور اہتمام احتیاط ملاحظہ ہو کہ اپنے متعلق برأت پر یقیناً اصرار کیا لیکن جو کچھ پیش آیا تھا عزیر مصر کی  
 بیوی کے باعث پیش آیا تھا، وہی ڈورے ڈالنے کی ذمہ دار تھی، اسی نے ترغیب میں ناکام رہنے کے بعد قید کر دینے کی دھمکی دی تھی اور  
 دھمکی کے مطابق قید خانے میں بھجوا دیا تھا، تاہم حضرت یوسف نے اس کا نام نہ لیا۔ صرف یہ فرمایا کہ دریافت کر لو ان عورتوں کا معاملہ کیا تھا  
 جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔

بادشاہ نے ان عورتوں کو بلا کر حقیقت حال دریافت کی تو سب نے یک زبان ہو کر حضرت یوسف کے متعلق کہا کہ :

حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سَوِّءٍ رِّيسَةٍ ، حَاشَا لِلّٰهِ هُمْ نَعَىٰ فِي كَوْنِ بَاتٍ نَبِيٍّ .

جب عزیر مصر کی بیوی نے دیکھا کہ حقیقت حال واضح ہو گئی تو خود بے اختیار گواہی دی کہ اصل غلطی میری تھی۔ یوسف بالکل سچے

اور پاک دامن تھے :

الَّذِينَ حَصَّصَ الْحَقَّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ  
نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝

مزید بولی :

ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمَّا أَخْنَتْهُ بِالْغَيْبِ  
وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِبِينَ ۝  
وَمَا أُبْرِي نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ  
إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝  
(یوسف ۷۶)

جو حقیقت تھی وہ اب ظاہر ہو گئی۔ ہاں وہ میں ہی تھی۔ جس نے  
یوسف پر ڈورے ڈالے کہ اپنا دل ہار بیٹھی بلاشبہ وہ بالکل سچا ہے۔

یہ میں نے اس لیے کہا کہ اس (یوسف) کو معلوم ہو جائے میں نے  
اس کے پیٹھ پیچھے اس کے معاملے میں خیانت نہیں کی نیز اس لیے کہ واضح  
ہو جائے اللہ خیانت کرنے والوں کی تدبیروں پر کبھی رکاب پائی کی، راہ  
نہیں کھولتا۔ میں نے اپنے نفس کی پاکی کا دعویٰ نہیں کرتی۔ آدمی کا نفس  
تو بُرائی کے لیے بڑا ہی ابھارتے والا ہے مگر ہاں اس حال میں کہ میرا  
پروردگار رحم کرے، بلاشبہ میرا پروردگار بڑا ہی بخشنے والا بڑا ہی رحم  
کرنے والا ہے۔

غرض ان تمام عورتوں کے بیانات سے جب فرعون پر حقیقت حال منکشف ہو گئی تو اس کے دل پر حضرت یوسف کی عزت و جلالت  
ان کی پاکیزگی اور دیانت کا سکہ بیٹھ گیا۔ وہ بولا کہ انہیں جلد میرے پاس لاؤ۔ میں انہیں اپنا صاحب بناؤں گا۔

چنانچہ حضرت کو کمال عزت و تکریم کے ساتھ قید خانے سے نکال کر شاہی دربار میں لایا گیا۔

بادشاہ نے آپ سے بات چیت کی تو آپ کی عقل و دانش اور حکیمانہ دوراندیشی دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ بولا :

إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝  
(یوسف ۷۶)

بلاشبہ آج کے دن آپ ہماری لگا ہوں میں بڑے صاحب اقتدار اور  
امانت دار ہیں۔

دیکھو، یہ سب سے بڑا اعزاز تھا جو بادشاہ نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا یعنی مینسٹر خصوصی کا عہدہ جس میں عزت بھی تھی، اقتدار  
بھی اور ذمہ داری نہ تھی، لیکن حضرت کے سامنے ذاتی اعزاز نہ تھا، صرف مخلوق کی خدمت اور ہدایت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ملک کی پیداوار کا  
انتظام میرے سپرد کر دیجئے میں اس کام کو بخوبی سمجھتا ہوں اور خدا کے فضل سے اسے احسن طریق پر پورا کر سکتا ہوں :

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي  
حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝  
(یوسف ۷۷)

فرمایا اپنی سلطنت کے خزانوں پر مجھے مختار بنا دیں۔ میں حفاظت کر  
سکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں۔

چنانچہ بادشاہ نے حضرت یوسف کو مختار کل بنا دیا۔ دیکھئے کس طرح ایک مجبور اور بے بس غلام محض اپنی پاکیزہ سیرتی کی بناء پر ایک

اجنبی ملک میں بلند ترین منصب پر پہنچ گیا۔

تورات میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے :

یہ بات فرعون اور اس کے سب خادموں کو پسند آئی۔ سو فرعون نے اپنے خادموں سے کہا کہ کیا ہمیں ایسا آدمی جیسا یہ ہے جس میں خدا کی روح ہے مل سکتا ہے؟ اور فرعون نے یوسف سے کہا چونکہ خدا نے تجھے یہ سب کچھ سمجھا دیا ہے اس لیے تیری مانند دانش ور اور عقل مند کوئی نہیں سو تو میرے گھر کا مختار ہوگا اور میری ساری رعایا تیرے حکم پر چلے گی۔ فقط تخت کا مالک ہونے کے سبب سے میں بزرگ تر ہوں گا اور فرعون نے یوسف سے کہا کہ دیکھ میں تجھے سارے ملک مصر کا حاکم بنانا ہوں اور فرعون نے اپنی انگشتری اپنے ہاتھ سے نکال کر یوسف کے ہاتھ میں پہنادی اور اسے باریک کتان کے لباس میں آراستہ کر دیا کہ سونے کا طوق اس کے گلے میں پہنایا اور اس نے اسے اپنے دوسرے ہاتھ میں سوار کر لیا اور اس کے آگے آگے یہ منادی کرادی کہ گھٹنے ٹیکو اور اس نے اسے سارے ملک مصر کا حاکم بنا دیا اور فرعون نے یوسف سے کہا میں فرعون ہوں اور تیرے حکم کے بغیر کوئی آدمی اس سارے ملک مصر میں اپنا ہاتھ یا پاؤں ہلانے نہ پائے گا۔ لے

اللہ اللہ! اخلاق و کردار کی بلندی اور سیرت کی افضلیت بھی کیا شے ہے جس نے ایک بدوی اور صحرائی غلام کو مصر کی ممتاز قوم کا حاکم بنا دیا۔ دیکھئے حضرت یوسف زیادہ سے زیادہ سترہ برس کے تھے جب اپنے شفیق باپ اور خاندان سے الگ ہوئے۔ انھیں مصیبتوں کی پہلی منزل یہ پیش آئی کہ بھائیوں نے جوشِ حسد میں انھیں کنوئیں کے اندر ڈال دیا، پھر چند سکنوں کے عوض اجنبیوں کے ہاتھ بیچ دیا۔ اس حالت میں وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں انھیں جاننے والا کوئی نہ تھا اور کسی سے لطف و محبت کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ کوئی ساتھی اور مددگار میرزا آسنا تھا لیکن آپ دیکھیں کہ وہی بے بس لڑکا جو باپ کی آغوشِ شفقت سے نکل کر غلام بنا اور ایک اجنبی سرزمین میں پہنچا اپنی سیرت کی پاکیزگی، امانت و دیانت، شرافت اور سلیقہ شعاری اور حسنِ اخلاق کی بدولت عزیزِ مہر کے گھر میں عزت مندی کے قابلِ رشک و بے پرہیز گیا۔ پھر اس کے سامنے آزمائش و ابتلا کی وہ کٹھن منزل آئی جس سے بڑی پختہ، پائیدار اور پاکیزہ سیرت کے بغیر سلامت گزرنا مشکل تھا۔ جس گھر میں اسے غلام نہیں بلکہ بیٹے کی حیثیت مل گئی تھی اس گھر کی مالکہ نے اسے غیر مناسب ترغیب و سی، یہاں تک کہ دیا کہ اگر اس کا کمانہ مانا جائے گا تو عزت و اکرام اور اطمینان و نازِ ابالی کی ہر متاع اس سے چھین جائے گی اور قید میں عمر گزارنی پڑے گی لیکن ملاحظہ فرمائیے کہ اس نیک نصلت اور فرشتہ سیرت انسان کے اخلاق و کردار کی چٹان یہاں بھی متزلزل نہ ہو سکی اور اس کی پاکدامنی کسی فتنے کا دھبہ اپنے دامن پر لگانے کے لیے تیار نہ ہوئی۔ — سیرت کی انتہائی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر عیشِ نفس کی یہ صبر آزا دعوت کیونکر ٹھکرانی جاسکتی تھی۔

پھر مکرہ مصر کی فتنہ گر عورتوں کا ایک مجمع حضرت یوسف کی عصمت و پاکیزگی پر حملہ آور ہی کے لیے بڑھا لیکن ان کی سیرت یہاں بھی

تمام فتنہ گروں کو شکست دینے میں کامیاب ہوئی۔ یہاں تک کہ سب کو بے اختیار کہنا پڑا یہ شخص انسان نہیں بلکہ بڑے اونچے مرتبے والا فرشتہ ہے۔ انسانیت کی عظمت کا یہ انتہائی مقام ہے جو حضرت یوسفؑ کی فضیلت سیرت نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

آخر عزیز کی بیوی اور دوسری فتنہ گر خواتین کے معاملے نے حضرت یوسفؑ کو قید و بند کے ہول میں پہنچا دیا۔ وہ غریب الوطنی میں عزت و راحت کی بہاریں لوٹنے لگے تھے، وہ سب ایک دم چھین گئیں اور قید کی مصیبت خیریاں پوری شدت سے ان کے گرد جمع ہو گئیں تاہم وہ جس طرح کنوئیں کی تہ میں باغلامی کی بے چارگی میں انتہائی صابر و شاکر رہے تھے اور ان کے عزم و استقلال میں سرسبز فرق نہ آیا تھا اسی طرح اس نئی اُفتاد میں بھی بدستور صبر و شکر اور عزم و ہمت کی آہنی چٹان بنے رہے۔ وہ کسی ایسی بات پر آمادہ نہ ہوئے جو ان کی سیرت کو داغدار بنا سکتی ہو۔ خدا کی رحمت اور اس کی مدد پر انھیں ہمیشہ اعتماد رہا اور وہ جانتے تھے کہ سیرت کی پاکیزگی ہی ان تمام مصیبتوں سے نجات کا راستہ پیدا کرے گی۔ پھر دیکھئے کہ اس قید میں بھی انھوں نے اپنا اصل پیغام نہ چھوڑا اور وہاں کی تاریکی میں بھی رشد و ہدایت کے چراغ روشن کر دئے۔ اپنے ساتھی قیدیوں کو دعوتِ حق دی اور مصیبت کی زندگی میں بھی اپنے لیے عزت و اکرام کی جگہ پیدا کر لی۔

آخر سیرت کی پاکیزگی ہی ان کے لیے فتح و کامرانی کی کلید بنی۔ قید سے نکال کر لحد عزت و احترام بادشاہ کے دربار میں لائے گئے تو اپنے حسن سیرت، فہم و دانش، نیکی، راست بازی، امانت داری اور استقامت کی برکت سے تمام ملکی اختیار و اقتدار کے مالک بنا دئے گئے۔

## حضرت یوسفؑ کی تدبیر

حضرت یوسف نے مصر کا مختار کل ہونے کے بعد آنے والی قحط سالی کے متعلق وہ تمام تدبیریں اختیار کرنی شروع کر دیں جو رعایا کو فاقہ کشی اور پریشانی حالی سے بچانے کے لیے مفید ثابت ہو سکتی تھی اور جن کا ذکر وہ تعبیر خواب کے سلسلے میں خود فرما چکے تھے۔

قرآن مجید کے ایجاز و بلاغت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ ساقی شاہ نے خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت یوسفؑ کی زبان پر تین مختصر سی آیتیں جاری ہوئیں۔ یہ تین آیتیں خواب کی صحیح تعبیر بھی تھیں اور ان میں خوش حالی و خشک سالی کے دوروں کے لیے مناسب تدبیریں بھی بتائی گئی تھیں۔ پھر جب حضرت یوسفؑ انتظام کے کفیل بن گئے تو یہی آیتیں ان کے عہدِ مختاری کے نقشہ عمل کی بھی صحیح آئینہ دار بن گئیں اور اس دور کی کوئی تفصیل بتانے کی ضرورت نہ رہی۔ اس لیے کہ وہ تحصیل حاصل ہوتی۔ ظاہر ہے کہ انھوں نے جو تدبیر بتائی تھی اس کو بطریقِ احسن لباسِ عمل پہنایا۔ اس تدبیر پر ٹھیک ٹھیک عمل پیرائی کے لیے جس دیانت، توجہ، نگرانی اور حق شناسی کی ضرورت تھی وہ حضرت یوسفؑ کے سوا کسی میں موجود نہ تھی لہذا ان کا عہدِ مختاری ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ نہ صرف اہل مصر بلکہ آس پاس کے ضرورت مند ملکوں کو بھی برابر نفع ملتا رہا۔

تورات میں اس امر کی تفصیل یوں بتائی گئی ہے:

”اور یوسف تیس برس کا تھا جب وہ مصر کے بادشاہ فرعون کے سامنے گیا اور اس نے

فرعون کے پاس سے رخصت ہو کر سارے ملک کا دورہ کیا اور ارضانی کے سات برسوں میں افراط سے



فصل ہوئی اور لگاتار ساتوں برس ہر قسم کی خورش جو ملک مصر میں پیدا ہوتی تھی جمع کر کے شہروں میں اس کا ذخیرہ کرنا گیا ہر شہر کی چاروں اطراف کی خورش وہ اس شہر میں رکھنا گیا اور یوسف نے غلہ سمندر کی ریت کی مانند نہایت کثرت سے ذخیرہ کیا یہاں تک کہ حساب رکھنا بھی چھوڑ دیا کیونکہ وہ بے حساب تھا۔ . . . . اور ارضانی کے وہ سات برس جو ملک مصر میں ہوئے تمام ہو گئے اور یوسف کے کہنے کے مطابق کال کے سات برس شروع ہوئے اور اُس سب ملکوں میں تو کال تھا پر ملک مصر میں ہر جگہ خورش موجود تھی اور جب ملک مصر میں لوگ بھوکے مرنے لگے تو ردئی کے لیے فرعون کے آگے چلائے۔ فرعون نے مصریوں سے کہا کہ یوسف کے پاس جاؤ جو کچھ وہ تم سے کہے سو کرو اور تمام روٹے زمین پر کال تھا اور یوسف اناج کے کھیتوں کو کھلوا کر مصریوں کے ہاتھ بیچنے لگا اور ملک مصر میں سخت کال ہو گیا اور سب ملکوں کے لوگ اناج مول لینے کے لیے یوسف کے پاس مصر میں آنے لگے کیونکہ ساری زمین پر سخت کال پڑا تھا۔

اور یعقوب کو معلوم ہوا کہ مصر میں غلہ ہے تب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم کیوں ایک دوسرے کا منہ تکتے ہو، دیکھو میں نے سنا ہے کہ مصر میں غلہ ہے۔ تم وہاں جاؤ اور وہاں سے ہمارے لیے اناج مول لے آؤ۔ تاکہ ہم زندہ رہیں اور ہلاک نہ ہوں یہ۔“

**قحط سالی اور بھائیوں سے ملاقات** | غرض جب مصر اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں قحط پڑا تو کنعان کا علاقہ بھی

اس سے محفوظ نہ رہا۔ حضرت یعقوب اور ان کا خاندان وہیں رہتا تھا۔ حضرت نے اپنے صاحبزادوں سے کہا کہ مصر میں غلے کی فراوانی کا اعلان ہو چکا ہے۔ لہذا تم وہاں سے جا کر غلہ لے آؤ۔ باپ کی ہدایت کے مطابق حضرت یوسف کے بھائی ایک تافلے کے ساتھ غلہ لینے کے لیے مصر روانہ ہوئے۔

مصر پہنچے پر جب یہ لوگ دربار یوسفی میں پیش ہوئے تو حضرت یوسف نے بھائیوں کو پہچان لیا البتہ وہ حضرت کو نہ پہچان سکے اور پہچانتے بھی کیسے؟ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا کہ جس بھائی کو وہ کسی مصری گھرانے کا معمولی اور گناہ غلام بنا چکے تھے وہ آج مصر کے تاج و تخت کا مالک و مختار کل اور غلے کے لیے آج انہیں کے سامنے عرض حال کرنا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ قَدْ خَلُّوا عَلَيْهِ  
نَعْرَفْتُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ (یوسف ۷)

اور یوسف کے بھائی آئے۔ وہ جب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے فوراً انہیں پہچان لیا اور وہ یوسف کو نہ پہچان سکے۔

حضرت یوسف نے ان سے اپنے والد حقیقی بھائی اور گھر کے حالات خوب کرید کرید کر پوچھے اور جب سب کچھ معلوم ہو گیا تو

انہیں غلہ دینے کے بعد کہا کہ قحط اس قدر سخت ہے تمہیں دوبارہ غلہ پینے کے لیے آنا پڑے گا۔ دوبارہ آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لانا اور تمہیں غلہ نہ مل سکے گا:

وَلَمَّا جَعَلْنَاهُمْ بَجَائِزِهِمْ قَالَ اِتُونِي بِاَخ  
تَلْمِذَتَيْنِ اَبِيكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِيْ اَوْ فِي الْكَيْلِ  
وَ اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ  
فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۚ

(یوسف ع)

اور جب یوسف نے ان کا سامان مہیا کر دیا تو کہا اب تم آؤ تو اپنے سوتیلے بھائی بن یمن کو بھی ساتھ لانا تم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ میں تمہیں (غلہ) پوری تول دیتا ہوں اور باہر سے آنے والے کے لیے بہتر مہمان نواز ہوں لیکن اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو یاد رکھو نہ تمہارے لیے میرے پاس خرید و فروخت ہوگی اور نہ تم میرے نزدیک جگہ پاؤ گے۔

بھائیوں نے وعدہ کیا ہم باپ کو بن یمن کے بھیجنے پر آمادہ کریں گے۔ پھر جب وہ روانہ ہونے لگے تو یوسف نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ خاموشی سے ان کے سامان میں وہ پونجی رکھ دی جائے جو انہوں نے غلہ کی قیمت کے طور پر دی تھی، مقصد یہ تھا کہ جب وہ گھر پہنچ کر غلے میں پونجی دیکھیں گے تو ضرور دوبارہ واپس آئیں گے۔

کنعان پہنچ کر انہوں نے ساری سرگذشت اپنے باپ یعقوب کو سنائی اور کہا کہ ہمیں دوبارہ غلہ صرف اسی صورت میں مل سکے گا کہ بن یمن کو بھی ساتھ لے جائیں لہذا اسے بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا کہ کیا میں تم پر اسی طرح بھروسہ کروں جس طرح اس کے بھائی یوسف کے بارہ میں کر چکا ہوں؟ بہترین حفاظت تو اللہ ہی کی ہے۔ فرمایا:

هَلْ اَمْنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَا اَمْنُكُمْ عَلٰى  
اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۗ فَاِنَّ لَللّٰهِ خَيْرٌ حِفْظًا ۗ وَ هُوَ  
اَسْرَحُ الْمُرْجِيْنِ ۚ

(یوسف ع)

کیا میں تم پر اس کے بارے میں ایسا ہی اعتماد کروں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کر چکا ہوں۔ سو اللہ ہی بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو غلے میں پونجی کو دیکھ کر حیران ہوئے اور باپ سے کہا دیکھیے حاکم نے تو ہم سے غلے کی قیمت بھی نہیں لی۔ اس نے تو ہم پر بہت مہربانی کی ہے اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو مزید غلہ لینے دوبارہ جائیں، کیونکہ یہ غلہ زیادہ عرصے تک کام نہ دے سکے گا۔ آپ بن یمن کو بھی ضرور ساتھ بھیجیں حضرت یعقوب نے فرمایا کہ تم اس کی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ داری لو اور مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اس کی پوری نگہبانی کرو گے۔ بیٹوں نے متفق ہو کر پختہ عہد کیا اور ہر طرح اطمینان دلایا تو حضرت یعقوب نے بن یمن کو ان کے ساتھ کر دیا۔ روانگی کے وقت حضرت یعقوب نے انہیں ضروری نصیحتیں کیں۔

**بھائیوں کی دوبارہ آمد** | غرض برادران یوسف مصر پہنچے تو حضرت یوسف نے انہیں شاہی مہمان خانے میں اتارنے کا حکم دیا اور ان کی پرتکلف دعوت کی۔ اس وقت تک بھی بھائی حضرت یوسف کو پہچان نہ سکے تھے۔

حضرت نے بن یمن کو اپنا پورا حال بتا دیا کہ میں تمہارا حقیقی بھائی یوسف ہوں نیز تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اب گھبرانے کی کوئی بات نہیں:

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَدَّى إِلَيْهِ إِخْوَاهُ  
قَالَ إِنِّي أَنَا اخْوَاكَ فَلَا تَبْتَسِبْ بِمَا كَانُوا  
يَعْمَلُونَ (يوسف ع)

اور جب یہ سب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے بھائی بن مین  
کو اپنے پاس بٹھالیا اور کہا میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں پس جو بد سلوکی یہ  
تیرے ساتھ کرتے آئے ہیں تو اس پر غمگین نہ ہو۔

## بن مین یوسف کے قبضے میں

چند روز کے قیام کے بعد جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو یوسف نے حکم دیا کہ ان کے اڈوں  
پر اتنا غلہ لاد دیا جائے جتنا وہ اٹھا سکیں۔ لیکن یہ خواہش تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو بن مین  
کو اپنے پاس روک لیں۔ اتفاق سے اس کی بھی معقول صورت پیدا ہو گئی۔ یعنی چاندی کا ایک پیالہ بن مین کی خورجی میں رکھا گیا۔ ابھی یہ نالہ تھوڑی  
دور گیا تھا کہ شاہی ملازموں کو پیالے کی گشدگی کا پتہ چلا تو انہوں نے سوچا کہ شاہی محل میں کنعانوں کے سوا اور کوئی نہیں آیا۔ ملازم قافلے  
کے پیچھے بھاگے اور اُسے جا لیا ان کے دریافت کرنے پر برادران یوسف نے کہا کہ ہمیں پیالے کا کچھ علم نہیں اور نہ ہی ہم میں سے کسی  
نے چرایا ہے۔ شاہی کارندوں نے کہا کہ ہم تمہاری تلاشی لیتے ہیں اگر تم میں سے کسی کے پیالہ لکل آیا تو تم خود ہی بتاؤ اس کی کیا سزا  
ہوگی؟ بولے وہ شخص تمہارے حوالے کر دیا جائے گا تاکہ وہ اپنے جرم کی سزا بھگتے کیونکہ ہمارے ملک میں یہی دستور ہے:

پھر لپکارا لپکارنے والے نے اسے قافلے والو تم تو البتہ چور ہو، وہ  
کننے لگے اُن کی طرف منہ کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی وہ بولتے ہم نہیں  
پاتے بادشاہ کا پیمانہ اور جو کوئی اس کو لائے اس کو ملے ایک اونٹ کا بوجھ  
(غلہ) اور میں ہوں اس کا ضامن۔ وہ بولے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ  
ہم ثمرات کرنے نہیں آئے۔ ملک مصر میں اور نہ ہم کبھی چور تھے۔ وہ بولے  
پھر کیا منزا ہے اس کی کہ اگر تم نکلے جھوٹے۔ کننے لگے کہ اس کی منزا یہ  
ہے کہ جس کے سامان میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے  
ہم یہی منزا دیتے ہیں ظالموں کو۔

ثُمَّ أَذِنَ مُؤَدِّنٌ أَيْتُهَا الْخَيْرُ إِنَّكُمْ  
لَسِرُّونَ ۚ قَالُوا وَاقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقَدُونَ  
قَالُوا لَقَدْ ضَوَّاعُ الْمَلِكِ وَلَيْسَ جَاءَ بِهِ حِمْلُ  
بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ شَرِّعِيمٌ ۚ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ  
عَلِمْتُمْ مَا بِنَا لِنَفْسٍ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا  
سَارِقِينَ ۚ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ ۚ  
قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ ذُو جِدِّ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ  
كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ (يوسف ۸۴)

تلاشی لینے پر بن مین کی خورجی میں سے پیالہ نکل آیا حضرت یوسف یہ معاملہ دیکھ کر دل میں بہت خوش ہوئے۔ بن مین کو تو  
حضرت یوسف کے متعلق معلوم ہو ہی چکا تھا اس لیے وہ اس واقعہ کو اپنی مرضی کے مطابق پا کر خاموش رہا لیکن دوسرے بھائیوں کو  
موقعہ ہاتھ آگیا۔ حاسد تو تھے ہی فوراً بول اٹھے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں پہلے اس کا بڑا بھائی (یوسف) بھی چوری کر چکا ہے۔  
بھائیوں کے صریح جھوٹ کے باوجود حضرت یوسف نے ضبط کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس لیے کہ راز فاش ہونے کا اندیشہ تھا  
اور انشا کا ابھی وقت نہ آیا تھا۔

جب بن مین کو روک لیا گیا تو بھائیوں کو فکر پیدا ہوئی کہ وہ باپ کو کیا جواب دیں گے اس لیے کہ وہ بن مین کی حفاظت اور  
میخرومانیت اپنے ساتھ واپسی کا وعدہ کر کے لائے تھے۔ چنانچہ وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ کس صورت سے بن مین کو حاصل کیا

جائے۔ سوائے التجا اور خوشامد کے انھیں کوئی اور صورت نظر آئی چنانچہ حضرت یوسف کے سامنے فریاد کرنے لگے کہ ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے اس کے دل پر ایک بیٹے کی کم شدگی کا داغ پہلے سے ہے۔ دوسرا داغ تو اس سے برداشت نہ ہو سکے گا۔ ہم پر رحم کیجئے اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو سزا کمرے لے روک لیجئے۔ حضرت یوسف نے جواب دیا بھلا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ چوری کا ملزم کوئی ہو اور سزا کسی اور کو دی جائے۔

سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ بن مین کی بحفاظت واپسی کے متعلق باپ ہم سے پختہ عہد لے چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس سے پیشتر یوسف کے معاملہ میں ہم سے بڑی تفسیر سرزد ہو چکی ہے۔ اب میں مصر سے اس وقت تک نہیں جاسکتا جب تک باپ کی طرف سے اجازت نہ آجائے یا اللہ تعالیٰ میرے لیے کوئی دوسرا فیصلہ کرے، البتہ تم جاؤ اور والد ماجد سے عرض کرو کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی۔ جو بات ہمارے علم میں آئی وہ ہم نے ٹھیک ٹھیک کہہ دی۔ غیب کا ہمیں علم نہیں یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ واقعی بن مین سے چوری ہوئی یا اس معاملے میں کوئی دوسرا بیچ آ پڑا۔ اباجان! آپ ہماری راست بیانی کی تصدیق اس بستی کے لوگوں سے فرما سکتے ہیں جہاں تلاشی کا واقعہ پیش آیا۔ اس قافلے کے لوگوں سے پوچھ سکتے ہو جس کے ساتھ ہم آ رہے تھے۔ ہم بالکل سچے ہیں۔

حضرت یعقوب نے یہ سب کچھ سن کر پھر وہی کلمہ دہرایا جو حضرت یوسف کی کم شدگی کے سلسلہ میں بیٹوں کا جھوٹا بیان سن کر فرمایا تھا یعنی بن مین کا چوری کرنا تو ایک ایسی بات ہے جو تمھارے جی نے تمھیں سمجھا دی ہے۔ میرے لیے صبر جمیل کے سوا چارہ نہیں۔ اللہ کے فضل سے کچھ بعید نہیں کہ یوسف بن مین اور دوسرے بیٹے سب میرے پاس ایک دن جمع ہو جائیں۔

بن مین کی مفارقت نے حضرت یوسف کی مفارقت کا داغ از سر نو تازہ کر دیا۔ حضرت یعقوب نے فرمایا۔ آہ! یوسف کا دردِ فراق اور شدتِ غم سے رونے رونے آنکھیں سفید پڑ گئیں۔ بیٹوں نے عرض کیا کہ اباجان! اس طرح یوسف کی یاد میں گھل گھل کر آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا، میں اپنا رنج و غم اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کرتا ہوں اور مجھے بارگاہِ خداوندی سے اس بات کا علم ہے جس کا تمھیں علم نہیں۔

پھر انھوں نے بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک مرتبہ پھر مصر جاؤ، یوسف اور بن مین کی تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید اور مایوس نہ ہو!

اے میرے بیٹو (مصر) جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ كٰفِرًا ۗ اذْهَبُوْا فَاْتَكِفِسُوْا مِنْ يُّوسُفَ وَ اٰخِيْهِ وَ لَا تَايِسُوْا مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يٰۤاَيُّسُ مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (يوسف)

برادرانِ یوسف کی سہ بارہ آمد

چنانچہ برادرانِ یوسف تیسری بار مصر پہنچے اور دربار شاہی میں حاضر ہو کر فریاد کی کہ اے بادشاہ! ہمیں قحط نے سخت پریشانی میں ڈال دیا ہے اور اس مرتبہ ہم پونجی بھی بہت تھوڑی لائے ہیں۔ آپ ازراہِ کرم ہم پر احسان فرمائیں اور ہماری ضرورت پوری کریں۔

حضرت یوسف نے بھائیوں کی زبان سے یہ درد انگیز فریاد سنی تو ضبط نہ ہو سکا اور فرمایا:

ہَلْ عَلِمْتُمْ مَآ فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَاخِيهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُونَ (یوسف ع ۱)

کیوں جی! تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا معاملہ کیا جب کہ تم جہالت میں مبتلا تھے۔

بھائیوں نے یہ الفاظ سنے تو چونکے اور ان کے لب و لہجہ اور شکل و صورت پر غور کرنے لگے۔ اب انھیں خیال ہوا کہ یہ عزیز بزمصر جس کے پاس وہ متعدد بار آتے رہے ہیں شاید ان کا بھائی یوسف ہے۔ بالآخر لپکار لٹھے کیا آپ واقعی یوسف ہیں؟ حضرت یوسف نے فرمایا:

اَنَا يُوْسُفُ وَهَذَا اَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا اِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَايُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف ع ۹۶)

ہاں میں یوسف ہوں اور یہ (بن یسین) میرا ماں جابا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا اور جو شخص بھی برائیوں سے بچے اور ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

برادران یوسف کے سر شرم و ندامت سے جھک گئے۔ ان کے پاس ندامت، خفت اور اعتراف جرم و خطا کے سوا کیا تھا؟ اپنی تمام کارگزاریوں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ آج ان پر یہ حقیقت کھل چکی تھی کہ جس بھائی کو وہ کنعان کے کنوئیں میں پھینک چکے تھے۔ وہ آج ملک مصر کا مختار ہے۔ وہ بولے:

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰتٰرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنَّ كُنَّا لَلْخٰطِيْبِيْنَ (یوسف ع ۹)

مخدا اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر برتری اور بلندی بخشی اور بلاشبہ ہم سر تا سر قصور دار تھے۔

سو تیلے بھائیوں کی خستہ حالی اور پشیمانی کو دیکھ کر حضرت یوسف کا دل بھر آیا۔ آپ نے ان سے عفو و درگزر سے کام لینے ہوئے فرمایا۔ ”آج کے دن میری جانب سے تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارا قصور بخش دے اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے“

حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ اب تم سب کنعان واپس جاؤ، میرا پران بھی لیتے جاؤ اسے والد کی آنکھوں پر ڈال دینا۔ اللہ نے چاہا تو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ پھر لوپے خاندان کو میرے پاس مصر لے آؤ۔

برادران یوسف کے لیے حضرت یوسف کا یہ حکم ایک بہت بڑی سعادت تھی ایک وقت وہ تھا جب وہ یوسف کو کنوئیں میں پھینک کر ان کا خون آلود پیراہن حضرت یعقوب کے پاس لے گئے تھے اور جھوٹی اور فریب کارانہ تاہیں بیان کر کے انھیں صدمہ پہنچایا تھا آج نندہ نے پھر پیراہن یوسف ہی کو ان کے زخم کا مرہم بنایا تاکہ ان کا غم خوشی اور مسرت سے بدل جائے۔ ادھر برادران یوسف پیراہن لے کر کنعان کو روانہ ہوئے ادھر خدا کے برگزیدہ پیغمبر یعقوب کو وحی الہی نے شمیم یوسف سے مہکا دیا۔ آپ نے اہل خانہ سے فرمایا کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ بڑھاپے کی وجہ سے میری عقل میں فرق آگیا ہے بلکہ یقین جانو کہ مجھے یوسف کی مہک آہی ہے۔ خاندان کے لوگ کہنے لگے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد جبکہ یوسف کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا تم ابھی تک اس کے غم میں مبتلا ہو اور ہر وقت اسی کو یاد کرتے رہتے ہو۔

غرض برادران یوسف گھر پہنچے اور والد ماجد کو خوشخبری سنائی تو آپ نے فرمایا دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی جانب سے اس بات کا علم ہوا ہے جسے تم نہیں جانتے۔

فَلَمَّا آتَىٰ جَاءَ الْبَشِيرَ الْقُدَّ عَلَىٰ وَجْهِهِ  
فَارْتَدَّ بِصَيْرَاجٍ قَالَ لَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَغْلَمُ  
مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (يوسف ٤)

پھر تب خوش خبری دینے والا پہنچا تو اس نے یوسفؑ کو پیرا ہنسی سے  
کے چہرے پر ڈال دیا پس اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ یعقوبؑ نے کہا  
کیا میں تم سے نہ کتنا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم  
نہیں جانتے۔

اس وقت برادرانِ یوسفؑ کی نگاہوں کے سامنے گناہوں اور خطاؤں کا نقشہ پھرنے لگا وہ شرم و ندامت میں غرق ہو جھکاٹے کھڑے  
تھے۔ بولے اے باپ! آپ اللہ کی جناب میں ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا فرمائیے کیونکہ ہماری خطا اور قصور اب ظاہر ہو چکے  
ہیں اور ہم اپنے بچے پر سخت نادم ہیں۔“

حضرت یعقوبؑ نے فرمایا ”عزیزِ رب میں اپنے رب سے تمہارے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے

والا ہے۔“

**خاندانِ یعقوبؑ مصر میں** | برادرانِ یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ کا پیغام سنا تو ہوئے والد کو تمام خاندان سمیت مصر چلنے  
کو کہا چنانچہ حضرت یعقوبؑ اپنے سب خاندان کو لے کر مصر روانہ ہو گئے۔

تورات میں مذکور ہے :

اور فرعون کے محل میں اس بات کا ذکر ہوا کہ یوسفؑ کے بھائی آئے ہیں اور اس سے فرعون اور  
اس کے لوگ چاکر بہت خوش ہوئے اور فرعون نے یوسفؑ سے کہا کہ اپنے بھائیوں سے کہہ تم یہ کام کرو  
کہ اپنے جانوروں کو لا کر ملک کنعان کو چلے جاؤ اور اپنے باپ کو اور اپنے گھرانے کو لے کر میرے پاس  
آ جاؤ اور جو کچھ ملک مصر میں اچھے سے اچھا ہے وہ میں تم کو دوں گا اور تم اس ملک کی عمدہ عمدہ  
چیزیں کھانا۔ تجھے حکم مل گیا ہے کہ ان سے کہے تم یہ کرو کہ اپنے بال بچوں اور اپنی بیویوں کے لیے  
ملک مصر سے اپنے ساتھ گاڑیاں لے جاؤ اور اپنے کنبے کو بھی ساتھ لے کر چلے آؤ اور اپنے اسباب  
کا کچھ انیسویں نہ کرنا کیونکہ ملک مصر کی سب اچھی چیزیں تمہارے لیے ہیں اور اسرائیل کے بیٹوں نے  
اسیابی کیا اور یوسفؑ نے فرعون کے حکم کے مطابق ان کو گاڑیاں دیں اور زادِ راہ بھی دیا۔ . . . .  
اور مصر سے روانہ ہوئے اور ملک کنعان میں اپنے باپ یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور اس سے کہا یوسفؑ  
اب تک جیتا ہے اور وہی سارے ملک مصر کا حاکم ہے اور یعقوبؑ کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ اُس  
نے ان کا یقین نہ کیا۔ تب انہوں نے وہ سب باتیں جو یوسفؑ نے ان سے کہی تھیں بتائیں اور جب  
ان کے باپ نے دو گاڑیاں دیکھ لیں جو یوسفؑ نے ان کے لانے کو بھیجی تھیں تب اس کی جان میں  
جان آئی اور اسرائیل کہنے لگا۔ یہ بس ہے کہ میرا بیٹا یوسفؑ اب تک جیتا ہے میں اپنے مرنے

سے پیشتر جا کر اسے دیکھ تولوں گا۔ . . . . اور وہ اپنے چوپایوں اور سائے مال و اسباب کو جو انھوں نے ملک کنعان میں جمع کیا تھا لے کر مصر میں آئے اور یعقوبؑ کے ساتھ اس کی ساری اولاد تھی وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور پوتوں اور پوتیوں غرض اپنی کل نسل کو اپنے ساتھ مصر میں لے آیا۔ . . . . سو یعقوبؑ کے گھرانے کے جو لوگ مصر میں آئے وہ سب مل کر ستر ہوئے۔

جب کنعانی تانہ مصر کے قریب پہنچا تو اطلاع ملنے پر حضرت یوسفؑ استقبال کے لیے باہر آئے حضرت یعقوبؑ نے مدت دراز کے پھیرے ہوئے تخت جگر کو دیکھتے ہی سینے سے چٹایا اس وقت رقت آمیز ملاقات کے بعد حضرت یوسفؑ انھیں بہت عزت اور احترام کے ساتھ شہر میں لے کر آئے۔ خاندان کے تمام افراد کو شاہی گاڑیوں میں بٹھایا گیا تھا پھر انھیں شاہی محل میں اتارا گیا۔ ذاتی بات چیت سے فراغت پانے کے بعد حضرت یوسفؑ نے شاہی دربار منعقد کیا۔ تمام درباری اپنی مقررہ نشستوں پر بیٹھ گئے۔ حضرت یوسفؑ نے وادین کو اپنے ساتھ شاہی تخت پر بٹھایا اور خاندان کے دوسرے تمام افراد کو حسب مراتب دربار میں جگہ دی۔ تمام درباری حکومت کے دستور کے مطابق تخت کے سامنے تعظیم کے لیے جھک گئے۔ ان کے ساتھ خاندان یوسفؑ کے تمام افراد نے بھی یہی کیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت یوسفؑ کو اپنا بچپن کا خواب یاد آ گیا اور باپ سے مخاطب ہو کر کہا:

یَابِتْ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ  
 قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ  
 أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكَ مِنْ الْبَدْوِ  
 مِنْ لَعْدَانِ تُزَعِّ الشُّيْطَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي  
 إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ  
 الْحَكِيمُ (يوسف ۴)

اے باپ یہ ہے تعبیر اس خواب کی جو مدت ہوئی میں نے دیکھا تھا، میرے پروردگار نے اسے سچا ثابت کر دیا، یہ اسی کا احسان ہے کہ مجھے قید سے رہائی دی، تم سب کو صحرا سے نکال کر میرے پاس پہنچا دیا اور یہ سب کچھ اس کے بعد ہوا کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اختلاف ڈال دیا تھا۔ بلاشبہ میرا پروردگار ان باتوں کے لیے جو وہ کرنی چاہے بہتر تدبیر کرنے والا ہے، وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ تمام واقعات کچھ ایسی عجیب و غریب ترتیب سے پیش آئے اور ان میں اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازوں اور حکمتوں کے ایسے بے نظیر مظاہرے پائے گئے کہ جب حضرت یوسف نے ان واقعات کے آغاز اور انجام پر غور کیا تو بے اختیار ہو گئے اور بارگاہ تعلق میں شکر و دعا کیوں اظہار فرمایا:

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي  
 مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اے پروردگار تو نے مجھے حکمت عطا فرمائی اور باتوں کا مطلب اور نتیجہ نکالنا سکھایا۔ اے آسمان اور زمین کے بنانے والے تو ہی میرا

اَنْتَ دَرِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا  
وَ الْحَقِّي بِالصَّالِحِينَ هـ يوسف ع

کار ساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ تو یہ بھی کچھ کہ دنیا سے جاؤں تو  
تیری فرمانبرداری کی حالت میں جاؤں اور ان لوگوں میں داخل ہو جاؤں  
جو تیرے نیک بندے ہیں۔

تورات میں مذکور ہے فرعون نے حضرت یوسفؑ سے اصرار کیا تھا کہ اپنے خاندان کو مصر ہی میں آباد کر دو میں انہیں بہت عمدہ  
زمینیں دوں گا ہر طرح اُن کی عزت کروں گا اور انہیں ہر قسم کی آسائش مہیا کی جائے گی اس لیے اس واقعہ کے بعد حضرت یوسفؑ کا  
تمام خاندان مصر ہی میں آباد ہو گیا۔

حضرت یوسفؑ نے اپنے والد بزرگوار اور خاندان کے دوسرے لوگوں سے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب اُن سے زمین اور  
مقام کے انتخاب کے متعلق پوچھا جائے تو یہ کہا جائے کہ ہم قبائلی زندگی کے عادی اور مویشی چرانے کا شوق رکھتے ہیں۔ اس بناء پر ہم  
عام شہری زندگی سے علیحدہ رہنا پسند کرتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ کا مطلب یہ تھا کہ اس طرح بنی اسرائیل مصریوں سے الگ ایک حصہ زمین  
پر آباد ہو جائیں گے تو وہ مصری بت پرستی، بد اخلاقی، بے ہودہ رسم و رواج اور شہری عادات و خصائل سے محفوظ رہ کر اپنی مذہبی  
بدویانہ اور شجاعانہ زندگی پر قائم رہیں گے۔

غرض فرعون نے خاندان یوسفؑ کو ان کے حسبِ پسند سرزمین مصر کا ایک حصہ بطور جاگیر بخش دیا اس طرح بنی اسرائیل سرزمین مصر  
میں آباد ہو گئے۔

## وفات

حضرت یوسفؑ نے زندگی کا ایک بڑا حصہ مصر ہی میں گزارا اور ایک سو دس برس کی عمر میں وہیں وفات پائی۔ تورات کا  
بیان ہے، حضرت یوسفؑ نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی کہ مجھے مصر کی سرزمین میں دفن نہ کیا جائے بلکہ جب بنی اسرائیل  
دوبارہ اپنی آبائی سرزمین یعنی فلسطین میں واپس ہوں تو میری ہڈیاں وہاں لے جا کر سپرد خاک کی جائیں۔ چنانچہ وفات کے بعد ان کی نعش کو  
ایک تابوت میں محفوظ رکھ کر دفن کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو یہ تابوت بھی ساتھ لیتے گئے اور  
عام روایت کے مطابق حضرت کی میت کو الجلیل میں دفن کیا گیا جو فلسطین کا مشہور مقام ہے اور اس کا دوسرا نام جرون ہے۔ عام عقیدے  
کے مطابق حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی قبریں بھی وہیں ہیں۔

تورات میں ہے

اور یوسفؑ اور اس کے باپ کے لوگ مصر میں رہے اور یوسفؑ ایک سو دس برس تک جینا رہا  
اور یوسفؑ نے افراتیم کی اولاد کی تیسری پشت تک دیکھی اور منشی کے بیٹے بکیر کی اولاد کو بھی  
یوسفؑ نے اپنے گھٹنوں پر کھلایا اور یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا میں مرا ہوں اور خدا یقیناً تم کو  
یاد کرے گا اور تم کو اس ملک سے نکال کر اس ملک میں پہنچائے گا جس کے دینے کی قسم اُس نے ابراہام  
اور اسحاق اور یعقوب سے کھائی تھی اور یوسفؑ نے بنی اسرائیل سے قسم لے کر کہا خدا یقیناً تم کو یاد



کرنے گا۔ سو تم ضرور ہی میری ہڈیوں کو یہاں سے لے جانا اور یوسفؑ نے ایک سو دس برس کا ہو کر وفات پائی اور انھوں نے اس کی لاش میں خوشبو بھری اور اسے مصر ہی میں تابوت میں رکھا گیا۔

اور موسیٰؑ یوسفؑ کی ہڈیوں کو ساتھ لیتا گیا کیونکہ اس نے بنی اسرائیل سے یہ کہہ کر کہ خدا ضرور

تمہاری خبر لے گا اس بات کی سخت قسم لے لی تھی کہ تم یہاں سے میری ہڈیوں کو اپنے ساتھ لیتے جانا۔

قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کی جو دعائیں مذکور ہیں وہ درج کی جاتی ہیں:

## حضرت یوسفؑ کی دعائیں

اے پروردگار بلاشبہ تو نے مجھے حکومت بخشی اور بانوں کے فیصلے کی سوجھ بوجھ عطا فرمائی۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہے۔ تو مجھے اپنی اطاعت پر موت دے اور نیک لوگوں کے گروہ میں شامل کر۔

اے میرے رب جس رواہیات کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے توجیل خانہ میں جانا ہی مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر آپ ان کے داڑھیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي  
مِمَّا تَوَدُّ الْأَحَادِيثُ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
أَنْتَ وَلِيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا  
وَاجْعَلْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ (یوسف ۶۷)

رَبِّ بَتَجَنُّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي  
إِلَيْهِ وَلَا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ  
نِينَ وَآكُنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝

(یوسف ۶۸)

# حضرت شعیب علیہ السلام

**قوم مدین** | مدین گزیریں شمالی عرب کے شمال میں ایک قوم آباد تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند مدین کی نسل سے تھی۔ مدین کی سرزمین فلسطین کے جنوب مغرب اور جزیرہ نماٹے سینا کے مشرق میں اس شاہراہ پر واقع تھی جہاں سے شام، عرب اور مصر وغیرہ کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب تھا، غلے کی بہتات اور باغات کی کثرت تھی، باشندے بہت خوش حال اور دولت مند تھے۔ بائبل کے مطابق یہ لوگ زیادہ تر لوٹ پوٹے تھے اور جزیرہ نماٹے سینا ان کے لیے بہترین چراگاہ تھا۔ علاوہ ازیں تجارت بھی ان کا عام پیشہ تھا اور تجارت میں لوٹ کھسوٹ ان کا شیوہ۔ ہر شخص ہر جائز ناجائز طریقے سے دولت جمع کرنے کی فکر میں رہتا۔ چنانچہ سب سے بڑی بیماری جو تاجر پیشہ طبقے میں عام تھی وہ تھی تجارتی بددیانتی یعنی کم دینا اور زیادہ لینا۔ اس تجارتی بددیانتی نے انھیں زندگی کے دوسرے تمام شعبوں میں بھی بد اخلاق بنا دیا تھا۔ چوری اور ڈاکہ زنی بھی عام تھی۔ غرض یہ قوم ہر قسم کے فسق و فجور اور برائیوں میں مبتلا ہو چکی تھی۔

دولت و ثروت نے انھیں تکبر اور خدا سے باغی بنا دیا تھا۔ بت پرستی اور مشرکانہ عقائد و رسومات ان کا مذہب تھا۔ خدائے واحد کا تصور اور اس کا خون دلوں سے مٹ چکا تھا۔ ہر شخص بے کھٹکے جو چاہتا کرتا۔

**بعثت شعیب اور اشاعت اسلام** | اللہ تعالیٰ نے مدین والوں کی ہدایت کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا:

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا (اعراف ۱۱) اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ حضرت شعیب کو تقریر کرنے میں کمال حاصل تھا۔ فصاحت و بلاغت اور شیریں کلامی آپ کی خاص صفت تھی۔ آپ نے قوم کو دعوت حق دیتے ہوئے سب سے پہلے ان کی توجہ ان کی تجارتی بد عملیوں کی طرف بلائی اس لیے کہ آپ توں میں کمی کو اس قوم میں ایک قابل فخر ہنر سمجھا جاتا تھا۔ تجارت پیشہ قوموں اور گروہوں میں یہ برائی عموماً رونما ہوتی ہے لیکن اس کے اثرات بد کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ دنیا کی بہت خوفناک برائیوں میں سے ہے مثلاً

۱۔ اس برائی کے پیدا ہوتے ہی دل حق و انصاف سے خالی ہو جانے ہیں اور صرف روپیہ سالوں کا نصب العین بن جاتا ہے۔

۱۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت ابراہیم کا یہ بیٹا ان کی تیسری بیوی بطورہ سے تھا۔

۲- یہ برائی ابتدا میں ایک خاصے وسیع گروہ میں پیدا ہوتی ہے لیکن بڑے تاجر آہستہ آہستہ چھوٹے میو پارلیوں کو ختم کرتے جاتے ہیں۔ انجام کار تاجروں کے درمیان اسی طرح کی کشمکش شروع ہو جاتی ہے جس طرح خود غرض گروہوں کے درمیان اقتدار و اختیار حکومت کے لیے عموماً دیکھی جاتی ہے۔

۳- اسی بیماری سے احتکار اور ارتکاز کی بلا نکلتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ چند دولت مند تاجر عوام کی بنیادی ضرورتوں کی اجناس اپنے قبضے میں لے لیں اور من مانی قیمتیں وصول کریں۔

۴- یہ برائی صرف ایک قوم ہی کے لیے نہیں بلکہ اس سے معاملہ کرنے والی ہر قوم کے لیے تباہی کا باعث ہوتی ہے۔

۵- دنیا کا سارا کاروبار لین دین پر چلتا ہے۔ جہاں باپ تول میں کمی شروع ہو جائے۔ کاروبار تباہ ہو جائے گا اور دنیا مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گی۔

۶- جب اس کی عادت پڑ جائے جیسا کہ مدین والوں کی عادت ہو چکی تھی تو انسان زندگی کے دوسرے شعبوں اور حقوق العباد کے ہر معاملے میں بددیانتی اور بد اخلاقی کرنے لگ جاتا ہے۔

۷- یہ بددیانتی انسان کے اندر حق تلفی اور بد لحاظی کی خصلت پیدا کر کے انسانی شرافت اور باہمی اخوت و مروت کے رشتے کو منقطع کر دیتی ہے اور خود غرضی، لالچ، حرص اور بے حیائی جیسے رذائل کا حامل بنا دیتی ہے۔

۸- دنیا میں تمام قسم کے فتنہ و فساد یعنی ظلم، تکبر، قتل و غارت، لوٹ مار، عصمت ریزی، ڈاکہ زنی، چوری وغیرہ جیسے بڑے جرائم کی بنیاد دراصل ہی رذیل اور تبیح عادت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اس بددیانتی کے خلاف سخت وعید کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَبَلِّغْ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۖ وَإِذَا كَالُوا لَهُمْ أَوْ ذَرَوْهُم جُحُسُونَ ۗ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ۗ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ الْمُطَفِّفِينَ

بڑی خرابی ہے باپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے (اپنا حق) ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

حضرت شعیب نے دعوت نوحید کے ساتھ لوگوں کو باپ تول کے باسے میں بھی ہدایت فرمائی اور گرم اور نرم تقریروں کے ذریعہ ان کے اخلاق کی اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوش حال اور آسودہ بنایا ہے اور تمہیں ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ پھر یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ تم روٹے زمین پر خرابی پیدا کرو اور بددیانتی اور بد اخلاقی کے ذریعہ لوگوں کا حق مارو۔ آپ نے فرمایا:

فَادْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان

مت کیا کرو اور روٹے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد پھیلاؤ، یہ تمھارے لیے فائدہ مند ہے اگر تم تصدیق کرو۔

أَشْيَاءَ رَهْمٍ وَلَا تُسَبِّدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا  
ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (عرف ۱۰)

ایک دوسرے موقع پر آپ نے قوم کو عذاب الہی سے ڈرانے ہوئے پھر یہی نصیحت کی اور فرمایا:

اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں اور تم پاپ اور نال میں کمی مت کیا کرو کیونکہ میں تم کو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھے تم پر اندیشہ ہے کہ ایسے دن کا عذاب جو انواع مصائب کا جامع ہوگا۔

لَيَقُومَنَّ يَوْمَ الْعَذَابِ أُولُو الْأَعْيُنِ  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا فِيهَا لَكُلٌّ فِي الْأَفْئِدِ  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا فِيهَا لَكُلٌّ فِي الْأَفْئِدِ  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا فِيهَا لَكُلٌّ فِي الْأَفْئِدِ  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا فِيهَا لَكُلٌّ فِي الْأَفْئِدِ

(ہود ۸۴)

بددیانت ساہوکاروں اور ناجروں نے جو ب دیہ

سے شعیبؑ! کیا تمھارا تقدس تمھیں ایسی باتوں کی تعلیم دے رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کی پرستش چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں۔ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عصب مند دین پر چلنے والے۔

إِشْعِيبُ أَصْلَوْتُكَ فَأَهْرُكَ أَنْ تَتْرُكَ مَا  
يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ تَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا  
نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّسِيدُ

(ہود ۸۴)

حضرت شعیبؑ کے وعظ و نصائح ان کی قوم پر بالکل بے اثر ثابت ہوئے۔ معمولی حیثیت کے چند لوگوں کے سوا کوئی بھی ان پر ایمان نہ لایا۔

**قوم کی طرف سے ایذا رسانی** | شریروگ راستے میں بیٹھ جاتے اور حضرت شعیب کے پاس آنے جانے والوں کو روکتے، ڈراتے دھمکاتے یا انھیں لوٹا لیتے۔

حضرت شعیبؑ بڑے پرامن طریقے سے رشدد و ہدایت کا فرض ادا کر رہے تھے۔ آپ نے قوم کو ضد اور ان کی تکلیف دہ اور ذلیل حرکتوں کے

باجود یہ کہہ دیا تھا کہ:

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي  
إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (ہود ۸۵)

لیکن فسادی لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور حضرت شعیبؑ کے پاس آنے جانے والوں کو بہت پریشان کرنے لگے۔ اس پر آپ نے انھیں بدکاروں کا انجام یاد دلاتے ہوئے مشورہ دیا کہ وہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو پریشان نہ کریں۔ آپ نے فرمایا:

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعَدُونَ  
تَصَدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُوهَا  
عُوجًا وَادَّكَّرْ ذَا أَدَّكُنْتُمْ قَلِيلًا فَلَئِنْ لَمْ يَنْزَلْنَا  
عَلَيْكَ الْبُرْهَانَ لَقَدْ لَبِيتُمْ فِيهَا مُخَلَّاتًا  
مَكْرَهُةً لَوْلَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْبُرْهَانَ  
لَخَلَلْتُمْ فِيهَا وَتَحَدَّاهُمْ فَاذْكُرُوا  
الَّذِينَ كَفَرُوا فِيهَا لَكُلٌّ فِي الْأَفْئِدِ

اور مت بیٹھو راستوں پر کہ ڈراڈ اور رو کو اللہ کے راستے سے اس کو جو کہ ایمان لائے اس پر اور ڈھونڈو اسی میں عیب اور یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے پھر تمھیں بڑھا دیا اور دیکھو کیا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا اور اگر تم میں سے ایک فرقہ ایمان لایا اس پر جو میرے ہاتھ بھیجا گیا اور ایک

فرقہ ایمان نہیں لایا تو صبر کر جب تک اللہ فیصلہ کرے ہمارے درمیان  
وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

مَنْكُمُ امْتُوا بِالَّذِي اُرْسِلْتُمْ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا  
فَاَصْبِرُوا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

جواب میں قوم کے متکبر سرداروں نے آپ کو بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی!

لَخُرَجْنَا بِكَ لِشُعَيْبٍ وَالَّذِينَ امْتُوا مَعَكَ مِنْ  
قَرْيَتِنَا اَوْ لِنَعُوذَ فِي مِلَّتِنَا رَا عَرَفَ ع ۱۱

”اے شعیب ہم تجھ کو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ ان سب کو  
اپنی بستی کے دروازے باہر نکال دیں گے۔ یا تم پھر ہمارے دین میں آ جاؤ گے،“  
قوم کا خیال تھا کہ اس دھمکی پر حضرت شعیب ڈر جائیں گے اور اپنی تمام باتوں سے توبہ کر کے ہمارے ساتھ تعاون کرنے لگیں گے اور  
ہمارے دین میں شامل ہو جائیں گے۔

حضرت شعیب نے ان کے اس خیال خام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ اَوْلَوْكُنَّا كِرْهَيْنِ ۚ قَدْ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ  
كذِبًا اِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجَّنا اللّٰهُ مِنْهَا  
وَمَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَعُوذَ فِيْهَا ۚ  
را ع ۱۱

اگر ہمارے دل تمہارے دین پر مطمئن نہ ہوں تو کیا جبراً مان لیں؟ اگر ہم  
تمہارے دین کی طرف لوٹ آئیں حالانکہ خدا نے ہمیں اس سے نجات دی تو اس  
کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے جھوٹ بولا اور خدا پر بہتان باندھا۔ ہمارے لیے ممکن  
نہیں کہ تمہارے دین کی طرف آئیں۔

جب قوم کی یہ دھمکی کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ حضرت شعیب کے ساتھ کمزور لوگ ہیں اور وہ ان کی خاطر خواہ مدد نہ کر سکیں گے۔  
حضرت کو موت کی دھمکی دی۔ اگرچہ مومنین کمزور لوگ تھے لیکن حضرت شعیب کا اپنا خاندان خاصے اثر و رسوخ کا مالک تھا۔ اس لیے مخالفوں نے  
دھمکی دیتے ہوئے ساتھ یہ بھی کہا کہ ہمیں تمہارے خاندان والوں کا خیال یا ان کا ڈر ہے۔ ورنہ ہم تمہارے خلاف سخت اقدام کرتے:

وَاِنَّا لَنَرٰكَ فَيِّنًا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْ لَا رَهْبُكَ  
لَرَجَمْنَاكَ وَما اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ  
رہود ع ۱۱

”اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے اور جو تیرے کنبے کے  
لوگ نہ ہوتے تو ہم دیکھ کے تم تجھ پر پتھر اڑا کر چکے ہوتے اور تو ہمارے  
سامنے کچھ چیز نہیں۔“

حضرت شعیب کی طرف سے جواب ملا:

لَيَقُوْمُ اَرْهَطِيْ اَعْرَضْ عَلَيْكُم مِّن اللّٰهِ وَاَتَّخِذُ ثَمُوَةً  
وَنَا وَاَكْمُرُ ظَهْرِيْ بِاِيَاتِ رَبِّيْ بِنَا تَعْمَلُوْنَ مَّحِيْطًا ۚ  
رہود ع ۱۱

اے قوم! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے اللہ سے  
اور اُسے ڈال رکھنا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر۔ تحقیق میرے رب کے قابو میں  
ہے جو کچھ کرتے ہو۔

مخالفین نے آپ کو دھمکاتے ہوئے یہ اظہار کیا تھا کہ حضرت شعیب کے خاندان کے لوگوں کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں کچھ نہیں کہتے ورنہ وہ  
انہیں سنگسار کر دیتے۔ جواب میں حضرت شعیب نے جو کچھ فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ حق بات کے معاملے میں اللہ ہی کا لحاظ اور اسی کا خوف دل میں  
ہونا چاہیے نہ کسی بندے کا۔ حضرت نے انہیں یہی جواب دیا کہ تم میرے خاندان والوں سے تو ڈرتے اور ان کا لحاظ جتانے ہو۔ حالانکہ تمہیں حق

کے معاملہ میں صرف خدا ہی سے خوف کھانا چاہیے اور اس بارے میں دنیاوی تعلقات کوئی چیز نہیں۔

**عذاب الہی کی وعید** آپ نے انہیں کھلی ہٹ دھرم قوموں کے واقعات عذاب یاد دلاتے ہوئے کہا:

يَقُومُ لَا يَجِدُ مَثَلًا

اے قوم! نہ کہا تو میری ضد کر کے یہ کہ پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا قوم

نوح پر یا قوم ہود پر یا قوم صالح پر اور قوم لوط پر تو تم سے کچھ دور ہی

نہیں۔

شِقَاتِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلَ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ  
هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِمَّنْ يَبْعِدُونَ (رہود ع)

جب کسی قوم کی اصلاح کے لیے پیغمبر بھیجا جاتا ہے تو وہ جہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں کو سنانا اور انہیں نیک اور صحیح راستے پر لانا ہے۔ وہاں

تمام حجت کے لیے گمراہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈراتا ہے اور تباہ شدہ قوموں کی مثالیں پیش کرتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت شعیبؑ کی

قوم نے ضد نہ چھوڑی اور ہدایت پر مطلق کان نہ دھرے۔ بلکہ حضرت کو آزار پہنچانے لگے تو حضرت نے انہیں پہلی قوموں کی تباہیاں یاد دلائی

اور بار بار اللہ کے عذاب سے ڈرایا لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ انجام کار آپ نے آخری مرتبہ انہیں اللہ کے عذاب سے خوف دلایا۔ آپ

نے فرمایا:

يَقُومِ اَعْمَلُوا عَلٰی مَا نَتَكْرٰهُ اِنِّيْ عَاوِلٌ

اور اے میری قوم! کام کیے جاؤ اپنی جگہ میں بھی کرتا ہوں۔ آگے معلوم

کر لو گے کس پر آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور ناکتے رہو

میں بھی تمہارے ساتھ دیکھ رہا ہوں۔

سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُحْزِنُ يَدِيْهِ  
وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَاذْلِقُوا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ (رہود ع)

**مدین والوں کی تباہی** نافرمانی اور سرکشی کی پاداش میں قوم شعیبؑ کا بھی وہی حشر ہوا جو ایسی قوموں کا ہوا کرتا ہے۔ بحث اور

دلائل کی روشنی آچکنے کے بعد جب ضلالت اور گمراہی پر امرات قائم رہے اور حق و صداقت کا مذاق اڑایا

جائے۔ اللہ کے دین کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں تو قانون الہی کا یہ ابدی فیصلہ ہے کہ ایسی قوم کو دنیا میں رہنے کا حق نہیں دیا جاتا بلکہ

اسے آنے والی نسلیں کے لیے عبرت کا نمونہ بنایا جاتا ہے۔

مدین والوں پر اللہ کا عذاب آگ کی بارش اور زلزلے کی مہیب اور ہولناک شکل میں آیا اور ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا:

پھر کپڑا لیا انہیں آفت نے سائبان والے دن کی، بے شک وہ تھے

عذاب بڑے دن کا۔

فَكَذَّبُوهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ

كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (الشعرا ع ۱۰)

اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے شعیبؑ کو اور جو ایمان لائے تھے اس

کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آپ کو ان ظالموں کو کڑک نے پھر صبح کو رو گئے

اپنے گھروں میں اور دھڑے پڑے ہوئے گویا کبھی وہاں سے ہی نہ تھے۔ سن لو

پھٹکا رہے مدین والوں کو جیسے پھٹکا رہی تھی ثمود کو۔

وَلَمَّا جَاءَ اٰمُرُنَا بِنَجِيْنَا شُعَيْبًا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مَعَهُ بِرُحْمَةٍ مِّنَّا وَاخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

الصَّيْحَةَ فَاصْبَعُوْا اِنِّيْ وَاٰرَهِمْ جَحِيْمِيْنَ هَاكَ اَنْ لَّمْ يَكْفُرُوْا بِنِجٰنِنَا

اَلَا بَعْدُ الْمَدِيْنَ كَمَا بَعْدَتْ ثَمُوْدُ - (رہود ع ۱۸)

مدین کو اس لیے قوم شعیبؑ کہا گیا کہ اول حضرت شعیب اس قوم میں سے تھے۔ دوم اس کی ہدایت کے لیے مامور ہوئے تھے۔

**وفات** | بعض اصحاب کا خیال ہے کہ حضرت شعیب قوم کی تباہی کے بعد حضرت میں آکر بس گئے تھے چنانچہ وہاں حضرت کی قبر ہے۔۔۔ ہے۔ حضرت موت کے مشہور شہر سٹیون کے مغرب میں ایک مقام 'شام' ہے اگر کوئی شخص شام سے دادی ابن علی کے راستے شمال کی جانب چلے تو دادی کے ختم ہو جانے کے بعد وہ جگہ آتی ہے جہاں یہ قبر ہے۔ قبر کے سوا وہاں مطلق کوئی آبادی نہیں۔ کہتے ہیں یہی حضرت شعیب کی قبر ہے اور لوگ یہاں زیارت کے لیے آتے ہیں۔

شیخ عبدلواہب بخاری نے اس کی صحت کے متعلق شک کا اظہار کیا ہے۔ بے شک ان کی رائے درست ہے اس لیے کہ عظیم الشان پیغمبروں کے متعلق جب تک مستند طریق پر کچھ ثابت نہ ہو جائے۔ محض عام لوگوں کے بیانات کے مطابق کسی امر کو تسلیم کر لینا ہرگز مناسب نہیں۔ پہلے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ حضرت شعیب قوم مدین کا مسکن چھوڑ کر حضرت آگئے تھے حالانکہ دونوں میں بہت بعد ہے۔ اس کے بغیر قبر کو صحیح مان لینا مناسب نہیں سمجھا جاسکتا۔

**حضرت موسیٰ کی مدین میں آمد** | حضرت موسیٰ نے جب ایک مصری کو اسرائیلی پر ظلم سے روکنے کے لیے مکہ مارا اور وہ مہرگی تو اہل مصر کے مواخذے سے بچنے کے لیے حضرت کو مصر سے نکلنا پڑا تو وہ مدین ہی کے وطن میں پہنچے تھے جو ان کے ہم خاندان تھے اس لیے کہ موسیٰ اور مدین دونوں حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے تھے۔ یہیں انھوں نے ٹھکانے گوارے۔ یہیں شادی کی۔ پھر مصر جا کر بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی۔ قرآن میں اگرچہ اس جگہ حضرت شعیب کا نام نہیں آیا لیکن واقعات انھیں کے ہیں۔ اس واقعہ کی تفصیل اور اس کے اطراف پر بحث حضرت موسیٰ کے حالات میں کی جائے گی۔

# حضرت داؤد علیہ السلام

## منصب نبوت و حکومت

حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے بادشاہ اور جلیل القدر پیغمبر گزرتے ہیں۔ حضرت سے پیشتر حکومت بنی اسرائیل کے ایک گھرانے میں تھی اور ہدایت و رسالت کا تعلق دوسرے گھرانے سے تھا۔ حضرت داؤد میں خدانے دونوں نعمتیں جمع کر دیں وہ خدا کے پیغمبر اور رسول بھی تھے اور بنی اسرائیل کے بادشاہ اور فرماں روا بھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس شرف و عزت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

إِنَّهُ اللَّهُ الْمَلِكُ وَالْحَكِيمَةُ وَعَلَّمَهُ مَا

(لقبوہ ۱۲۴)

شَاءَ

بَدَّدُ رِنَا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ - (س ع)

اللہ نے انھیں حکومت بھی عطا کی اور حکمت و نبوت بھی اور اپنی مرضی سے جو چاہا سکھایا۔

اے داؤد! بے شک ہم نے تجھیں زمین میں اپنا نائب بنایا ہے۔

وِذَاؤدُ وَسُلَيْمٰنِ إِذْ يَخْتَصِمٰنِ فِي الْحَدِيثِ إِذْ

نَفَسَتْ فِيهِ غَمُّ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ

فَقَهَّمْنَاهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا آتَيْنَاهُمْ حُكْمًا وَعِلْمًا

(انبیاء ۶۴)

اور داؤد اور سلیمانؑ کا معاملہ یاد کرو جب وہ ملک کے کھیت میں

کہ لوگوں کی بکریاں اس میں منتشر ہو گئی ہیں حکم چلاتے تھے اور تم ان کی حکم فرمائی

دیکھ رہے تھے۔ پس ہم نے سلیمانؑ کو اس بات کی پوری سمجھ سے دی اور ہم

نے حکم دینے کا منصب اور نبوت کا علم ان میں سے ہر ایک کو عطا فرمایا۔

## نام و نسب

حضرت داؤدؑ یہود ابن حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ سلسلہ نسب امام ابن جریر طبریؒ کی بیان مطابق یہ ہے

حضرت داؤد بن ابیثی، بن عبید، بن باعز، بن سلحون، بن بخشون، بن عمی نادب، بن ارم، بن حصرون، بن فارص،

بن یہود، بن حضرت یعقوبؑ، بن حضرت اسحقؑ، بن حضرت ابراہیمؑ۔

نسب نامے جو نام آتے ہیں ان میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے مثلاً ابن کثیر نے باعز کو عابر لکھا ہے، رام کو ارم اور عمی نادب کو

عونیاذب۔

بائبل کا جو اردو ترجمہ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا اس میں یہ نام لیں آتے ہیں :-

حضرت داؤد بن لیبسی، بن عبید، بن باعز، بن سلحون، بن بخشون، بن عمی نادب، بن رام، بن حصرون، بن فارص، بن یہود۔

۱۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۹۔

۲۔ طبری تاریخ الامم والملوک جلد اول صفحہ ۲۴۷۔

۳۔ تورات اردو ترجمہ کتاب روت صفحہ ۲۵۸۔



یہ سب کی ضرورت نہیں کہ تینوں بیان فی الجملہ نسب نامے کے باب میں متفق علیہ میں اگرچہ ناموں کے تلفظ و املا میں اختلاف ہے جو

بالکل معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

**ابتدائی حالات** تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد کا اصل وطن بیت لحم تھا جو یروشلم یعنی قدس شریف سے دس میل جنوب میں واقع ہے۔ وہ آٹھ بھائی تھے اور داؤد سب سے چھوٹے تھے۔ تورات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سموئیل نبی کو اشارہ ہو چکا تھا کہ

طاوت کے بعد داؤد بادشاہ ہوں گے، چنانچہ اس اشارے ہی کی بناء پر سموئیل نبی بیت لحم گئے، یسعی کے تمام بیٹوں کو دیکھا، داؤد اس وقت بھیڑ بکریاں چرانے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انھیں بطور خاص بلوایا گیا اس لیے کہ خدا کا اشارہ انھیں کی طرف تھا۔ عیسیٰ سموئیل میں ہے کہ حضرت داؤد کا رنگ

سرخ تھا اور وہ بڑے ہی خوب صورت اور حسین تھے۔

اس زمانے میں بنی اسرائیل کا بادشاہ طاوت تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

تورات کا بیان ہے کہ پھر طاوت کو ایک ایسے شخص کی تلاش ہوئی جو بر لب بجانے میں استاد ہو۔ ملازموں سے پوچھا تو ان میں سے ایک نے پایا کہ بیت لحم کے یسعی کا ایک بیٹا ہے جو بر لب بجانے میں بھی استاد ہے اور بہادر جوان مرد ہے، گفتگو میں بھی صاحب تمیز ہے اور شکل و صورت ہی بہت اچھی ہے۔ چنانچہ طاوت نے داؤد کو اپنے پاس بلوایا۔ طاوت کی مصاحبت کے دور ہی میں حضرت داؤد وقتاً فوقتاً بیت لحم چلی جاتے تھے تاکہ بھیڑ بکریاں چرانے میں والد کا ہاتھ بٹائیں۔

غالباً ہی زمانہ ہے جب حضرت داؤد نے اپنے ریور کو جنگی درندوں سے محفوظ رکھنے کے لیے فلاض چلانے میں کمال بہم پہنچایا۔ وہ خود فراتے ہیں کہ میں نے ایک شیر اور ایک ریچھ مارا۔

یہی آلہ تھا جسے انھوں نے آگے چل کر جالوت کے خلاف انتہائی کامیابی سے استعمال کیا اور اسے شکست دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

**قرآن عزیز میں ذکر** حضرت داؤد کا ذکر قرآن مجید کی نو سورتوں میں آیا ہے اور ان میں سولہ جگہ آپ کا نام مذکور ہے بعض سورتوں میں حالات اختصار سے بیان ہوئے ہیں اور بعض میں تفصیل سے۔ آپ کی شجاعت، جوانمردی اور جنگی ہنرمندی

مشہور واقعہ ہے جس میں آپ نے فلسطینی سردار جالوت کو قتل کر کے بنی اسرائیل کو ایک بہت بڑے خطرے سے نجات دلائی اور ہمہ گیر دلہنریزی حاصل کی۔

فلسطینیوں اور بنی اسرائیل کے درمیان لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ طاوت بادشاہ لشکر نے کر فلسطینیوں کے مقابلے پر نکلا۔ راستے میں ایک مذی

۱۔ سموئیل باب ۱۶- آیات ۱-۱۳۔

۲۔ قرآن مجید البقرہ رکوع ۳۲ و ۳۳۔

۳۔ سموئیل ۱ باب ۱۶ آیات ۱۴-۲۲ نیز باب ۱۷ آیت ۱۵۔

۴۔ ایضاً باب ۱۷ آیات ۳۴-۳۵۔

تھی۔ جاوت نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو شخص اس ندی کا پانی سیراب ہو کر پیئے گا وہ میری جماعت میں نہ رہے گا اور جو محض چھوٹے پانی پر اکتفا کرے گا وہ میری جماعت میں رہے گا۔ جو لوگ اس آزمائش میں پوسے اترے وہ طاوت کے ساتھ ندی کے پار اترے۔ فلسطینوں کا لشکر بہت زیادہ تھا۔ طاوت کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ ان سے تو لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں لیکن خدا پر ایمان رکھنے والوں نے کہا کہ خدا کے حکم سے ہر ہاتھی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آتی ہیں۔

وَمَا بَرُّوا الْجَاوُتَ وَجُبُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا  
فَرِنِعْ عَلَيْنَا صَبْرًا ذَنْبَنَا قَدْ اَمْنَا وَالصُّورَنَا  
عَلَى السُّومِ الْكَافِرِينَ فَهَمَزُوا هُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ  
وَقَسَّ كَادُ الْجَاوُتِ وَاتَّسَهُ اللّٰهُ الْمَلِكُ  
وَحِكْمَهُ وَعَسَمَهُ مِمَّا يَشَاءُ - (بقرہ ۲۷-۲۸)

اور جب سامنے آئے جاوت کے اور اس کی فوجوں کے تو بولے اے  
رب ہمارے ڈال دے ہمارے دلوں میں صبر اور جمائے رکھے ہمارے پاؤں اور  
مدد کر ہماری اس منکر قوم پر۔ پھر شکست دی مومنوں نے جاوت کے لشکر کو  
اللہ کے حکم سے اور مار ڈالا داؤد نے جاوت کو اور دی داؤد کو اللہ نے  
سلطنت اور حکمت اور سکھایا انہیں جو چاہا۔

تورات میں یہ واقعہ بالتفصیل موجود ہے ہم اس کے ضروری مطالب ترتیب سے یہاں پیش کرتے ہیں:

اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کی جنگ | بنی اسرائیل اور فلسطینیوں کی فوجیں دو پہاڑیوں پر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا  
ہوئیں۔ پہاڑیوں کے بیچ میں ایک وادی تھی۔

فلسطینیوں کے لشکر میں جاوت بڑا قوی ہیکل اور شہ زور سردار تھا جس کی پہلوانی کی بڑی شہرت تھی۔ اس کا قد چھ ہاتھ اور ایک بانٹ تھا۔ سر پر وہ پتیل کا خود رکھتا تھا اور پتیل ہی کی زرہ پہنتا تھا۔ یہ زرہ تول میں پانچ ہزار پتیل کی مشقال کے برابر تھی۔ ٹانگوں پر پتیل کے دو  
ساق پوش ہوتے تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان پتیل کی ایک برچھی رکھی رہتی جس کے بھالے کی چھڑ جلا ہے کے شہتیر جیسی تھی اور نیزے کا پھل  
چھوٹا مشقال ہو ہے کا تھا۔

جوت ایک تو بہت زیادہ قدا اور اور گراڈ بل شخص تھا۔ پھر جب وہ اس قسم کے ہتھیار پہن کر نکلتا تو دیکھنے والوں پر بڑی ہیبت طاری ہو  
جاتی۔ اس کا دستور تھا کہ ایک شخص سپر لیے ہوئے ہمیشہ اس کے آگے آگے چلتا۔

جنگ شروع ہوئی تو نب سے پہلے جاوت وادی میں آیا اور اسرائیلیوں کو لگا لگا کہ کسی میں ہمت ہے تو میرے مقابلے پر آئے۔ وہ  
خاصی ویزنگ میدان میں کھڑا مبارز طلب کرتا رہا مگر اسرائیلیوں میں سے کسی کو اس کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جاوت نے یہ بھی کہا کہ اگر

۱۔ مشقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے لیکن یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت داؤد کے زمانے میں اوزان کی کیا کیفیت تھی۔ بائبل کی تین مختلف  
دکستریوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے چاندی، پتیل اور دوسری اشیاء کے مشقال الگ الگ تھے۔ بائبل کی زبان میں یہاں پتیل کا مشقال مقصود ہے  
ساڑھے چار ماشے کے حساب سے جاوت کی زرہ کا وزن تقریباً بائیس سیر ہوا۔

۲۔ ساڑھے چار ماشے کی مشقال کے حساب سے نیزے کے پھل کا وزن دو سیر تیرہ چھٹانک ہوا۔

اسرائیلیوں میں سے کسی نے بڑھ کر مجھے قتل کر دیا تو سب فلسطینی ان کے غلام بن جائیں گے اور اگر میں غالب آیا تو پھر اسرائیلیوں کو غلام بننا پڑے گا۔  
اسرائیلیوں نے جالوت کا چیلنج سنا کر خاموش رہے۔ کسی کو اس کا جواب تک دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ اسرائیلی فوجوں پر اسرائیلی کا عالم طاری تھا۔  
جالوت برابر چالیس دن تک روزانہ اسی طرح میدان میں آکر مبارز طلب کرتا رہا۔ اسرائیلیوں کی طرف سے کوئی مد مقابل نہ پا کر واپس چلا جاتا۔

قرآن مجید سے بھی اس صورت حال کی تصدیق ہوتی ہے:

فَلَمَّا جَاءَ ذُرُّهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا اللَّهَ  
قَالُوا الْأَطَاقُتُ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَ  
جُنُودِهِ - (لقمرہ)

پھر جب طاقت اور اس کے ساتھ وہ لوگ جو ایمان رکھتے تھے ندی کے  
پر اترے تو انھوں نے کہا کہ ہم میں یہ طاقت نہیں کہ آج جالوت اور اس کی فوج  
سے مقابلہ کر سکیں۔

## حضرت داؤد کی شجاعت

حضرت داؤد کے تین بھائی بھی اسرائیلی فوجوں میں شریک تھے۔ حضرت کے والد نے کھانے پینے کا کچھ سامان  
دے کر حضرت داؤد کو ان کے پاس بھیجا تاکہ ان کی خیر و عافیت کا پتہ بھی لے آئیں۔ حضرت داؤد لشکر  
میں پہنچ کر بھائیوں سے ملے۔ وہ ان سے گفتگو کر رہے تھے کہ فلسطینی فوج میں سے جالوت نکل کر میدان میں آیا اور حسب معمول پکار کر مبارز  
طلب کیا۔ حضرت داؤد نے دیکھا کہ اسرائیلیوں میں سے کوئی بھی جالوت کے مقابلے کو نہیں نکلا بلکہ وہ بہت زیادہ خوف زدہ اور سہمے  
ہوئے تھے۔

اس اثنا میں حضرت داؤد نے اسرائیلیوں کو باہم ہانپیں کرتے ہوئے سنا کہ جالوت دراصل ہماری قوم کے لیے رموائی کے سامان پیدا کر رہا  
ہے پس جو شخص اسے قتل کرے گا ہمارا بادشاہ طاقتور سے دولت سے نہال کرے گا اور اپنی بیٹی بھی بیاہ دے گا۔ نیز اس کے باپ کے  
گھرانے کو اسرائیل کے درمیان آزاد کرے گا۔

غرض حضرت داؤد نے حق کی عزت کے لیے جالوت سے مقابلے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ بات طاقتور تک پہنچی تو اس نے حضرت داؤد سے  
کہا کہ تو جالوت سے لڑنے کے قابل نہیں۔ تو لڑتا ہے اور جالوت پھین سے جنگجو چلا آتا ہے۔

حضرت داؤد نے بتایا کہ میں تنہا شیر اور ریچھ کو مار چکا ہوں۔ جس خدانے مجھے شیر اور ریچھ کے چمچے سے بچا یا وہی اس فلسطینی  
سے بچائے گا۔

حضرت داؤد اپنے ارادے پر مضبوطی سے جمے رہے تو طاقتور نے انھیں بھی جالوت کی طرح خود، زرہ اور تلوار سے لیس کیا۔ داؤد  
اس مرد سامان کے عادی نہ تھے لہذا سب کچھ اتار کر رکھ دیا۔ معمول کے مطابق چرواہے کی لاکھی اور جھولا اٹھایا۔ ندی سے پانچ چکنے  
چکنے پتھر حن لیے اور جالوت سے لڑنے کے لیے گئے۔

جالوت حسب معمول بڑے تزک و احتشام سے اپنے مخصوص لباس میں آیا۔ اس کے آگے آگے سپردار تھا۔ جب اس کی نظر حضرت داؤد

پر پڑی تو ازراہ تمسخر ہنسا اور حضرت داؤد کی لاکھی کی طرف اشارہ کر کے بولا: کیا میں کتا ہوں جو تو لاکھی لے کر میرے پاس آیا ہے؟ جاوت نے اپنے دیوتاؤں کا نام لے کر حضرت داؤد پر لعنت کی اور کہا کہ قریب آ میں بھی تیرا گوشت ہوئی پرندوں اور جنگلی درندوں کے حوالے کر دوں گا۔

حضرت داؤد نے جواب دیا کہ تو تلوار، بھالا اور برچھی لیے ہوئے میرے پاس آیا ہے۔ اس خیال سے کہ اس کے بل بوتے پر مجھے مار لے گا تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ محض تلوار، بھالے یا دوسرے جنگی ساز و سامان ہی کے ذریعے سے نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے فضل اور رحمت سے حق و صداقت کی حمایت اور مدد کرتا ہے اور باطل کو درہم برہم کر ڈالتا ہے۔ آج سب پر آشکارا ہو جائے گا کہ باطل اپنے ساز و سامان کی کثرت کے باوجود کچھ نہ کر سکا اور حق اگرچہ بالکل بے سامان تھا مگر کامیاب و فائز المرام رہا۔

جاوت آگے بڑھا ہی تھا کہ:

داؤد نے اپنے نخیلے میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اس میں سے ایک پتھر لیا اور فلاض میں رکھ کر اس نستی کے ماتھے پر مارا اور وہ پتھر اس کے ماتھے کے اندر گھس گیا اور وہ زمین پر منہ کے بل گر پڑا، سو داؤد اس فلاض اور ایک پتھر سے اس نستی پر غالب آیا اور اس نستی کو مارا اور قتل کیا اور داؤد کے ہاتھ میں تلوار نہ تھی اور داؤد دور کر اس نستی کے اوپر کھڑا ہو گیا اور اس کی تلوار پکڑ کر میان سے کھینچی اور اسے قتل کیا اور اسی سے اس کا سر کاٹ ڈالا اور فلسٹیوں نے جو دیکھا کہ ان کا پہلوان مارا گیا تو وہ بھاگے۔

اسرائیلی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا اور جو ہاتھ لگا اسے کیفر کردار کو پہنچایا۔ بہت سا مال غنیمت بھی ان کے قبضے میں آیا۔

**حضرت داؤد کی مقبولیت اور ہرولعزیزی** | اس شجاعت، بہادری اور جو انردی کے باعث حضرت داؤد کو بنی اسرائیل میں انتہائی ناموری حاصل ہو گئی اور دلوں پر

ان کی مقبولیت کا سکہ بیٹھ گیا۔ طاوت نے حسب اعلان اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہ دی نیز انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔

**طاوت کی خاصیت** | اسرائیلی روایات بتاتی ہیں کہ طاوت نے حضرت داؤد کی بہادری اور شجاعت سے متاثر ہو کر انھیں اپنا بیٹا بنا لیا اور فوج میں اعلیٰ عہدہ بھی دیا لیکن جب اس نے دیکھا کہ لوگوں میں حضرت داؤد کی قدر و منزلت

روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور ان کے مقابلے میں خود اس کی زیادہ عزت نہیں کی جاتی تو اس کے دل میں حسد پیدا ہوا اور وہ حضرت داؤد کے خلاف کینہ اور عداوت رکھنے لگا۔ طاوت کا بیٹا پوتن حضرت داؤد پر بہت مہربان تھا اور انھیں دل سے چاہتا تھا پنانچہ اس نے حضرت داؤد کو مطلع کیا کہ بادشاہ کا دل صاف نہیں حضرت یہ سنتے ہی باہر نکل گئے تاکہ ان کے متعلق بادشاہ کے دل میں جو

غلط گمان پیدا ہوا ہے وہ زائل ہو جائے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ حق کو تقویت پہنچے۔ خدا پرستی اور نیک عمل کی گرم بازاری ہو۔ باطل ناکام رہے۔ وہ نہ دولت کے خواہاں تھے نہ دنیوی عزت کے اور نہ سلطنت کے۔

اس اثنا میں طاوت کو کئی بار فلسطینیوں سے لڑائیاں پیش آئیں۔ بالآخر وہ ایک لڑائی میں مارا گیا اور اس کے بیٹے یونان نے بھی خودکشی کر لی۔

**عطاے نبوت و حکمت** | حضرت داؤد سے بنی اسرائیل کی بڑھتی ہوئی محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کی وفات پر قوم نے عنانِ حکومت ان کے حوالے کر دی اور وہ بنی اسرائیل کے بادشاہ منتخب ہو گئے۔ اب وہ بنی اسرائیل کی اخلاقی اور دینی اصلاح کے علاوہ ان کے دنیوی امور کی بھی دیکھ بھال کرنے لگے۔

**عظمت و شوکت** | حضرت داؤد فکر و تدبیر، شجاعت و بسالت اور علم و حکمت میں بے مثال تھے، خدا کا فضل و کرم ہمیشہ ان کے شامل حال رہا۔ انتظامِ سلطنت کے سلسلے میں انھیں جتنی بھی لڑائیاں پیش آئیں ان سب میں فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ مختصر سی فوج کے ساتھ ہمیشہ انھوں نے دشمن کی بھاری افواج پر فتح پائی چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں وہ علاقے ان کے زیر نگیں آ گئے جنھیں ہم آج کل شام اور عراق کہتے ہیں اور ان کی سلطنت خلیج عقبہ سے مشرق میں دریائے فرات اور شمال میں دمشق تک پھیل گئی۔ بے خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یہ صرف بنی اسرائیل کی نہیں بلکہ سامی نسل کی تمام قوموں اور جماعتوں کا ایک مشترکہ نظام امن و خوش حالی تھا اور جو گروہ حضرت داؤد کے زمانے میں اس سے باہر ہو گئے وہ حضرت سلیمان کے زمانے میں اس سے آئے۔ مثلاً مملکتِ سبا۔

اس حکومت پر نظر ڈالتے وقت ہمیں شاہی جاہ و جلال کے سامانوں، عالی شان عمارتوں، بڑے بڑے لشکروں اور خادموں کی قطاروں پر متوجہ نہ ہونا چاہیے کہ یہ تو وہ چیزیں تھیں جو اس دنیا کے ہر فرمانروا کے پاس جمع نہیں خواہ وہ حق پرست تھا یا باطل پرست یہ خدا کے ایک پاک اور جلیل القدر پیغمبر کی قائم کی ہوئی حکومت تھی لہذا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس کے نظم و نسق اور بخشش انصاف کے بنیادی اصول کیا تھے؟ رعایا کی خوش حالی کا کیا حال تھا؟ عوام کے امن و راحت کا کس درجہ خیال رکھا جاتا تھا؟ مقدمات کا فیصلہ کیوں کیا جاتا تھا؟ خود بادشاہ کے رہنے سہنے، میل جول اور بزناؤ کا کیا رنگ ڈھنگ تھا؟ آیا وہ بھی پورے ملک کے خزانے کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتے تھے جس طرح کہ عام بادشاہ سمجھتے تھے۔

تاریخ کی گواہی یہ ہے کہ حضرت داؤد کے نظامِ حکومت کی غرض و غایت صرف بندگانِ خدا کی راحت و آسائش اور امن و خوشحالی تھی۔ ملک کا پورا مال یہ عوام کی نلاح و بہبود اور حفاظت پر خرچ ہوتا تھا اور خود حضرت داؤد زریں بنا کر جو کچھ کماتے تھے، اپنے صرف میں لاتے تھے۔ اس بارے میں تفصیل آگے آئے گی۔

یروشلم پایۂ تخت تھا۔ عدل و انصاف کے لیے جگہ جگہ عدالتیں قائم تھیں جن میں انصاف پر درکار کن مقرر تھے، دیانت دار لوگوں کو حاکم بنا یا جاتا تھا۔ نیک اور خدا پرست لوگوں کو خزانے اور اراضی کی دیکھ بھال پر مقرر کیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال درجے کا فہم و ادراک اور عقل و دانش عطا فرمائی تھی اور وہ ہر قضیے کا فیصلہ عین حق و انصاف کے مطابق فرماتے تھے۔

آپ کی حکومت اور فہم و ادراک کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَأَتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ

اور ہم نے اس کی حکومت کو مضبوط کیا اور اسے حکمت (زہمت) عطا

کی اور صحیح فیصلہ کی قوت بخشی

وَفَصَّلَ الْخِطَابَ (ص ۲۴)

حضرت داؤدؑ خدا کے سچے پیغمبر تھے۔ آپ کا سب سے پہلا منصب یہ تھا کہ بندگان خدا کو نیکی اور ہدایت کی تلقین فرمائیں۔ تمام پیغمبروں کی طرح آپ کو بھی تقریر و خطابت میں کمال حاصل تھا اور گفتگو کا انداز ایسا تھا کہ ہر لفظ اور ہر فقرہ جدا جدا سمجھ میں آجاتا۔ کلام میں فصاحت و بلاغت اور لطافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور خاص طور پر قابل ذکر ام یہ ہے کہ جو کچھ ارشاد فرماتے دلوں میں اتر جاتا اور روجوں میں ایمان کے چراغ روشن کر دیتا۔

**عطاے زبور** | بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی تھی اور یہی ان کی ہدایت کی اصل اساس تھی۔ حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے زبور عطا فرمائی جو تورات ہی کے قوانین و اصول پر مبنی تھی اور انہی قوانین و اصول کے مطابق بنی اسرائیل کو رشد و ہدایت کا سبق دیتی تھی۔ حضرت داؤدؑ نے شریعت موسویٰ کو از سر نو زندہ کیا۔ بنی اسرائیل کو راہ حق پر لگایا، نوروحی سے ان کی رہنمائی فرمائی۔

زبور ایسے تصابید و کلمات پر مشتمل ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اس کی تقدیس اور بزرگی، انسانی عبدیت کا عجز و انکسار اور پند و نصیحت کی باتیں درج ہیں۔ اس میں بعض بشارتیں بھی ہیں۔

حضرت داؤد پر نزول زبور کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ عَلَى الْبَعْضِ

اور بے شک ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور

ہم نے داؤد کو زبور بخشی۔

وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا (سراء)

اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا - (نساء ۲)

**تسبیح جبال و طیور** | حضرت داؤدؑ روزانہ نہایت خوش الحانی سے زبور کی تلاوت فرمایا کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف رہتے۔ جب آپ زبور پڑھتے یا اللہ کی تسبیح میں مصروف ہوتے تو ان کی خوش آوازی اور وجد آفریں نعموں سے انسانوں کے علاوہ وحوش و طیور بھی وجد میں آجاتے اور آپ کے گرد جمع ہو کر حمد خدا کے ترانے گاتے۔ بلکہ پہاڑ بھی حمد خدا میں گونج اٹھتے۔

حضرت داؤد کی فضیلت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے تین مقامات پر یوں فرمایا ہے:

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ

اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو تابع کر دیا ہے کہ وہ داؤدؑ

وَالْقِيَامُ وَاللَّيْلُ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ وَالْحَبُّ وَالرَّيْحُ وَالرَّيْحَانُ وَالسَّامِيُّ وَالسَّامِيَّةُ وَالسَّامِيُّ وَالسَّامِيَّةُ

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِمَّا فَضَّلْنَا يُجِبَالٌ  
أَوْبَىٰ مَعَهُ وَالطُّبْرُ

(سبا ۲۶)

إِنَّا نَسَخَرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعِثَّةِ  
وَلَا شَرَّاقَ وَالطُّيْرُ مَحْشُورَةٌ كُلٌّ لَّهُ أَدَابٌ  
(ص ۷)

کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم ہی میں ایسا کرنے کی قدرت ہے۔  
اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جانب سے فضیلت بخشی ہے۔  
یہ کہ ہم نے حکم دیا، اسے پہاڑوں اور پرندوں کے ساتھ مل کر تسبیح اور  
پاکی بیان کرو۔

بے شک ہم نے داؤد کے لیے پہاڑوں کو مستخر کر دیا اور اس کے ساتھ  
شام اور صبح تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کے پرے کے پرے جمع ہو جاتے ہیں  
اور سب مل کر حمد خدا کرتے ہیں۔

### تسبیح و تحمید

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

نَسَبَهُ لَهَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا  
فِيهِنَّ وَإِنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ  
اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہم دیکھتے ہیں یعنی زمین، آسمان، چاند، ستارے، سورج، دریا، پہاڑ، درخت  
پرندے غرض ہر شے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام کے ماتحت عمل پیرا ہے۔ سورج وقت پر نکلتا اور وقت پر طلوع ہوتا ہے۔ یہی  
حال چاند اور تاروں کا ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ قائم ہیں۔ زمین سورج کے گرد بھی گھومتی ہے اور اپنے محور کے گرد بھی جکر لگاتی ہے۔ یعنی  
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے جو لائحہ عمل مقرر کر دیا ہے وہ اس کے مطابق کام کرتی ہے اور اس سے ذرا ادھر ادھر نہیں ہوتی۔ یہی  
اللہ کی فرماں برداری، اس کے احکام کی اطاعت اور اس کی تسبیح و تحمید ہے۔ غرض کائنات کی ہر شے اپنے خالق کے مقرر کیے ہوئے  
قانون کے مطابق کار بند ہے۔ گویا اس کی عملی حالت خدا کی حمد و ثنا کا مرقع ہے۔ اکثر انسان اس تسبیح و تحمید کا ادراک نہیں۔

### حضرت داؤد کا ذریعہ معاش

پیغمبروں، نبیوں اور رسولوں کا ہمیشہ یہ شبیوہ رہا کہ انھوں نے دنیا کی چیزوں سے  
کبھی جی نہ لگایا۔ کبھی بہاں کی راحتوں اور آسائشوں پر مائل نہ ہوئے۔ کبھی مال و ثروت  
کی فراہمی گوارا نہ کی لیکن چونکہ وہ انسان تھے اور ان کے ساتھ بھی وہ ضرورتیں لگی ہوئی تھیں جو انسانوں کا خاصہ ہیں۔ لہذا وہ بھی بقدر ضرورت  
روزی کے لیے کوئی نہ کوئی پستہ ضرور اختیار کر لیتے تھے۔ ہمیشہ اپنی محنت سے روزی کماتے اور خلق خدا کی خدمت کے فرائض بجالاتے۔  
لوگوں سے انھوں نے کبھی کوئی مذنیاز یا وظیفہ قبول نہ کیا بلکہ جہاں تک ہو سکا اپنے کماٹے ہوئے مال میں سے غریبوں اور بے کسوں کی  
دشگیری کرتے رہے۔ اسی پاک جذبہ کے تحت ہر پیغمبر نے جہاں اپنی قوم کو دعوتِ حق دی وہاں واضح طور پر یہ اعلان بھی کر دیا کہ میں اس  
دعوت اور خدمت کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ کے پاس ہے۔

بخاری کتاب التجارۃ میں حضرت داؤدؑ کے متعلق ایک حدیث درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کا بہترین رزق اس کے اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا ہوا رزق ہے اور بے شبہ اللہ کے پیغمبر حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کی محنت سے رزق کماتے تھے۔

خلیفہ اسلام کو اگرچہ بیت المال سے بقدر کفالت و طیفہ لینے کا حق تھا تاہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وہ تمام رقم واپس کر دینے کی وصیت فرمائی جو انہوں نے دورانِ خدمت میں گزارے کے لیے لی تھی۔ وہ بھی دنیاوی اجر سے بے نیاز ہو کر خدہ کی بارگاہ میں پہنچنے کے آرزو مند تھے اور چاہتے تھے کہ ہر نیکی کا اجر خلقِ خدا سے نہیں بلکہ صرف خدا سے پائیں۔ حضرت عمر فاروق نے بھی یہی کیا تھا۔

حضرت داؤدؑ ایک وسیع سلطنت کے فرماں روا تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کے پاس دولت کی کوئی کمی نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن وہ سلطنت اور حکومت کو اللہ کی امانت سمجھتے تھے۔ اور اس کے لیے ہر ذریعہ آمدنی کو رعایا کی بھلائی میں صرف کرتے تھے۔ انہوں نے شاہی خزانے سے اپنے لیے کبھی کچھ نہ لیا۔ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ کوئی ایسی صورت پیدا کر دے کہ میرے لیے ہاتھ کی کمائی آسان ہو جائے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں لوہے کی زرہیں بنانے کا ہنر عطا کیا۔

**حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہے کا نرم ہونا** | حضرت داؤدؑ سے پہلے زرہیں صرف پیتل سے تیار کی جاتی تھیں چنانچہ جاوت کے بیان میں جس زرہ کا ذکر آیا ہے وہ پیتل ہی کی

تھی۔ لوہے سے صرف اتنا کام لیا جاتا کہ اس کے سپاٹ ٹکڑے کاٹ کر بدن پر باندھ لیے جاتے۔ حضرت داؤدؑ نے لوہے کو ڈھال کر اس سے ایسی زرہیں ایجاد کیں جو باریک اور نازک تاروں کے حلقوں سے بنائی جاتی تھیں اور ہلکی ہونے کے باعث ہر شخص آسانی سے انہیں زیب کر سکتا تھا۔ یہ پیتل کی زرہوں سے زیادہ مضبوط تھیں۔ انہیں پہن کر سپاہی میدانِ جنگ میں آسانی سے نقل و حرکت کر سکتا تھا۔ بدن کو دشمن کے وار سے محفوظ رکھنے میں بھی یہ لوہے کے ٹکڑوں کی بھاری بھر کم زرہوں سے زیادہ کارآمد تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو لوہے کی زرہیں بنانے کی جو صلاحیت مرحمت فرمائی اس کا ذکر سورہ انبیاء اور سورہ سبأ میں اس طرح آیا ہے:

وَأَلْنَا لَهُ الْحَدِيدَ إِذْ أَنْعَمَ سَابِغَاتٍ وَقَدَّرَ فِي السُّورِ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (سبأ)  
اور ہم نے اس (داؤدؑ) کے لیے لوہا نرم کر دیا کہ بنا زرہیں کشادہ اور انداز سے جوڑ کر پائیاں اور تم جو کچھ کرتے ہو میں اسے دیکھتا ہوں۔  
وَأَلْنَا لَهُ صُنْعَ الْكِبُوسِ لَكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ (انبیاء ۶۶)  
اور ہم نے اس (داؤدؑ) کو سکھایا ایک قسم کا لباس بنانا تاکہ تمہیں لڑائی کے موقع پر اس سے بچاؤ حاصل ہو۔ پس کیا تم شکر گزار بنتے ہو؟

**منطق الطیر** | حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے صاحبزادہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شرف یہ عطا ہوا تھا کہ انہیں پرندوں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا گیا تھا جس طرح انسان ایک دوسرے کی باتیں سن اور سمجھ سکتے ہیں



اسی طرح حضرت داؤد اور حضرت سلیمان پرندوں کی گفتگو سمجھ سکتے تھے۔

**وفات** حضرت داؤد نے ستر برس کی عمر پائی۔ تو رات میں مذکور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک بنی اسرائیل پر حکومت کی اور کھن سال ہو کر وفات پائی۔ آپ کو اپنے باپ دادا کے ساتھ صیہون میں دفن کیا گیا:

اور داؤد بن یسی نے سارے اسرائیل پر سلطنت کی اور وہ عرصہ جس میں اس نے اسرائیل پر سلطنت کی چالیس برس کا تھا۔ اس نے جردن میں سات برس اور یروشلم میں تینتیس برس سلطنت کی اور اس نے نہایت بڑھاپے میں خوب عمر رسیدہ اور دولت و عزت سے آسودہ ہو کر وفات پائی۔<sup>۲</sup>

کتاب سلاطین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد اپنے آباد کیے ہوئے شہر یعنی یروشلم میں دفن ہوئے۔<sup>۳</sup> آپ کی قبر کا نشان اب تک موجود ہے اور آپ کے محل کے آثار بھی بتائے جاتے ہیں۔ مطلب یہ نہیں کہ محل کی عمارت وہی ہے جو حضرت داؤد کے زمانے میں تھی۔ مطلب یہ ہے کہ اسی مقام پر وہ عمارت جس میں حضرت داؤد اپنی بادشاہی کے زمانے میں رہتے اور خلقِ خدا کی خدمت انجام دیتے تھے۔

حضرت داؤد کا انتقال حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے تقریباً ایک ہزار پانسو چھپاسی سال پیشتر ہوا۔<sup>۴</sup>

۱۔ رحمتہ للعالمین جلد سوم صفحہ ۱۲۷۔

۲۔ تواریح باب ۲۹ آیات ۲۶-۲۸۔

۳۔ سلاطین ۱۔ باب ۲ آیت ۱۰۔

۴۔ رحمتہ للعالمین جلد سوم ص ۱۲۷۔

# حضرت سلیمان علیہ السلام

## نسب

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد کے سب سے چھوٹے فرزند تھے جو بادشاہت کے زمانہ میں بمقام یروشلم پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام بت سلع تھا۔ جن کے متعلق موجودہ تورات میں نہایت نازیبا باتیں درج ہیں حالانکہ وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ حضرت کا نسب اسرائیل تک پہنچتا ہے۔ قرآن عزیز نے بھی یہی بتایا ہے کہ وہ حضرت یعقوب کے واسطے سے حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں :

وَدَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا

هَدَيْنَا دَاوُدَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ

دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ ۝ (العام ۱۰۶)

اور ہم نے اس (ابراہیم) کو بنی اسرائیل و یعقوب، ہم نے ہر ایک کو ہدایت دی۔ اس (ابراہیم) سے پہلے اور اس (ابراہیم) کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو ہدایت دی۔

قرآن عزیز میں حضرت سلیمان کا ذکر سورہ مقامات پر آیا ہے۔ بعض جگہ ان کے حالات بالتفصیل مذکور ہیں اور اکثر مقامات پر ان لطف و عنایات کا ذکر آیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کے والد حضرت داؤد پر فرمائے۔

## ابتدائی حالات

حضرت داؤد کے اور بھی بہت سے بیٹے تھے لیکن وہ سلیمان کو امور مملکت میں شریک کار رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ذکات اور اصابت رائے کا کمال سلیمان کو فطرتاً و ولایت کیا گیا تھا اور حضرت داؤد نے اس جوہر کو بچپن ہی میں پہچان لیا تھا۔

حضرت سلیمان کے بچپن کا ایک مشہور واقعہ جس سے مقدمات کے فیصلہ میں آپ کی اصابت رائے کا پتہ چلتا ہے اس کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے۔ ایک دفعہ دو شخص آپس میں جھگڑتے ہوئے آپ کے والد ماجد کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس شخص کی بکریوں نے میرا سارا کھیت چر چگ کر روند ڈالا ہے اور کھیتی تباہ کر دی ہے۔ لہذا میرا نقصان پورا کیا جائے۔

بکری والے کے پاس سوائے بکریوں کے اور کچھ نہ تھا جس سے کھیت کا نقصان پورا کرتا اور کھیت کا نقصان بکریوں کی قیمت سے

زیادہ تھا۔ حضرت داؤد نے حکم دیا کہ بکری والے کی تمام بکریاں کھیت والے کو دے دی جائیں۔ حضرت سلیمان کی عمر اس وقت زیادہ نہ تھی اور وہ بھی وہیں موجود تھے۔ آپ نے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ اگرچہ آپ کا فیصلہ صحیح ہے مگر اس سے بھی زیادہ مناسب شکل یہ ہو سکتی ہے کہ مدعی علیہ کا تمام ریورٹ بے شک مدعی کے حوالے کر دیا جائے اور وہ ان کے دودھ اور اُون سے فائدہ اٹھاتا رہے۔ مدعی علیہ سے کہا جائے کہ وہ اس دوران میں مدعی کے کھیت کی خدمت انجام دے اور جب کھیت کی پیداوار اسی حالت پر آجائے جس حالت پر پامال ہونے سے پہلے تھی تو کھیت مدعی کے سپرد کر دے اور اپنا ریورٹ واپس لے لے۔

حضرت داؤد نے بیٹے کا یہ فیصلہ بہت پسند کیا اور پہلا حکم منسوخ کر کے اسی کے مطابق فیصلہ صادر فرمادیا:

قرآن عزیز میں اس واقعے کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

وَدَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ إِذْ يُخْلِمَانِ فِي الْحَرْثِ - إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَمُّ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ه فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكَلَّا أَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ط

اور داؤد و سلیمانؑ (کا واقعہ) جبکہ وہ ایک کھیتی کے معاملے کا فیصلہ کر رہے تھے جس کو ایک فرقہ کی بکریوں کے ریورٹ نے خراب کر ڈالا تھا اور ہم ان کے فیصلہ کے وقت اپنے علم محیط کے اعتبار سے) موجود تھے پھر ہم نے اس کے (بہترین) فیصلے کی سمجھ سلیمانؑ کو عطا کی اور داؤد و سلیمانؑ کو ہم نے علم و حکمت عطا کیے۔ (انبیاء ۶)

## منصب نبوت

اللہ تعالیٰ جس ہستی کو منصب نبوت سے سرفراز کرنا چاہتا ہے اس میں وہ تمام صفات جو شان پیغمبری کی منظر ہوتی ہیں اس کی فطرت میں ودیعت فرمادیتا ہے اور ابتدائے عمر ہی میں اس کا ہر فعل پیغمبرانہ عظمت و بزرگی کا منظر ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ منصب جلیل اسے سن رشد کے بعد عطا ہوتا ہے جب اس کی عقل اور اس کا تجربہ پختگی اختیار کر لیتا ہے اور وہ اپنے مقصد حیات کو پورے عزم و استقلال کے ساتھ تکمیل تک پہنچانے کے قابل بن جاتا ہے۔

حضرت داؤد کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل کی حکومت حضرت سلیمانؑ کے قبضہ میں آئی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں منصب نبوت سے نوازا اور اپنے والد بزرگوار کے بعد انھیں کی طرح نبوت اور حکومت دونوں کے وارث ہوئے:

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَ الْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَ هَارُونَ وَ سُلَيْمَانَ ط (نساء ۶۴)

بے شک ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیری طرف وحی صحیحی جس طرح ہم نے نوح کی جانب وحی صحیحی اور اس کے بعد دوسرے پیغمبروں کی طرف وحی صحیحی اور ابراہیمؑ کی جانب اسمعیلؑ کی، اسحاقؑ کی یعقوبؑ کی اور اس کی اولاد کی جانب اور عیسیٰؑ کی اور یونسؑ کی اور ہارونؑ کی اور سلیمانؑ کی جانب وحی صحیحی۔

اور (داؤد و سلیمانؑ) ہر ایک کو ہم نے حکومت دی اور علم

(نبوت) دیا۔

(انبیاء ۶۴)

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا رَحِيمًا

اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم ربوبت کا علم دیا۔

بتایا گیا ہے کہ حضرت سلیمان کی ولادت ۱۰۳۵ ق م میں ہوئی اور حضرت داؤد ۱۰۵۰ ق م میں واصل بحق ہوئے۔ گویا تحت نشینی کے وقت حضرت سلیمان کی عمر قریباً بیس برس کی تھی۔

## خصائص

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو بھی ان کے والد بزرگوار کی طرح بعض خصوصی امتیازات سے نوازا اور انھیں ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جو ان کی زندگی کا طعرائے امتیاز تھیں مثلاً ”منطق الطیر“ یعنی پرندوں کی بولیاں سمجھنے کی خصوصیت عطا ہوئی۔ ”تسخیر بیاہ“ یعنی ہوا کا مسخر ہونا۔

## منطق الطیر

پرندوں کی بولیوں کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مِمَّنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ (زلزال)

اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا اور ان دونوں نے کہا ”حمد اللہ ہی کے لیے زیبا ہے جس نے اپنے بہت سے مومن بندوں پر ہمیں فضیلت عطا فرمائی اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور اس نے کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولیوں کا علم دیا گیا ہے اور ہمیں ہر چیز بخشی گئی ہے۔ بے شک یہ (خدا کا) کھلا ہوا فضل ہے۔

## ایک نکتہ

پرندوں کی بولیاں سمجھنے کے بارے میں قیاسات سے کام لینے کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید نے منطق الطیر کا ذکر جس انداز میں فرمایا ہے اور حضرت سلیمان نے اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا شکر جس طریق پر ادا کیا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے گویا یہ ایک معجزہ تھا جو حضرت سلیمان کو عطا ہوا اور وہ پرندوں کی بولیاں اسی انداز سے سمجھتے تھے جس طرح انسان ایک دوسرے کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں کیونکہ نطق کے لیے صرف آواز کا ہونا ضروری ہے یہ لازمی نہیں کہ انسانوں کی طرح کے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ پرندوں کی بولیوں میں آواز اور آواز کا نشیب و فراز دونوں موجود ہیں اور یہی دونوں چیزیں اصل گفتگو کہلاتی ہیں۔ قرآن میں حضرت سلیمان اور ہدھد کا جو مکالمہ مذکور ہے وہ ”منطق الطیر“ کی مذکورہ تو جیبہ کی تائید کرتا ہے۔

کیا ہم رات دن یہ نہیں دیکھتے کہ ایک زبان جلنے والے دو شخص آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو تیسرا شخص جو اس زبان سے ناواقف ہے، کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ اس کے لیے دو شخصوں کی باہم بات چیت محض بے معنی آوازوں کی حیثیت رکھتی ہے۔ بالکل یہی کیفیت منطق الطیر کی سمجھ لیجئے۔ حضرت سلیمان واقف تھے اس لیے اصل حقیقت کا صحیح اندازہ فرمالتے تھے۔

## تسخیر بیاہ

حضرت سلیمان کا دوسرا خصوصی امتیاز تسخیر بیاہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے انھیں مرحمت فرمائی، یعنی ہوا کو ان کے حق میں مسخر کر دیا گیا تھا۔

قرآن عزیز میں تین مقامات پر تسخیر بیاہ کا ذکر آیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اور مسخر کر دیا سلیمان کے لیے نیرزدنند ہوا کہ اس کے حکم سے اس  
زمین پر چلتی تھی جسے ہم نے برکت دی تھی اور ہم ہر شے کے جاننے والے  
ہیں۔

وَلَسَلِيمِ الرِّيحِ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ  
إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ  
عَلِيمِينَ ۝ (انبیاء ۶۶)

سورہ سبأ میں پھر فرمایا:

اور سلیمان کے آگے ہوا کو رکام میں لگا دیا، صبح کی منزل اس کی ایک  
مہینے کی اور شام کی منزل ایک مہینے کی۔

وَلَسَلِيمِ الرِّيحِ شَدِيدًا شَهْرًا  
وَرَوَّاحَهَا شَهْرًا ۝ (سبأ ۲۷)

سورہ ص میں بیان فرمایا:

اور مسخر کر دیا ہم نے اس (سلیمان) کے لیے ہوا کو کہ چلتی ہے وہ  
اسی کے حکم سے نرمی کے ساتھ جہاں وہ پہنچنا چاہے۔

فَنَسَخَرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ  
رِجَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ (ص ۲)

ان آیات میں ہوا کی تسخیر یا کارکردگی کو حضرت سلیمان کے لیے ایک خاص انعام قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مفسرین کے ایک گروہ نے  
یہ سمجھا ہے کہ ہوا حضرت سلیمان کا تخت اُڑائے پھرتی تھی۔ دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے سمندری ہوا میں مراد ہیں جن سے حضرت  
سلیمان نے خوب کام لیا۔ سمندری جہاز چلائے اور تجارتی مال فلسطین سے ایک طرف ہسپانیہ تک اور دوسری طرف ہندوستان تک پہنچے لگا۔  
اس طرح حضرت سلیمان کی قوم بہت خوش حال ہو گئی۔ گویا مراد یہ ہے کہ سمندری ہواؤں کے ذریعے سے تجارتی جہاز بحیرہ روم، خلیج عقبہ،  
بحیرہ قلزم اور بحیرہ عرب میں چکر لگاتے رہتے تھے۔ افریقہ کے مشرقی ساحل پر بھی آتے جاتے تھے۔ بعض ایک خاص شرف تھا، خواہ ان  
سے تخت اُڑانے والی ہوا میں مراد لی جائیں یا سمندری ہوا میں جن سے بحری تجارت کو فروغ دینے کا کام لیا گیا اور عام اہل ملک کے مالی  
حالات بہت بہتر ہو گئے۔

## بیت المقدس کی تعمیر

بیت المقدس جسے یہودیوں کے تعلق میں مکمل کہا جاتا ہے، حضرت سلیمان ہی کے عہد میں تعمیر ہوا اور  
پر حضرت کا بہت ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ صحیح بخاری کی کتاب الانبیاء میں ایک روایت ہے کہ  
حضرت ابوذر نے رسول اکرم سے عرض کیا کہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد کہاں بنائی گئی، فرمایا مسجد حرام۔ عرض کیا پھر۔ فرمایا مسجد اقصیٰ،  
عرض کیا دونوں میں کتنی مدت کا فصل ہے۔ فرمایا چالیس برس کا۔

گویا بیت المقدس کی بنیاد کعبہ مکرمہ کی بنیاد سے چالیس سال بعد رکھی گئی۔ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا خدا کا  
گھر کہ معظمہ میں تعمیر ہوا ہے گویا یہ حضرت ابراہیم سے بہت پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل نے اس کی تجدید کی۔ اگر  
یہ سمجھا جائے کہ کعبہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد ہے تو اس سے چالیس سال بعد بیت المقدس کی بنیاد رکھی گئی۔ اگر ہم کعبے کی بنیاد کو حضرت ابراہیم  
کے وقت سے لیں تو سمجھنا چاہیے کہ عبادت کے اس مرکز کو پورا کرنے سے چالیس سال بعد حضرت ابراہیم نے فلسطین میں دوسرا مرکز تعمیر کیا۔  
لیکن تاریخ سے ظاہر ہے کہ اس مرکز کا کوئی نشان باقی نہ رہا تھا۔

حضرت داؤد چاہتے تھے کہ اس مرکز کے مقام پر ایک عالی شان عبادت گاہ تعمیر کریں۔ انھوں نے تعمیر کا سامان بھی جمع کر لیا تھا۔ لیکن تعمیر کی سعادت خدا نے حضرت سلیمان کے لیے مقدر کر دی تھی۔ انھوں نے تخت نشینی سے کوئی اڑھائی سال بعد یروشلم کی ایک پہاڑی موریا پر اس مقدس عمارت کی بنیاد رکھی۔ نورات کے بیان کے مطابق ساڑھے سات میں یہ مکمل ہوئی۔ یہی مقام ہے جسے یہودی نمیکل کہتے رہے، جب یہ مسلمانوں کے قبضے میں آیا تو اس کا نام بیت المقدس قرار پایا۔ یعنی پاک گھر۔ وہ پاک گھر جو صرف خدا کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا۔

دوسرے ملکوں سے اعلیٰ سنگتراش اور کاریگر منگوا کر بیت المقدس کو ایسے نمونہ پر تعمیر کیا گیا کہ وہ عجاہبات عالم میں شمار ہونے لگی۔ چھت اور دیواروں پر صنوبر کے تختے جڑے گئے جنھیں آب دار کندن سے منڈھا تھا، ان پر کھجور کے درختوں اور کردوبی فرشتوں کی تصویریں کندہ تھیں۔ سبز، سفید اور زرد پتھروں سے مسجد کی چار دیواری بنائی گئی اور چھت میں چاندی، سونا، ہیرے اور جواہرات جڑے گئے جن کی چمک دمک سے رات کو مسجد بقیعہ نور دکھائی دیتی تھی۔

نورات میں حضرت سلیمان کی تعمیر کردہ مسجد کا نقشہ اس طرح پیش کیا گیا ہے :

اور جو گھر سلیمان بادشاہ نے خداوند کے لیے بنایا اس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی میں ہاتھ اور اونچائی تیس ہاتھ تھی اور اس گھر کی مسکل کے سامنے ایک برآمدہ اس گھر کی چوڑائی کے مطابق تیس ہاتھ لمبا تھا اور اس گھر کے سامنے اس کی چوڑائی دس ہاتھ تھی اور اس نے اس گھر کے لیے جھرو کے بناٹے جن میں جالی جڑی ہوئی تھی اور اس نے گرداگرد گھر کی دیوار سے لگی ہوئی یعنی مسکل اور امام گاہ کی دیواروں سے لگی ہوئی گرداگرد منزلیں بنائیں اور حجرے بھی گرداگرد بناٹے۔ سب سے پختی منزل پانچ ہاتھ چوڑی اور بیچ کی چھ ہاتھ چوڑی اور تیسری سات ہاتھ چوڑی تھی کیونکہ اس نے گھر کی دیوار کے گرداگرد باہر کے رخ پشتے بناٹے تھے تاکہ کڑیاں گھر کی دیواروں کو پکڑے ہوئے نہ ہوں اور وہ گھر جب تعمیر ہو رہا تھا تو ایسے پتھروں کا بنا گیا جو کان پر تیار کیے جاتے تھے۔ سو اس کی تعمیر کے وقت نہ مار تول نہ کھارٹی نہ لوہے کے کسی اوزار کی آواز کسی گھر میں سناؤ دی اور بیچ کے حجروں کا دروازہ اس گھر کی ذہنی طرف تھا اور چکر دار سیڑھیوں سے بیچ کی منزل کے حجروں میں اور بیچ کی منزل سے تیسری منزل کو جایا کرتے تھے۔ سو اس نے وہ گھر بنا کر اسے تمام کیا اور اس گھر کو دیوار کے شہنروں اور

۱۔ ہاتھ ڈیڑھ فٹ کے برابر ہوتا ہے گویا اصل مسکل کی عمارت نے فٹ لمبی، تیس فٹ چوڑی اور پینتالیس فٹ اونچی تھی۔  
۲۔ مطلب یہ کہ برآمدہ تیس فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا تھا۔

تختوں سے پانا اور اس نے اس گھر سے لگی ہوئی پانچ پانچ ہاتھ اونچی منزلیں بنائیں اور وہ دیوار کی لکڑیوں کے سہارے اس گھر پر لگی ہوئی تھیں . . . . . اس گھر کے فرش سے چھت کی دیواروں تک اس نے ان پر لکڑی لگائی اور اس نے اس گھر کے فرش کو صنوبر کے تختوں سے پاٹ دیا . . . . . اور اس گھر کے اندر اندر دیوار تھا جس پر لٹو اور کھلے ہوئے پھول کندہ کیے گئے تھے . . . . . اور الہام گاہ اندر ہی اندر سے بیس ہاتھ لمبی اور بیس ہاتھ چوڑی اور بیس ہاتھ اونچی تھی اور اس نے اس پر خالص سونا منڈھا . . . . . اور الہام گاہ کے سامنے اس نے سونے کی زنجیریں تان دیں اور اس پر بھی سونا منڈھا . . . . . اور اس نے اس گھر کی سب دیواروں پر گردا گرد اندر اور باہر کر دیوں اور کھجور کے درختوں اور کھلے ہوئے پھولوں کی کھدی ہوئی صورتیں کندہ کرائیں۔

**ہیکل کی سرگزشت** | جو تفصیل اور بتائی گئی ہے اس سے واضح ہے کہ ہیکل کے چار حصے تھے۔ ایک الہام گاہ، دوسرا وہ مقام جسے تورات میں پاک تریں مکان کہا گیا ہے، تیسرا برآمدہ، چوتھا اردگرد کی منزلیں اور حجرے جو غالباً ہیکل کے خداموں، کاہنوں اور دینی پیشواؤں کے لیے وقف تھے۔

یہاں یہ بتا دینا چاہیے کہ حضرت سلیمان کی تعمیر کی ہوئی عمارت بنو قد لضر نے تباہ کی۔ ساٹھ برس کے عہد میں دوسری مرتبہ یہ عمارت بنی۔ چھتہ ہو گئی تو ہیرودیس بادشاہ یہود نے اسے نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اس عمارت کو ٹائٹس (قبصر روم) نے تباہ کیا۔ جب مسلمان حضرت عمر کے عہد میں وہاں پہنچے تو یہودیوں کی جگہ عیسائی یروشلم پر قابض تھے۔ انھوں نے اپنی مقدس عمارتیں بنا رکھی تھیں۔ سلیمان ہیکل کا کوئی نشان موجود نہ تھا۔ حضرت عمر نے واقف کار لوگوں سے اصل جگہ دریافت کی اور وہاں وہ مسجد تعمیر کرائی جسے مسلمان مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔ اب بہت بڑا احاطہ بنا ہوا ہے جس کا طول ڈیڑھ ہزار فٹ اور عرض ایک ہزار فٹ سے کم نہ ہوگا۔ جنوبی حصے میں مسجد اقصیٰ ہے۔ اردگرد بہت سے حجرے ہیں۔ تقریباً وسط میں وہ مشہور گنبد ہے جسے قبتہ الصخریٰ کہتے ہیں اور جسے تعمیر کی خوب صورتی کے دھوکے میں یورپی لوگ عام طور پر مسجد اقصیٰ یا مسجد عمر کہتے ہیں حالانکہ مسجد اس الگ عمارت ہے۔

ماہر انجینئروں کے ایک گروہ نے یہ دریافت کرنا چاہا تھا کہ سلیمانی ہیکل کا بنیادی پتھر کونسا ہے۔ بڑی تلاش کے بعد انھیں یہ پتھر موجودہ عمارت کے جنوب مشرقی گوشے میں ملا جو چودہ فٹ لمبا اور تین فٹ آٹھ پانچ موٹا تھا۔ یہ پتھر موجودہ سطح سے اسی فٹ تین پانچ نیچے لگا ہوا ہے۔

اس زمانے میں بڑے بڑے پتھروں اور تعمیر کی دوسری چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا آسان نہ تھا۔ اس وجہ سے میکل سلیمان کی تعمیر واقعی بہت بڑا کام تھا اور یقیناً یہ کام خدا کا ایک برگزیدہ نبی ہی پورا کر سکتا تھا۔ حضرت سلیمان خدا کے نبی بھی تھے اور یہودیوں کے بادشاہ بھی۔ انھوں نے اپنی رعایا اور عام مخلوق کے لیے جو سہولتیں اور آسائشیں مہیا کیں ان کی وجہ سے حضرت کی حکومت نے مثالی حیثیت اختیار کر لی۔ قوم امن، آسائش، انصاف اور خوش حالی کی برکتوں سے مالا مال ہو گئی۔

حضرت سلیمان کے متعلق اور بھی کئی مقامات پر ذکر آیا ہے۔ مثلاً:

اور شیطانوں میں سے ایسے شیطان جو اس کے لیے سلیمان کے لیے غوطہ لگانے اور اس کے علاوہ اور بھی طرح طرح کے کام انجام دیتے اور ہم انھیں پاسبانی میں لیے ہوئے تھے۔

وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَنِ لَّغُوْهُنَّ لَهٗ وَ  
يَعْمَلُوْنَ سَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنْتُمْ لَهُمْ  
حَافِظِيْنَ ۝ (انبیاء ۶۷)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اور جنوں میں سے وہ تھے جو اس کے سامنے خدمت انجام دیتے تھے اس کے پروردگار کے حکم سے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم کے خلاف کج روی کرے ہم اُسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے وہ اس کے لیے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا تھا قلعوں کی تعمیر، ہتھیار اور نصابیر اور بڑے بڑے لگن جو حوضوں کی مانند تھے اور بڑی بڑی دیگیں جو اپنی بڑائی کی وجہ سے ایک جگہ جمی رہیں۔ اے آل داؤد شکر گزاری کے کام کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنِ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ  
رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اٰمِرِنَا نَذِقْهُ مِنْ عَذَابِ  
الْعَذِيْبِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُوْنَ مِنْ حٰرِبٍ  
رَّمٰثِيْلٍ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ  
رَّسِيْتٍ اَعْمَلُوْا اِلٰى دَاوُدَ شٰكْرًا وَّقَلِيْلٌ  
مِّنْ عِبَادِىَ الشَّاكِرُوْنَ

(سبأ ۲)

پھر فرمایا:

اور اکٹھے کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں میں سے انسانوں میں سے، جانوروں میں سے اور وہ درجہ بدرجہ کھڑے کیے جاتے ہیں۔

وَحٰشِرَ سُلَيْمٰنَ جُنُوْدًا مِّنَ الْجِنِّ وَ  
الْاِنْسِ وَالطَّيْرِ نُهُمْ يُوزَعُوْنَ ۝ (انمل ۷)

سورہ ص میں مذکور ہے:

اور مسخر کردئے سلیمان کے لیے شیطان (سرکش جن) ہر قسم کے کام کرنے والے، عمارت بنانے والے، دریا میں غوطہ لگانے والے اور وہ (سرکش سے سرکش) جو جکڑے ہوئے ہیں زنجیروں میں۔ یہ ہماری بخشش و عطا ہے، چاہے اس کو بخش دو یا روکے رکھو تم سے اس کا کوئی مواخذہ نہیں۔

وَالشَّيْطٰنِ كُلِّ بَنَآءٍ وَغَوَاصٍ ۝  
وَاٰخِرِيْنَ مَقَرَّرِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا  
عَطَاؤُنَا مِمَّنْ اَوْ اَمْسٰكُ بِغَيْرِ  
حِسَابٍ ۝

(ص ۳۷)



اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ پر بے انتہا احسانات کیے پھر جیسا کہ مذکورہ بالا آخری آیت میں مذکور ہے یہاں تک فرمادیا کہ اس بے انتہا دولت و ثروت کو جہاں اور جیسے چاہو خرچ کرو۔ ظاہر ہے کہ خدا کا برگزیدہ نبی خدا کی دی ہوئی دولت ہمیشہ اچھے کاموں میں خرچ کرے گا اور یقیناً حضرت سلیمانؑ کی دولت خدا ہی کی راہ میں خرچ ہو رہی تھی۔ پھر اس بارے میں پرسش حساب کا سوال کیوں کر پیدا ہو سکتا تھا۔

**گھوڑوں کا واقعہ** | سورہ ص میں حضرت سلیمانؑ کے متعلق گھوڑوں کے ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے۔  
فرمایا:

اور ہم نے داؤد کو سلیمانؑ رفرزند عطا کیا وہ اچھا بندہ تھا۔ بے شک وہ خدا کی جانب بہت رجوع ہونے والا تھا اس کا واقعہ قابل ذکر ہے، جب اس کے سامنے شام کے وقت اسیل اور سبک دو گھوڑے پیش کیے گئے تو وہ کہنے لگا بے شک میری محبت مالِ جہاد کے گھوڑوں کی محبت (پروردگار کے ذکر ہی میں سے ہے یہاں تک کہ وہ گھوڑے نظر سے اوجھل ہو گئے) حضرت سلیمانؑ نے فرمایا، ان کو واپس لاؤ۔ پھر وہ ان کی پنڈلیاں اور گردنیں چھونے اور تھپتھپانے لگا۔

وَدَهَبْنَا لِداوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ  
إِنَّهُ إِذْ بَعِثْنَا عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِيَاتِ  
الْجِيَادِ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عِنْدَ  
ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوهَا  
عَلَيَّ نَفِثَتْ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ه  
(ص ۳۴)

اس آیت کی تفسیر میں واقعہ کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک جہاد کے موقع پر حضرت سلیمانؑ نے اصطلیل سے گھوڑے منگائے۔ آپ کو چونکہ گھوڑوں کی نسلوں اور ان کے اوصاف کا علم حاصل تھا اس لیے آپ نے جب انھیں اسیل، سبک رذکار اور خوش رو پایا تو فرمایا کہ ان سے میری محبت بھی ذکر الہی ہی کا ایک حصہ ہے۔ جب گھوڑے اصطلیل کو واپس چلے گئے تو آپ نے انھیں دوبارہ منگوا یا اور محبت اور عزت و توقیر کے طور پر ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے اور تھپتھپانے لگے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں شاید اس شغل میں عصر کے وقت کا وظیفہ بھی نہ پڑھ سکے ہوں اس پر کہنے لگے کوئی مشائخہ نہیں اگر ایک طرف ذکر اللہ سے بہ ظاہر علیحدگی رہی تو دوسری جانب جہاد کے گھوڑوں کی محبت اور دیکھ بھال بھی اسی کی یاد سے وابستہ ہے۔ جب جہاد کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے تو اس کے محلات و مبادی کا کیسے ذکر اللہ کے تحت میں داخل نہ ہوگا۔ آخر اللہ تعالیٰ جہاد اور آلات جہاد مہیا کرنے کی ترغیب نہ دیتا تو اس مالِ نیک سے ہم اس قدر محبت کیوں کرتے یعنی جہاد کے جوش و انداز کی میں حکم دیا کہ گھوڑے پھر واپس لا لے جائیں۔ وہ واپس آئے تو آپ ان کی گردنیں اور پنڈلیاں صاف کرنے لگے۔

**ملکہ سبا کا واقعہ** | سورہ نمل میں حضرت سلیمان اور ملکہ سبا کا واقعہ پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو دل چسپ ہونے کے علاوہ اپنے اندر تامل و بصائر کے بہت سے پہلو رکھتا ہے۔

تخطائی نسل کی ایک مشہور شاخ سبا ہے۔ تورات کا بیان ہے کہ سبا ایک بہت جرمی اور باہمت شخص تھا۔ اس نے زبردست فتوحات کے بعد ایک حکومت کی بنیاد رکھی جس کا اصل مرکز عرب کے جنوبی حصہ یمن کے مشرقی علاقے میں تھا اور پائے تخت کا نام مارب تھا، جسے مہا بھی کہتے ہیں۔ روایت عرب میں اس شخص کا نام عمر یا عبد شمس اور لقب سبا بتایا گیا ہے۔

رفتہ رفتہ مملکت سبا کی حدود پھیل کر مشرق میں حضرموت اور مغرب میں بحیرہ قلمزم سے گزر کر افریقہ تک جا پہنچے۔ یمن اور اس کے اطراف میں مضبوط قلعے تعمیر کر لیے گئے۔ اس قوم کی جسے قوم سبا کہتے تھے، کئی شاخیں تھیں۔ سبا کا زمانہ عروج ۱۱۰۰ ق م سمجھا جاتا ہے۔ قریباً ۱۰۰۰ ق م میں سلطنت سبا کے عروج کا ذکر حضرت داؤد کی زبور میں موجود ہے۔ ملک سبا کا آخری دور حکومت ۵۵۰ ق م بتایا جاتا ہے۔

ملکہ سبا اسی ملک کی حکمران تھی۔ قرآن مجید میں اس کا نام نہیں ہے مگر اسرائیلی داستانوں میں اسے بلقیس بتایا گیا ہے۔

**واقعہ** | ملکہ سبا کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان کا دربار لگا ہوا تھا آپ نے جائزہ لیا تو انھیں ہد ہد کہیں نظر نہ آیا۔ فرمایا اگر وہ غیر حاضر ہے تو غیر حاضری کی معقول وجہ بتائے بغیر اس کا چھٹکارا نہ ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد ہد ہد آ گیا تو اس نے بتایا کہ میں ایک مٹی خرابی لایا ہوں۔ ملک سبا میں ایک ملکہ حکمران ہے خدا نے اسے سب کچھ دے رکھا ہے۔ اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے مگر انیسویں ملکہ اور اس کی قوم خدا نے واحد کی پرستش نہیں کرتی بلکہ آفتاب کو پوجتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کھلی ہوئی گمراہی ہے اور شیطان نے ان لوگوں کے برے اعمال کو ان کی نگاہوں میں اچھائی کا لباس پہنا دیا ہے اس لیے وہ راہِ مستقیم سے پٹے ہوئے ہیں:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا

أَرَى الْهَدْيَ هُدًى مِّنَ الْغَائِبِينَ  
لَأُعَذِّبُنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أُولَٰئِكَ أَزْجُمَةٌ  
أُولِيَائِي بِنِيِّ يُسْلُطُونَ مُبِينٌ ۝

فَمَلَّتْ غَيْرُ لَبِيبٍ فَقَالَ أَحَطَّتْ

بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ

اور ایک بار یہ قصہ ہوا کہ سلیمان نے پرندوں کی حاضری کی تو ہد ہد کو نہ دیکھا، فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے۔ میں اس کو غیر حاضری پر سحت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا وہ کوئی صاف حجت دیا عذر غیر حاضری کا میرے سامنے پیش کرے۔ سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آ گیا اور سلیمان سے کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی اور اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ میں

۱۔ ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۳۶۔

۲۔ معجم البلدان و دائرة المعارف ذکر سبا جو القصص القرآن جلد دوم صفحہ ۱۳۸۔

آپ کے پاس قبیلہ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے سلطنت کے لوازم میں سے ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا (اور قیمتی) تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس (عورت) کی قوم کو پایا کہ وہ خدا کی عبادت کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور ان کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے۔

سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے (جو ایسا قادر ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو رجن میں بارش اور نباتات بھی ہے، باہر لاتا ہے اور دایا عالم ہے کہ تم لوگ جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ زبان وغیرہ سے ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے پس اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَا يُقِينُ ۝ إِنِّي  
وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ  
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝  
وَجَدْتُهَا وَتَوْمَهَا يُسْجِدُونَ لِلشَّمْسِ  
مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالُهُمْ  
فَصَدَّ هُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝  
أَلَا يُسْجِدُ لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ  
فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا  
تُعْلِنُونَ ۝

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ  
الْعَظِيمِ ۝ (النمل ۲۴)

حضرت سلیمان نے فرمایا اچھا میں ابھی تیری سچائی کا امتحان کر لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک خط ملکہ سبا کے نام لکھ کر ہدہ کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ اسے پہنچا دے، پھر ان سے الگ رہ کر معلوم کرے کہ وہ کیا جواب دینے ہیں۔ ہدہ نے خط لے جا کر ملکہ کو پہنچا دیا۔ ملکہ نے اسے پڑھا پھر درباریوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ میرے پاس سلیمان کی طرف سے خط آیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اپنی قوت اور طاقت پر ناز نہ کرنا چاہیے بلکہ خدا کے روبرو جھک جانا چاہیے۔ اسی کی رضا کو اپنا نصب العین اور اس کے احکام کی پابندی کو اپنا شیوہ بنا لینا چاہیے۔

خط کی عبارت سنانے کے بعد ملکہ بولی کہ اے میرے اراکین سلطنت! تم جانتے ہو کہ میں کسی بھی اہم معاملہ میں تمہارے مشوروں کے بغیر قدم نہیں اٹھاتی۔ لہذا اب اس خط کے بارے میں تم مجھے مشورہ دو کہ سلیمان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

ارکان دولت نے جواب دیا کہ ہمیں مرغوب ہونے اور ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس بے حساب جنگی سامان موجود ہے اور ہم زبردست طاقت و قوت کے مالک ہیں سو اس خط کے متعلق آپ جو مناسب فیصلہ فرمائیں ہم اس کی تعمیل کے لیے ہر لحاظ تیار ہیں۔

ملکہ بولی بے شک ہم بہادر اور طاقت ور ہیں لیکن معاملے کے تقصیر کے لیے فوراً جنگ پر آمادہ ہو جانا مناسب نہیں۔ جنگ میں دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ فتح بھی اور شکست بھی اور ظاہر ہے کہ شکست کی حالت میں سخت ذلت و خواری سے سابقہ پڑے گا۔ بہتر یہ ہے کہ میں چند قاصدوں کو عمدہ اور پیش بہا متحالف دے کر سلیمان کے پاس بھیجوں۔ اس بہانہ سے قاصد سلیمان کی شوکت و عظمت اور اس کی طاقت کا اندازہ بھی کرائیں گے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اگر واقعی وہ زبردست طاقت و شوکت کا بادشاہ نکلا

تو ہمارا اس سے لڑنا بے سود ہوگا۔ اس لیے کہ جو بادشاہ زبردست قوت و شوکت کے مالک ہوتے ہیں وہ جب کسی ملک میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں اور باعزت شہریوں کو بہت بڑی ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا بلاوجہ بربادی مول لینے سے کیا حاصل ؟

درباریوں نے ملکہ کی رائے سے اتفاق کیا چنانچہ ملکہ نے قاصدوں کو بیش قیمت تحائف دے کر حضرت سلیمان کے پاس بھیج دیا۔ قاصد دربار میں پہنچے اور انہوں نے تحائف پیش کیے تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ جن قیمتی اشیاء سے تم مجھے بھسلائے ہو ان سے زیادہ قیمتی اور گراں قدر چیزیں خدا نے اپنی رحمت سے مجھے عطا کر رکھی ہیں۔ میرے نزدیک تمہارے ان بیش قیمت تحفوں کی کوئی اہمیت نہیں میرا نصب العین نہ مال و دولت ہے اور نہ ملک و حکومت۔ میں تو کلمہ حق بلند کرنا چاہتا ہوں۔ میری آرزو تو یہ ہے کہ تمام لوگ خدائی احکام کے پابند بن جائیں۔ اپنے تحفے واپس لے جاؤ اور ملک سے کہہ دو کہ اگر میرے نصب العین میں رکاوٹ پیدا کی گئی تو میں ایسے عظیم الشان لشکر لے کر آؤں گا کہ ان کا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔

قاصدوں نے واپس جا کر ساری داستان کہ سنائی اور حضرت سلیمان کی ہیبت اور شوکت و عظمت کا جو نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے تھے ملکہ سے بیان کیا تو اس پر واضح ہو گیا کہ نہ حضرت سلیمان روپے پیسے کے خواہاں ہیں، نہ وہ خواہ مخواہ جنگ کرنا چاہتے ہیں، ان کا مدعا صرف یہ ہے کہ توحید دنیا میں پھیلائیں، انسانوں کو حق اور سچائی کی راہ دکھائیں اور انہیں احکام خداوندی کے پابند بنائیں لہذا ملکہ نے خود حضرت سلیمان کی خدمت میں پہنچنے کا ارادہ کر لیا اور اس کے مطابق پیغام بھی بھیج دیا۔

حضرت سلیمان کو ملکہ کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ نے درباریوں کو مخاطب کر کے حکم دیا کہ ملکہ کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں پہنچا دیا جائے۔ ایک زربینہ جن نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں وہ تخت دربار برخواست ہونے سے پہلے لے آؤں۔ دوسرے شخص نے جسے کتاب الہی کا علم حاصل تھا عرض کیا کہ میں چشم زدوں میں تخت لاسکتا ہوں چنانچہ تخت آنا مانا گیا۔

حضرت سلیمان نے تخت کو دیکھا تو فرمایا یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے۔ وہ مجھے آزماتا ہے کہ میں اس کا شکر گزار بننا ہوں یا نافرمان۔ حقیقت یہ ہے کہ جو انسان اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے اس سے اسی کی ذات کو نفع پہنچتا ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے اس کا نقصان بھی نافرمان کو اٹھانا پڑتا ہے

دیکھیے، خدا کے برگزیدہ پیغمبر کی شان تلقین و ہدایت ہے وہ ہر نشان کو انسانوں کے لیے خدائے برحق کی فرماں برداری اور شکرگزاری کا ذریعہ بناتا ہے حضرت سلیمان پر خدا کا یہ بہت بڑا احسان تھا کہ انہیں قوت و طاقت کے غیر معمولی ذریعے عطا ہوئے۔ انہوں نے بلا تامل فرمایا کہ یہ خدا کا احسان ہے اور خدا اپنے بندوں پر فضل و احسان کرتا ہے تو ساتھ ہی دیکھتا ہے کہ وہ اس کے شکر گزار بندے بن رہتے ہیں یا نافرمانی اختیار کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ قوت و طاقت اور دولت و حکومت انسانوں کو راہ حق سے روگردان کر دینے کا بہت خطرناک ذریعہ ہے۔ عین اس موقع پر حضرت سلیمان نے شکرگزاری کا حق ادا کیا اور یہ ان کی پیغمبرانہ عظمت کا ایک روشن نشان ہے۔ یہ انسانوں کے لیے عام تلقین ہے کہ انہیں کسی بھی حالت میں خدائے پاک کے شکر اور فرماں برداری کا دامن نہ چھوڑنا چاہیے۔

کچھ مدت کے بعد ملکہ سبا سفر ختم کر کے دربار سلیمانی میں حاضر ہو گئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا یہ تخت تیرا ہے؟ عقل مند ملکہ بولی "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ میرا ہی تخت ہے۔" مطلب یہ کہ تخت کی ہیئت اور ساخت تو میرے ہی تخت جیسی ہے لیکن قد سے تبدیلی کے باعث یہ یقینی طور پر کتنا مشکل ہے کہ یہ میرا ہی تخت ہے۔

ملکہ نے جواب میں حضرت سلیمان سے یہ بھی کہا کہ:

مجھے آپ کی بے مثال قوت و طاقت اور دولت و عظمت کا پہلے ہی سے علم ہو چکا ہے اس لیے میں مطیع اور فرمانبردار بن کر حاضر ہوئی ہوں۔ حضرت سلیمان نے اظہار مقصد کے لیے ایک اور طریقہ یہ اختیار کیا کہ شیشے کا ایک عالی شان محل تیار کرایا تھا جو آگینے کی چمک، خوب صورتی، سلطنت اور عجیب و غریب صنعت کاری کے لحاظ سے اپنی آپ مثال آپ تھا۔ اس میں داخل ہونے کے لیے سامنے جو صحن بنا تھا اس میں بہت بڑا حوض بنا کر لے پانی سے بھر دیا گیا تھا۔ اس کے اوپر صاف اور شفاف آگینوں اور بلور کے ٹکڑوں سے ایسا نفیس اور عمدہ فرش بنایا گیا تھا۔ کہ ہر دیکھنے والے کی آنکھ دھوکا کھا جاتی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے صحن میں صاف اور شفاف پانی بہ رہا ہے۔

ملکہ کے قیام کا انتظام اسی محل میں کیا گیا، جب وہ محل میں داخل ہونے کے لیے صحن میں پہنچی تو پانی کو دیکھ کر اس میں اترنے کے لیے پانچے اور چڑھانے لگی۔ اسی وقت سلیمان نے فرمایا کہ ایسا کرنے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ یہ پانی نہیں۔

اب وہ سمجھی کہ جو کچھ وہ دیکھ رہی ہے ایک زبردست بادشاہ کی قوت و شوکت ہی نہیں بلکہ سلیمان کو یہ بے نظیر طاقت اور معجزانہ قدرت کسی ایسی بستی کی عطا کردہ ہے جو سورج، چاند، ستاروں بلکہ کل کائنات سے برتر ہے اور ہر شے کی تنہا مالک ہے۔ اب اس پر متکشف ہوا کہ حضرت سلیمان نے یہ سب اہتمام ملکہ کو فرما کر بردار بنانے یا اس کے ملک کو اپنی سلطنت سے وابستہ کرنے کے لیے نہ کیا تھا، بلکہ حقیقی مقصود یہ تھا کہ اہل سبا کو گمراہی کے بجائے خدا پرستی اور نیک کرداری کی طرف لایا جائے۔

یہ خیال آتے ہی ملکہ نے فوراً شرمسار اور زادم انسان کی طرح ایمان کا اقرار کیا اور کہا کہ

"اے میرے پروردگار! میں اپنی نادانی کی وجہ سے تیرے سوا دوسروں کی پرستش کر کے گناہگار ہوئی۔

میں توحید اور ایمان کا صحیح راستہ چھوڑ کر غلط راستے پر گامزن رہی۔ میں نے اپنے نفس پر بہت ہی بڑا ظلم کیا۔

اب میں اپنی تمام خطاؤں کی توجہ سے معافی چاہتی ہوں اور حضرت سلیمان کے اتباع ہی میں تجھ پر جو ذات و صفات

میں لکھا اور قادی مطلق ہے ایمان لاتی ہوں، تو ہی سورج، چاند، ستاروں غرض کل کائنات کا خالق اور مالک

ہے، تیرے سوا کوئی ذات عبادت اور پرستش کے لائق نہیں؟"

اس طرح حضرت سلیمان کے پیغام کی حقیقی مراد تک پہنچ کر ملکہ نے خدا کی فرماں برداری اختیار کر لی اور دین و دنیا کی

کامرانی حاصل کی۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

قَالَ سَتَنْظُرُونَ أَصَدَقْتُمْ مِّنْ أَلْكَذِبِينَ

سلیمان نے ریسن کر، فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ

ذَهَبَ بِيكْتَبِي هَذَا فَأَلْقَيْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ  
تَوَلَّوْا عَنْهُمْ فَأَنْظَرْنَا مَا ذَا آيِرٍ سَبْعُونَ ۝

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوٓآءِ إِنِّي أُلْقِي  
إِلَيْكَ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ  
وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَّا تَعْلَمُوٓا عَلَيَّ وَآلُوٓنِي مُسْلِمِينَ ۝

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوٓآءِ أَفْتُونِي  
فِيٓ أَهْرَئِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى  
تَشْهَدُوٓنَ ۝

قَالُوا نَحْنُ أَوْلُوٓآءُ قُوَّةٍ وَأُولُوٓآءُ  
بِأَسِيِّ شَدِيدِيَّةٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكُمْ  
فَأَنْظَرِي مَا ذَا تَأْمُرِينَ ۝ قَالَتْ  
إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً  
أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْنَزَةً  
أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۝ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝  
وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ  
فَنْظُرْهُ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝  
فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَ  
بِمَا لِي فَمَا أَتَيْنِي اللَّهُ خَيْرَ مِمَّا أَتَيْتُمْ  
بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۝

تو یہ کتاب ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔ (اچھا) میرا یہ خط لے  
جا اور اسے اس کے پاس ڈال دینا۔ پھر وہاں سے ہٹ جانا،  
پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں۔

بلقیس نے رپڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کے لیے

کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط جس

کا مضمون نہایت با وقعت (ہے) ڈالا گیا ہے وہ سلیمان کی طرف

سے ہے اور اس میں یہ مضمون ہے (اول) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور اس کے بعد یہ کہ تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیان سلطنت

جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلے میں تکبر مت کرو

اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار

تم مجھے میرے اس معاملے میں رائے دو کہ مجھے سلیمان کے ساتھ

کیا معاملہ کرنا چاہیے اور میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب

تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے

طاقت در اور پڑے لڑنے والے ہیں اور (آئندہ) اختیار تم کو ہے

سو تم ہی (مصلحت) کو دیکھ لو جو کچھ رنجوز کر کے (تم کو) دینا ہو۔ بلقیس

کہنے لگی کہ والیان ملک کا قاعدہ ہے کہ جب کسی بستی میں (مخالفانہ

طور پر داخل ہوتے ہیں، تو اسے تہ دہلا کر دیتے ہیں اور اس کے

رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو ران کا زور گھٹانے کے لیے

ذلیل کیا کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے اور میں ان لوگوں

کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں، پھر دیکھوں گی کہ وہ فرستادے

روہاں سے (کیا جواب) لے کر آتے ہیں۔ سو جب وہ فرستادہ

سلیمان کے پاس پہنچا اور تحفے پیش کیے تو سلیمان نے (فرمایا)

کیا تم لوگ (بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو،

(مجھے رکھو) کہ اللہ نے جو کچھ مجھے دے رکھا ہے، وہ اس

سے کہیں بہتر ہے جو تمہیں دے رکھا ہے۔ ہاں تم ہی اپنے

ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ  
لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا  
أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي  
بِعَرْشِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝  
قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ  
قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ۚ وَإِنِّي  
عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ  
الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ  
يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رآهُ  
مَسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ  
رَبِّي تَقَبَّلْ لِي بَلْوَتِي ۚ أَشْكُرُكُمْ أَكْفُرُكُمْ  
وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ  
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝

قَالَ نَكِرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرُ  
أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا  
يَهْتَدُونَ ۝

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكَ  
قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ  
مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۝

اسی ہیہ پر اترتے ہو گے (سویہ تحفے ہم نہ لیں گے) تم ان کو لے کر،  
ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ۔ ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجے ہیں کہ ان  
لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل  
کر کے نکال دیں گے۔ اور وہ (ہمیشہ کے لیے) ماتحت ہو جائیں گے۔

سیمان کو وحی سے یا اور کسی مخبر وغیرہ کے ذریعے سے اس کا چنا معلوم  
ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس  
دبلیس کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر  
کردے۔ ایک قوی مہکل جن نے جواب عرض کیا کہ میں اسے آپ کی خدمت  
میں حاضر کر دوں گا، قبل اس کے کہ آپ اس اجلاس سے اٹھیں اور لوگو  
وہ بڑا بھاری ہے مگر میں اس کے لانے پر تدرت رکھتا ہوں۔

راور گو وہ بڑا قیمتی مرصع جواہرات سے ہے مگر امانت دار بھی ہوں جس  
کے پاس کتاب کا علم تھا، اس نے اسی جن سے کہا کہ میں اسے تیرے  
سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لاکھڑا کر سکتا ہوں پس جب سیمان نے  
اسے اپنے رو برو رکھے دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگا کہ  
یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے  
کہ میں شکر کرتا ہوں یا خدا نخواستہ ناشکری کرتا ہوں اور ظاہر ہے  
کہ جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں اور راسی طرح جو ناشکری کرتا ہے  
میرا رب غنی ہے، کریم ہے اس کے بعد سیمان نے دبلیس کی  
عقل آزمائے کے لیے حکم دیا کہ اس کے لیے اس کے تخت کی صورت  
بدل دو تم دیکھیں کہ اس کا پتہ لگتا ہے، اس کا ان ہی میں شمار ہے جو  
ایسی باتوں کا پتہ نہیں لگتا۔ سیمان نے یہ سب سامان کرکھا پھر  
دبلیس پہنچی، سو جب دبلیس آئی تو اس سے کہا کہ کیا تمہارا تخت  
ایسا ہی ہے۔ وہ کہنے لگی ہے تو ویسا ہی اور یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں کو  
تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور

رَصَدَهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ  
 دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ تَوَهُّمِ كُفْرَيْنَ  
 قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا  
 رَأَتْ حَبِيبَتَهُ لِحَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ  
 سَاقِيهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُسَرَّدٌ مِنْ  
 قَوَارِيرُهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ لِنَفْسِي  
 وَاسْلُمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ  
 الْعَالَمِينَ ۝

ہم مطیع ہو چکے ہیں اور اس کو راہبان لانے سے غیر اللہ کی  
 عبادت نے روک رکھا تھا اور وہ عادت اس لیے پڑ گئی تھی،  
 کہ وہ کافر قوم سے تھی۔ بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو  
 (وہ چلیں راہ میں حوض آیا، تو جب اس کا صحن دیکھا تو اُسے  
 پانی سمجھا اور اپنی دونوں ہنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے فرمایا  
 کہ یہ ایک محل ہے جو شیثوں سے بنایا گیا ہے۔ بلقیس کہنے لگیں  
 کہ اے میرے پروردگار! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا کہ  
 شرک میں مبتلا تھی، اور میں (اب سلیمان کے ساتھ یعنی ان کے طریقے  
 پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی۔

**ملکہ سبا کا ذکر تورات میں** | ملکہ سبا اور حضرت سلیمان کا یہ واقعہ تورات میں یوں مذکور ہے :-

اور جب سبا کی ملکہ نے خداوند کے نام کی بابت سلیمان کی شہرت  
 سنی تو وہ آئی تاکہ مشکل سوالوں سے اسے آزمائے اور وہ بہت  
 بڑی جہلو کے ساتھ یروشلم میں آئی اور اس کے ساتھ اونٹ تھے،  
 جن پر مصالح اور بہت سا سونا اور بیشی عبا جو اہرات لہے تھے اور  
 جب وہ سلیمان کے پاس پہنچی، تو اس نے اُن سب باتوں کے بارہ  
 میں جو اس کے دل میں تھیں، اس سے گفتگو کی۔ سلیمان نے اس  
 کے سب سوالوں کا جواب دیا۔ بادشاہ سے کوئی بات ایسی پوشیدہ  
 نہ تھی جو اسے نہ بتائی اور جب سبا کی ملکہ نے سلیمان کی ساری  
 حکمت اور اس محل کو جو اس نے بنایا تھا اور اس کے دسترخوان  
 کی نعمتوں اور اس کے ملازموں کی نشست اور اس کے خادموں  
 کی حاضر باشی اور ان کی پوشاک اور اس کے ساتھیوں اور اس سیرھی  
 کو جس سے خداوند کے گھر کو جاتا تھا، دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے  
 اور اس نے بادشاہ سے کہا کہ وہ سچی خبر تھی، جو میں نے تیرے  
 کاموں اور تیری حکمت کی بابت اپنے ملک میں سنی تھی۔ تو بھی میں  
 نے وہ باتیں باور نہ کیں، جب تک خود آ کر اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ



نہ لیا اور مجھے تو آدھا بھی نہیں بتایا گیا تھا۔ کیونکہ تیری حکمت اور اقبال مندی اس شہرت سے جو میں نے سنی بہت زیادہ ہے خوش نصیب ہیں تیرے لوگ، اور خوش نصیب ہیں تیرے یہ ملازم جو برابر تیرے حضور کھڑے رہتے اور تیری حکمت سنتے ہیں۔ خداوند تیرا خدا مبارک ہو، جو تجھ سے ایسا خوشنود ہوا کہ تجھے اسرائیل کے تخت پر بٹھایا ہے۔ چونکہ خداوند نے اسرائیل سے سدا محبت رکھی ہے۔ اے

**ضروری گزارشات** | حضرت سلیمان کے عہد مبارک کی چند اہم خصوصیتیں یہ ہیں :-

۱۔ مقدس میکل کی تعمیر۔

۲۔ تجارت، صنعت و حرفت، زراعت وغیرہ کی غیر معمولی ترقیات اور رعایا کی غیر معمولی خوش حالی۔

۳۔ عدل و انصاف اور امن کا ایسا دور شروع ہوا، جس کی کوئی مثال دوسرے بادشاہ اور حکمران پیش نہ کر سکے۔

۴۔ سلطنت کے حد و دہلی بہت پھیل گئے لیکن جیسا کہ ملکہ سبا کے واقعہ سے ظاہر ہے حضرت سلیمان کا نصب العین نہ

یہ تھا کہ سلطنت بہت وسیع ہو جائے نہ یہ تھا کہ دولت کے نادر خزانے ان کے قبضے میں آجائیں۔ وہ صرف خدا

کے دین کی اشاعت اور خدا کے نام کی سر بلندی کے خواہاں تھے۔ خدا نے اپنی رحمت سے انہیں دنیوی دولت

بھی ایسی دی جو کسی کو نصیب نہ تھی۔

یہودیوں کی سلطنت کا آغاز طالوت سے ہوا، حضرت داؤد کے عہد میں اس سلطنت نے ظاہر و باطن کے لحاظ سے

متاثر حیثیت حاصل کی۔ حضرت سلیمان کے عہد میں یہ اوج کمال پر پہنچ گئی۔ پھر نہ حکمران اچھے رہے نہ وہ رحمتیں، برکتیں اور

سعادتیں باقی رہ سکتی تھیں جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان جیسے مثالی حکمرانوں کو خدا نے دے رکھی تھیں۔

**حضرت سلیمان کی دعائیں** | قرآن مجید میں حضرت سلیمان کی دعائیں اس طرح مذکور ہیں :-

اے پروردگار! مجھے یہ توفیق دے کہ میں تیرا شکر ادا

کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام کیا ہے

اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جو تجھے پسند آئے اور

مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

۱۔ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ

لِعِمَّتِكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى

وَالِدَتِيْ دَانَ اَعْمَلْ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِيْ

بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(نمل ۲۷)

اے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو میسر نہ آئے بے شبہ تو ہی بخشنے والا ہے۔

ملکہ سبا کی دعا | ملکہ سبا نے اقرارِ معصیت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی تھی وہ قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے:-

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مَلَكًا  
لَا يَتَّبِعُنِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ  
أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (ص ۲۴)

اے پروردگار! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں اب سلیمان کے ساتھ ایمان لاتی ہوں، اس اللہ پر جو پروردگار ہے جہانوں کا۔

# حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

**مصر میں بنی اسرائیل کی کیفیت** | حضرت یوسفؑ کو مصر میں کار فرمائی کا درجہ حاصل ہوا تھا تو وہاں جس فرعون کی حکومت تھی وہ یکسوس خاندان سے تھا۔ یہ لوگ اصل میں عرب تھے اور انہوں نے مصر کو فتح کر کے وہاں اپنی سلطنت قائم کر لی تھی۔ عرب انہیں عمالقہ کہتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیمؑ مصر گئے تھے تو اس وقت بھی وہاں عمالقہ ہی حکمران تھے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسف کو مصر میں جو اعزاز و اکرام حاصل ہوا، اس کی ایک وجہ یہی تھی کہ وہاں کے حکمران ان کے ہم قوم اور ہم وطن تھے۔

تورات کے بیان سے ظاہر ہے کہ جب حضرت یوسفؑ نے اپنے سارے خاندان کو کنعان سے بلا کر مصر میں آباد کرنا چاہا، تو فرعون نے انہیں ہر طرح کی سہولتیں ہم پہنچانے پر آمادگی ظاہر کی تھی اور کہہ دیا تھا کہ مصر میں جو بہترین مقام وہ اپنے لیے پسند کریں وہاں انہیں آباد کر دیا جائے۔ چنانچہ جب حضرت یعقوبؑ اپنے سارے خاندان کے ساتھ مصر پہنچے تو حضرت یوسف نے انہیں آبادی سے الگ ایک خطہ زمین رہنے کے لیے دے دیا۔ بنی اسرائیل وہاں آباد ہو گئے اور مصر میں اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ جب تک عمالقہ مصر پر حکمران رہے بنی اسرائیل کے آرام و آسائش میں کوئی فرق نہ آیا، لیکن جب اہل مصر نے عمالقہ کو نکال کر وہاں از سر نو اپنی سلطنت قائم کر لی تو بنی اسرائیل پر سختیاں ہونے لگیں۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل اپنے عقائد، مذہب، تہذیب اور تمدن میں اہل مصر سے بالکل مختلف تھے اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اس قوم سے تعلق رکھتے تھے جو باہر سے آ کر کئی سو سال تک مصر پر مسلط رہ چکی تھی۔ گویا عمالقہ کی وجہ سے غیر ملکیوں کے خلاف جو عداوت پیدا ہوئی تھی اس کا ہدف بنی اسرائیل بن گئے۔

مصر لوں کو یہ خیال بھی ہو گا کہ بنی اسرائیل کو مصر میں جو حقوق حاصل ہوئے، عمالقہ کی وجہ سے حاصل ہوئے لہذا ان بچاروں کو زیادہ سے زیادہ ذلیل و خوار کیا جاتا اور طرح طرح کے دکھ پہنچائے جاتے۔ گویا یہ نہایت ہی سخت انتقامی جذبہ تھا جس کی آگ میں بنی اسرائیل جلنے لگے۔ حالانکہ انہوں نے مصر لوں کا کوئی گناہ نہیں کیا تھا اور مرد و عورت دونوں کے خلاف کوئی جرم ان سے سرزد نہ ہوا تھا۔

**ظلم و تشدد کا دور** | عمالقہ کی حکومت حضرت موسیٰ کی ولادت سے بہت پہلے ختم ہو چکی تھی اور مصری اپنی حکومت قائم کر چکے تھے۔ اس زمانہ میں مصر کی نصاب فرسخی کے باوجود بنی اسرائیل پر تنگ ہو گئی۔ ان کی خوشحالی و فارغ البالی عسرت و

تنگی سے بدل گئی۔ مصیبت یہ تھی کہ وہ بچارے جاتے تو کہاں جاتے، جانا چاہتے بھی تو فرعون اور خود مصری لوگ انہیں جانے نہ دیتے تھے۔ غالباً اس خیال سے کہ غلاموں اور بردوں کی طرح بیگار کا جو کام لیا جاتا تھا اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا اور مصر لوں کے فوائد پرزد پڑتی۔ یعنی ایک قوم خواہ مخواہ لامتناہی اور ناقابل برداشت مصیبتوں میں مبتلا ہو گئی تھی۔

حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے جس فرعون کو حق و انصاف کا پیغام پہنچایا وہ عمالقمہ میں سے نہیں بلکہ اہل مصر میں سے تھا۔ لیکن یقین کے ساتھ بتانا ممکن نہیں کہ وہ کون تھا۔ البتہ عام قیاس یہ ہے کہ زعمیسس یا اس کا بیٹا منفتاح تھا۔ پھر ان کے سینہ حکومت کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سراسر قیاس پر مبنی ہے۔

## تورات کا بیان | تورات کی کتاب خروج میں بتایا گیا ہے:

تب مصر میں ایک بادشاہ ہوا، جو یوسف کو نہیں جانتا تھا اور اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا دیکھو اسرائیلی ہم سے زیادہ قوی ہو گئے ہیں سو آؤ ہم ان کے ساتھ حکمت سے پیش آئیں، تاکہ ایسا نہ ہو جب وہ آؤ زیادہ ہو جائیں اور اسی وقت جنگ چھڑ جائے تو وہ ہمارے دشمنوں سے مل کر ہم سے لڑیں اور ملک سے نکل جائیں۔ اس لیے انہوں نے ان پر بے گار لینے والے مقرر کیے جو ان سے سخت کام لے لے کر انہیں ستائیں لے

اس بیان سے واضح ہے کہ:

- ۱۔ ہسوس بادشاہوں کی ہم وطنی کے علاوہ مصریوں کا یہ خیال بھی تھا کہ بنی اسرائیل تعداد میں بہت بڑھ گئے ہیں۔
  - ۲۔ مصریوں کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر باہر سے کسی قوم نے مصر پر حملہ کر دیا تو بنی اسرائیل اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔
  - ۳۔ بنی اسرائیل سے مصریوں کو صرف لڑائی ہی کا خطرہ نہ تھا۔ یہ خطرہ بھی تھا کہ وہ ملک سے نکل جائیں گے۔
- گویا مصری بنی اسرائیل کو اجنبی سمجھتے تھے۔ ان پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔ ڈرتے تھے کہ کسی دشمن کے ساتھ نہ ہو جائیں۔ کامیابی کی صورت میں اجنبی اسی طرح ملک پر مسلط ہو جاتے جس طرح پہلے ہسوس مسلط ہو گئے تھے اور کم و بیش پانچ سو سال مسلط رہے۔ اجنبی شکست کھا جاتے تو بنی اسرائیل مصر چھوڑ کر چلے جاتے۔ گویا مصری نہ بنی اسرائیل کے ساتھ مساوات کا سلوک کرنے پر آمادہ تھے اور نہ اس امر پر راضی تھے کہ وہ مصر سے نکل جائیں۔ ان پر ظلم و جور کا آغاز اس عزم کے ساتھ کر دیا گیا تھا کہ وہ مصری میں ذلیل و خوار ہو کر ختم ہو جائیں۔

بعض مورخین بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کی عداوت کا ایک اور سبب بتاتے ہیں۔ یعنی اس زمانے کے نجومیوں اور کاهنوں نے فرعون سے کہہ دیا تھا کہ اس کی حکومت کا خاتمہ ایک اسرائیلی لڑکے کے ہاتھوں ہو گا۔ بعض تاریخی روایات میں ہے کہ فرعون نے ایک ناب دیکھا جس کی تعبیر سے وہی بتائی گئی جو اوپر درج ہے یعنی ایک اسرائیلی لڑکا اس کی حکومت کو ختم کر دے گا۔ لیکن یہ تو بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا سبب ہے۔ بنی اسرائیل کے خلاف عام عداوت کا سبب نہیں۔ اس بارے میں تورات کی کتاب خروج

میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

**فرعون موسیٰ** فرعون موسیٰ کے نام اور حسب نسب کے متعلق عرب مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض اسے عمالقہ خاندان سے منسوب کرتے ہیں اور اس کا نام ولید بن مصعب بن ریان بتاتے ہیں کسی نے مصعب بن ریان لکھا ہے اور کوئی ریان

یا ریان ابا بتاتا ہے۔ ان کثیر نے اس کی کنیت ابو مرہ لکھی ہے۔ مگر یہ بیان محل نظر ہے صحیح یہی ہے کہ عمالقہ کی حکومت اس سے پیشتر تم مو چکی تھی اور جس فرعون کا ذکر قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کے ساتھ آیا ہے وہ بعض حجری کتبات کے مطابق رعیمیس ثانی کا بیٹا منفتاح ہے۔ شیخ عبدالوہاب نجار نے مصری دارالاثار کے مصور احمد یوسف احمد آفندی کے ایک مضمون کا خلاصہ قصص الانبیاء میں نقل کیا ہے۔

جس کا حاصل درج ذیل ہے:

رعیمیس دوم اس زمانے میں بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس لیے اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے منفتاح کو شریک حکومت کر لیا تھا۔ لہذا منفتاح ہی وہ فرعون ہے جسے حضرت موسیٰ و ہارون نے دعوت حق دی اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا اور اس کے زمانہ میں بنی اسرائیل مصر سے نکلے اور یہی غرق دریا ہوا۔۔۔۔۔ لے

اس بیان کو درست بھی مان لیا جائے تو ایک سوال یہ سامنے آتا ہے کہ منفتاح کی حکمرانی کا زمانہ کیا تھا؟ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ۱۲۹۲ ق م تا ۱۲۲۵ ق م کے درمیان گزرا ہے۔ یہ اس لیے قابل قبول نہیں کہ حضرت موسیٰ کا زمانہ حضرت مسیح سے کم و بیش پندرہ سو سال پیشتر مانا جاتا ہے اور جو شجرہ نسب ہمارے سامنے ہے اس سے بھی یہی زمانہ قرین ثواب معلوم ہوتا ہے۔ اب یا تو یہ ماننا چاہیے کہ منفتاح کا زمانہ حکمرانی ۱۲۹۲ ق م سے قریباً دو سو سال پہلے تھا۔ یا یہ ماننا پڑے گا کہ فرعون موسیٰ کوئی اور فرعون تھا جو پندرہویں صدی قبل مسیح میں گزرا۔

بہر حال وہ کوئی ہو ہم اتنا جانتے ہیں کہ قرآن یا تورات میں اس کا نام مذکور نہیں، ہم اسے صرف فرعون موسیٰ کہیں گے اور قرآن مجید میں بھی اسے صرف فرعون کہا گیا ہے۔

**فرعون موسیٰ کا خواب** مصری حکمران اور عام مصریوں کو بنی اسرائیل سے عداوت تو تھی ہی، اس اثنا میں ایسا ہوا کہ فرعون مصر نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر اسے یہ بتائی گئی کہ اس کی سلطنت کا خاتمہ ایک اسرائیلی لڑکے کے ہاتھوں ہوگا۔

چنانچہ اس نے اپنے قلمرو میں تمام دایوں کو حکم دیدیا کہ اسرائیلی گھرانے میں جب کوئی لڑکا پیدا ہو، تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔ البتہ اگر لڑکی پیدا ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ علاوہ ازیں اس نے کچھ لوگوں کو اس کام پر مامور کر دیا کہ وہ سلطنت میں گھوم پھر کر تلاش و تفتیش کے بعد اسرائیلی لڑکوں کو قتل کرتے جائیں۔

تورات کا بیان ہے:

تب مصر کے بادشاہ نے عبرانی دایوں سے جن میں ایک کا نام صفرہ اور دوسری

کا فونہ تھا، باتیں کہیں اور کہا کہ جب عبرانی عورتوں کے تم بچے جنو تو ان کو پتھر کی لٹیکوں پر لٹھی دیکھو تو اگر بٹیا ہو تو اسے مار ڈالنا اور اگر بیٹی ہو تو وہ جلتی رہے لیکن وہ دایاں خدا سے ڈرتی تھیں۔ سو انھوں نے مصر کے بادشاہ کا حکم نہ مانا۔ بلکہ لڑکوں کو جیتا چھوڑ دیتی تھیں۔ پھر مصر کے بادشاہ نے دایوں کو بلوا کر کہا تم نے ایسا کیوں کیا کہ لڑکوں کو جیتا رہنے دیا۔ دایوں نے فرعون سے کہا عبرانی عورتیں مصری عورتوں کی طرح نہیں ہیں۔ وہ ایسی مضبوط ہوتی ہیں کہ دایوں کے پنپنے سے پہلے ہی جن کر فارغ ہو جاتی ہیں پس خدا نے دایوں کا بھلا کیا اور لوگ بڑھے اور بہت زبردست ہو گئے۔ اور اس سبب سے کہ دایاں خدا سے ڈریں، اس نے ان کے گھر آباد کر دیے۔ اور فرعون نے اپنی قوم کے سب لوگوں کو تاکید کیا کہ ان میں جو بٹیا پیدا ہو تم اسے دریا میں ڈال دینا جو بیٹی ہو اسے جیتی چھوڑنا ہے۔

## حضرت موسیٰ کی ولادت

فرعون کے اس ظالمانہ حکم پر شدت سے عمل ہوا۔ اس اثناء میں عمران کے گھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ اور خاندان کے دوسرے افراد کو سخت فکر و امنگیں سونپی کہ

کسی طرح بچے کو فرعون کے مقرر کیے ہوئے سنگدل قاتلوں سے محفوظ رکھا جائے۔ کچھ مدت تک بچے کی پیدائش صیغہ راز میں رکھی گئی۔ لیکن یہ بات چھپی نہ رہ سکی۔ حضرت موسیٰ کی والدہ اور دیگر اعزہ کو ہر وقت یہی خدشہ لگا رہتا تھا کہ کہیں فرعون کے آدمیوں کو پتہ چل گیا تو معاملہ بگڑ جائے گا۔ اس حالت اضطراب میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ بچے کو دریا میں بہا دیا جائے ہم اپنی قدرت کاملہ سے اس کی حفاظت کریں گے۔ حضرت کی والدہ نے اس پر عمل کیا۔

آپ نے سر کندوں کا ایک ٹوکرا لیا اس پر چکنی مٹی اور رال لگا کر ایک ایسے صندوق کی طرح بنا دیا جس کے اندر پانی نہ جاسکے، پھر بچے کو اس میں بٹھا کر دریائے نیل میں بہا دیا۔ ساتھ ہی اپنی لڑکی یعنی حضرت موسیٰ کی ہمیشہ کو تاکید کر دی کہ وہ دریا کے کنارے کنارے چلتی رہے، صندوق کو نگاہ میں رکھے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے، پھر آکر اطلاع دے۔

حضرت موسیٰ کی ہمیشہ صندوق کے تعاقب میں دریا کے کنارے کنارے چلتی رہی جو پانی میں بہتا ہوا فرعون کے قریب پہنچ گیا۔ فرعون کے گھرانے کی ایک عورت نے صندوق دیکھا تو اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اسے اٹا کر لے آئیں۔ صندوق لایا گیا تو دیکھا کہ اس

لے خروج باب آیات ۱۵-۲۲ کہ عمران بن ماریہ بن لادی بن یعقوب بن اسماء سے تورات میں حضرت موسیٰ کا ذکر جس تفصیل سے آیا ہے اتنی تفصیل سے کسی اور نبی کا نہیں آیا۔ تورات دوسری کتاب خروج، تیسری کتاب احبار، چوتھی کتاب گنتی اور پانچویں کتاب استثناء میں حضرت ہی کے مفصل حالات مذکور ہیں۔ قرآن مجید میں بھی حضرت موسیٰ کے حالات بڑی تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ گہ قرآن عزیز نے اس عورت کو فرعون کی بیوی بتایا ہے اور (ذکر ما شہدنا بہ)

میں ایک خوب روپچہ اطمینان سے لیٹا ہوا انگوٹھا چوس رہا ہے۔ فرعون کی بیوی بچے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور بڑی محبت و شفقت سے اسے گود میں اٹھایا۔ بیٹا بنا کر پالنے کا فیصلہ کر لیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ محل کے لوگوں میں سے کسی نے کہا یہ تو اسرائیلی بچہ معلوم ہوتا ہے لہذا اسے قتل کر دینا ضروری ہے، ایسا نہ ہو یہی ہمارے بادشاہ کی سلطنت کو ختم کرنے کا باعث بن جائے۔ فرعون نے یہ بات سنی تو اسے بھی ڈر ہوا۔ بیوی نے شوہر کی یہ کیفیت دیکھی تو کہا کہ ایسے پیارے بچے کو قتل کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ ہمیں ڈرنا نہیں چاہیے۔ عین ممکن ہے یہی بچہ ہم دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔ بہ فرض محال اگر تمہارا گمان یہی ہے کہ یہ بچہ وہی ہے جو تمہارے خواب کی تعبیر سننے والا ہے تو ہماری محبت اور تربیت شاید اسے ہمارے حق میں نفع بخش اور مفید بنا دے۔ فرعون نے بیوی کے مشورے سے اتفاق کیا اور بچے کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔ یہاں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ ”موسیٰ“ نام پر ظاہر فرعون کی بیوی نے رکھا، موسیٰ کے معنی ہیں وہ شخص جو پانی سے نکالا گیا ہو۔ چونکہ حضرت دریا سے نکالے گئے تھے اس لیے ”موسیٰ“ نام پایا۔

**حضرت موسیٰ کی پرورش** | اس وقت تک حضرت موسیٰ پر جو گزری وہ سب کچھ آپ کی ہمیشہ دیکھتی چلی آرہی تھی۔ جب حضرت کو فرعون کے محل میں لایا گیا تو آپ کی ہمیشہ کسی طرح وہاں بھی پہنچ گئی، تاکہ ساری کنہیت دیکھ سکے۔ چنانچہ جب فرعون نے اپنی بیوی کو بچے کی پرورش کی اجازت دے دی تو دودھ پلانے کے لیے ایک عورت کی ضرورت پیش آئی۔ یہ کام شاہی دایوں کے سپرد کیا گیا۔ تمام دایوں نے حضرت کو دودھ پلانے کی کوشش کی مگر آپ نے کسی کے دودھ کو منہ نہ لگایا۔ حضرت موسیٰ کی ہمیشہ نے فرعون کی بیوی سے کہا کہ میں ایک اچھی دانی کا پتہ دے سکتی ہوں، جو بچے کو بڑے عمدہ طریقے پر پالے گی۔ فرعون کی بیوی نے حکم دیا کہ اسے بلاؤ۔ حضرت موسیٰ کی ہمیشہ اجازت پا کر خوشی خوشی گھر روانہ ہوئی، والدہ کو ساری روداد سنائی اور اسے محل میں لے گئی، تاکہ بچے کو دودھ پلانے کی خدمت انجام دے۔

**حکمت الہی** | یوں حضرت موسیٰ نہ صرف فرعون کی تلوار سے محفوظ رہے بلکہ اس کے محل میں اپنی والدہ کے دودھ سے پرورش پانے لگے۔ دیکھو اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور تدبیر فرمائیاں کیوں کر یکے بعد دیگرے بردے کار آتی گئیں۔ بنی اسرائیل

اسرائیل کے جس نجات دہندہ کو فرعون پیدائش کے ساتھ ہی موت کے گھاٹ اتار دینے کے درپے تھا۔ اور خدا جانے اس سلسلے میں فرعون جلا دکتے معصوم بچوں کو عالم ہستی میں قدم رکھتے ہی عدم آباد کی جانب روانہ کر چکے تھے۔ وہ نجات دہندہ بہ ظاہر والدہ کے ہاتھوں دریا کے سپرد ہوا، لیکن دراصل اس کا یہ خطرناک سفر اس لیے تھا کہ فرعون کے محل میں پہنچے۔ فرعون کی بیوی نے اسے اپنی آغوش محبت میں لیا۔ فرعون نے اسے اپنے محل میں بیٹے کی طرح پرورش کرنے کی اجازت دی۔ خود اس نجات دہندہ کی حقیقی والدہ دودھ پلانے کے لیے مقرر ہوئی اور ماں کو بچہ ہوا لخت بگر ہی نہ ملا، بلکہ اس کے کنبے کے لیے مناسب گزارے

ذرات میں اسے فرعون کی بیٹی کہا گیا ہے۔ لیکن مورخین اس اختلاف کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ ہو سکتا ہے کہ صندوق کو فرعون کی بیٹی نے اٹھایا ہو اور بعد میں فرعون کی بیوی نے اسے اپنا بیٹا بنانے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

کابند و بست بھی فرعون کی طرف سے ہو گیا۔ ان میں سے کون سا واقعہ تھا جسے قدرت کا ایک عجیب و غریب معجزہ ماننے میں کسی کو تامل ہوگا، جن حالات کو ہم نے ایک ترتیب کے ساتھ اوپر پیش کر دیا، یہ قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں پیش ہوئے ہیں، جنہیں یہاں درج کیا جاتا ہے:

وَاَوْحَيْنَا اِلَىٰ اِمْرٍ مِّنْ مَّوْسَىٰ اَنْ اَرِضِعْبِيْ  
فَاِذَا خِفتْ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْكِيْمِ  
وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۗ اِنَّا رَاَدُّوْهُ  
اِلَيْكَ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

فَالْتَقَطَهُ الْفِرْعَوْنُ لِيَكُوْنَ  
لَهُمْ عُدُوًّا وَحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ  
وَهَامَانَ وَجَنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِيْنَ ۝  
وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّةَ عَيْنٍ  
لِّيْ وَوَلَدًا ۗ لَا تَقْتُلُوْهُ ۗ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا  
اَوْ نَتَّخِذَهُ وِلْدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝  
وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اِمْرٍ مِّنْ مَّوْسَىٰ فِرْعٰۤا  
اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَا اَنْ رَّبَّنَا  
عَلَىٰ قَلْبِهَا لِيَتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝  
وَقَالَتْ اِخْتِهٖ قَصِيْبُهٗ فَبَصُرَتْ  
بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَهَمَّ لَا يَشْعُرُوْنَ ۗ

وَحَرَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ  
فَقَالَتْ هَلْ اَدُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ  
يَكْفُلُوْنَا ۗ لَكُمْ وَهَمْلَةٌ نَصِيْبُوْنَ ۝  
فَرَدَدْنَاهُ اِلَىٰ اُمِّهٖ كَي تَقْرَعْ عَلَيْهَا  
وَلَا تَحْزَنَ ۗ وَلِتَعْلَمَنَّ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اور جب موسیٰ پیدا ہوئے تو ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ، پھر جب تم کو ان کی نسبت رجاسوسوں کے مطلع ہونے کا اندیشہ ہو تو بے خوف و خطر ان کو دریا کے نیل میں ڈال دینا اور نہ تو غرق سے اندیشہ کرنا اور نہ مفارقت پر غم کرنا (کیونکہ ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا دیں گے اور پھر اپنے وقت پر پیغمبر بنا دیں گے۔ تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو (مع صندوق کے) اٹھایا تاکہ وہ ان لوگوں کے لیے دشمنی اور غم کا باعث بنیں۔ بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین بہت چوکے اور فرعون کی بی بی حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو۔ عجب نہیں کہ (بڑا ہو کر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے ہم اسے (اپنا) بیٹا ہی بنا لیں اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی۔ اور ادھر یہ قصہ ہوا کہ موسیٰ کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے هجوم سے) بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال (سب پر) ظاہر کر دیتی اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کیے رہیں کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کیے (رہیں)۔ انھوں نے موسیٰ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسیٰ کا سراغ تو لگا۔ سو انھوں نے موسیٰ کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں اور اسی فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلائیں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ (اسی موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس بچہ کی پرورش کرے اور وہ (ہل سے) اس کی خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس (اپنے وعدے کے موافق) پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ



وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

(تص ۱۷)

سورہ ظہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَى ۝  
إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ إِنْ أُنذِرْ  
فِيهِ فِي التَّابُوتِ فَأَقْذِبْنِيهِ فِي الْيَمِّ  
فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاخُذْهُ عَدُوِّي  
وَعَدُوِّي لَهُ ۝ وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةٌ مِنِّي ۝  
وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ  
عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ  
تَقْرَأَ عَينَهَا وَلَا تَحْزَنَ ۝ (ظہ ۲۴)

**حضرت موسیٰ کا مصر سے نکلنا**

دُفراق کے غم میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں رکھتے۔

اور ہم تو ایک دفع اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جبکہ تم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی تھی کہ موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھو، پھر ان کو دریا میں ڈال دو، پھر دریا ان کو کنارے تک لے آویگا آخر کار ان کو ایک شخص پکڑ لے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اور اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ رہو۔ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ تیری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تمہیں ایسے شخص کا پتہ دوں جو اسے پالے پوسے۔ اور اس طرح تم نے پھر تجھے تیری ماں کی گود میں لوٹا دیا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غمگین نہ ہو۔

حضرت موسیٰ فرعون کے محل میں پرورش پا کر عنفوانِ شباب کو پہنچے۔ آپ نہایت قوی الجشہ اور بہادر تھے۔ چہرے سے خاص جلال ٹپکتا تھا اور گفتگو سے بھی خاص

وقت اور عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ ہوش سنبھالنے پر انھیں علم ہو چکا تھا کہ نہ وہ مصری ہیں اور نہ فرعون کے خاندان سے ان کا کوئی نسبی یا خوئی رشتہ ہے بلکہ وہ خالص اسرائیلی ہیں لیکن مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ یہ راز ان کے سینے میں محفوظ رہتا۔ البتہ وہ اپنے ہم قوموں پر مصریوں کو طرح طرح کے مظالم ڈھاتے ہوئے دیکھتے تو طبعاً دل پر چوٹ لگتی۔ اس زمانے میں بھی ضرور غور فرماتے رہتے ہوں گے کہ ہم قوموں کو ذلت و نکبت اور جو روستم سے کیوں کر نجات دلائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً شہر اور اطرافِ شہر میں گشت بھی کرتے رہتے تھے۔ ان کی حتی شناسی کا تقاضا یہی تھا کہ کسی ایک کو دوسرے پر زیادتی سے روکتے خواہ وہ کوئی ہوتا۔ چونکہ بنی اسرائیل عموماً مصریوں کی زیادتیوں کا نشانہ بنتے رہتے تھے اس لیے حضرت موسیٰ کو جہاں کہیں ایسا کوئی واقعہ نظر آتا تو ظالم کا ہاتھ روکتے اور مظلوم کی نصرت دیاوری فرماتے۔

ایک دن گشت فرما رہے تھے کہ راستے میں ایک مصری کو دیکھا جو ایک اسرائیلی کو زبردستی گھسیٹ کر بے کار کے لیے لے جانا چاہتا تھا اور اسرائیلی کے انکار پر اسے پیٹا جا رہا تھا۔ حضرت موسیٰ قریب پہنچے تو اسرائیلی نے انھیں مدد کے لیے پکارا۔ حضرت موسیٰ نے مصری کو اس تشدد سے منع کیا لیکن وہ سمجھانے سمجھانے پر نہ مانا اور اپنی مہٹ پر قائم رہا۔ مجبور ہو کر حضرت نے ظالم کے ایک گھونسا مار دیا۔ مصری اس ضرب کو برداشت نہ کر سکا اور اسی وقت مر گیا۔

یقیناً یہ عام واقعہ تھا اور حضرت موسیٰؑ صرف اس لیے گھونسا رسید کرنے پر مجبور ہونے تھے کہ مصری زیادتی سے دست کشی کے لیے تیار نہ تھا۔ ایک گھونسنے سے آدمی مرنے لگتا ہے، نیز حضرت موسیٰؑ کا دل ارادہ قتل سے بالکل پاک تھا۔ مگر نتیجہ خلاف توقع دیکھا تو دل میں ندامت محسوس کی اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہی کہ یہ فعل نادانستہ سرزد ہوا۔

ادھر شہر میں مصری کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی، لیکن کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔ البتہ یہ شبہ ضرور تھا کہ یہ کسی اسرائیلی کا کام ہے۔ مصریوں نے فرعون سے داد رسی کی فریاد کی۔ فرعون نے جواب دیا کہ تم قاتل کا پتہ لگاؤ اُسے ضرور کیفر کردار کو پہنچایا جائے گا۔

حادثہ قتل کے دوسرے دن حضرت موسیٰؑ کو پھر پہلے جیسی صورت پیش آئی۔ آپ نے دیکھا کہ وہی اسرائیلی جسے پہلے روز پکایا تھا، پھر ایک مصری سے جھگڑ رہا ہے۔ اس نے روز اول کی طرح دوبارہ حضرت موسیٰؑ سے امداد طلب کی۔ انھوں نے اسرائیلی سے فرمایا، تو تو صریح جھگڑا ہے روز کوئی جھگڑا کھڑا کر لیتا ہے۔ پھر حضرت موسیٰؑ اس خیال سے آگے بڑھے کہ دونوں کو جھگڑے سے روک دیں اسرائیلی نے سمجھا کہ زبان سے چونکہ مجھے ہی سرزنش کر چکے ہیں ممکن ہے مجھے ہی گھونسا رسید کر دیں۔ اس نے پریشانی کی حالت میں کہا۔ لے موسیٰؑ کیا تو اسی طرح مجھے قتل کر دینا چاہتا ہے جس طرح کل ایک مصری کو قتل کیا تھا؟

غرض اس اسرائیلی کی نا سمجھی اور غیر ذمہ داری کے باعث اس مصری کے قتل کا راز افشا ہوا جسے ایک روز پہلے حضرت موسیٰؑ نے گھونسا رسید کیا تھا۔ مصری نے یہ بات سنی تو اپنے ہم قوموں کو جا کر بتادی اور انھوں نے حضرت موسیٰؑ کے خلاف مصری کے قتل کا مقدمہ قائم کر دینے کی تیاری شروع کر دی۔

مصری باہم مشورہ کر رہے تھے کہ حضرت موسیٰؑ کا کوئی ہم قوم یا ہم درد و ڈاڈو ڈاڈا آیا اور یہ اطلاع پہنچادی۔ آپ نے حالات پر غور کر کے مناسب یہی سمجھا کہ فتنے کی اس آگ سے بچ کر باہر چلے جائیں۔ چنانچہ یہی واقعہ مصر سے حضرت موسیٰؑ کی ہجرت کا باعث بنا۔ حقیقت حال کے اعتبار سے قدرت اب انھیں اس کام پر لگا دینے کے لیے ترمیم کی آخری منزلیں طے کر دینا چاہتی تھی جس کے لیے وہ پیدا ہوئے تھے۔ یعنی بنی اسرائیل کی آزادی۔

پہلے انھیں معجزانہ طریق سے بچایا، محفوظ رکھا اور شاہی گھرانے کی فضا میں پالا۔ اب انھیں وطن سے باہر نکالا کہ خدا کے ایک اور برگزیدہ بندے کی صحبت میں رہ کر پیغمبر کی حیثیت میں دعوتِ حق کے لیے تیار ہو جائیں اور پھر لاؤ لشکر بغیر بڑے ساز و سامان اور بے شمار فوجوں کے مالک فرعون کے مقابلہ میں کامیاب ہوں۔

قرآن عزیز کا ارشاد ہے۔

اور موسیٰؑ شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے تو انھوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔ ایک تو ان کی برادری کا تھا اور دوسرا مخالفین میں سے تھا۔ سو وہ

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ  
مِنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يُتَابِعَانِ  
هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۗ

فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي  
مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ  
قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ  
مُضِلٌّ مُبِينٌ ۝

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي  
فَغَفَرَ لَهُ ۗ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝  
قَالَ رَبِّ بِمَا آلَمْتُ عَلَىٰ فَلَنْ أَكُونَ  
ظَاهِرًا لِلْمُجْرِمِينَ ۝

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ  
فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ لِيُصْرِحَ  
قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ۝

فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي  
هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا ۗ قَالَ يَمُوسَىٰ أَتُرِيدُ  
أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ  
إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ  
وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ۝ وَجَاءَ  
رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَمُوسَىٰ  
إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَتَمَرُّونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ  
إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا  
خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۗ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ  
الظَّالِمِينَ ۝

جو ان کی برادری میں کا تھا، اس نے موسیٰ سے اس کے مقابلہ میں جو کہ ان کے  
مخالفین میں سے تھا، مدد چاہی تو موسیٰ نے اس کو ایک گھونسا مارا۔ سو  
اس کا کام ہی تمام کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے یہ تو شیطانی حرکت ہو گئی۔ بے شک  
شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے، غلطی میں ڈال دیتا ہے۔ عرض کیا کہ  
اے میرے پروردگار! مجھ سے قصور ہو گیا، آپ معاف کر دیجئے  
سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ بلاشبہ وہ بڑا غفور رحیم ہے۔  
موسیٰ نے یہ بھی عرض کیا اے میرے پروردگار! چونکہ آپ نے مجھ  
پر (بڑے بڑے) انعامات کیے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔  
پھر موسیٰ کو شہر میں صبح ہوئی۔ خوف اور وحشت کی حالت میں کہ راجا تک  
دیکھتے کیا ہیں، وہی شخص جس نے کل گذشتہ میں ان سے امداد چاہی تھی  
وہ پھر ان کو امداد کے لیے پکار رہا ہے۔ موسیٰ اس سے فرمانے لگے،  
بے شک تو صریح بد راہ آدمی ہے۔ سو جب موسیٰ نے اس پر ہاتھ بڑھایا  
جو دونوں کا مخالف تھا تو وہ بولا۔ اے موسیٰ! کیا آج مجھ کو قتل کرنا  
چاہتے ہو جیسا کہ ایک آدمی قتل کر چکے ہو، معلوم ہوتا ہے کہ اس تم  
دنیا میں اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو اور صلح اور ملاپ کرنا نہیں چاہتے۔  
اور (اس مجمع میں) ایک شخص شہر کے (اسی) کنارے سے جہاں یہ مشورہ ہو  
رہا تھا، دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ اے موسیٰ! اہل دربار آپ کے متعلق  
مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ رہاں سے چل دیجئے۔  
میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں پس ریس نہ کر، موسیٰ وہاں سے کسی طرف  
کو نہ نکل گئے خوف اور وحشت کی حالت میں راہ چونکہ راستہ معلوم نہ تھا  
دعا کے طور پر کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھے ان ظالم لوگوں سے  
بچا لیجئے۔

کر لیں

غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکلے تو مشرق کی طرف روانہ ہو گئے، کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے ذہن مبارک میں کونسی  
منزل مقصود تھی۔ راستے میں قبیلہ مدین کی قیام گاہ پر پہنچے تو قدرت نے جس طرح ان کے بچاؤ اور جسمانی تربیت کا انتظام معجزانہ  
طریق پر کر دیا تھا، اسی طرح ان کی روحانی تربیت کا انتظام بھی فرمادیا۔ قبیلہ مدین ہی میں ان کے قیام کا بندوبست ہو گیا۔

پہیں خاص لمبا وقت گزار کر انہوں نے روحانی تربیت کی منزلیں طے کیں۔

**حضرت موسیٰ مدین میں** <sup>I</sup> **ادین** ایک قبیلے کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند مدین کی نسل سے تھا۔ یہ قبیلہ حضرت کی

تیسری بیوی قتلورا سے تھا۔ حضرت شعیب اسی قبیلہ میں سے تھے جس خطہ زمین پر یہ قبیلہ آباد تھا اور  
کا نام بھی مدین پڑ گیا تھا۔ اس قبیلے کی قیامگاہ مصر سے آٹھ منزل کے فاصلہ پر تھی لہ

حضرت موسیٰ مصر سے نکلے اور چلتے چلتے مدین میں پہنچے تو پانی پینے کے لیے ایک کنویں پر رُکے اس کنویں پر پانی پینے کے  
جانوروں اور آدمیوں کی بھینٹ لگی تھی۔ بھیڑ سے لگتے تھوڑی دُور دوڑا کیا اپنے جانوروں کو لیے کھڑی تھیں معلوم ہوا یہ رطکیاں  
بہرنے لگی تھیں کہ چرواہے آگئے اور انہیں ہٹا کر اپنے جانوروں کو پانی پلانے لگے رطکیاں پچاری ان سے ڈر کر پیچھے ہٹ گئیں حضرت

موسیٰ رطکیوں کی بیچارگی سے بہت متاثر ہوئے۔ آگے بڑھے اور خود بہت سے ڈول پانی کے نکال کر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا  
پھر تنکا وٹ دور کرنے کے لیے ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہ حضرت شعیب کی رطکیاں تھیں

رطکیاں اپنے جانوروں کو پانی پلا کر گھروٹیں تو اپنے باپ کو سارا ماجرا کہ سنایا۔ اور کہا کہ ایک پرہیزی جوان کنوئیں پر آیا  
جس نے ازراہِ مہم دردی بیماری بکریوں کو پانی پلایا حضرت شعیب نے مسخر فرمایا کہ اُسے ساتھ گھر لے آؤ۔ اس طرح حضرت

موسیٰ حضرت شعیب کی خدمت میں پہنچے حضرت شعیب بڑی خاطر داری سے پیش آئے۔ حالات دریافت کیے۔ ابتدا سے آخر تک  
پوری داستان سن لی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مصر میں بنی اسرائیل پر کس قدر خوفناک ظلم ہو رہے ہیں تو فرمایا کہ خدا کا شکر ادا کرو تمہیں

ظالموں سے پنچے سے نجات مل گئی۔

حضرت شعیب کی جو صاحبزادی حضرت موسیٰ کو بلانے گئی تھی اس نے والد کو مشورہ دیا کہ اسے ملازم رکھ لیا جائے اس لیے  
یہ قوی بھی ہے اور امانت دار بھی حضرت شعیب کو بیٹی کی یہ تجویز پسند آئی۔ آپ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ اگر آٹھ برس تک میری

پاس رہو اور میری بکریاں چراؤ تو میں اپنی اس بیٹی کی شادی تم سے کر دوں گا، اگر مزید دو سال ملازمت کرو تو یہی زائد عرصہ لڑکی کا  
ہر سمجھا جائیگا حضرت نے اسے قبول فرمایا جب ملازمت کی شرط پوری ہو گئی، تو حضرت شعیب نے حسب وعدہ صاحبزادی

ان سے بیاہ دی۔

قرآن مجید میں رطکیوں کے والد کا نام مذکور نہیں۔ انہیں صرف "شیخ کبیر" کہا گیا ہے چنانچہ اس بارے میں مؤرخین اور مفسرین  
میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ شیخ کبیر حضرت شعیب تھے یا کوئی اور بزرگ۔ عام روایت یہی ہے کہ وہ حضرت شعیب تھے

تورات میں حضرت موسیٰ کے خسر کا نام تیروتبایا گیا ہے لہ

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلَقَّاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ

اور جب منہ کیا مدین کی سیدھ پر بولا، امید ہے کہ میرا رب

جاتے مجھے سیدھی راہ پر اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پیا وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے اور پایا ان سے ورے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں۔ بولا تمہارا کیا حال ہے، بولیں ہم نہیں پلاتیں پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا ہے بڑی عمر کا۔ پھر اسی سے پانی پلا دیا اس کے جانوروں کو بہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف۔ بولا اے رب! توجو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں۔ پھر آئی اس کے پاس ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے۔ بولی میرا باپ تجھے بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تونے پانی پلایا ہمارے جانوروں کو۔ پھر جب پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال۔ کہا مت ڈر، بچ آیا تو اس قوم بے انصافی سے۔ بولی ان دونوں میں سے ایک، اے باپ! اس کو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر جسے تو نوکر رکھنا چاہے وہ ہے زور آور امانت دار۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کر آٹھ برس، پھر اگر تو پورے کر دے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالوں۔ تو پائے گا مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے۔ بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جو نسبت ان دونوں میں پوری کر دوں۔ سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ برہمروہ ہے اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں۔

سورہ طہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:-

كَلِمَاتٍ سِينِينَ فِيْ اَهْلِ مَدِيْنٍ ثُمَّ  
كَلِمَاتٍ عَلٰى قَدْرِ مُوسٰى وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ

(طہ ۱۰)

**بعثت** حضرت موسیٰ برابر مدین میں جانور چراتے رہے۔ جزیرہ نمائے سینا کا خاصا بڑا حصہ مدین کی چراگاہ تھا اور خیال

رَبِّيْ اَنْ يَّمْهَدِيْنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ۝ وَاَلَمَّا  
وَرَدَ قَاءَ مَدِيْنٍ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً  
مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۝ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ  
مُرَاتِنًا تَذُوْنَ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُمْ اَلتَّانِي  
۝ لَسَقِيْ حَتّٰى يُّصَدِرَ الرَّعَاۤءَ وَابْوَا شِيْخًا  
مُّبِيْرًا ۝ فَسَقِيْ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ  
يٰٓاَبِيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرًا ۝  
بَاۤءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمِيْشِيْ عَلٰى اسْتِحْيَاۤءٍ ۝  
اَلتَّ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِجَزِيْكَ اَجْرًا مَا  
سَقِيْتَ لَنَا ۝ فَاَمَّا جَاۤءَهُ وَتَمَّصَّ عَلَيْهِ  
قَمِيْصًا ۝ قَالَ لَا تَخَفْ ۝ نَعَمْ نَجَّوْتَ مِنَ الْقَوْمِ  
الظَّالِمِيْنَ ۝ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ  
۝ نَّ خَيْرًا مِّنْ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيْ اَلْاَمِيْنَ ۝  
قَالَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدٰى ابْنَتِيْ  
تَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرِيْ ثَمَنِيْ جِجْرًا ۝ فَاِنْ  
تَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۝ وَمَا اُرِيْدُ  
اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۝ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ  
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ  
اَيُّمَا الْاَجْلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَاعْدُوْا نَّ عَلَيَّ ۝  
وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِلٌ ۝ (قصص ۲۴)

یہ ہے کہ مختلف لوگ جانوروں کو چراتے چراتے دور تک لے جاتے ہوں گے۔ ایسے موقع پر اہل و عیال بھی ساتھ لے جاتے تھے جیسا کہ اب بھی ان گروہوں کا سچا سوراہے جو گامہ بانی پر گزارہ کرتے ہیں۔ مثلاً پہاڑی علاقوں کے لوگ سردی بڑھ جانے پر بلندیاں چھوڑ کر نشیبوں میں آجاتے ہیں۔ بلندیوں پر برف پڑ جانے کے باعث جانوروں کے لیے خوراک نہیں رہتی۔ گرمیاں آتی ہیں اور برف پگھلنے لگتی ہے تو پھر اوپر چلے جاتے ہیں۔

ایسے ہی کسی سفر میں حضرت موسیٰ کو ہسینا کے قریب پہنچے ہوئے تھے۔ رات سخت ٹھنڈی تھی۔ آگ تاپنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ نظر اٹھائی تو دور آگ کے شعلے دکھائی دیے۔ آگ لینے گئے تو غیب سے ندا آئی۔ اے موسیٰ میں تیرا اللہ ہوں جانوں کا پروردگار اپنا جوتا اتار دے، تو طویٰ کی مقدس وادی میں پہنچا ہوا ہے۔ میں نے تجھے اپنی رسالت کے لیے چن لیا۔ جو وحی کی جاتی ہے اُسے غوراؤ سے سن :

يٰمُوسٰى اِنِّى اَنَا اللّٰهُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اے موسیٰ میں ہوں اللہ پروردگار جہانوں کا۔

(قصص ۱۱۷)

پس جب موسیٰ اس آگ کے قریب آئے، تو پکارے گئے اے

فَلَمَّا اتَّهَمْنَا لُوْدِيْ يٰمُوسٰى اِنِّى اَنَا رَبُّكَ

موسیٰ میں ہوں تیرا پروردگار۔ پس اپنی جوتی اتار دے تو طویٰ کی مقدس وادی میں کھڑا ہے اور دیکھ میں نے تجھے اپنی رسالت کے لیے چن لیا ہے۔ پس جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سن !

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى  
وَ اِنَّا اَخْتَرْتَكَ فَاَسْمِعْ لِمَا يُوحٰى

(طہ ۱۱۷)

کیا خوب کہا ہے کبھی شاعر نے

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال، کہ آگ لینے کو جا میں پیغمبری مل جائے

حضرت نے اللہ تعالیٰ کی آواز سنی تو حیران و ششدر کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔

(شرف انسانی کی یہ سب سے بڑی دولت تھی جو کسی وجود کو مل سکتی تھی لیکن اس کی ذمہ داریاں بھی بڑی ہی گراں قدر اور صبر آزما

تھیں۔ اس وجہ سے حضرت موسیٰ کو بڑا تامل ہوا جیسا کہ بعض آیات سے واضح ہوتا ہے۔ مثلاً یہ عذر کہ میری زبان صاف نہیں یا میرے ذمے ایک خون ہے۔ آخری یہ کہ میرے کام میں میرے بھائی ہارون کو بھی شامل کر دیا جائے۔

حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں بکریاں چرانے کی لٹھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ آپ

نے جواب دیا کہ یہ لٹھی ہے جس سے میں بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں۔ باری تعالیٰ نے فرمایا اسے زمین پر ڈال دے۔ حضرت موسیٰ نے تعمیل ارشاد کی اور لٹھی اڑوہا بن کر دوڑنے لگی۔ حضرت خوف زدہ ہو گئے۔ تب حکم ہوا کہ اسے اٹھائے۔ حضرت نے حکم الہی کی تعمیل میں بے خوف و خطر اڑوہا کو پکڑ لیا۔ ساتھ ہی وہ پھر لٹھی کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

دوبارہ حکم ہوا کہ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر کھال۔ آپ نے تعمیل ارشاد کے بعد ہاتھ کو دکھیا تو وہ بے داغ چمکتا ہوا نکلا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ ہماری طرف سے دولت نیاں تجھے عطا ہوئی ہیں۔ اب جا اور فرعون اور اس کی قوم کو راہ ہدایت دکھا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو ظلم کا تختہ مشق بنا رکھا ہے، تو جا کر انہیں اس ذلت کی زندگی سے نجات دلا۔

حضرت موسیٰ بولے اے میرے پروردگار! میرے ہاتھوں ایک مصری قتل ہو گیا تھا۔ اس لیے میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے قتل کر دیں۔ مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ بہر حال جب یہ منصب تو نے میرے سپرد کیا ہے تو میرے سینے کو فراخ

اور نور سے منور کر دے تاکہ یہ خدمت میرے لیے آسان ہو جائے۔ میری زبان پر پڑی ہوئی گرہ کو کھول دے تاکہ میں بات آسانی سے سمجھا سکوں۔ چونکہ میری نسبت میرا بھائی ہارون گفتگو کے لحاظ سے زیادہ فصیح بیان ہے اس لیے اسے بھی میرا شریک کار بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا کہ جو نشانیاں ہم نے تمہیں مرحمت کی ہیں ان کے طفیل تم ضرور کامیابی سے ہمکنار ہو گے اور فرعون یا اس کی قوم تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ تمہاری خواہش کے مطابق تمہارے بھائی ہارون کو تمہارا شریک کار بناتے ہیں۔ تم دونوں جاؤ اور نرمی اور شیریں زبانی سے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو راہ حق پر لاؤ۔

منصب نبوت مل گیا تو حضرت موسیٰ نے مصر کی تیاری کرنی اور اس نہایت اہم حکم کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھالیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے لگایا تھا۔ یعنی فرعون اور اہل مصر کو دعوت حق اور بنی اسرائیل کی آزادی۔

قرآن کریم نے مختلف سورتوں میں پوری تفصیل کے ساتھ یہ واقعات بیان کیے ہیں۔ سورہ طہ میں فرمایا:

اور کیا آپ کو موسیٰ کی خبر سچی پہنچی ہے، جبکہ انہوں نے  
 رَدِّ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثٌ مُوسَىٰ ۝ إِذْ  
 رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ  
 نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدُ  
 عَلَى النَّارِ هُدًى ۝

پس آتے ہوئے رات کو ایک آگ دیکھی، سو اپنے سر  
 والوں سے فرمایا کہ تم ٹھہرے رہو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے  
 شاید اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں۔ یا آگ کے  
 پاس رستے کا پتہ مجھے مل جائے، سو وہ جب اس آگ کے  
 پاس پہنچے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں پس  
 تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو، تم ایک پاک میدان یعنی طوی میں ہو۔  
 اور میں نے تم کو رہی بنانے کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ سو جو  
 کچھ وحی کی جا رہی ہے اسے سن لو۔ میں اللہ ہوں، میرے سوا  
 کوئی معبود نہیں، تم میری ہی عبادت کرو اور میری ہی یاد کی  
 نماز پڑھا کرو۔ (دوسری بات یہ سنو کہ) بلاشبہ قیامت آنے  
 والی ہے۔ میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہر شخص  
 کو اس کے کیسے کا بدلہ مل جائے۔ سو تم کو قیامت سے ایسا شخص

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَمْوسَىٰ ۝ إِنِّي  
 أَنَا رَبُّكَ فَأَخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ  
 الْمُقَدَّسِ طَوًى ۝  
 وَأَنَا آخِزْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝  
 إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي  
 وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لَتَجْزِي  
 كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝  
 فَلَا يُصَدِّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ

بِهَا دَاتَّبَعَهُ هَوَاهُ فَتَرَدَّى ۝ وَمَا تِلْكَ  
بِإِيمَانِكَ يَمُوسَى ۝

قَالَ هِيَ عَصَائِي ۚ أَتَوَكُّؤُا  
عَلَيْهَا وَاهْتَسُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَبِئْسَ مَا  
رَبُّ الْآخِرِينَ ۝ قَالَ أَلْقِهَا يَمُوسَى ۝  
فَالْقِهَا فَاذْهَبْ فَإِنَّ هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى ۝

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۚ وَتَفَسُّعًا  
سَيَّرْتَهَا إِلَّا ذُو الْاُذُنِ ۝ وَاضْمَمُ يَدَكَ إِلَى  
جَنَاحِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سَوَاءٍ  
آيَةٌ الْآخِرِينَ ۝ لِئَرْيَاكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ۝  
إِذْ هَبَّ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ۝

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝  
وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً  
مِنْ لِسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝  
وَاجْعَلْ لِي ذُرِّيًّا مِّنْ أَهْلِ الْاُذُنِ ۝ هَمُّونَ  
آخِرِينَ ۝ أَشَدُّ بِهِ أَزْرِي ۝ وَاشْرِكُهُ  
فِي أَمْرِي ۝ كُنْتُ نَسِيحًا كَثِيرًا ۝ وَتَذَكَّرْتُ  
كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ  
أُوتِيتَ سؤُوكَ يَمُوسَى ۝

آگے چل کر فرمایا:-

إِذْ هَبَّ أَنْتَ وَآخُوكَ بِأَيْتِي وَلَا  
تَنِيَانِي ذِكْرِي ۝ إِذْ هَبَّ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ  
طَغَى ۝ فَقَوْلًا لَهُ قَوْلًا لَّيْسَ لَعْلَهُ يَتَذَكَّرُ  
أَوْ يَخْشَى ۝

باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشوں پر چلتا  
ہے۔ کہیں تم (اس بے فکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ۔ اور یہ تمہارے  
دماغ میں کیا چیز ہے موسیٰ؟ انہوں نے کہا کہ یہ میری لاشی ہے  
میں اس سے سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا  
ہوں اور اس سے میرے اور بھی کام نکلتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اسے  
زمین پر ڈال دو، اے موسیٰ۔ سو انہوں نے اسے ڈال دیا۔  
یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ ارشاد ہوا کہ اسے پکڑ لو،  
ڈرو نہیں۔ ہم ابھی اسے اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے۔ اور تم اپنا  
ہاتھ اپنی نعل میں دے لو (پھرنکالو) وہ بلا کسی عیب کے نہایت روشن  
ہو کر نکلے گا کہ یہ دوسری نشانی ہوگی۔ تاکہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیوں میں  
سے بعض نشانیاں دکھلائیں (اب یہ نشانیاں لے کر) فرعون کے پاس  
جاؤ، وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔ عرض کیا کہ اے میرے رب میرا  
حوصلہ فراخ کر دیجیے اور میرا ہر کام آسان فرمادیجئے اور میری زبان  
پر سے بستگی ہٹا دیجیے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لیے  
میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کر دیجیے یعنی ہارون کو کہ میرے  
بھائی ہیں ان کے ذریعے سے میری قوت کو مستحکم کر دیجیے اور  
ان کو میرے کام میں شریک کر دیجیے تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب  
کثرت سے پانگی بیان کریں۔ اور آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں۔  
بے شک آپ ہمیں خوب دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری درخواست  
منظور کی گئی اے موسیٰ۔

اب تو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جائیں اور  
میری یاد میں کوتاہی نہ کریں۔ ہاں تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ  
سرکشی میں بہت بڑھ چلا ہے۔ پھر جب اس کے پاس پہنچو، تو سختی سے  
پیش نہ آنا، نرمی سے بات کرنا، ہو سکتا ہے کہ نصیحت پکڑ لے یا



ڈر جائے۔ دونوں نے عرض کیا ہر وردگار ہمیں اندیشہ ہے فرعون  
ہماری مخالفت میں جلدی کرے یا سرکشی سے پیش آئے۔ ارشاد  
ہوا کچھ اندیشہ نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، میں سب کچھ دیکھتا ہوں  
تم اس کے پاس بے دھڑک جاؤ اور کہو ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے  
ہیں۔ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجیے اور ان کو ایذا نہ پہنچا۔  
ہم تیرے پروردگار کی نشانی لیکر تیرے پاس تیرے سامنے آگئے۔ اس  
پر سلامتی ہو جو سیدھی راہ اختیار کرنے۔

قَالَ رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا  
أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ  
قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ دَاوُدَ  
فَاتَّبِعْهُ فَقَوْلًا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا  
بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تَعَدِّ لَهُمْ طَعْدًا  
جُنُودًا بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَى  
مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ (ط ۷)

سورہ نمل میں ارشاد ہوتا ہے:

جب کما موسیٰ نے اپنے گھروالوں کو میں نے ایک آگ دیکھی  
ہے۔ اب لانا ہوں تمہارے پاس وہاں سے خبر، یا لانا ہوں انکارہ سلگا  
کر تا کہ تم تالو، پھر جب پہنچا اس کے پاس آواز آئی کہ برکت ہے اس پر جو  
کوئی آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے ذات  
اللہ کی، جو رب ہے سارے جہان کا۔

إِذ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ  
نَارًا سَاءَتِيبِكُمْ مِنْهَا خَبْرًا وَاتَّبِعْتُمْ  
بِشَهَابٍ قَبَسٍ تَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ  
فَلَمَّا جَاءَهَا لُؤْدِيٌّ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي  
النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ لِيُؤسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ ۝ (النمل ۱۷)

اسی سورہ میں آگے ارشاد ہوتا ہے:

اور ڈال دے لاکھی اپنی، پھر جب دیکھا اسے پھن ہلاتے  
جیسے سانپ تپلا سفید، لٹا پٹی پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا۔ لے  
موسیٰ مت ڈر میں جو ہوں، میرے پاس نہیں ڈرتے رسول۔ مگر جس  
نے زیادتی کی، پھر بدلے میں نیکی کی برائی کے پیچھے تو میں بختے والا  
ہوں اور ڈال دے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کہ نکلے سفید ہو کر  
بغیر کسی عیب کے۔ یہ دونوں مل کر نوشتنیاں لے جاؤ، فرعون اور  
اس کی قوم کی طرف۔ بے شک وہ تھے نافرمان لوگ۔

وَأَلْقَىٰ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ  
كَأَنَّهُ جَانٌّ وَلِي مُدَبِّرًا لَمْ يَعْقِبْ  
لِيُؤسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدُنِّي  
الْمُرْسَلُونَ ۝ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ  
حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ  
وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضًا  
مِنْ غَيْرِ سُوءٍ قَفِي تَسْبِعُ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ  
وَقَوْمِهِ ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ۝

(النمل ۱۷)

پھر ارشاد ہوتا ہے:

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى إِذْ  
نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى إِذْ  
هَبَّ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى هَلْ  
تَرَكَ إِلَى أَنْ تَرْكَبِي ۝ وَأَهْدِيكَ إِلَى رَبِّكَ  
فَتَخَشِي ۝  
(النازعات ع)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَ  
جَعَلْنَا أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيْرًا فَقُلْنَا  
اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا  
فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا (الفرقان ۲۶)

سورہ الشعراء میں فرمایا:

وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَىٰ إِنَّ ابْنَ  
الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَوْمِ فِرْعَوْنَ ط  
أَلَا يَتَّقُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ  
أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي  
وَلَا يَنْطَلِقُ لِسانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝  
وَأَهْمُ عَلَيْهِ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يُقْتُلُونِ ۝  
قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ  
مُسْتَمِعُونَ ۝ فَأَتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا  
إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (الشعراء ۲۶)

سورہ قصص کا بیان ملاحظہ ہو:

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ  
أَنْسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ  
امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا تَعْلَىٰ أَتِيكُمْ  
مِنْهَا بِخَبْرٍ أَوْ جَدِّ وَتَوْ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ

کچھ پہنچی ہے تجھے کو بات موسیٰ کی، جب پکارا اس کو اس کے  
رب نے پاک میدان میں جس کا نام طوی ہے۔ جعفریوں کے پاس  
اس نے سراٹھایا۔ پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنو جاے  
اور راہ بتاؤں تجھے تیرے رب کی طرف پھر تجھے کو ڈر ہو۔

اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اسی کے ساتھ  
اس کا بھائی ہارون کام بنانے والا۔ پھر کیا ہم نے دونوں  
ان لوگوں کے پاس جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو۔ پھر  
دے مارا ہم نے ان کو اکھاڑ کر۔

اور جب پکارا تیرے رب نے موسیٰ کو کہ جاؤ اس قوم  
گنہگار کے پاس، قوم فرعون کے پاس، کیا وہ ڈرتے نہیں  
بولو اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلا میں اور رک  
جاتا ہے میرا جی اور نہیں چلتی زبان میری، سو پیغام دے ہارون  
کو اور ان کو مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعویٰ۔ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ  
مار ڈالیں۔ فرمایا کبھی نہیں تم دونوں جاؤ ہماری نشانیاں لیکر  
ہم شاکتہ تمہارے سنتے ہیں۔ سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو  
ہم پیغام لے کر آئے ہیں، پروردگار عالم کا۔

پھر جب پوری کر چکا موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے  
گھر والوں کو دیکھی کہ وہ طور کی طرف سے ایک آگ۔ کہا اپنے  
گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے آگ، شاید لے آؤں تجھے  
پاس وہاں کی کچھ خبر یا انکار آگ کا تاکہ تم تالو۔ پھر جب یہ

اس کے پاس آواز آئی، میدان کے واسطے کنارے سے برکت والے تخت میں ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ جہاں کا رب اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاشی۔ پھر جب دیکھا اسے پس ہلاتے جیسے پتلا سانپ۔ اٹا پھر امنہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر۔ اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھے کوئی خطرہ نہیں۔ ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آئے سفید ہو کر نہ کہ کسی بُرائی سے، اور لائے اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے۔ سو یہ دو سندیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں پر، بے شک وہ تھے لوگ نافرمان۔ بولا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں سے ایک جان کا، سو ڈرنا ہوں کہ مجھے مار ڈالیں گے اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان چلتی ہے مجھے زیادہ سوا سے بھیج میرے ساتھ مدد کو۔ میری تصدیق کرے، میں ڈرنا ہوں کہ مجھے جھوٹا کریں۔ فرمایا ہم مضبوط کروں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دیں گے تمہیں غلبہ، پھر وہ نہ پہنچ سکیں تم تک ہماری نشانوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو غالب رہو گے۔

تَصَلُّونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ  
الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ  
الشَّجَرَةِ أَنْ يَمْوَسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ سَرِّبُ  
الْعَلَمِينَ ۝ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا  
تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ  
يَعْقِبْ ۝ يَمْوَسَىٰ أَقْبَلُ وَلَا تَخَفْ إِنَّا  
مِنَ الْأَمِينِينَ ۝ أَسَلَتْكَ فِي جَيْبِكَ  
تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ وَأَعْتَمَمُ إِلَيْكَ  
جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَلِكُ بُرْهَانٌ مِنْ  
رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا  
قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ  
نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ وَأَخِي هَارُونُ  
هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْهُ مَعِيَ رِدْءًا  
يَصِدِّقُنِي ۝ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَيِّدُوا ۝  
قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكَ  
سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۝ أَنْتُمْ وَمَنِ  
اتَّبَعَكُمْ الْغٰلِبُونَ ۝ (تص ۴)

اسی سورت میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا  
إِلَىٰ مُوسَىٰ الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝  
وَلَكِنَّا أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلُ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ  
وَمَا كُنْتَ تَأْوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ  
آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ  
الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحْمَةً مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ  
قَوْمًا مَّا أَتَتْهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ  
(تص ۴)

اور تو نہ تھا عرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم اور نہ  
تھا تو دیکھنے والا۔ لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں پھر دراز ہوئی ان  
پر مدت۔ اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں کہ انھیں سنانا ہماری  
آیتیں۔ پر ہم رسول بھیجتے۔ اور تو نہ تھا طور کے کنارے جب  
ہم نے آواز دی۔ لیکن یہ انعام ہے تیرے رب کا کہ تو ڈرنا دے  
ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانے والا، تجھ سے  
پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں۔

پھر مزید دو جگہ فرمایا:

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى  
لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا تَشِخَّذُوا مِنْ دُونِي ذِكْرًا  
ذُرِّيَّةً مَنْ حَمَلْنَا مَعَهُ نُوحًا إِنَّهُ كَانَ  
عَبْدًا شَاكِرًا (بنی اسرائیل ۶)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ  
فِي مِرْيَةٍ مِنْ نِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى  
لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَةً  
يَهْتَدُونَ يَا مَرْيَمُ نَأْمُرُكِ بِأَنْ تُؤْبَإِيْتِنَا  
يَوْمَ نُنزِلُ هَذَا الْكِتَابَ عَلَيْكِ بِمَا نُمِرُ  
الْقِيَمَةَ نِيْمًا كَالَّذِي فِيهِ يُخْتَلَفُونَ (سجده ۳۴)

اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور اسے بنی اسرائیل کے  
لیے ہدایت کیا کہ نہ ٹھیراؤ میرے سوا کسی کو کارساز۔ تم جو اولاد  
ہو ان لوگوں کی جن کو چڑھایا ہم نے نوح کے ساتھ۔ بے شک  
وہ بندہ تھا حق ماننے والا۔

اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب، سو تو مت رہ دھوکے میں  
اس کے ملنے سے اور اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت  
کیا اور کیے ہم نے ان میں پیشوا جو راہ چلاتے تھے حکم سے  
جب وہ صبر کرتے رہے اور ہماری باتوں پر یقین کرتے رہے  
تیرا رب جو ہے وہی فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن۔  
جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ مصر پہنچے اور بھائی کو ساتھ لے کر ادائے فرض کی تیاری کر لی  
دو دنوں فرعون کے دربار میں گئے اور بے خوف و خطر اندر داخل ہو گئے۔

فرعون نے ان کے آنے کی غرض پوچھی تو فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اور رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہم تجھ سے دو باتوں  
کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ تو ایک خدا پر ایمان لے آ اور کسی کو اس کے کاموں میں شریک نہ ٹھہرا۔ دوم یہ کہ بنی اسرائیل پر ظلم  
کنا چھوڑ دے اور انھیں آزاد کر دے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

وَقَالَ مُوسَى يَا قَهْرُونَ إِنِّي رَسُولٌ  
مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَيَّ أَنْ لَا أَقُولُ  
عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ  
رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

(اعراف ۱۳۶)

اور موسیٰ نے کہا اے فرعون! میں جہانوں کے پروردگار  
کا بھیجا ہوا ہوں۔ میرے لیے کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ پر حق اور  
سچ کے علاوہ کچھ اور کہوں۔ بلاشبہ میں تمہارے لیے تمہارے  
پروردگار کے پاس سے دلیل اور نشانیاں لایا ہوں پس تو میرے  
ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

فرعون بولا، اے موسیٰ! کیا تم نے تیری پرورش نہیں کی اور تجھے اپنے ہاں نہیں رکھا، پھر کیا اس احسان کا بدلہ یہی  
ہے کہ تو ناشکری کرے؟ تو نے ایک مصری کو بھی قتل کیا، پھر یہاں سے بھاگ گیا۔

حضرت موسیٰ بولے، یہ سچ ہے کہ تو نے ہی میری پرورش کی اور یہ بھی درست ہے کہ میں نے بھولے سے ایک مصری

کو قتل کر دیا جس کا مجھے افسوس ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تو میری پرورش کے بدلے میں تمام بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھے اور انہیں اذیتیں پہنچانا اپنا حق سمجھے۔

فَاتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلَ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝  
قَالَ أَلَمْ نُؤْتِكْ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا  
مِنْ عَمُرِكَ سِنِينَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِي  
فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ فَعَلْتُمَا  
إِذَا وَآنَا مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَفَرَدْتُ مِنْكُمْ  
لَمَّا خُفِّتُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي  
مِنَ الْمُؤْتَسِّلِينَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ  
أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

(شعرا ۲۴)

پھر وہ دونوں فرعون کے پاس آئے پس انہوں نے کہا ہم بلاشبہ جہانوں کے پروردگار کے پیغمبر ہیں۔ یہ پیغام لے کر آئے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ فرعون نے کہا کیا ہم نے تجھے اپنے یہاں رکھا سا نہیں پالا اور تو ہمارے یہاں ایک مدت نہیں رہا اور تو نے جو کچھ اس زمانے میں کام کیا وہ تجھے خود بھی معلوم ہے اور تو ناشکر ہے۔ موسیٰ نے کہا میں نے وہ کام (مصری کا قتل) ضرور کیا اور اس میں چوک جانے والوں میں سے ہوں۔ پھر یہاں سے تیرے خوف سے بھاگ گیا۔ پھر میرے رب نے مجھے صحیح فیصلہ کی سمجھ دی اور مجھے اپنے پیغمبروں میں سے بنالیا۔ اور میری پرورش کا یہ احسان جو تو مجھ سے جبار رہا ہے کیا ایسا احسان ہے کہ تو بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھے۔

حضرت موسیٰ نے فرعون کی باتوں کا اعتراف کیا کہ یہ رحمت باری تعالیٰ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ اس نے تیرے ہی گھر میں میری پرورش اور تربیت کا انتظام کیا، پھر میری بیسی اور مجبور یوں کے باوصف مجھے نبوت اور رسالت جیسے جلیل منصب سے نوازا۔

فرعون نے اپنی مغرورانہ برشت کے مطابق حضرت موسیٰ کی نبوت و رسالت کا مذاق اڑاتے ہوئے ان کے پیغام کو نظر انداز کر دیا اور ان کی شخصیت سے بحث کرنے لگا۔ حضرت موسیٰ نے اس کے اعتراض کا مناسب جواب دے دیا تو کہنے لگا اچھا اگر میرے سوا کوئی اور رب ہے جسے تو رب العالمین کہتا ہے تو اس کی حقیقت بیان کر۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا، میرا رب وہ ہے جو آسمانوں، زمین اور ان دونوں کے درمیان کل مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے۔ فرعون نے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا تم نے سنا کہ کسی عجیب بات کہہ رہا ہے، حضرت موسیٰ نے فرعون اور ان کے درباریوں کے اظہارِ تعجب کی پروا نہ کرتے ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا اور فرمایا۔ میرے رب کی ربوبیت سے تیرا اور تیرے باپ دادوں کا وجود بھی خالی نہیں۔ یعنی تجھے اور تیرے آبا و اجداد کو بھی اسی نے پیدا کیا تھا اور اسی نے پرورش فرمائی تھی۔ فرعون پھر بولا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مجنون اور پاگل ہے۔

پیغمبروں کا خاصہ ہی یہ ہوتا ہے کہ ہر فرد کو ہزبات نرمی اور خوش کلامی سے سمجھائیں۔ اس لیے فرعون کی طرف سے

مجنوں اور پاگل جیسے سخت الفاظ سننے کے باوجود حضرت موسیٰ برابر نرمی سے اسے قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ جب فرعون سے آپ کی باتوں کا کوئی جواب بن نہ پڑا تو آپ نے زیادہ واضح اور سہل طریقہ سے اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔ فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جس نے دنیا کی تمام چیزوں کو وجود بخشا۔ پھر ہر طرح کی قوتیں دے کر ان پر زندگی کی راہیں کھولیں اور سب کو راہِ کمال کی طرف چلنے کا فہم عطا کیا۔

فرعون نے پوچھا کہ پھر جو لوگ ہم سے پہلے گزرے ہیں بناؤ ان کا کیا حال ہوگا؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ان پر جو کچھ گزری یا گزرے گا اس کی ذمہ داری نہ مجھ پر ہے نہ تجھ پر۔ ان کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی جانتا ہے کہ وہ کس سلوک کے روادار ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ میرا رب بھول چوک سے پاک ہے۔ وہ کبھی کسی کے ساتھ ظلم یا زیادتی نہیں کرتا۔

سورہ طہ میں حضرت موسیٰ اور فرعون کا مکالمہ یوں مذکور ہے:

(فرعون نے) پوچھا: بتلاؤ تمہارا پروردگار کون ہے اے موسیٰ؟  
موسیٰ نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت  
بخشی پھر اس پر (زندگی و عقل کی) راہ کھول دی۔ فرعون نے کہا  
پھر ان کا کیا حال ہونا ہے جو پچھلے زمانوں میں گزر چکے ہیں؟ موسیٰ نے  
کہا اس بات کا علم میرے پروردگار کے پاس نوشتہ میں ہے۔  
میرا پروردگار ایسا نہیں کہ کھویا جاوے یا بھول میں پڑ جائے۔  
وہ پروردگار جس نے تمہارے لیے زمین بچھونے کی طرح بچھا دی۔  
نقل و حرکت کے لیے اس میں راہیں نکال دیں، آسمان سے پانی برسایا، اس  
کی آبیاری سے ہر طرح کے جوڑے پیدا کر دیے۔ خود بھی کھاؤ اور  
اپنے مویشی بھی چراؤ۔ اس بات میں عقل والوں کے لیے کیسی کھلی نشانیاں  
ہیں۔ اس نے اس زمین سے تمہیں پیدا کیا، اسی میں لوٹنا ہے اور پھر  
اسی سے دوسری مرتبہ اٹھائے جاؤ گے۔

قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ۚ قَالَ رَبُّنَا  
الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۚ  
قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۚ قَالَ عِلْمُهَا  
عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَىٰ ۚ

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا ۖ وَ  
سَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا ۖ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً  
فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ۚ كُلُوا  
وَارْعَوْا ۖ أَنفِي ذَٰلِكَ لآيَاتٍ لِّأُولِي  
الْأَلْبَابِ ۚ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ  
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۚ (طہ ۲۴)

غرض حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے روشن اور پراز صداقت دلائل سننے کے باوجود فرعون نے ان کی باتوں کا  
یقین نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے وجود سے منکر ہی رہا۔ پھر اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں تمہارے لیے اپنے سوا کسی کو  
خدا نہیں مانتا یعنی تمہارا سب کا پروردگار میں ہی ہوں نہ کہ وہ جس کی صفات حضرت موسیٰ بیان کر رہے ہیں۔ پھر ہامان کو جو  
غالباً اس کا وزیر یا مشیر تھا حکم دیا کہ ایک اونچی عمارت تعمیر کرو تاکہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے خدا کا پتہ لگا سکوں  
کیونکہ میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بنا، تاکہ میں آسمانوں کی بلندیوں اور ان کے ذرائع تک پہنچ سکوں اور اس طرح موسیٰ کے خدا کا حال معلوم کر سکوں۔ اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اس طرح فرعون کے لیے اس کی بد عملی کو خوبصورت کر دیا گیا اور وہ راہِ حق سے روک دیا گیا اور فرعون کے مکر کا آخری انجام ہلاکت ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانَ ابْنِ لِي مِهْرًا  
لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ۝ أَسْبَابُ السَّمَوَاتِ  
فَأُطَّلِعَ إِلَى إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا  
وَكَذَلِكَ زَيْنَ فِرْعَوْنَ سُوءَ عَلَىٰ عَمَلِهِ  
وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۝ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ  
إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ (غافر ۱۴)

سورہ قصص میں فرمایا:

انے ہامان! اینٹیں بچا اور ایک بلند عمارت بنا، شاید اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے خدا کا پتہ لگا سکوں اور میں تو بلاشبہ اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فَاذْهَبِي يَا هَامَانَ عَلَى الطِّينِ فَأَجْعَلِي  
لِي مِهْرًا لَعَلِّي أَطَّلِعَ إِلَى إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ  
مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ (قصص)

معلوم نہیں فرعون نے ہامان سے جو کچھ کہا تھا اس کی تعبیل ہوئی یا نہیں ہوئی۔ اور ہوئی تو اس عمارت کا آج کوئی نشان مل سکتا ہے یا نہیں مل سکتا۔ فراغِ مصر نے جو عالیشان عمارتیں وقتاً فوقتاً بنائیں ان میں سے اکثر مہدم ہو چکی ہیں۔ صرف چند کے آثار باقی ہیں۔ بڑے بڑے شہر جن کا ذکر عہد نامہ قدیم میں ملتا ہے آج کہیں نہیں پائے جاتے۔ آبادی کی وضع و میت بدل گئی۔ عین الشمس جو حضرت یوسف کے زمانے میں بہت بڑا مرکز تھا اب قاہرہ کا ایک حصہ ہے جہاں حال ہی میں خوبصورت بجلیے تعمیر ہوئے ہیں۔

غرض اگر یہ عمارت بنی تھی زمانے نے اسے باقی نہ چھوڑا یا یہ سمجھنا چاہیے کہ بنانے کی تجویز تھی پھر توجہ دوسری جانب ہو گئی اور عمارت کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔

بہر حال وہ اپنے سوا کسی اور کو رب تسلیم کرنے سے سراسر انکار کرتا رہا۔ بلکہ حضرت موسیٰ کو دھمکی دی کہ میں تمہیں قید میں ڈال دوں گا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اگر میں تجھے کوئی ایسی واضح نشانی دکھا دوں جو میں اپنے رب کی طرف سے لیکر آیا ہوں تو پھر بھی تو یقین کرے گا یا نہیں؟

فرعون نے کہا کہ اگر واقعی تو کوئی ایسی نشانی لے کر آیا ہے تو دکھا:

فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا کسی کو معبود بنایا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔ موسیٰ نے کہا اگرچہ میں تیرے پاس ظاہر نشان لایا ہوں تب بھی؟ فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو وہ نشان دکھا!

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَّاهًا غَيْرِي  
لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ۝ قَالَ أَدُلُّوْ  
جُنُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ فَاثْبِتْ بِهِ إِنَّ كُنْتُ  
مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ (شعاع ۲۴)

قَالَ إِنَّ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَاتِّبِعِيهَا

إِنَّ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ (اعراف ۷)

فرعون نے کہا اگر تو اپنے خدا کی طرف سے کوئی نشانی لایا ہے تو اس بارے میں سچا ہے تو وہ نشان دکھا۔

اب حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم سے اپنی لاکھی زمین پر ڈال دی جس نے فوراً ایک اژدھے کی شکل اختیار کر لی، پھر اپنا ہاتھ گریبان کے اندر لے جا کر باہر نکالا تو وہ ایک تاب دار ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔

فرعون کے درباری چلا اٹھے کہ یہ سب جادو کا کرشمہ ہے۔ موسیٰ ایک بڑا جادوگر ہے اور اس کے ذریعے یہ ہم پر غالب آکر نہیں سرزمین مصر سے نکال دینا چاہتا ہے لہذا اس کا کوئی بندوبست کرنا چاہیے۔

فرعون نے کہا اے موسیٰ حقیقت میں تو جادوگر ہے۔ تو ہمیں جادو کے ذریعے مصر سے بے دخل کرنا چاہتا ہے اگر تو کوئی مقابلے کا دن مقرر کر دے تو ہم اس روز تیرے جادو کا جواب دیں گے۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا جشن کا دن مقرر کر لو اس دن سورج بلند ہونے پر میں میدان میں پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ دن مقابلے کے لیے مقرر کر لیا گیا۔

قوم کے مشورہ پر فرعون نے قلم و کے تمام نامور جادوگروں کو اس دن حاضر ہونے کا حکم دیا اور بتا دیا کہ موسیٰ کے جادو کا جواب دینا ہوگا۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝

وَتَرَعُ يَدَهُ إِذَا هِيَ بَيْضَاءٌ لِلنَّظِيرِينَ ۝ قَالَ

الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ عَلِيمٌ ۝

يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ

قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ خَيْرِينَ

يَأْتُونَكَ بِكُلِّ سِحْرٍ عَلِيمٍ ۝

(اعراف ۱۲۷)

پس موسیٰ نے ڈال دی اپنی لاکھی پھر اچانک وہ اژدھا بختی صاف اور ظاہر اور اس نے ہاتھ کو گریبان سے نکالا تو دیکھنے والوں کے لیے چمکتا ہوا روشن تھا۔ فرعونوں کی ایک جماعت نے کہا بلاشبہ یہ ماہر جادوگر ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ تمہیں سرزمین مصر سے نکال دے۔ پس تمہارا کیا مشورہ ہے۔ انہوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں ایک جماعت کو بھیجو جو ماہر جادوگروں کو اکٹھا کر لائے۔

پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد موسیٰ اور ہارون کو بھیجا فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف۔ وہ ہماری نشانیاں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ مگر فرعون اور اس کے درباریوں نے گھنٹا ان کا گردہ مجرموں کا گردہ تھا۔ پھر جب ہماری طرف سے سچا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ مُوسَىٰ

وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا

فَأَسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ



ان پر ظاہر ہو گئی، تو کہنے لگے یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے، صریح جادو۔  
 موسیٰ نے کہا تم سچائی کے حق میں جب کہ وہ ظاہر ہو گئی ایسی بات  
 کہتے ہو۔ کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادو گر تو کبھی کامیابی نہیں  
 پاسکتے۔ انہوں نے جواب دیا کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے  
 ہو کہ اس راہ سے ہمیں ہٹا دو جس راہ پر ہمارے باپ دادا چلتے  
 آئے ہیں اور ملک میں تم دونوں بھائیوں کے لیے سرداری قائم ہو  
 جائے۔ ہم تو تمہیں ماننے والے نہیں اور فرعون نے کہا لاؤ میرے  
 پاس ہر قسم کے ماہر ساحر۔

هَذَا لِسِحْرِ مُبِينٍ ۝ قَالَ مُوسَىٰ اَتَقُولُونَ  
 لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ اَسِحْرٌ هَذَا وَلَا يُفْلِحُ  
 السَّحَرُونَ ۝ قَالُوا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا  
 وَجَدْنَا عَلَيْهِ اَبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكُبْرَاءُ  
 فِي الْاَرْضِ ۝ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ۝ وَ  
 قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سِحْرِ عَلِيمٍ ۝  
 (یونس ۸)

سورہ طہ میں فرمایا:

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا  
 بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ فَلَمَّا تَبَيَّنَكَ لِمِثْلِهِ  
 فَاَجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهٗ  
 نَحْنُ وَلَا اُمَّتٌ مِّمَّا نَاوَىٰ ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ  
 يَوْمَ الْبَيْتِ الْمَعِينِ ۝ وَانْ يُجْشِرِ النَّاسُ سُحُورًا  
 (طہ ۲۴)

اس نے کہا اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ  
 ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے نکال دے۔ اچھا  
 ہم بھی اسی طرح کے جادو کے کرتب لا دکھائیں گے۔ ہمارے اور اپنے  
 درمیان ایک دن (مقابلے کا) مقرر کر دے نہ تو ہم اس سے پیس  
 نہ تو۔ دونوں کی جگہ برابر ہوئی۔ موسیٰ نے کہا جتن کا دن تمہارے  
 لیے مقرر ہوا۔ دن چڑھے لوگ اکٹھے ہو جائیں۔

اس زمانے میں مصری جادو اور سحر میں استاد بنے جاتے تھے اور دنیا بھر میں ان کی شہرت تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے  
 حضرت موسیٰ کو ایسے ہی معجزے عطا فرمائے جو ان کے جادوؤں کا توڑ ہو سکتے تھے اور جن کے سامنے ان کے اپنے تمام  
 جادو و سحر نظر آتے۔

مقابلے کا دن آیا، تو فرعون نے اپنا دربار بہ طرز خاص سجایا۔ درباریوں کے علاوہ دو درواز  
 جادو گروں سے مقابلہ سے لوگ اس عجیب و غریب معرکے کو دیکھنے آئے۔ فرعون کے بلائے ہوئے تمام بڑے بڑے  
 جادو گروہاں موجود تھے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون بھی پہنچ گئے۔ فرعون خوش تھا کہ آج موسیٰ کو زبردست شکست  
 ہوگی اور اس کی اپنی الوہیت کا سکم بیٹھ جائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے جادو گروں کو انعام و اکرام کا لالچ دے کر  
 ان کی کمر بستہ بندھائی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ جادو گروں سے مخاطب ہو کر بولے کہ ہم پر خواہ مخواہ جادو گری کا  
 بہتان باندھا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ نشانیاں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں تاکہ اپنی رسالت کے دعوے  
 میں ضرورت پڑے تو انہیں پیش کر سکیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہم پر اس بہتان کی پاداش میں اللہ تعالیٰ تمہیں گرفت میں نہ

نہ لے۔

حاضرین پر حضرت کی اس نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ وہ اپنے انہیں الزامات پر اڑے رہے کہ تم ہمیں مصر سے خارج کر کے اس سرزمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ پھر مصری جادو گردوں کو شاہباش اور آفرین کے نعروں سے حضرت موسیٰ کے مقابلہ پر کرتب دکھانے کے لیے آمادہ کیا گیا اور کہا کہ تم سب موسیٰ کے مقابلہ پر ڈٹ جاؤ جو بازی لے گیا کامیابی اسی کی ہے۔

قرآن عزیز نے اس مقابلے کا نقشہ اس طرح پیش کیا ہے:

پھر وعدہ کے دن جادوگر جمع ہو گئے اور لوگوں سے کہا گیا کہ تم اس میدان میں جمع ہو گئے، شاید ہم جادو گردوں کی پیروی کریں۔ اگر وہ غالب رہیں۔ سو جب جادوگر آگئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کیا ہمارے لیے اجر ہے اگر ہم غالب ہیں فرعون نے کہا ہاں اور تم اس صورت میں (ہمارے) مقربین میں سے ہو گے۔

فَجَمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ  
وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ۚ لَعَلَّنَا  
نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمْ الْغَالِبِينَ ۚ  
فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَإِنِّي  
لَنَا لَأَجْرٌ إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۚ قَالَ نَعَمْ  
وَإِن كُنْتُمْ إِذًا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۚ (شعراء ۲۶)  
وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ  
لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۚ قَالَ  
نَعَمْ وَإِن كُنْتُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۚ

اور جادوگر فرعون کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا اگر ہم موسیٰ پر غالب آجائیں تو ہمیں انعام و اکرام ملے گا؟ فرعون بولا ہاں ضرور بلکہ تم (ہمارے) مقربین میں سے ہو گے۔

مقابلہ شروع ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ نے فرعون کے جادو گردوں سے مخاطب ہو کر جو نصیحت فرمائی اور جواب میں مصریوں نے جو کچھ کہا سورہ طہ میں اس کا یوں تذکرہ فرمایا:

حضرت موسیٰ نے فرمایا، افسوس تم پر دیکھو اللہ پر افترا نہ باندھو، ایسا نہ ہو کہ اس کا عذاب تمہیں برباد کر دے۔ جس نے جھوٹ بات بنائی و ضرور نامراد ہوا پس لوگ آپس میں رو دکھ کر لگے اور سرگوشیاں شروع کر دیں۔ پھر لوہے یہ دونوں بھائی ضرور جادوگر ہیں اور اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ تمہاری عزت اور آبرو کے مالک ہو جائیں۔ پس اپنے سارے داؤں جمع کرو اور پرا باندھ کر ڈٹ جاؤ جو آج بازی لے گیا وہی کامیاب ہو گا۔

قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا  
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ  
وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۚ قَتَلْنَا زَعْوًا  
أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَىٰ ۚ  
قَالُوا إِنَّ هَذِهِ لَسِحْرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ  
يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا  
بِطَرِيقِكُمُ الْمُثَلَّىٰ ۚ فَاجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ  
اسْتُواصِفَا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ۚ (طہ ۶)

مصری جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے پوچھا کہ پہل کس کی طرف سے ہو، حضرت نے فرمایا کہ تم ہی پہل کرو کیونکہ چنانچہ انہوں نے اپنی رسیاں میدان میں ڈال دیں جو سانپ بن کر دوڑتی نظر آنے لگیں۔ حضرت موسیٰ نے یہ منظر دیکھ کر پہلے تو کچھ خوف و ہراس محسوس کیا کہ ایسا نہ ہو لوگ ان کے جادو سے متاثر ہو کر حق و صداقت پر یقین کرنے سے باز رہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی انہیں کامیابی کا یقین دلایا، تو انہوں نے بھی اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی۔ حکمتِ خداوندی سے وہ لاٹھی ایک بڑا اثر دہا بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نکل گئی۔ مصری جادوگر جنہیں اپنے جادو پر ناز تھا، حکمتِ الہی کا یہ کرشمہ دیکھ کر فوراً پکار اٹھے کہ بے شک حضرت موسیٰ کا یہ عمل جادو نہیں بلکہ اللہ کی طاقت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ پھر وہ سب سجدہ میں گر پڑے اور کہا کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لائے۔

سورہ طہ میں ارشاد ہوتا ہے :

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ آدَمَ مَنْ أَلْقَىٰ ۚ قَالَ بَلْ أَلْقَوْنَا إِذًا جِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ ۚ فَاسْتَعْصَمَ ۚ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ۚ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۚ وَآتَىٰ مَا فِي بُيُوتِكَ تَلَقَّفَ مَا مَنَعُوا ۚ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَجِرٌ وَلَا يُفْلِحُ السَّاجِرُ حَيْثُ اتَىٰ ۚ فَالْقَىٰ الشَّجَرَةَ سَجْدًا ۚ أَقَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۚ

(طہ ۳۷)

سورہ اعراف میں مذکور ہے :

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمَلِيقِينَ ۚ قَالَ أَلْقُوا ۚ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَابًا مِّنْ نُورٍ وَأَسْمُرًا هُمْ بِهِ مُصِيبُونَ ۚ بِسُحْرِ عَظِيمٍ ۚ وَادَّخَرْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقَىٰ عَصَاهُ ۚ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ

جادوگروں نے کہا اے موسیٰ پہلے تم اپنی لاٹھی پھینکو گے یا ہم ابتدا کریں۔ موسیٰ نے کہا نہیں تم ہی پہلے پھینک لو، چنانچہ انہوں نے اپنا کرتب دکھایا اور اچانک موسیٰ کو ان کے جادو کی وجہ سے ایسا دکھائی دیا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ کی طرح دوڑ رہی ہیں۔ موسیٰ نے دل میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا اندیشہ نہ کر تو ہی غالب رہے گا۔ تیز سے دائیں ہاتھ میں جو لاٹھی ہے فوراً پھینک دے جادوگروں کی تمام بناؤں نکل جائیگی، انہوں نے جو کچھ کیا ہے محض جادوگروں کا زرب ہے اور جادوگر کسی راہ سے آئے کبھی کامیابی نہیں پاسکتا۔ پس سب جادوگر سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔

جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تم اپنی لاٹھی پھینکو یا پھر ہم پھینکیں موسیٰ نے کہا تم ہی پہلے پھینکو۔ پھر جب جادوگروں نے جادو کی بناؤں ہوئی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں تو لوگوں کی نگاہیں جادو سے مار دیں اور اپنے کرتبوں سے ان میں دہشت پھیلادی اور بہت بڑا جادو بنا لائے۔ اور اس وقت ہم نے موسیٰ پر وحی کی کہ تم بھی اپنی لاٹھی پھینک دو۔ جونہی اس نے لاٹھی پھینکی تو اچانک کیا ہوا کہ جو کچھ جھوٹی نمائش جادوگروں کی تھی سب اس نے نکل کر نابود کر دی۔ پس حق قائم ہو گیا

اور وہ جو ٹہل کر رہے تھے باطل ہو کر رہ گیا۔ پس اس موقع پر وہ مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر لوٹے۔ اور سب جادوگر سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے ہم تو جانوں کے پروردگار پر ایمان لے آئے جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے۔

فَعَلَبُوا هُنَاكَ وَالْقَلْبُوا صَغِيرُونَ  
وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ  
قَالُوا إِنَّا مَتَابِرَتِ الْعَالَمِينَ  
مُوسَىٰ وَهَارُونَ  
(اعراف ۱۲۴)

یہی واقعہ سورہ یونس میں بھی بیان فرمایا:

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ  
أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُّلقُونَ  
قَالَ مُّوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ  
إِنَّ اللَّهَ سَابِطُهُ  
إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْلِحُ عَمَلَ  
الْمُفْسِدِينَ  
وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ  
ذُكُورَةَ الْمُجْرِمُونَ  
(یونس ۸۴)

جب جادوگر آ موجود ہوئے تو موسیٰ نے کہا تمہیں جو کچھ میدان میں ڈالنا ہے ڈال دو۔ جب انہوں نے جادو کی رسیاں اور لاکھیاں ڈال دیں تو موسیٰ نے کہا تم جو کچھ بنا کر لائے ہو یہ جادو ہے اور یقیناً اسے اللہ ملیا میٹ کر دے گا۔ اللہ کا یہ قانون ہے کہ وہ مغفلوں کا کام نہیں سنوڑتا۔ وہ حق کو اپنے احکام کے مطابق ضرورتاً ثابت کر دکھائے گا۔ اگرچہ مجرموں کو ایسا ہونا پسند نہ آئے۔

جب فرعون نے دیکھا کہ جادوگر مغلوب ہو کر حضرت موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لے آئے ہیں تو اسے تشویش پیدا ہوئی کہ کہیں مصری عوام بھی راہ ہدایت کی طرف رجوع نہ کریں۔ چنانچہ

**فرعون کی بوکھلاہٹ**

اس نے مکر کا دوسرا راستہ اختیار کیا اور انتقام پر اتر آیا۔ اس نے جادوگروں سے کہا معلوم ہوتا ہے تم سب نے موسیٰ سے مل کر سازش کی تھی اور میری رعایا ہوتے ہوئے میری اجازت کے بغیر تم نے موسیٰ کے خدا کو تسلیم کر لیا۔ لہذا میں تمہارے ہاتھ پاؤں اٹھ سیدھے کٹوا کر تم سب کو پھانسی پر لٹکاؤں گا:

قَالَ أَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدِينَكُمْ  
إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ  
فَلَا تَقِطَعْنَ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ  
وَلَا تُصَلِّبْنَ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ وَلِتَعْلَمْنَ  
أَنَّا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَلْقَىٰ  
(طہ ۳۶)

کہنے لگا تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ پر ایمان لے آئے ضرور یہ تمہارا سردار ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ اچھا دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ میں تمہارے ہاتھ پاؤں اٹھ سیدھے کٹواؤں گا اور کھجور کے تنوں پر سولی دوڑکا پھر تمہیں پتہ چلے گا، ہم دونوں میں کون سخت عذاب دینے والا ہے اور کس کا عذاب دیر پا ہے فرعون نے کہا مجھ سے اجازت لیے بغیر تم موسیٰ پر ایمان لے آئے۔ ضرور یہ ایک پوشیدہ تدبیر ہے۔ جو تم نے مل جل کر شہر میں کی ہے تاکہ اس کے باشندوں کو اس سے نکال باہر کرو، اچھا تھوڑی دیر میں تم کو اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ أَنْتُمْ بِي قَبْلَ أَنْ أَدِينَكُمْ  
إِنَّ هَذَا الْمَكْرُ مَكْرٌ مُّؤَمَّرَةٌ فِي الْمَدِينَةِ  
لَتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ  
(اعراف ۱۲۴)

**اعجاز الہی** وہی جادوگر جو پہلے فرعون کے ہر جابرانہ حکم کے سامنے تسلیم خم کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ جب حضرت موسیٰ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اعجاز دیکھ کر ایمان لے آئے تو انھیں فرعون کی یہ دھمکی مطلق نہ ڈرا سکی۔ ان کے دل میں ایمان کی مشعل روشن ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ کسی قیمت پر بھی دوبارہ تاریکی کی راہ اختیار کرنے کو تیار نہ تھے۔ چنانچہ فرعون کی لاف سے دردناک عذاب کا حکم سن کر بولے:

قَالُوا لَنْ نُؤْتِيَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِن

الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ

إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۚ إِنَّا آمَنَّا

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ

الْبَيْعُوتِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْلَىٰ ۝

ہم یہ کبھی نہیں کر سکتے کہ سچائی کے جو روشن دلائل ہمارے سامنے آگئے ہیں اور جس خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے اس سے منہ موڑ کر تیرا حکم مان لیں۔ تو جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ تو زیادہ سے زیادہ جو کچھ کر سکتا ہے وہ یہی ہے کہ دنیا کی اس زندگی کا فیصلہ کر دے۔ ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے۔ خصوصاً جادوگری کی خطا کہ جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا۔ ہمارے لیے اللہ ہی بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

غرض حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا جو ہر دیکھ کر جو اثر جادوگروں نے قبول کیا تھا اس سے جادوگروں کے علاوہ بعض دوسرے حاضرین بھی محروم نہ رہے اور مشعل ہدایت نے ان کے دلوں کو بھی ایمان کی روشنی سے منور کر دیا۔ چنانچہ جادوگروں کے علاوہ مصری عوام کی ایک مختصر جماعت بھی حضرت موسیٰ کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان لے آئی۔ البتہ اس مرحلے پر وہ فرعون کی وحشت و بربریت کے خوف سے اعلان نہ کر سکی۔

فرعون نے اپنی خفت مٹانے کے لیے جادوگروں کو تختہ مشق بنایا اور ان پر برستار ہا۔ مگر حضرت موسیٰ کو کچھ کہنے کی جرأت نہ کر سکا۔ درباریوں اور ارکان سلطنت نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ اور اس کی قوم کو مصر میں رہنے کا موقع دیا گیا تو یہ فساد پھیلانے لگے۔ فرعون بولا بے فکر ہو میں نے ان کے انتظام کی تدبیر سوچ لی ہے۔ میں ابھی حکم جاری کرتا ہوں۔ کہ ان کی نرینہ اولاد کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو خدمت کرنے کے لیے زندہ چھوڑ دیا جائے۔ اس طرح ان کی طاقت اور نسل کا خاتمہ ہو جائیگا۔

سورہ اعراف میں مذکور ہے:

وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَدْرُ

مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذُرْكَ

وَأَهْلَكَ طَقَالٍ سُنُقِلُ إِنبَاءَهُمْ وَسُخِّي

نِسَاءَهُمْ ۗ وَإِنَّا نَوَقَّهُمْ قَهْرُونَ ۝

(اعراف ۱۵۵)

اور فرعون کی قوم میں سے ایک جماعت نے فرعون سے کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دے گا کہ وہ زمین میں فساد کرتے پھریں اور تجھے اور تیرے دیوتاؤں کو ٹھکرائیں۔ فرعون نے کہا ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھیں گے اور ہم ان پر ہر طرح غالب ہیں اور وہ ہمارے ہاتھوں میں بے بس ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۖ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۚ  
(غافر ع)

اور بلاشبہ ہم نے فرعون، ہامان اور قارون کی طرف موسیٰ کو رسول بنا کر اور واضح نشان دے کر بھیجا پس انہوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر جھوٹا۔ پھر جب وہ ہمارے پاس سے ان کے پاس حق لے کر آیا تو کہنے لگے کہ جو لوگ اس (موسیٰ) پر ایمان لے آئے ہیں ان کے راکوں کو مار ڈالو اور ان کی رگیوں کو باقی رہنے دو اور کافروں کا مکروہ باطل و برباد ہو کر رہا۔

حضرت موسیٰ فرعون کے دربار سے رخصت ہوئے۔ جو لوگ ان پر ایمان لے آئے تھے مگر فرعون کے خوف سے سہمے رہتے تھے۔ ان کی حوصلہ افزائی اور انہیں جرأت دلاتے ہوئے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم صدق دل سے خدا کے واحد پر ایمان لے آئے ہو تو تمہیں اس کے سوا کسی اور سے ڈرنا نہیں چاہیے کیونکہ سب قوتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں، تمہیں اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے فرعون تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

سورہ یونس میں ارشاد ہوتا ہے:

فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ ۗ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ كُنتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا وَإِن كُنتُمْ مُسْلِمِينَ ۚ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۚ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۚ  
(یونس ۹۶)

پھر موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر صرف ایک گروہ جو اس قوم کے نوجوانوں کا گروہ تھا۔ وہ بھی فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتے ہوئے کہیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دے اور اس میں شک نہیں کہ فرعون مصر پر متمدانہ قابض اور ظلم و استبداد میں بالکل چھوٹ تھا اور موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا لوگو! اگر تم فی الحقیقت اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس کی فرماں برداری کٹی چاہتے ہو تو صرف اسی پر بھروسہ کرو اور فرعون کی طاقت سے نہ ڈرو۔ پس انہوں نے کہا کہ ہم صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم قوم کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں اپنی رحمت سے منکروں سے نجات دے۔

فرعون اور اس کی قوم نے بنی اسرائیل کو اب پہلے سے زیادہ ستانا شروع کر دیا خصوصاً وہ لوگ جو حضرت موسیٰ کے ہم نوا بن چکے ہیں ان پر تو عرصہ حیات تنگ کیا جانے لگا۔ حضرت موسیٰ ان تمام مصائب کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرنے کی تلقین کرتے اور فرماتے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے تم ضرور کامیاب ہو گے اور تمہارے دشمن یعنی فرعون اور اس کی قوم کو ضرور اپنی بد عملیوں اور ظلم و تشدد کی سزا اسی دنیا میں ملے گی۔ اگرچہ حضرت موسیٰ

بربران کی ڈھارس بندھاتے رہے مگر وہ بدل ہونے لگے اور کہتے کہ اے موسیٰ تم سے پہلے ہم مصیبت میں گرفتار تھے۔ تم آئے تو حوصلہ ہوا کہ اب کچھ سکھ چین سے بسر ہو کے گی۔ مگر تمھاری وجہ سے ہمیں اور بھی اذیت اٹھانی پڑی۔ فرعون اور اس کی قوم نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اب تم ہی بناؤ ہم کیا کریں۔

اس صورت حال کا ذکر سورہ اعراف میں یوں آیا ہے:

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو۔ بلاشبہ زمین اللہ کی ملک ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے وارث بنا دیتا ہے اور انجام رکی کامیابی متقیوں کے لیے ہی ہے۔ انھوں نے جواب دیا تیرے آنے سے پہلے بھی ہم مصیبت میں تھے اور تیرے پیغام لانے کے بعد بھی مصیبت ہی میں گرفتار ہیں۔ موسیٰ نے کہا وہ وقت قریب ہے کہ تمھارا پروردگار تمھارے دشمن کو برباد کر دے گا اور تمھیں اس زمین پر خلیفہ بنا دے گا اور پھر دیکھو گا کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو۔

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُفْيِئُورِثَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَهَنْ لَبَدٍ مَا حِجَّتْنَا ۖ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝ (اعراف ۱۵۷)

حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کہ اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ تمھیں مصر لوں سے بچائے گا اور تم سکھ کی زندگی بسر کر سکو گے۔ مگر جب تک تمھیں مصر سے بحفاظت تمام بچا کر نکال نہیں لے جاتا تم مصر ہی میں دین حق کے فرائض ادا کرو۔ یعنی ہمیں اپنی عبادت گاہیں بنا لویا اپنے گھروں ہی میں اللہ کی عبادت کرو اور اس بات کا مطلق اندیشہ نہ کرو کہ فرعون یا اس کے آدمی تمھیں تکلیفیں پہنچائیں گے اور پریشان کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے بارگاہِ تعالیٰ میں دعا فرمائی کہ تیرے یہ نافرمان بندے حضرت موسیٰ کی دعا یعنی فرعون اور اس کے ہم نوا تیرے نام لیواؤں کو ظلم کا تختہ مشق بنائے ہوئے ہیں۔ اور ان پر عرصہ جیت تنگ کر رکھا ہے۔ نہ خود راہِ حق اختیار کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو نیکی کے راستے پر چلنے دیتے ہیں۔ یہ محض اس لیے کہ تو نے اپنے نضر و کرم سے دنیا میں جو دولت، حکومت اور عزت انھیں دے رکھی ہے یہ اس کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔ اپنے افعال سے انھوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ تیرے ان احسانات کے اہل نہیں۔ جس طرح یہ ایمان کی سچائی کو ٹھکرا رہے ہیں اور اپنی ہٹ پر قائم ہیں اسی طرح تو انھیں دردناک عذاب کے ذریعہ دنیا کے لیے عبرت کا نمونہ بنا۔

سورہ یونس میں رب العزت فرماتا ہے کہ میں نے دونوں بھائیوں کی دعا قبول فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے:

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون پر رحمت کی کہ اپنی قوم کے لیے مصری مکان بناؤ اور ان کو قبلہ رخ تعمیر کرو اور ان میں نماز قائم

رَادُحِينَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنْ تَبْتَدُوا لِقَوْمِكُمْ بِمِصْرَ مِثْرًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ

قَبْلَةَ ۚ وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝  
 وَقَالَ مُوسَى رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ  
 مَلَآءَ زِينَتَهُ ۚ وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
 رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ  
 عَلَى أَمْوَالِهِمْ ۚ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا  
 يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرُدُّوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ قَالَ  
 اجْبِثْ دَعْوَانِكُمْ ۖ فَاستَغِيثُوا ۚ وَلَا تَسْمَعْنَ سَبِيلَ  
 الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (یونس ۹۷)

کر دو اور جو ایمان لائے ہیں انھیں کامیابی کی بشارت دو اور موسیٰ  
 نے دعا مانگی، خدا یا تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس دنیا کی  
 شوکتیں بخشی ہیں۔ تو خدا یا اس لیے کہ یہ تیری راہ سے لوگوں کو بھٹکائیں  
 خدا یا ان کی دولت زائل کر دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ  
 اس وقت تک یقین نہ کریں۔ جب تک دردناک عذاب اپنے سامنے  
 نہ دیکھ لیں۔ اللہ نے فرمایا میں نے تم دونوں کی دعا قبول کی تو اب  
 تم اپنی راہ میں جم کر کھڑے ہو جاؤ اور ان لوگوں کی پیروی نہ کرو  
 جو میری طریق کار نہیں جانتے۔

**مرد مومن** | ادھر حضرت موسیٰ بنی اسرائیل پر فرعون کے بڑھتے ہوئے جبر و تشدد سے مجبور ہو کر بارگاہِ تعالیٰ میں دست  
 بدعا ہوئے ادھر فرعون کے سرکش اور متمرد امیروں اور وزیروں نے اسے مشورہ دیا کہ موسیٰ کو قتل کیے بغیر چارہ نہیں۔ فرعون کے  
 ذہن میں پہلے ہی سے یہی تدبیر تھی۔ اب امراء کے کہنے پر وہ حضرت کو قتل کرنے پر کمر بستہ ہو گیا۔ درباریوں میں ایک ایسا شخص بھی تھا  
 جو حضرت موسیٰ پر صدق دل سے ایمان لایا تھا۔ مگر اس نے یہ بات لوگوں پر ظاہر ہونے نہ دی تھی۔ اس نے فرعون کی یہ نیت دیکھی  
 تو حضرت موسیٰ کو آگاہ کر دیا ساتھ ہی حضرت کی حمایت میں فرعون کو نصیحت کی کہ حضرت موسیٰ کو قتل کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اس  
 نے کہا کہ اگر حضرت موسیٰ جھوٹے ہیں تو ان کا کیا ان پر پڑے گا۔ ہمارا وہ کیا بگاڑتے ہیں جو ہم انھیں آزار پہنچائیں اور اگر وہ سچے ہیں  
 تو ان کی وعیدوں سے ڈر و جو وہ تمہیں سنا چکے ہیں اور ان کے کہے پر یقین اور عمل کرو۔ اس مرد مومن نے گزشتہ ہلاک شدہ  
 قوموں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرعون سے کہا کہ یہ تو میں اپنے اعمال ہی کی بدولت تباہ و برباد ہوئیں۔ لہذا آج تم حضرت موسیٰ  
 کے متعلق جو کچھ سوچ رہے ہو اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو، میں ڈرتا ہوں کہ اس کا انجام خود تمہارے حق میں بُرا نہ نکلتے۔ اس مرد مومن  
 نے حضرت یوسفؑ کا حوالہ دیتے ہوئے فرعون اور اس کے درباریوں سے یہ بھی کہا کہ اس ملک میں جب انھوں نے حق کا پیغام  
 سنایا تھا تو تم اور تمہارے آبا و اجداد ان کے متعلق بھی شبہ میں پڑے رہے اور ایمان نہ لائے بالآخر جب وہ نجات پا گئے تو  
 لوگوں نے کہا کہ اب خدا اپنا کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اب حضرت موسیٰ کے ساتھ بھی تمہارا یہی رویہ ہے اس لیے ان کے خلاف  
 کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ان تمام باتوں کو ذہن نشین کر لو اور ان کے متعلق سوچ لو۔

اس مرد مومن نے فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ کی مدافعت میں جو کردار ادا کیا، سورہ مومن میں اس کی تفصیل بیان  
 کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ  
 رَبَّهُ ۚ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ

اور فرعون نے کہا مجھے موسیٰ کو قتل ہی کر لینے دو اور اس کو چاہیے  
 اپنے رب کو پکارے۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل



ڈالے یا زمین میں فساد برپا کرے۔ اور موسیٰ نے کہا میں اپنے  
اور تمہارے رب کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس تکبر سے جو حساب  
کے دن پر ایمان نہیں لاتا۔ اور بولا ایک مرد ایمان دار فرعون کے  
لوگوں میں سے جو چھپاتا تھا اپنا ایمان۔ کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد  
کو اس بات پر کہ کتاب ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا ہمارے پاس کھلی  
نشانیوں تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس پر پڑے گا  
اس کا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ  
جو تم سے کرتا ہے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا جو بولے لحاظ جھوٹا۔

اے میری قوم! آج تمہارا راج ہے، غالب ہو رہے ہو، ملک میں  
پھر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آگئی ہم پر۔ بولا  
فرعون میں تو وہی بات سمجھاتا ہوں تم کو جو سوجھی مجھ کو اور وہی راہ بتاتا  
ہوں جس میں بھلائی ہے۔ اور کہا اس ایمان والے نے اے میری قوم  
میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر دن اگلے فرقوں کا سا جیسے حال ہو تو تم  
نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور جو لوگ ان کے پیچھے ہوئے اور اللہ تعالیٰ  
بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر، اور اے میری قوم میں ڈرتا ہوں  
کہ تم پر آئے دن چیخ و پکار کا جس دن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر کوئی نہیں  
تمہیں اللہ سے بچانے والا۔ اور جسے غلطی میں ڈالے اللہ تو کوئی نہیں  
اس کو سمجھانے والا اور تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے  
پہلے کھلی باتیں لیکر، پھر تم ان چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لے کر آیا  
دھوکے ہی میں رہے یہاں تک کہ جب وہ مر گیا کہنے لگے ہرگز نہ بھیجے  
گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول۔ اسی طرح بھٹکانا ہے اللہ اے جو ہو  
بے باک شک کرنے والا، وہ جو کہ جھگڑنے میں اللہ کی باتوں میں بغیر  
کسی سند کے جو پہنچی ہو ان کو۔ بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور  
ایمان داروں کے یہاں اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ ہر دل پر غرور  
کرنے والے سرکش کے.....

يُظهِرُ فِي الْأَرْضِ الْفُسَادَ ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي  
عَدْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا  
يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۚ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ  
مِنَ الَّذِينَ قَالُوا بِالْبَيِّنَاتِ كَذِبًا  
وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ لَعَنُ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ  
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذِبٌ ۚ  
يَقُومُ لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظَهْرِيْنَ فِي الْأَرْضِ  
فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنَ بَنِي اللَّهِ إِنَّ جَاءَنَا قَالَ  
فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ  
إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا  
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۚ  
مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ  
مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۚ  
وَيَقُومُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۚ  
يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مُدْبِرِينَ ۚ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاجِزٍ  
وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ  
يُوسُفُ مِنْ قَبْلِ الْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكِّ  
مَتَا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ  
يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَّبِكُمْ  
يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٍ ۚ وَالدِّينُ  
بِحَادِثُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ لِغَيْرِ سُلْطَانٍ إِتْمَمُ كَبْرُ  
مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَّبِكُمْ  
يُطْعِمُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارًا ۚ

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَتَّبِعُونَ أَهْدِيكُمْ  
 سَبِيلَ الرَّشَادِ ۚ يَتَّبِعُونَ إِنَّمَا هِيَ  
 الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۚ  
 مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ  
 عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ  
 فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا  
 بِغَيْرِ حِسَابٍ ۚ وَيَقُومُ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى  
 التَّجْوِدِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ تَدْعُونَنِي  
 لِأَكْفَرُ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ  
 عِلْمٌ ۚ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ۚ  
 لَا جَبْرَ مَرَّأَتَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ  
 فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ ۚ وَإِنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ  
 وَنَ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ  
 فَسْتَذَكِّرُونَ ۚ أَقُولُ لَكُمْ وَأَفْوِضُ  
 أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۚ

اور کہا اس ایمان دار نے اسے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں  
 تمہیں نیکی کی راہ پر اسے میری قوم۔ یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو کچھ  
 فائدہ اٹھالینا ہے۔ اور وہ جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر۔  
 جس نے کی ہے برائی تو وہی بدل پائے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے  
 بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت  
 میں، روزی پائیں گے وہاں بے شمار۔ اور اسے قوم مجھے کیا ہوا ہے۔  
 بلاتا ہوں تم کو نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف۔ تم  
 چاہتے ہو مجھے کہ منکر ہو جاؤں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اس کا  
 اس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں، اور میں بلاتا ہوں تمہیں اس زبردست گناہ  
 بخشنے والے کی طرف۔ آپ ہی ظاہر ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے  
 ہو۔ اس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہمیں پھر جانا  
 ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں دوزخ کے لوگ سو  
 آگے یاد کر دو گے جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سو نپتا ہوں اپنا معاملہ  
 اللہ کو۔ بے شک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے۔

فَوَقَّهٗ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَا مَكَرُوا وَوَحَّىٰ  
 بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءَ الْعَذَابِ ۚ النَّارُ  
 يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ  
 تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ  
 الْعَذَابِ ۚ

سو اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کی تدبیروں کے شر سے بچا لیا اور  
 فرعون کے لوگوں کو بُرے عذاب نے آ لیا۔ نارِ جہنم ہے جس پر وہ صبح  
 شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت آ جائے گی تو کہا جائے  
 گا، فرعونوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔

فرعون اور اس کے حواریوں کے لیے حق و صداقت کی یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت ہوئی، بلکہ وہ اس مرد مومن کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے محفوظ رکھا۔

جب حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون کا کوئی حیلہ کارگر ثابت نہ ہوا اور حضرت کو قتل کرنے میں بھی کامیابی نصیب نہ ہوئی تو اس کی تشویش اور بڑھی۔ اسے ہر وقت یہی فکر دامنگیر تھا کہ **فرعون کا دعوائے ربوبیت** لوگ حضرت موسیٰ کا دین اختیار کرتے گئے تو اس کی عزت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ وہ اپنی سربراہی قائم رکھنے کے لیے نئی تدبیریں سوچتا رہتا اور کچھ نہ ہو سکا تو اپنی قوم سے کہنے لگا کہ میں مصر کے تخت و تاج کا مالک ہوں، دنیوی دولت و ثروت کے لحاظ سے کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر قسم کا اختیار مجھے حاصل ہے اور میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ اس کے خلاف موسیٰ بن دیکھے خدا کو رب بنا رہا ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

فرعون خود سونے کے کنگن پہنا کرتا تھا اور جس شخص پر مہربان ہوتا اسے سونے کے کنگن عطا کرتا۔ فوج اس کے سامنے پرا باندھ کر کھڑی رہتی اور کسی کو اس کے حکم سے سرتابی کی مجال نہ تھی۔ چنانچہ وہ اپنی اس برتری سے کسی طرح دست بردار ہونے کو تیار نہ تھا اور وہ برتری اسی میں سمجھتا تھا کہ لوگ اسے بادشاہ کے علاوہ البتہ کا درجہ بھی دیں۔ چنانچہ رعایا نے عزت افزائی میں اسے رب کا درجہ دے رکھا تھا۔ اس نے موسیٰ کی تحقیر و تذلیل میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی، قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر موسیٰ کا واقعہ کوئی رب ہے تو اس کے لیے آسمان سے سونے کے کنگن کیوں نہیں گرتے اور جس طرح میرے سامنے فوج پرا باندھ کر کھڑی ہوتی ہے اس طرح اس کے لیے آسمان سے فرشتے کیوں نہیں آتے؟

اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کیا اے قوم! کیا میں مصر کے تاج و تخت کا مالک نہیں ہوں اور میری حکومت کے قدموں کے نیچے یہ نہیں بہ رہی ہیں کیا تم میرے جاہ و جلال کو نہیں دیکھتے؟ کیا میں بلند بالا ہوں یا یہ جس کو نہ عزت نصیب اور جو بات بھی صاف نہ کر سکتا ہو (اگر یہ اپنے خدا کے ہاں عزت والا ہے) تو کیوں اس پر سونے کے کنگن نہیں گرتے یا فرشتے ہی اس کے سامنے پرے باندھ کر کھڑے نہیں ہوتے۔ پس عقل کھودی فرعون نے اپنی قوم کی سوا انھوں نے اس کی اطاعت کی اور تھے وہ نافرمان بندے۔

وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ  
أَلَيْسَ لِي مَلِكٌ مِّمَّنْ هَذَا إِلَّا أَنَا وَتَجِبْتُمْ لِي  
مِن تَحْتِي أَفَلَا تَبْصُرُونَ ۝ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ  
هَذَا الَّذِي هُوَ مِثْلُكُمْ ۚ وَلَا يُكَادِرِينَ ۝  
فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ  
أُجَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِبِينَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ  
فَتَطَاعَوْهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝  
(زفر ۴۷)

مصریوں کے نزدیک برتری کا معیار چونکہ صرف دنیوی ساز و سامان اور جاہ و حشمت تھی جو فرعون کو حاصل تھی۔ اس لیے فرعون کی یہ چال کامیاب ہوئی اور اس کا یہ اعلان لوگوں کو حضرت موسیٰ سے منحرف کرنے کا باعث بنا۔ چنانچہ انھوں نے دوبارہ فرعون کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور حضرت موسیٰ کے ساتھ بہت تنگ و تنگ جہت رہ گئی جو ایمان کے راستے پر قائم ہی۔

عام اطاعت نے فرعون کی اور حوصلہ افزائی کی اور وہ نہایت شد و مد کے ساتھ حضرت موسیٰ کے درپے آزار ہو گیا۔ بنی اسرائیل کی زینہ اولاد کو قتل کیا جانے لگا۔ ایک طرف فرعون کی ربوبیت کا شد و مد سے پرچار ہونے لگا اور دوسری طرف حضرت موسیٰ کی تحقیر و تذلیل میں سرگرمی دکھائی جانے لگی۔

**عذاب الہی** جب معاملہ حد سے گزر گیا تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت موسیٰ کو اطلاع دی کہ فرعون اور اس کی قوم کو ہمارے عذاب کی وعید سنا دو کہ ان کی سہم سرکشی، ظلم، حق کے ساتھ استہزاء اور نافرمانی کے باعث

خدا کا عذاب ان پر نازل ہوگا۔ چنانچہ قحط اور زباؤں نے مصر لوہی پر عرصہ حیات تنگ کر دیا:

سورہ اعراف میں مذکور ہے کہ مصر لوہی پر طوفان، ٹڈی، چھپرہ، مینڈک اور خون وغیرہ کی وباؤں نازل کی گئیں اور ہم نے پکڑ لیا فرعون والوں کو قحط میں اور ہواؤں کے نقصان میں تاکہ وہ نصیحت پائیں۔ پھر جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق اور اگر پہنچتی برائی تو نحوست بتلاتے موسیٰ کی اور اس کے ساتھ والوں کی، سن لو ان کی شومی تو اللہ کے پاس ہے پر اکثر لوگ نہیں جانتے اور کہنے لگے جو کچھ تو لائے گا ہمارے پاس نشانی کہ ہم پر اس کی وجہ سے جادو کرے، سو ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تجھ پر، پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان ٹڈی اور چھپرہ اور مینڈک اور خون بہت سی نشانیاں جدا جدا دیں۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ  
وَلَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ  
فَإِذَا جَاءَتْهُمْ حَسَنَةٌ قَالُوا الْبَاهُتَةُ  
وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ  
مَعَهُ إِلَّا إِنَّمَا يَطَّيَّرُكُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَكِنَّ  
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَقَالُوا آمَهْمَا بِآيَاتِنَا بِهِ  
مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ  
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ  
وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ تَفَارِقُوا

جب مصر لوہی پر کوئی عذاب آتا، تو واویلا کرنے لگتے اور حضرت موسیٰ سے رجوع کرتے کہ ہمارے حق میں دعا کر دو کہ یہ عذاب ٹل جائے، پھر ہم ایمان لے آئیں گے۔ جب حضرت کی دعا سے مصیبت دور ہو جاتی تو پھر تو وہ پھر سرکشی پر اتر آتے دوبارہ عذاب ہوتا تو پھر ایمان لانے کا وعدہ کرتے اور جب دور ہو جاتا تو پھر تراتوں پر اتر آتے۔ غرض انھوں نے اسے ٹھٹھا بنالیا فرعون اور اس کی قوم کی بد عہدی کا ذکر سورہ زخرف میں آیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا۔ پس موسیٰ نے کہا میں جہانوں کے پروردگار کا رسول ہوں۔ پھر جب وہ ہماری نشانیاں لایا، اچانک وہ اس کا مذاق اڑانے لگے اور ہم نے جو نشان انھیں دکھایا ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا ہی تھا اور ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ  
فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا  
إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ وَمَا نُرِيهِمْ  
مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا أَخَذْنَا مِنْهُمُ

بازائیں اور کہنے لگے اے جادوگر تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ  
یہ مصیبت جاتی رہے، تو ہم بلاشبہ ہدایت قبول کریں گے پھر جب  
ہم نے ان سے عذاب دور کرو یا تو پھر وہ بدعہد ہو گئے۔

بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا  
السَّحَابُ اذْعُ لَنَا رَبِّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ  
إِنَّمَا أَهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ  
الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يُنْكثُونَ ۝ (زخرف ع)

جب اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اب وقت آ گیا ہے  
بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر اپنے باپ دادا کی سرزمین میں لے جاؤ۔

مصر سے فلسطین جانے کے لیے خشکی کا راستہ زیادہ قریب تھا لیکن حضرت موسیٰ نے سمندر کے راستے کو ترجیح دی یعنی بحر احمر یا  
قلزم کو عبور کر کے بیابان سورا اور سینا کی راہ سے۔ شاید اس لیے کہ خشکی کے راستے فرعون کی فوج سے ٹھہر بھٹیر ہو جانے کا خدشہ  
تھا اور بنی اسرائیل فرعون کے خوف اور رعب اور اس کی قوت کے باعث جنگ کرنے کے خواہاں نہ تھے۔  
تورات میں مذکور ہے:

اور جب فرعون نے ان لوگوں کو جانے کی اجازت دے دی تو خدا ان کو  
فلسطینوں کے ملک کے راستے سے نہیں لے گیا اگرچہ ادھر سے نزدیک پڑتا  
کیونکہ خدا نے کہا ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ لڑائی بھڑائی دیکھ کر پھپھتائے لیں اور  
مصر کو لوٹ جائیں، بلکہ خدا ان کو چکر کھلا کر بحر قلزم کے بیابان کے  
راستے لے گیا۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر رات کے وقت خفیہ طور پر مصر سے نکلے اور بحر قلزم کے کنارے پہنچ گئے  
فرعون کو فوراً پتہ چل گیا، چنانچہ وہ بھی اپنا لشکر لے کر تعاقب میں روانہ ہوا اور صبح ہونے سے پہلے ان کے سروں پر جا پہنچا۔  
پچھے فرعون کا لشکر تھا اور سامنے قلزم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ حضرت موسیٰ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ وحی نازل ہوئی۔  
"اپنی لاٹھی سمندر پر مارو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے راہ بنا دے گا" حضرت نے اپنا عصا دریا پر مارا، پانی کٹ کر دو حصوں میں تقسیم  
ہو گیا اور خشک راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل سمیت اس راستے سے پار جا اترے۔

فرعون نے یہ دیکھا تو اپنی قوم سے کہنے لگا کہ میری ہی کوشمہ سازی ہے اب تم اسی راستے سے پار اترو اور انہیں پکڑ لو۔  
جب فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں داخل ہوئے تو حکم الہی سے سمندر کا پانی آپس میں مل گیا اور سب کے سب اس میں غرق  
ہو گئے۔

غرقابی کے وقت فرعون پکار پکار کر کہنے لگا کہ میں موسیٰ اور اس کے خدا پر ایمان لایا۔ لیکن یہ حقیقی ایمان نہ تھا بلکہ

مشاہدے کا ایمان تھا اور اس کی یہ پکار اضطراری اور بے اختیار تھی نہ کہ صدق اور خلوص کی۔ مشاہدہ عذاب کے بعد ایمان کا اقرار اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ فرعون کی اس پکار کے جواب میں باری تعالیٰ نے فرمایا:

الآن وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ

اب یہ کہہ رہا ہے حالانکہ اس سے پہلے جو اقرار کا وقت تھا اس میں انکار اور خلاف ہی کرتا رہا اور درحقیقت تو مفسدوں میں سے تھا

مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝

الْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدْنِكَ لَتَكُونَنَّ

آج کے دن ہم تیرے جسم کو ان لوگوں کے لیے جو تیرے پیچھے آنے والے ہیں نجات دیں گے کہ وہ (عبرت کا) نشان بنے۔

مِن خَلْفِكَ آيَةٌ ۝

یعنی تیرے جسم کو ہم آئندہ نسلوں کی عبرت کے لیے محفوظ کر دیں گے تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ منکروں، مفسدوں، سرکشوں اور خدا سے انکار کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔

اس باب کی ابتدا میں بتایا گیا تھا کہ بعض حجری کتبات سے انکشاف ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ کے ضمن میں جس فرعون کا ذکر آتا ہے وہ رمیس ثانی کا بیٹا مفتاح ہے جو ۱۲۹۲ اور ۱۲۲۵ قبل مسیح کے درمیان گزرا ہے۔ مصری دارالاثار کے مصور احمد یوسف احمد آخندامی کے ایک مضمون سے بھی جو نجار نے قصص الانبیاء میں نقل کیا ہے یہی ظاہر ہوتا ہے فرعون موسیٰ کا نام مفتاح تھا۔ اگر یہ یقین کر لیا جائے تو پھر قرآن کے مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں کتنا پڑتلا ہے کہ اس بہت بڑے سرکش اور منحرد انسان کی لاش آج بھی دنیا کو درس عبرت دے رہی ہے۔ سمندر میں کچھ مدت تک رہنے کے باعث اس کی ناک مچھلی نے کھالی تھی، پھر سمندر سے نکالی گئی اور آج مصری عجائب خانہ میں تماشا گاہ خاص و عام ہے۔

سورہ طہ، شعراء، یونس، قصص، دخان اور الذاریات میں فرعونوں کی غزاقی کا جملہ ذکر آیا ہے۔ البتہ تورات میں اسے کچھ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے

قرآن کریم کے ارشادات ملاحظہ ہوں:

وَلَقَدْ آدَحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذْ أَنَّىٰ  
بِعِبَادِي فَاصْرَبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا  
لَّا تَخَفُ دَرَكًا وَلَا تُخْشَىٰ ۝ فَاتَّبَعَهُمْ  
فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ اللَّيْلِ مَا  
غَشِيَهُمْ ۝ وَأَصْلُ فِرْعَوْنَ قَوْمَهُ  
مَا هَدَىٰ ۝

اور ہم نے موسیٰ پر وحی بھیجی تھی کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا پھر سمندر میں ان کے گزرنے کے لیے خشکی کی راہ نکال لے تجھے نہ تو تعاقب کرنے والوں سے اندیشہ ہوگا نہ اور کسی طرح کا خطرہ، پھر تو فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کا پیچھا کیا۔ پس پانی کا ریلہ جیسا کچھ ان پر چھانے والا تھا چھا گیا یعنی جو کچھ ان پر گزرنی تھی گزرنے لگی، اور فرعون نے اپنی قوم پر راہِ نجات گم کر دی۔ انہیں سیدھا راہ نہیں دکھائی۔

اور حکم بھیجا تم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو  
البتہ تمہارا پیچھا کریں گے۔ پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب۔  
یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی۔ اور وہ مقرر ہم سے  
دل جلے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں۔ پھر نکال  
باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے اور خزانوں اور مکانوں سے  
اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے۔ پھر پیچھے  
پڑے ان کے سورج نکلتے کے وقت۔ پھر جب متقابل ہوئیں دونوں فوجیں  
کننے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے۔ کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ ہے  
میرا رب۔ وہ مجھ کو راہ بتائے گا۔ پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو مار اپنے  
عصا سے دریا کو۔ پھر دریا بھٹ گیا تو ہو گئی ہر ایک بھانک جیسے بڑا  
پھاڑ اور پہنچا دیا ہم نے اسی جگہ دوسروں کو اور بچا دیا ہم نے موسیٰ کو  
اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر ڈبو دیا ہم نے دوسروں کو۔  
اس چیز میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے  
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا۔

بالآخر ہم نے انہیں سزا دی یعنی اس جرم کی پاداش میں کہ ہماری  
نشانیاں جھٹلائیں اور ان کی طرف سے غافل رہے۔ انہیں سمندر میں  
غرق کر دیا اور جس قوم کو کمزور و حقیر خیال کرتے تھے اس کو ملک کے  
تمام پورب کا اور اس کے مغربی حصوں کا کہ ہماری بخشی ہوئی برکت  
سے مالا مال ہے وارث کر دیا اور اس طرح تیرے پروردگار کا  
فرمان پسندیدہ بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہوا کہ رہمت و ثبات  
کے ساتھ، جسے رہے تھے اور فرعون اور اس کا گروہ جو کچھ بنا مارا  
تھا اور جو کچھ بلندیاں اٹھائی تھیں وہ سب درہم برہم کر دیں۔  
اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا۔ یہ دیکھ کر  
فرعون اور اس کے لشکر نے پیچھا کیا تاکہ ظلم و شرارت کریں۔ لیکن

وَ اَوْحَيْنَا اِلَى مُوسَىٰ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِي  
اَنْكُمْ مُتَّبِعُونَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِرْعَوْنَ فِي الْمَدَائِنِ  
حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشُرُودٌ ۝ قَلِيْلُوْنَ ۝  
وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغٰٓئِطُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ  
فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّتٍ وَعُيُوْنَ ۝ وَ كُنُوْزٍ  
وَ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۝ وَاَوْرَثْنَاهَا بَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ  
فَاتَّبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرٰٓءَا الْجَمْعِيْنَ قَالِ  
اَصْحٰبُ مُوسٰى اِنَّا لَمُدْرِكُوْنَ ۝ قَالِ كَلَّا ۝ اِنَّ  
مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَا اِلَى مُوسٰى اَنْ  
اَضْرِبْ بِعَصٰكَ الْبَحْرَ ۝ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ  
فِرْقٍ كَالطُّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَرْسَلْنَا تَمْرَ الْاٰخِرِيْنَ  
وَ اَنْجَيْنَا مُوسٰى وَ مَنْ مَعَهُ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ  
اَعْرَقْنَا الْاٰخِرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط  
وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ  
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ (شعراء ع ۳)

فَاَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَعْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ  
بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا وَ كَاوُوا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝  
وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَاوُوا اِيْتَضَعُوْنَ  
مُشٰرِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا ط  
وَ تَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ  
بِمَا صَبَرُوْا ط وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ  
وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَاوُوا يَعْرِشُوْنَ ۝

(اعراف ع ۱۵۶)

وَ جُوْزُنَا بِبَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ الْبَحْرَ فَا  
تَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغِيًّا وَ عَدُوًّا

اِذَا اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اِنَّهُ لَا  
 اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْ اٰمَنْتُ بِهِ بَنُوْا اِسْرٰٓئِيْلَ وَ  
 اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ وَقَدْ عَصَيْتَ  
 قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَاَلْيَوْمَ  
 نَجِيَّتْ بِبَدَايِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلَقَكَ اٰيَةً  
 وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنِ اٰيَاتِنَا لَخٰفِلُوْنَ ۝  
 (یونس ۷۰)

جب حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ فرعون سمندر میں غرق ہونے لگا تو اس  
 وقت پکارا اٹھا میں یقین کرتا ہوں کہ اس مستی کے سوا کوئی معبود نہیں  
 جس پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں اور میں بھی اس کے فرمانبردار بندوں  
 میں ہوں، رہم نے کہا ہاں اب تو ایمان لایا حالانکہ پہلے برابر نافرمانی کرتا  
 رہا اور تو دنیا کے مفسد انسانوں میں سے ایک مفسد تھا۔ پس آج ہم  
 ایسا کریں گے کہ تیرے جسم کو بچالیں گے تاکہ ان لوگوں کو جو تیرے بعد آنے  
 والے ہیں ایک نشانی ہو اور اکثر انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں کی  
 طرف سے بالکل غافل رہتے ہیں۔

اور برائی کرنے لگے وہ اور اس کا لشکر ملک میں ناحق اور سمجھے  
 کہ ہماری طرف پھر نہ آئیں گے۔ پھر کپڑا ہم نے اس کو اور اس کے  
 لشکر کو پھر پھینک دیا ہم نے ان کو دریا میں۔ سو دیکھ لے کیا ہوا انجام  
 گنہگاروں کا۔

اور جہنچ چکے ہم ان سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا ان کے  
 پاس رسول عزت والا کہ حوالہ کر دیرے بندے خدا کے تمہارے پاس  
 آیا ہوں بھیجا ہوا مستیر، اور یہ کہ سرکشی نہ کرو اللہ کے مقابل، میں لایا  
 ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی۔ اور میں پناہ لے چکا ہوں اپنے  
 رب اور تمہارے رب کی اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو اور اگر  
 تم یقین نہیں کرتے مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ۔ پھر دعا کی اپنے  
 رب سے کہ یہ لوگ گنہگار ہیں۔ پھر لے نکل رات میں میرے بندوں  
 کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے اور چھوڑ جا دیر یا کو تمہا ہوا۔ البتہ وہ لشکر  
 ڈوبنے والے ہیں۔ بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور  
 گھر عمدہ اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنا یا کرتے تھے۔ یونہی ہوا  
 اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک دوسری قوم کے۔ پھر نہ رویا  
 ان پر آسمان اور نہ زمین اور نہ ملی ان کو ڈھیل اور ہم نے بچا نکالا  
 بنی اسرائیل کو ذلت کی مسیبت سے جو فرعون کی طرف سے تھی۔

وَاَسْتَكْبَرُوْهُ وَجُنُوْدُهُ فِی الْاَرْضِ  
 بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُوْا اَنَّهُمْ اِلٰنَا لَا يَرْجِعُوْنَ  
 فَاَخَذْنَاهُ وَجُنُوْدَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِی الْيَمِّ  
 فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِيْنَ ۝ (قصص)  
 وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ  
 وَجَاءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْا اِلٰیَّ  
 عِبَادَةَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اٰمِيْنٌ ۝ وَاَنْ لَا  
 تَعْلُوْا عَلٰی اللّٰهِ اِنِّیْ اَتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝  
 وَاِنِّیْ عٰذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝  
 وَاِنْ لَّمْ تَوْمِنُوْا لِیْ فَاَعْتَرِلُوْنِ ۝ فَاَدْعَارِبَهُ  
 اَنْ هُوَ لَا يَرْجِعُ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ فَاَمْرٌ بِعِبَادَةِیْ لَیْلًا  
 اِنْ كُمْ مُّتَّبِعُوْنَ ۝ وَاَتْرٰكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ  
 جُنْدٌ مُّخْرَجُوْنَ ۝ كَمْ تَرٰكُوْا مِنْ جَنَّتٍ وَ  
 عِبُوْنَ ۝ وَاَزْرُوْعٍ وَمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَنَعْمَةٌ  
 كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاُوْرَثْنٰهَا  
 قَوْمًا اٰخِرِيْنَ ۝ فَمَا بَلَكَ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَ  
 الْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنظَرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّیْنَا



بے شک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھنے والا۔

بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۚ مِنْ  
فِرْعَوْنَ ۗ إِنَّهُ كَانَ عَلِيًّا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ (دخان ع)

پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اس زمین میں۔ پھر زیادیا  
ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس  
کے پیچھے آباد ہو تم زمین میں۔ پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کا۔  
لے آئیں گے تم تم کو سمیٹ کر۔

فَارَادَ أَنْ تُسْفِرَهُمْ مِنَ الْأَرْضِ  
فَأَعْرَضْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ۗ وَقُلْنَا مِنْ  
بَعْدِهِ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا  
جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ ۗ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۗ (بنی اسرائیل ع)

جب حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی بحرِ قلزم پار کر کے جس سرزمین میں داخل ہوئے وہ لقی و  
دق صحرا اور بے آب و گیاہ علاقہ تھا۔ جسے بیابانِ شوره وادی سینا یا سین کہا گیا ہے

## پیروان موسیٰ کا کفرانِ نعمت

بحرِ قلزم کے اس مشرقی حصے میں شدید گرمی پڑتی تھی اور درودرتک کہیں پانی یا سبزے کا نام و نشان نہ تھا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ  
کر گھبرا گئے اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم تو یہاں بھوک پیاس اور گرمی سے مرجائیں گے۔ چونکہ صدیوں تک وہ مصریوں کی غلامی میں رہے  
تھے اور ذلت کے تمام کام ان سے لیے جاتے تھے اس لیے ان کی ذہنیت بہت پست ہو چکی تھی اور ایمان ابھی مستحکم نہیں تھا۔ لہذا  
حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کے حال پر رحم فرمائے اور ان کے لیے آسائش کا کوئی سامان مہیا ہو جائے ورنہ ان  
کے قدم راہِ حق سے لاکھڑا لے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ رات بسر کرنے کے بعد جب دن ہوا  
تو بنی اسرائیل نے دیکھا کہ زمین اور درختوں پر جا بجا سفید اولوں کی طرح کوئی چیز بکھری پڑی ہے۔ انھوں نے اسے کھایا تو وہ لذیذ حلو  
کے مانند تھی۔ یہ من تھا۔ پھر تیز ہوا چلی جس کے ساتھ بیٹروں کے غول کے غول دہاں آکر اترنے لگے۔ بنی اسرائیل انھیں آسانی سے پکڑ  
لیتے اور بھون کر کھاتے یہ سلویٰ تھا اس طرح غیب سے ان کے لیے اس بے آب و گیاہ علاقے میں روزی کا سامان مہیا ہو گیا۔  
اسی شدید خطے میں انھیں گرمی سے محفوظ رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابرگھر آئے۔ حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم سے  
اپنا عصا زمین پر مارا جس سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ غرض حضرت موسیٰ کی دعا کے طفیل اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کے ہمراہوں  
کو اپنے تکلیف دہ مقام پر اپنے فضل و کرم سے نوازا جس کا ذکر سورہ بقرہ، اعراف اور طہ میں آیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے :-

اور پھر جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا تھا اور ہم نے  
حکم دیا تھا اپنی لاش سے پہاڑ کی چٹان پر ضرب لگاؤ چنانچہ بارہ چشمے  
پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے اپنے اپنے پانی لینے کی جگہ معلوم کر لی  
پس کھاؤ پیو، خدا کی بخشائش سے فائدہ اٹھاؤ اور ایسا نہ کر کہ  
ملک میں فتنہ و فساد پھیلاؤ۔

وَإِذَا سَأَلَكَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا  
اضْرِبْ بَعْصَاكَ الْحَجَرِ ۗ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ  
أَنْثَاءٌ عَشْرَةٌ ۗ عَيْنَاهُ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ  
مَشْرَبَهُمْ كَلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ  
وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُسْتَبِدِينَ ۗ (بقرہ ع)

وَضَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا  
عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ كُلًّا مِنْ طَيِّبَاتِ  
مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُوا أَنَا وَلَكِنْ كَانُوا  
أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ (القصص: ۷)

سورہ اعراف میں فرمایا:

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْتَدُونَ  
بِالْحَقِّ وَيَبْهَعُونَ ۝ وَقَطَّعْنَاهُمْ اثْنَتَيْ  
عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ  
إِذْ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنْ اصْرِفْ بَعْضَكَ  
الْحَجَرَ ۚ فَابْتِجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا  
قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ۖ وَظَلَّلْنَا  
عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّاءَ  
السَّلْوَىٰ كُلًّا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ  
وَمَا ظَلَمُوا أَنَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

سورہ طہ میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا اِسْرٰٓءِيْلُ قَدْ اٰنٰجَيْنٰكُمْ مِّنْ  
عَدُوِّكُمْ وَاَعَدْنَا لَكُمْ جَانِبَ الطُّورِ  
الْاَيْمَنِ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوٰى  
كُلًّا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا  
فِيْهِ فَيَحْبِلَ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۗ وَمَنْ يَّحِلْ  
عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ ۝  
لَمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝

اللہ تعالیٰ کے ان احساناتِ عظیم کے باوجود بنی اسرائیل نے ناشکری اور ناقدری کا ثبوت دیا کہنے لگے کہ روزانہ ایک

ہی قسم کی غذا کھانے کو ہمارا جی نہیں چاہتا۔ ہم باقلا، کھیرا، گلڑھی، مسور، لہسن اور پیاز جیسی چیزیں کھانا چاہتے ہیں۔ ان کو  
یہ مطالبہ لغو تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ جب تمہیں اچھی چیزیں کھانے کو مل رہی ہیں پھر تم معمولی درجے کی اشیاء پر کیوں

اور ہم نے تمہارے سروں پر ابر کا سایہ پھیلا دیا اور من اور سلویٰ  
کی غذا فراہم کر دی، خدا نے تمہاری فراغت کے لیے جو اچھی چیزیں  
ہیا کر دی ہیں انہیں بفرغت کھاؤ اور کسی طرح کی قلت و تنگی محسوس  
نہ کرو۔ تم نے اپنی ناشکریوں سے ہمارا کیا بگاڑا، خود اپنا ہی نقصان  
کرتے رہے۔

اور موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ایسا ہے جو لوگوں کو سچائی کی راہ  
چلاتا اور سچائی ہی کے ساتھ انصاف بھی کرتا ہے اور ہم نے بنی  
اسرائیل کو بارہ خاندانوں کے بارہ گروہوں میں تقسیم کر دیا اور جب  
لوگوں نے موسیٰ سے پینے کے لیے پانی مانگا تو ہم نے وحی کی کہ اپنی  
لاٹھی چٹان پر مارو۔ چنانچہ بارہ چٹے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ نے  
اپنی اپنی جگہ پانی کی معلوم کر لی اور ہم نے بنی اسرائیل پر ابر کا سایہ  
کر دیا تھا اور من و سلویٰ اتارا تھا۔ ہم نے کہا تھا یہ پسندیدہ غذا  
کھاؤ جو ہم نے عطا کی ہے۔ انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا،  
خود اپنے ہاتھوں اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

اے بنی اسرائیل میں نے تمہارے دشمن سے تمہیں نجات بخشی  
تم سے برکتوں اور کامرانیوں کا وعدہ کیا جو کوہ طور کے دہنی جانب  
ظہور میں آیا تھا۔ تمہارے لیے من اور سلویٰ ہیا کر دیا۔ تمہیں کہا گیا  
یہ پاک غذا ہیا کر دی گئی ہے۔ شوق سے کھاؤ۔ سرکشی کرو گے تو میرا  
غضب نازل ہو جائیگا اور جس پر میرا غضب نازل ہو تو بس وہ ہلاکت میں  
گرا۔ اور جو کوئی توبہ کرے ایمان لائے، نیک عمل ہو تو میں یقیناً  
کے لیے بڑا ہی بخشش والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ان احساناتِ عظیم کے باوجود بنی اسرائیل نے ناشکری اور ناقدری کا ثبوت دیا کہنے لگے کہ روزانہ ایک  
ہی قسم کی غذا کھانے کو ہمارا جی نہیں چاہتا۔ ہم باقلا، کھیرا، گلڑھی، مسور، لہسن اور پیاز جیسی چیزیں کھانا چاہتے ہیں۔ ان کو  
یہ مطالبہ لغو تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ جب تمہیں اچھی چیزیں کھانے کو مل رہی ہیں پھر تم معمولی درجے کی اشیاء پر کیوں

اصرار کر رہے ہو، مگر وہ اپنی ہٹ سے باز نہ آئے۔ حضرت نے ان باتوں پر ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تمہارے خیالات اور تمہاری ذہنیت کا یہی عالم ہے تو تم جہاں جا ہو جا سکتے ہو۔ ہر جگہ یہ چیزیں تمہیں مل جائیں گی۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّصْبِرَ عَلٰى  
طَعَامٍ وَّاجِدٍ فَاذْعُ لَنَا رَبِّكَ يُخْرِجْ لَنَا  
مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَابِهَا  
ذُنُوبًا مِّمَّا وَعَدَ سِيبًا وَّبَصَلِهَا قَالَ اَلَتَسْتَبِدُّونَ  
الَّذِي هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوا  
مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مٰا سَأَلْتُمْ (البقرہ ۶)

اور جب تم نے کہا موسیٰ! ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔  
اپنے پروردگار سے ہمارے لیے دعا کرو کہ وہ زمین سے ہمارے  
لیے باقلا، ککڑی، لہسن، مسور اور پیاز جیسی چیزیں اگائے موسیٰ  
نے کہا کیا تم بہتر اور عمدہ چیز کے بدلے میں گھٹیا چیز کی خواہش  
کرتے ہو۔ کسی شہر میں جا کر قیام کرو۔ بلاشبہ وہاں یہ سب کچھ مل  
جائے گا جس کے لئے تم دعا کر رہے ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ غلامی کے زمانے میں قوموں کے اخلاق لپست ہو جاتے ہیں اور وہ چھوٹی باتوں کے لیے بڑے مقاصد سے بے پروا ہو جاتی ہیں مثلاً یہی واقعہ دیکھیے حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو غلامی کی مصیبتوں سے نجات دلائی اور وہ انہیں وطن میں حکمرانی کے منصب پر بٹھانا چاہتے تھے۔ لیکن دیکھیے۔ اس اہم مقصد کی راہ میں بنی اسرائیل کو تھوڑی دیر کے لیے زبان کا چٹخا راجھوڑنا پڑا تو وہ کس طرح بیتاب ہو گئے اور صبر و استقامت کا مہم لگی سامونہ بھی نہ دکھا سکے۔ حالانکہ صبر و استقامت ہی پر قوموں کی زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ صبر کا مطلب یہ ہے کہ حالات کتنے ہی ناسازگار پیش آئیں۔ انہیں برداشت کرتے ہوئے کامیابی کی راہ نکالی جائے۔ استقامت کا مطلب یہ ہے کہ ہر ناخوشگوار سی اور ہر ناسازگاری کے مقابلے میں پہاڑ کی طرح قدم جما لیے جائیں۔ یہ دونوں خصلتیں سختی ایمان کی روشن دلیل ہیں۔ جہاں صبر و استقامت نہ ہو سمجھ لینا چاہیے کہ ایمان بھی پختہ نہیں۔

**حضرت موسیٰ کو وہ طور پر** اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کو مصر لوگوں کی غلامی سے نجات دلانے کے بعد تمہیں "شرعیات" دی جائے گی۔ چنانچہ اب اس حکم کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا حضرت موسیٰ وحی الہی کے مطابق طور پر پہنچے جہاں عبادت الہی کے لیے ایک مہینہ تک اعتکاف کیا پھر دس دن کی میعاد بڑھا دی گئی چنانچہ چالیس دن اسی کیفیت میں گزرے۔ اس مدت میں حضرت ہارون ان کی جگہ بنی اسرائیل کی ہدایت کے ذرائع انجام دیتے رہے۔ (جہد ختم ہونے پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں شرف کلام بخشا، پھر حضرت موسیٰ نے تہلی باری تعالیٰ کی خواہش کی۔ ارشاد ہوا، موسیٰ تم نہ دیکھ سکو گے، مشاہدے کی تاب نہ لاسکو گے، اچھا ہم اپنی ذات کی تہلی کا ظہور اس پہاڑ (کوہ طور) پر کریں گے اگر یہ اس تہلی کو برداشت کر لے تو پھر تم یہ سوال کرنا، تہلی کا ظہور ہوا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ اس نظارہ کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے۔

ہوش آنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، اپنی ہستی کے عجز و بے چارگی کا اظہار کیا۔  
وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ  
اور جب موسیٰ آیاتاً کہ ہمارے مقررہ وقت میں حاضری دے

قَالَ رَبِّ ارِنِي مَا تَنْظُرُ اِيَّاكَ مَا قَالَ لَنْ تَرَانِي  
وَلٰكِنِ اَنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنَّهُ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ  
فَسَوَّتْ تَرَابِيْعًا فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ  
دَكَاةً وَخَرَّ مُوسَى صَبَقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ  
تُبْتُ اِيَّاكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(اعراف ۱۶)

اور اس کے پروردگار نے اس سے کلام کیا تو پکار اٹھا پروردگار مجھے اپنا  
جمال دکھا کہ تیرے طرف نظر کر سکوں۔ حکم ہوا تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ مگر  
ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ (تجلی حق کی تاب لے آیا اور) اپنی جگہ ٹھکا  
رہا تو تو بھی مجھے دیکھ سکے گا، پھر جب اس کے پروردگار نے تجلی کی تو  
اس تجلی نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا جب موت  
میں آیا تو کہا خدا یا تیرے لیے ہر طرح کی تقدیس ہو میں تیرے حضور تو  
کرنا ہوں اور سب سے پہلے یقین کرنے والوں میں ہوں۔

**نزولِ تورات** | اس کے بعد حضرت موسیٰ کو تورات عطا فرمائی گئی، حکم ہوا کہ اس پر مضبوطی سے جمے رہو اور اپنی قوم کو بھی قائم رہنے  
کی تاکید کرو، میں نے اس کتاب میں حرام و حلال، اور اولوہی غرض تمام دینی اور دنیوی مسائل تفصیل کے ساتھ بیان کر دئے ہیں تاکہ  
تم سب صحیح راستہ پر چلتے رہو۔

قَالَ يٰمُوسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ  
بِرِسٰلَتِيْ وَبِكَلٰمِيْ فَخُذْ مَا اَنْتَبْتُكَ وَكُنْ  
مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهُ فِى الْاَلْوٰجِ مِنْ  
كُلِّ شَيْءٍ بِمَوْعِظَةٍ وَتَفْصِيْلٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ  
فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَاْمُرْ قَوْمَكَ يٰخُذُوْا بِ  
حَسْبِنَا ۝ سَاوَرِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (اعراف ۱۷)

فرمایا اللہ نے اے موسیٰ! بے شک میں نے لوگوں پر تجھ کو اپنی پیغمبری  
اور ہم کلامی سے برتری دی ہے اور تجھ کو پس جو میں نے تجھ کو  
رتورات کو دیا ہے اسکو لے اور شکر گزار بن۔ اور ہم نے اس کے  
لیے تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر شے کی تفصیل لکھ دی ہے  
پس اسے قوت کے ساتھ پکڑ اور اپنی قوم کو حکم کر کہ وہ ان میں سے  
اچھی کو اختیار کریں۔ عنقریب میں تم کو نافرمانوں کا گھر دکھاؤں گا۔

ادھر حضرت موسیٰ کو یہ طور پر اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف تھے اور ان پر نوازشات الہی کی بارش ہو رہی تھی۔ ادھر  
**گوسالہ پرستی** | بنی اسرائیل نے ایک شخص سامری کی قیادت میں جو بہ ظاہر حضرت موسیٰ ہی کے دین کا پیرو تھا "گوسالہ" (بچھڑا)  
کر اس کی پرستش شروع کر دی۔

سامری نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم اپنے سونے کے تمام زیورات لے آؤ تو میں تمہیں تمہارے فائدے کا ایک کام دکھا  
گا۔ لوگ اس کے فریب میں آگئے اور سارے زیورات لا کر رکھ دیے۔ سامری نے انہیں گھملا کر اس سے ایک گوسالہ بنایا اور کسی ترکیب  
سے اس میں مشتِ خاک ڈال کر آثارِ حیات پیدا کر دیے وہ بھائیں بھائیں کرنے لگا۔ تب سامری نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر  
کہا کہ حضرت موسیٰ تو غلطی سے خدا کی تلاش میں طور پر گئے ہیں تمہارا معبود تو دراصل یہی ہے۔

بنی اسرائیل چونکہ صدیوں تک مصریوں کی غلامی میں رہے تھے اور گوسالہ پرستی یا اس قسم کی دوسری مشرکانہ رسوم مصریوں کے  
مذہب تھیں لہذا بنی اسرائیل بھی اس کے رنگ میں رنگے جا چکے تھے۔ انہوں نے جھٹ سامری کی بات کا یقین کر لیا اور گوسالہ

پوچھنے لگے۔

حضرت ہارون نے قوم کو اس گمراہی سے بچا کر سیدھی راہ پر لگانے کی بہتری کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ وہ کہتے تھے جب تک موسیٰ واپس نہ آئیں ہم یہی کچھ کرتے رہیں گے۔

حضرت موسیٰ کو قوم کی گمراہی کا پتہ چلا تو غصہ سے بے تاب ہو گئے۔ قوم کے پاس پہنچ کر انھیں اس گمراہی پر سخت ہرزاش کی۔ وہ کہنے لگے ہمارا کوئی قصور نہیں ہمیں تو سامری نے گمراہ کر دیا۔ تب آپ اپنے بھائی حضرت ہارون کے ساتھ بھی سختی سے پیش آئے۔ حضرت ہارون نے کہا کہ میرا کوئی قصور نہیں، میں نے اپنی طرف سے جتنی کوشش ہو سکی کی مگر یہ کسی طرح نہ مانے اور مجھے یہ خوف دامنگیر رہا کہ کہیں میرا کوئی فعل بنی اسرائیل میں تفرقے کا موجب نہ بن جائے۔ کم از کم آپ کے آنے تک میرے لیے انتظار ضروری تھا۔

تب سامری کی باری آئی۔ حضرت موسیٰ نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا اے سامری! یہ تو نے کیا کیا ہے سورہ طہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سامری نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور کہا کہ میرے جی نے مجھے ایسی ہی بات سمجھائی۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا، اچھا جا تیرے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں عذاب ہے۔ دنیا میں عذاب یہ کہ تو دیوانوں کی طرح مارا مارا پھرے گا اور آخرت میں وہی عذاب ملے گا جو تجھ جیسے گمراہوں کے لیے مقرر ہے پھر گو سالہ کو آگ میں جلا دیا۔

قرآن عزیز میں مختلف مقامات پر اس واقعہ کی تفصیل مذکور ہے۔ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور پھر دیکھو یہ واقعہ ہے کہ موسیٰ سچائی کی روشن دلیلوں کے

ساتھ تمہارے پاس آیا، لیکن جب چالیس دن کے بعد تم سے الگ ہو گیا

تو تم بھڑے کے پیچھے لگے اور ایسا کرتے ہوئے یقیناً تم ایمان سے

منحرف ہو گئے تھے اور پھر جب ایسا ہوا تھا کہ ہم نے تم سے عہد لیا

تھا اور کوہ طور کی چوٹیاں تم پر بلند کر دی تھیں تو تم نے اس کے

بعد کیا کیا تمہیں حکم دیا گیا کہ جو کتاب تمہیں دی گئی ہے اس پر منبویٰ

کے ساتھ جم جاؤ۔ اور اس کے حکموں پر کار بند رہو۔ تم نے کہا سنا

اور دل سے کہا نہیں ماننے اور پھر ایسا ہوا کہ تمہارے کفر کی وجہ سے

تمہارے دلوں میں گو سالہ پرستی رچ گئی۔ اے پیغمبران سے کہو تم

اپنے جس ایمان کا دعوے کرتے ہو اگر وہ یہی ایمان ہے تو انسوس

اس ایمان پر۔ کیا ہی بُری راہ ہے جس پر تمہارا ایمان تمہیں لے

جا رہا ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ

ظَالِمُونَ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَ

رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا

قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْرُدْنَا فِي

قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا

يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(البقرہ ۶)

سورہ اعراف میں بیان فرمایا:

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ  
 مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا آلِهَةً خُورِظُ الْأَمَمِ  
 يَدْعُونَ إِلَيْهِ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا  
 اتَّخَذُوا ذُرًّا وَقَالُوا ظَلَمِينٌ ۝

وَلَمَّا سَقَطْنَا مِنْ أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا  
 أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا  
 رَبُّنَا وَغُفِرَ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝  
 وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا  
 قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۚ أَجَعَلْتُمْ  
 أَمْرَ رَبِّكُمْ ذُرًّا وَقَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا  
 رَبُّنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝  
 أَخِيهِ يُجِرُّهُ إِلَيْهِ ۗ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ  
 اسْتَضَعُّوْنِي وَكَأَنَّهُمْ يَفْتُلُونَنِي ۗ فَلَا تُشْمِتْ  
 بَنِي الْأَعْدَاءِ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي  
 رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝  
 إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ  
 غَضَبٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
 وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن  
 بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ  
 رَّحِيمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَىٰ الْغَضَبُ  
 أَخَذَ الْأَلْوَابِحَ ۚ وَفِي نُحُوتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ  
 لِلَّذِينَ هُمْ لِأَبْتِهِمْ يَرْهُبُونَ ۝ (الاعراب ۱۷)

پھر ایسا ہوا کہ موسیٰ کی قوم نے اس کے چلے جانے کے بعد اپنے  
 زیور کی چیزوں سے ایک بچھڑے کا دھڑ بنا یا جس سے گانے کی سی  
 آواز نکلتی تھی اور اسے رپو جا کے لیے اختیار کر لیا۔ کیا انہوں نے  
 اتنی بات بھی نہ سمجھی کہ نہ تو وہ ان سے بات کرتا ہے اور نہ کسی طرح  
 رہنمائی کر سکتا ہے وہ اسے لے بیٹھے اور وہ ظلم کرنے والے تھے۔  
 پھر جب ایسا ہوا کہ ہاتھ ملنے لگے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ راہ  
 سے قطعاً بھٹک گئے ہیں تو کہنے لگے اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم  
 نہیں کیا اور نہ بخشا تو ہمارے لیے تباہی کے سوا کچھ نہیں اور جب موسیٰ  
 خستہ ناک اور افسوس کرتا ہوا اپنی قوم میں لوٹا تو اس نے کہا افسوس  
 تم پر۔ کس بُرے طریقے پر تم نے میرے پیچھے میری جانشینی کی۔ تم  
 اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں ذرا صبر نہ کر سکتے۔ اس نے  
 جوش میں آ کر تختیاں پھینک دیں اور ہارون کو بالوں سے پکڑ کر اپنی  
 طرف کھینچنے لگا۔ ہارون نے کہا اے میرے ماں جانے بھائی لوگوں  
 نے مجھے بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ قتل کر دالیں پس میرے ساتھ  
 ایسا نہ کر کہ دشمن ہنسیں اور نہ مجھے ظالموں کے ساتھ شمار کر۔ موسیٰ نے  
 کہا پروردگار! میرا قصور بخش دے اور میرے بھائی کا بھی اور ہمیں  
 اپنی رحمت کے سایہ میں داخل کر۔ تجھ سے بڑھ کر اور کون ہے جو رحم  
 کرنے والا ہے۔ خدا نے فرمایا جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی ان  
 کے حصے ہیں ان کے اللہ کا غضب آئے گا اور دنیا کی زندگی میں  
 بھی ذلت و رسوائی پائیں گے۔ ہم افترا پردازوں کو اسی طرح بدل دیتے  
 ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے برائیوں کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لی اور ایمان  
 لے آئے تو بلاشبہ تمہارا پروردگار توبہ کے بعد بخش دینے والا رحمت  
 والا ہے۔ اور جب موسیٰ کی خستہ ناک دور ہوئی تو اس نے تختیاں اٹھا  
 لیں۔ ان کی کتابت میں لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اپنے  
 پروردگار کا ڈر رکھتے ہیں۔

سورہ طہ میں بھی یہی واقعہ دہرایا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا أَجْعَلُكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰ مُوسَىٰ ۚ قَالَ  
هُمُّ أَوْلَاءِ عَلَيَّ أَتَرَىٰ وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ  
لِتَرْضَىٰ ۝

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ لَدُنْكَ  
وَاضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۚ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ  
غَضِبَانَ إِسْفَاهًا قَالَ لِقَوْمِ الْمَلَأِ بَعْدَ كُفْرِكُمْ  
وَعَدَّاجِسَاءُ ۝

أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ  
أَنْ يَّجِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَاخْلَفْتُمْ  
مَوْعِدِي ۚ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ  
بِمَلِكِنَا وَبَلَدِنَا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتًا مِّن زِينَةِ  
الْقَوْمِ فَقَدْ تَزَوْنَا فَكذَلِكَ أَتَى السَّامِرِيُّ  
فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجْلاً جَسَدًا آلِهَةً خُورُوا فَسَأَلُوا هَذَا  
الْمَلِكُ وَآلِهَةُ مُوسَىٰ ۚ فَنصَبِي ۚ أَفَلَا يَرَوْنَ  
أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۚ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا  
وَلَا نَفْعًا ۝

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ  
لِقَوْمِهِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ  
فَاتَّبِعُونِي وَاطِيعُوا أَمْرِي ۝  
قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْه عٰكِفِينَ حَتَّى  
يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ۝

قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَرَأَيْتَهُمْ  
ضَلُّوْا ۚ أَلَا تَتَّبِعَنِ ۚ أَلَمْ تَكُن تَعْلَمُ أَنَّ  
مُوسَىٰ ۚ قَالَ يَبْنَؤُ مَرًّا لَا تَأْخُذُ بِلِحْيَتِي

اے موسیٰ کس بات نے تجھے جلدی پر ابھارا اور تو قوم کو پیچھے  
چھوڑ کر چلا آیا۔ موسیٰ نے عرض کیا وہ مجھ سے دور نہیں۔ میرے  
نقش قدم پر ہے اور اے پروردگار میں نے تیرے حضور آنے کی  
جلدی کی کہ تو خوش ہو، فرمایا مگر ہم نے تیرے پیچھے تیری قوم کی آزمائش  
کی اور سامری نے اسے گمراہ کر دیا پس موسیٰ شمشاک اور افسوس کرا ہوا  
قوم کی طرف آیا۔ اس نے کہا میری قوم کے لوگو! یہ تم نے کیا کیا کیا  
تم سے تمہارے پروردگار نے ایک بڑی بھلائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا  
پھر کیا ایسا ہوا کہ تم پر بڑی مدت گزر گئی۔ یا یہ بات ہے کہ تم نے چاہا  
تمہارے پروردگار کا غضب تم پر نازل ہو اس لیے تم نے مجھ سے  
ٹھہرائی ہوئی بات توڑ ڈالی۔ انہوں نے کہا ہم نے خود اپنی خواہش سے  
عہد شکنی نہیں کی بلکہ قوم کی زیب و زینت کی چیزوں کا تم پر بوجھ پڑا وہ  
ہم نے پھینک دیا۔ چنانچہ اس طرح سامری نے اسے آگ میں ڈالا  
اور ان کے لیے ایک سنہری بھینچڑ بنا کر نکال لایا محض ایک دھڑ  
جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی۔ لوگ یہ دیکھ کر بول اٹھے یہ ہے  
ہمارا معبود اور موسیٰ کا بھی۔ مگر وہ بھول میں پڑ گیا۔ کیا انہیں یہ بات بھی  
دکھائی نہ دی کہ بھینچڑ ان کی بات کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ  
انہیں فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور ہارون نے اس سے پہلے  
انہیں بتا دیا تھا بھائیو یہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری آزمائش  
ہو رہی ہے، تمہارا پروردگار تو خدا ہے رحمن ہے دیکھو میری بڑی  
کرد اور میرے کہنے سے باہر نہ ہو، مگر انہوں نے جواب دیا تھا جب  
تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آجائے ہم اس کی پرستش پر مجھے ہی  
میں گے۔ بہر حال موسیٰ نے ہارون سے کہا اے ہارون جب تو نے  
دیکھا یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں تو کیا بات ہوئی کہ انہیں روکا نہیں کیا  
تو نے پسند کیا کہ میرے حکم سے باہر ہو جائے۔ ہارون بولا اے

وَلَا يَرَأِيهِ إِذْ يَنْخَشِيهِ ۚ إِنَّ تَقْوَىٰ فَرَّقَتْ  
 بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۝  
 قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا مَرْيَمُ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا  
 لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ  
 الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَّابَكَ سَوَّيْتُ لِي نَفْسِي ۝  
 قَالَ فَاذْهَبِي فَإِنَّكَ فِي الْحَيَاةِ إِنَّ تَقْوَىٰ  
 لَا مِثْلَاسَ ۚ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ يُخْلِفَهُ ۚ  
 وَانظُرِي إِلَىٰ إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا  
 لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝  
 إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ  
 وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ (سورہ طہ ع)

میرے عزیز بھائی! میری ڈاڑھی اور سر کے بال نہ نوچ۔ میں ڈرا  
 کہیں تم یہ نہ کہو تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میرے حکم  
 کی راہ نہ دیکھی۔ تب موسیٰ نے سامری سے کہا سامری یہ تیرا کیا حال  
 ہوا؟ کہا میں نے وہ بات دیکھ لی تھی، جو اوروں نے نہیں دیکھی۔ تو میں  
 نے اللہ کے رسول کی پیروی میں کچھ حصہ لیا تھا، پھر اسے چھوڑ دیا۔ میرے  
 جی نے ایسی ہی بات مجھے سمجھائی۔ موسیٰ نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر جا،  
 زندگی میں تیرے لیے یہ ہونا ہے کہ تو کہے میں اچھوت ہوں اور  
 آخرت میں عذاب کا ایک وعدہ ہے جو کبھی ٹلنے والا نہیں اور دیکھ  
 تیرے معبود کا اب کیا حال ہوتا ہے جس کی پوجا کو جسم کر بیٹھا رہا تھا۔  
 اسے جلا کر راکھ کر دیں گے اور راکھ سمندر میں اڑا کر بہا دیں گے  
 معبود تو تمہارا بس اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں وہی ہے جو  
 چیز پر اپنے علم سے چھایا ہوا ہے۔

پھر حضرت موسیٰ نے قوم کو ہدایت کی کہ وہ اپنے اس گناہ کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ بعض اسلامی روایات میں مذکور  
 ہے کہ شرک کے اس جرم میں ہزاروں افراد قتل کئے گئے۔ پھر حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی اور قوم کی توبہ  
 قبول فرمائی گئی۔

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم بلاشبہ تم نے  
 گو سالہ بنانے میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا ہے پس اپنے خالق کی  
 طرف رجوع کرو اور اپنی جانوں کو قربان کرو۔ تمہارے پیدا کرنے  
 والے کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے پھر وہ تم پر رجوع  
 بہ رحمت ہوگا۔ بلاشبہ وہ بڑا رجوع بہ رحمت ہونے والا رحمت  
 والا ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِيَقَوْمِ إِنَّكُمْ  
 ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلِ  
 فَتَوَلَّوْا إِلَىٰ بَارِكُمْ فَاسْتَلُوا أَنفُسَكُمْ  
 ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِكُمْ فَتَابَ  
 عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝  
 (البقرہ ۹۱)

بچھڑے کا دھڑ اندر سے کھوکھلا تھا۔ بت پرست قوموں کے مندروں میں جو پردہت اور پیشوا رہتے تھے انہوں نے عوام  
 مرعوب رکھنے کے لیے ایسے انتظامات کر لیتے تھے کہ خاص خاص مقامات میں سے ہوا میں گزرتیں تو ان میں سے خاص آوازیں  
 ہوتیں۔ عام لوگ سمجھتے کہ یہ کسی بالادست ہستی کی صدا ہے۔ سامری ان ہتھکنڈوں سے واقف تھا اس نے بچھڑے کا  
 بھی ایسے ہی اصول پر بنایا کہ اس سے آواز نکلتی تھی۔ بنی اسرائیل نے اسے عجیب چیز سمجھا اور پوجا میں لگ گئے اس۔



کہ مصریوں کی اصنام پرستی کا ان پر خاصا اثر پڑ چکا تھا۔ قرآن مجید نے اس واقع کے بیان میں دھڑ سے آواز نکلنے کی خاص طور پر توضیح کی۔ عجلًا جسدًا لہ خوار۔ اس سے مقصود یہی تھا کہ بچھڑے کے دھڑ کی جس خصوصیت نے بنی اسرائیل کو گمراہی کی طرف کھینچا، وہ آواز تھی جو اس کے جلق سے نکلتی تھی۔ بے جان دھڑ سے آواز اس لیے نکلتی تھی کہ اسے خاص اصول پر بنایا گیا تھا۔ جب ہوا چلتی اور اس کے اندر سے گزرتی تو وہ گائے کی طرح بولنے لگتا۔ یہ بنانے کی کارگیری تھی، کوئی جادو نہ تھا۔

عجلًا

تورات کی کتاب خروج کے تیسویں باب میں اس واقعے کا ذکر موجود ہے جو قرآنی بیان سے ملتا جلتا ہے البتہ بچھڑے کے دھڑ سے آواز نکلنے کا کوئی ذکر نہیں۔ بائبل کی ڈکشنری میں بتایا گیا ہے کہ یہ بچھڑا مصری دیوتا کی نقل نہ تھا بلکہ بابل کے دیوتا بلوخ کی نقل تھا اور یہودی اصنام پرستی میں مصریوں کے بجائے یونانیوں اور بابلیوں کے طور طریقوں کی طرف زیادہ مائل تھے۔ البتہ یہ درست ہے کہ مصر میں بھی گائے اور بچھڑے کی پوجا کی جاتی تھی۔ یہی پوجا عراق، وادی سندھ اور ہندوستان میں رواج پذیر ہوئی۔ اس کی ابتدا غالباً یوں ہوئی کہ انسانوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی تھی اور مصر، عراق اور ہندوستان میں کھیتی باڑی کا سب سے بڑا ذریعہ بل تھے۔ ممکن ہے ابتدا میں لوگ سیلوں کی طرف سے بے پروا ہوں۔ پھر کسی مصلح نے ان کی حفاظت پر زور دیا تاکہ ان کی نسل بڑھے۔ گائے کا احترام اس لیے کیا جانے لگا کہ نسل کی افزائش گائے کی حفاظت ہی پر موقوف تھی۔ آہستہ آہستہ احترام مبادلے کی حد پر پہنچ گیا اور پوجا شروع ہو گئی۔

ایک صاحب ایمان بیک نظر اندازہ کر سکتا ہے کہ جو گو سالہ قوم سے سونے چاندی کے زیور لے کر بنایا گیا وہ پوجا کے لائق کیونکر ہو سکتا ہے؛ لیکن بنی اسرائیل عجائب پرستی کے جنون میں اس معمولی سی بات کو بھی نظر انداز کر گئے۔ قبول توبہ کے بعد حضرت موسیٰ نے ان کے سامنے تورات کی تختیاں پیش کیں اور فرمایا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہدایت اور فلاح و بہبود کے لیے اتاری ہے اس کے احکام پر سختی سے کاربند رہو۔

بنی اسرائیل کہنے لگے اے موسیٰ جب تک خدا ہمیں نظر نہ آجائے اور وہ خود ہم سے یہ نہ کہے کہ یہ میری کتاب ہے ہم محض تمہارے کہنے سے کیسے یقین کر لیں۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ احمقانہ ہے۔ تم اس ذات باری کی تجلی کی تاب نہیں لاسکو گے مگر وہ اس پر مصر رہے۔ بالآخر کچھ سوچنے کے بعد آپ نے فرمایا اچھا میں تم سے کچھ سردار چن کر اپنے ساتھ طور پر لے جاتا ہوں تاکہ معاملہ دیکھا جائے۔ اگر انہوں نے آکر تصدیق کر دی تو پھر تم یقین کر لینا۔ قوم اس پر رضامند ہو گئی۔

حضرت موسیٰ نے سردار چنے اور انہیں لے کر طور پر پہنچے۔ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا اور عرض کی اے اللہ اگر تو مجھے ہمکلامی کا شرف بخشے اور یہ سردار ہماری گفتگو سن لیں تو قوم کے سامنے جا کر تصدیق کر سکیں گے۔ چنانچہ ایک نور رحمت نمودار ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ سے ہمکلام ہوئے جسے سردار سنتے رہے۔ جب نور رحمت غائب ہو گیا تو سردار اصرار کرنے لگے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے انہیں بہتیرا سمجھایا مگر وہ نہ مانے۔

اس پر غضب الہی جوش میں آیا اور اس غلط اصرار کی پاداش میں ایک پہنٹناک چمک کر ٹک اور زلزلے نے انہیں آن لیا اور وہ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حضرت موسیٰ نے یہ دیکھ کر بارگاہ الہی میں دعا مانگی کہ اے اللہ ان سرداروں کی بے وقوفی کے باعث کیا توہم سب کو ہلاک کر دیگا تو اپنی رحمت سے انہیں معاف کر دے۔ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان مردہ سرداروں کو حیات نو بخشی۔

اِخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا  
 لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ  
 رَبِّ نَوِّسْنِي وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا يُبَدِّلُ  
 كَلِمَاتِكُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 فَتَشَاءُ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِنْ  
 قَوْمِكَ بِأَكْثَرٍ وَأَنْتَ أَجْمَلٌ عَلَىٰ  
 الْغَافِلِينَ (اعراف ۱۰)

اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی چن لیے پھر خب مزایا  
 والی ہولناکی نے انہیں آیا تو موسیٰ نے عرض کیا، پروردگار اگر تو چاہے  
 تو ان سب کو اب سے پہلے ہی ہلاک کر ڈالتا اور خود میری زندگی بھی ختم  
 کر دیتا۔ پھر کیا ایک ایسی بات کے لیے جو ہم میں سے چند بے وقوف  
 آدمی کر بیٹھے ہیں تو ہم سب کو ہلاک کر دے گا۔ یہ اس کے سوا کیا ہے کہ  
 تیری طرف سے ایک آزمائش ہے تو جسے چاہے اس میں بھٹکا ہے  
 جسے چاہے راہ دکھا دے۔ خدایا تو ہمارا دالی ہے ہمیں بخش دے  
 ہم پر رحم کر۔ تجھ سے بہتر بخشنے والا کوئی نہیں۔

وَإِذْ قُلْتُمْ لِمُوسَىٰ لَنْ نُّؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ نَرَى  
 اللَّهُ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ  
 تَنْظُرُونَ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ  
 نَعْتَمُّ نَشْرُؤُونَ (بقرہ ۱۰)

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تجھ پر اس وقت تک ہرگز ایمان  
 نہ لائیں گے۔ جب تک خدا کو بے حجاب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔  
 آنکھوں دیکھتے تم کو بجلی کی کرک نے آپکا پھر ہم نے تمہیں موت کے  
 زندہ کیا تاکہ تم شکر گزار ہو۔

جب یہ ستر آدمی قوم میں لوٹ کر آئے تو اس امر کی تصدیق کی کہ حضرت موسیٰ بالکل صحیح فرماتے ہیں بے شبہ وہ خدا کے فرستا

۱۲  
**ارض مقدس کا وعدہ** | بنی اسرائیل نے تورات کے احکام کی بجا آوری کا وعدہ کیا تو ایفائے عہد کی نگرانی کے لیے بار  
 افراد مقرر کیے گئے۔ ایک ایک خاندان پر ایک ایک شخص۔

اب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ بنی اسرائیل کا آبائی وطن جہاں سب سے پہلے حضرت ابراہیم ہجرت کر کے آ رہے تھے انہیں  
 دیں۔ اس وقت بنی اسرائیل کے آبائی وطن یعنی ارض مقدس پر عمالہ حکمران تھے۔ یہ بہت تنومند اور قوی سپہ سالار تھے۔ حضرت  
 موسیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ عمالہ کے خلاف جہاد کے لیے تیار ہو جائیں تاکہ انہیں ارض مقدس سے نکال کر حکومت  
 بنی اسرائیل کے سپرد کر دی جائے۔

بنی اسرائیل طویل عرصے سے غلامی کی زندگی بسر کرتے چلے آئے تھے۔ چنانچہ جیسا کہ غلامی کا خاصا ہے ان میں مردانگی  
 شجاعت، عزم و ہمت، غیرت اور جرات کے تمام جوہر ختم ہو چکے تھے۔ بے ہمتی، پستی اور بزدلی ان کے رگ رپے میں سرایت

رہتی تھی۔ غلامی نے ان کی ذہنیت کو مد درجہ پست اور مردانہ صفات کو مٹا کر رکھ دیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ نے انہیں جہاد کی تیاری حکم دیا تو وہ گھبرا اٹھے، لڑنے مرنے کا تو انہوں نے زندگی میں کبھی سوچا ہی نہ تھا۔ پھر عمالقہ کے مقابلہ میں جو جسمانی لحاظ سے بھی ان سے زیادہ مضبوط اور توانا تھے وہ لڑنے کی کیسے سوچ سکتے تھے؟ حضرت موسیٰ کے جواب میں کہنے لگے کہ عمالقہ تو ہم سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط ہیں ہمارا ان سے کیا مقابلہ! ہم ان سے لڑنے کی ہمت نہیں رکھتے۔

عمالقہ کے مقابلہ میں بنی اسرائیل میں عام خوف و ہراس پایا جاتا تھا۔ تاہم بزدلوں کے ایسے ماحول میں بعض خدا کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتے، ان میں بہادری، عزم و ہمت اور غیرت کے جوہر موجود ہوتے ہیں۔ وہ کسی نیک مقصد کے لیے جان جو کھوں میں ڈالنے سے نہیں گھبراتے۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں بھی ایسے افراد موجود تھے، جو اپنی دنیوی بے سرو سامانی کے باوجود عمالقہ کے مقابلہ میں صف آرا ہونے سے مطلق نہ گھبراتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے حکم کی تعمیل میں سر تسلیم خم کر دیا۔ نہ صرف خود لڑنے کو تیار ہوئے بلکہ بنی اسرائیل کے دوسرے افراد کو بھی ہمت اور غیرت دلائی اور کہا کہ ہمیں عمالقہ کی طاقت سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے وہ ہمارا حامی اور ناصر ہے اگر ہم عمالقہ سے جنگ کریں تو ہمیں یقین ہے کہ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی اور ہم ان پر فتح حاصل کریں گے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمٍ أذْكُرُوا  
نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ  
وَجَعَلَ لَكُمْ مُلُوكًا ۖ وَآتَاكُمْ مَا لَمْ تُؤْتِ  
أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۚ لِقَوْمٍ أَدْخَلُوا الْأَرْضَ  
الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا  
عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خِيسِرِينَ ۚ قَالَ  
مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ ۖ وَإِنَّا  
لِنُدْخِلُهُمْ حَتَّىٰ يُخْرِجُوا مِنْهَا ۚ فَإِن يَخْرُجُوا  
مِنْهَا فَإِنَّا دَٰخِلُونَ ۚ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الَّذِينَ  
يَخَافُونَ أَلَمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِمَا أَدْخَلُوا عَلَيْهِمُ  
الْبَابَ ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَآتِكُمْ مِنْهُ مِن  
عَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مَوْمِنِينَ ۚ

(مائدہ ۷)

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! تم پر جو اللہ کا احسان رہا ہے اسے یاد کرو کہ اس نے تم میں نبی اور پیغمبر بنائے اور تمہیں بادشاہ اور حکمران بنایا اور وہ کچھ دیا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا۔ اے قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ اور پشت پیسر کرنے لڑو کہ نتیجہ یہ نکلے کہ تم خسارہ اور نقصان اٹھانے والے بن کر لو۔ کہا انہوں نے اے موسیٰ تحقیق بیچ اس کے ہے قوم سرکش اور تحقیق ہم ہرگز نہ جائیں گے اس میں یہاں تک کہ نکل جائیں وہ اس میں سے پس اگر نکل جائیں اس میں سے پس تحقیق ہم داخل ہونے والے ہیں۔ ان ڈرنے والوں میں سے دو ایسے آدمیوں نے جن پر خدا نے نفل و انعام کیا تھا یہ کہا کہ تم ان جابروں پر دروازوں کی جانب سے داخل ہو جاؤ۔ پس جس وقت تم داخل ہو جاؤ گے تم بلاشبہ غالب رہو گے۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم ایمان والے ہو۔

مگر بنی اسرائیل کی غلامانہ ذہنیت نے کوئی اثر قبول نہ کیا اور انھوں نے عمالقاہ پر چڑھائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ ان کے اس رویے سے بہت مایوس ہوئے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں اپنے اور اپنے بھائی ہارون کے سوا کسی پر قابو نہیں رکھتا تو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان جدائی کر دے۔ یہ بڑا نااہل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰؑ! تم گنہگار نہ ہو۔ ہم نے ان نافرمانوں کے لیے یہ سزا مقرر کر دی ہے یہ چالیس سال تک اس میدان میں بھٹکتے رہیں اور انھیں ارض مقدس میں جانا نصیب نہ ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَ  
أَخِي فَأَقْرُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ  
قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً  
يَتِيمُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ  
الْفَاسِقِينَ

(موسیٰ نے) کہا اے پروردگار! میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر اختیار نہیں رکھتا۔ لہذا تو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان تفریق کر دے (اللہ تعالیٰ نے) کہا بلاشبہ ان ارض مقدس کا داخلہ چالیس سال تک حرام کر دیا گیا۔ اس صورت میں یہ اسی میدان میں بھٹکتے رہیں گے پس تو نافرمان قوم پر غم نہ کھو اور افسوس نہ کر۔

(مائدہ ۲۴)

غرض آیات الہی کے مشاہدے اور اللہ تعالیٰ کے بے غایت فضل و کرم کے باوجود بنی اسرائیل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ بدست اپنی کج روی پر قائم رہے۔ قبول حق کے لیے ان کے دل پتھر بن چکے تھے۔

اس نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل کو چالیس برس تک صحراؤں میں رکھا گیا۔ وہ اس دادی میں جسے دادی تیبہ کہا جاتا ہے بھٹکتے پھرے۔ وہاں کہ وہ جنگلوں میں رہ کر مصیبت اور تکلیف کی زندگی گزارنے کے عادی بن جائیں اور صحرائی زندگی اور غلامی کی تمام پسندیدگیوں اور بے حوصلگیوں کا خاتمہ کر کے ان میں عزم و ہمت اور جرأت و مردانگی کے اوصاف پیدا کر دیے۔ حضرت ہارونؑ پہلے فوت ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ اس زمانے میں عالم بقا کو سدھارے جب بنی اسرائیل ارض مقدس کی طرف نرحد پر پہنچ چکے تھے۔

سورہ قصص، مومن اور عنکبوت میں حضرت موسیٰ اور قارون کا قصہ مذکور ہے جس میں حضرت موسیٰ اور قارون کا واقعہ تفصیلات یوں ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں قارون نامی ایک دولت مند شخص تھا جس کے

کے خزانے زرد و سیاہ سے پڑتے۔ امارت نے اسے بے حد مغرور اور متکبر بنا دیا تھا۔ وہ اپنے عزیز و اقربا اور قوم کے دوسرے افراد کو کمتر اور حقیر جانتا اور ان کے ساتھ حقارت سے پیش آتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ سے بھی اسے مخالفت تھی۔

اسے اس سے مراد وہ علاقہ ہے جسے آج کل جزیرہ نمائے سینا کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ اسے اکثر ہدایت کرتے رہتے کہ خدا نے تمہیں بے حد و حساب دولت عطا کر رکھی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تو جمع کرتا رہے اور اپنے عزیز و اقربا یا قوم کے دوسرے لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔ تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کو مراد کرو، غریب اور مستحق افراد کو بھی اپنی دولت سے مستفید ہونے کا موقع دو۔ راہ اللہ میں خیرات دو۔ مساکین کی مدد کرو۔ کمزوروں و یتیموں کو سہارا دو اور لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کا مظاہرہ کرو۔

قارون حضرت موسیٰؑ کی آنے دن کی نصیحتوں سے تنگ آ گیا۔ اس نے نخوت و تکبر کے انداز میں کہا کہ یہ دولت میں نے اپنے عقلی بین اور عملی کاوشوں کے ذریعہ پیدا کی ہے۔ لہذا میری ذات کے سوا اور کوئی اس کا حق دار نہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو مرعوب کرنے اور نصیحت سے روکنے کے لیے اس نے یہ طریقہ کیا کہ ایک دن جب حضرت ایک مجمع میں وعظ فرما رہے تھے، قارون اپنے خزانوں کی

ش کے ساتھ ایک بڑی جماعت لے کر شان و شوکت سے نکلا اور مجمع کے پاس سے گزرا۔ بنی اسرائیل نے قارون کو اس شان و شوکت بتاتے دیکھا تو بعض کمزور اور دنیا دار لوگوں کے دلوں میں امنگ اٹھی اور وہ کہنے لگے کہ کاش ہمیں بھی یہ دولت و ثروت نصیب ہوتی۔ بنی اسرائیل کے ارباب بصیرت نے ان کی اس خواہش کو بے سود بتاتے ہوئے کہا کہ خبردار کہیں لالچ میں گرفتار نہ ہو جانا، عنقریب تم دیکھو گے کہ دولت کا انجام بڑا ہوگا۔

قارون نے بنی اسرائیل کو اپنی دولت کے ذریعے ورغلا نے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، جب وہ ہر حربہ آزما چکا تو غیرت حق حرکت میں آئی۔ بنی اسرائیل کے فطری قانون نے اسے آلیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے قارون اور اس کا سارا خزانہ زمین میں دھنس گیا اور ایسا غائب ہوا کہ ان کا نشان تک نظر نہ آیا۔

قرآن عزیز نے متعدد مقامات پر اس واقعہ کو مفصل اور مجمل بیان فرمایا ہے۔ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہے:-

بے شک قارون موسیٰؑ کی قوم ہی میں سے تھا پس اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اس قدر خزانے دیے تھے کہ اس کی کنجیوں کے بوجھ سے طاقتور آدمی تھک جاتے تھے۔ جب اس کی قوم نے کہا تو شیخی نہ مار، اللہ شیخی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس میں آخرت کو تلاش کر۔ اس کو نہ بھول کہ دنیا میں اس نے تجھے کیا کچھ دے رکھا ہے اور جس طرح خدا نے تجھ سے دنیا میں بھلائی کی ہے تو بھی اسی طرح بھلائی کر اور فساد کے درپے نہ ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ قارون کہنے لگا۔ یہ مال تو مجھے میرے ایک مہر سے ملا ہے جو مجھے آتا ہے۔ کیا وہ اس سے بے خبر ہے۔ کہ اللہ نے اس سے پہلے اس سے کہیں زیادہ مالدار اور طاقت ور قوزلوں

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ  
بِهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مِمَّا رَأَىٰ مَفَاتِحَهُ  
وَأُتِيَ بِالْعَصْبَةِ الْأُولَىٰ الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ  
تَفَرِّحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۗ وَابْتَغَىٰ  
بِمَا آتَاهُ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ  
مِيبَتَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۗ وَاحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ  
بِكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ۗ إِنَّ اللَّهَ  
يُحِبُّ الْمُسْلِمِينَ ۗ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ  
لِيَعْلَمَ عِنْدِي ۗ أُولَٰئِكَ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ  
مُدَّاهِلًا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ

أَشَدُّ مِنْهُ ثَوَّةً وَ أَكْثَرَ جَمْعًا وَلَا يُسْتَلُّ  
 عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَخَرَجَ عَلَيَّ  
 قَوْمِي فِي زِينَتِهِمْ ط قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ  
 الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيَلْبِتُنَّ لِئَامِثَلِ مَا أُوتِيَ قَارُونَ  
 إِنَّهُ لَدَا وَحْظٍ عَظِيمٍ ۝ وَ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا  
 الْوَيْلَ وَ يُلَاقُونَ ثَوَابَ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَ عَمِلَ  
 صَالِحًا وَ لَا يُلَاقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا  
 بِهِ وَبَدَارِهِ الْأَرْضَ نَفَمَا كَانَ لَهُ مِنْ  
 نِعْمَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ مَا كَانَ  
 مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ۝ وَ أَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَسُّوا  
 مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيَكَانَ اللَّهُ  
 يَبْسُطُ رِزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ  
 لَيَقْدِرُ لَوْ أَرَادَ أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ  
 بِنَا وَ نَيَّكَانَهُ لَا يَشْفُو الْكَافِرُونَ وَ تِلْكَ  
 الدَّرُ الْأَحِيرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ  
 عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَ لَا سَادَاتًا ط الْعَاقِبَةُ  
 لِلْمُتَّقِينَ ۝ (قصص ۸)

کو ہلاک کیا اور نہ سوال کیا جائے مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے  
 میں۔ پھر نکلا ایک دن قوم کے سامنے بن سنور کر خدم و حشم کے ساتھ  
 تو جو لوگ دنیا کے طالب تھے انہوں نے اسے دیکھ کر کہا اسے کاش  
 ہمیں بھی یہ سب کچھ میسر ہوتا جو تارون کو دیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ  
 بڑے نصیب والا ہے۔ اور جن لوگوں کو اللہ نے بصیرت و علم عطا کیا  
 تھا انہوں نے کہا تمہیں ہلاکی ہو۔ جو اللہ پر ایمان لایا اور نیک عمل  
 کیے اس کے لیے اللہ کا ثواب اس دولت سے بہتر ہے اور اسی  
 میں پاتے مگر صبر کرنے والے۔ پھر ہم نے قارون اور اس کے  
 زمین میں دھنسا دیا پس اس کے لیے کوئی جماعت مددگار نہ  
 ہوئی جو خدا کے عذاب سے اسے بچائے اور وہ بے یار و مددگار  
 ہی رہ گیا۔ اور جنہوں نے کل اس کی شان و شوکت دیکھی کہ اس جہنم  
 ہو جانے کی تمنا کی تھی وہ یہ دیکھ کر آج یہ کہنے لگے ارے خرابی یہ  
 اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے روزی جسکو چاہے اپنے بندوں میں سے  
 تنگ کر دیتا ہے۔ اگر احسان نہ کرتا اللہ ہم پر تو ہمیں بھی دھنسا دیتا  
 خرابی! یہ تو چٹکارا نہیں، پاتے منکر۔ یہ آخرت کا گھر ہم نے ان  
 کے لیے بنایا ہے (جو خدا کی زمین میں شیخی نہیں مارتے اور نہ فساد کے  
 خواہشمند ہوتے ہیں) اور انجام کی بھلائی متقیوں کے لیے ہے۔

**حضرت ہارون کی وفات**

جب بنی اسرائیل نے ارض مقدس میں داخل ہوئے سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
 انہیں چالیس سال تک "تیبہ" کے میدان میں بھٹکتے رہنے کا پیغام سنایا گیا تو اس دوران میں حضرت  
 موسیٰ اور حضرت ہارون بھی ان کے ساتھ رہے۔ گھومتے اور پھرتے پھرتے جب حضرت ہارون پہاڑ کی اس چوٹی کے قریب پہنچے  
 "ہور" کے نام سے مشہور تھی، تو حضرت موسیٰ بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہاں دونوں کچھ دنوں تک مصروفِ عبادت رہے پھر  
 حضرت ہارون کو پیغام اجل پہنچا۔

تورات میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

لے وادی سینا کو "تیبہ" بھی کہتے ہیں اس لیے کہ قرآن عزیز نے بنی اسرائیل سے کہا تھا یتیموں فی الارض رہا اس زمین میں بھٹکنے پھرنے کے (جب کوئی شخص  
 بھٹک جائے تو اسے طرفی میں کہتے ہیں تاہ فلاں۔

اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت قانس سے روانہ ہو کر کوہ ہور پہنچی اور خداوند نے کوہ ہور پر جو اورم کی سرحد سے ملا ہوا تھا موسیٰ اور ہارون سے کہا، ہارون اپنے لوگوں میں جا ملے گا کیونکہ وہ اس ملک میں جو میں نے بنی اسرائیل کو دیا ہے جانے نہیں پائے گا۔ اس لیے کہ پر یہ کے چشمہ پر تم نے میرے کلام کے خلاف عمل کیا لہذا تو ہارون اور اس کے بیٹے الیعزر کو پھینا دینا کیونکہ ہارون وہیں وفات پا کر اپنے لوگوں میں جا ملے گا اور موسیٰ نے خداوند کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور وہ ساری جماعت کی آنکھوں کے سامنے کوہ ہور پر چڑھ گئے اور موسیٰ نے ہارون کے لباس کو اتار اس کے بیٹے الیعزر کو پہنا دیا اور ہارون نے وہیں پہاڑ کی چوٹی پر رحلت کی تب موسیٰ اور الیعزر پہاڑ پر سے اترے۔ جب جماعت نے دیکھا کہ ہارون نے وفات پائی تو اسرائیل کے سارے گھرانے کے لوگ ہارون پر تیس دن

تک ماتم کرتے رہے۔

**حضرت موسیٰ کی وفات** | حضرت موسیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر میں دنیا سے رحلت فرمائی۔ تورات میں حضرت کی وفات کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے، ایک جگہ مذکور ہے:-

اور موسیٰ موآب کے میدانوں میں سے بنو کے پہاڑوں پر سیکہ کی چوٹی پر جو اریحو کے مقابل ہے چڑھ گیا اور خداوند نے ساری زمین جلے سے ایک رات تک اس کو دکھلائی اور نفتال کا سارا ملک پھلے سمندر تک اور جنوب کا ملک اور وادی اریحو (ریحی) جو خزانوں کا شہر ہے اس کی وادی کا میدان صغر تک اس کو دکھایا اور خداوند نے اس سے کہا یہی وہ ملک ہے جس کی بابت میں نے ابراہام اور اسحاق اور یعقوب سے قسم لھا کر کہا تھا کہ اسے میں تمہاری نسل کو دوں گا۔ سو میں نے ایسا کیا کہ تو اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے پھر تو اس پار وہاں جانے نہ پائے گا۔ خداوند کے بندے موسیٰ نے خداوند کے کہنے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی اور اس میں اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل دفن کیا۔

پھر آج تک کسی آدمی کو اس کی قبر معلوم نہیں۔ اور موسیٰ اپنی وفات کے  
ایک سو بیس برس کا تھا اور نہ تو اس کی آنکھ دھندلی ہونے پائی اور  
نہ اس کی طبعی قوت کم ہوئی لہ

حضرت کی قبر کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ تیبہ کی سب سے قریب وادی کے علاقہ اریحا میں مرنخ  
ٹیلہ کے قریب حضرت موسیٰ مدفون ہیں۔

دوسرے تمام پیغمبروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ کی داستان جتنی طویل ہے اتنی ہی زیادہ اس میں بصیرتیں اور  
**بصیرتیں اور عبرتیں** | عبرتیں ملتی ہیں۔ حق و باطل کے درمیان ایک طویل معرکہ تھا جو حضرت موسیٰ کے ذریعہ دنیا کے لیے ایک نمونہ  
بن کر پیش کیا گیا۔ اس معرکہ میں آزادی اور غلامی کی کش مکش کے وہ تمام پہلو سامنے آجاتے ہیں جن سے کسی قوم کو واسطہ پڑ سکتا ہے۔  
بنی اسرائیل ایک طویل مدت تک قحری غلامی میں پڑے رہے۔ حکمران قوم نے ان سے شجاعت، مردانگی اور الوالعزمی کے وہ تمام جوہر  
چھین لیے جو ایک زندہ قوم کا خاصا ہوتے ہیں اور انھیں اخلاق اور انسانیت کی عمیق ترین پستیوں میں گرا دیا۔

حضرت موسیٰ نے پہلے جابر اور سرکش حکمران فرعون سے ٹکرلی۔ اُسے غلط راہ سے ہٹا کر خدائے واحد کے سامنے جھکنے اور انسانوں  
کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک روا رکھنے کا مشورہ دیا۔ جب وہ اپنی ہٹ پراڑا رہا تو حضرت نے اس کے مقابلے میں قوت سے کام لینے  
میں بھی دریغ نہ کیا۔ بنی اسرائیل جیسی گئی گزری قوم میں اخلاق و کردار کی روح پیدا کرنے میں ساری ~~عزمت~~ ~~کوشش~~ کر دی۔ اس راستے میں مایوسی اور  
مصیبت کے کئی مقام آئے مگر حضرت موسیٰ کے پائے استقلال میں ذرا لغزش نہ آئی۔ وہ اپنے مقصد پر جمے رہے اور اسی مقصد  
کے لیے اپنی جان دے دی۔

حضرت موسیٰ کے واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ مصیبت اور ابتلا کے وقت **صبر و استقلال** سے کام لینا ہی سچی مردانگی ہے۔  
یہی وصف بالآخر مقاصد میں کامیابی کا باعث بنتا ہے۔ جو شخص سچے دل سے خدا پر بھروسہ رکھے۔ خلوص کے ساتھ اسے اپنا حامی و ناصر  
سمجھے، مخالف کی عظیم قوت اور کثرت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اللہ سے مدد چاہے وہ ضرور اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتا ہے  
حق و انصاف کی طاقت اپنے اندر مدافعت اور مقابلے کی وہ قوت رکھتی ہے جس کے سامنے باطل کی بڑی سے بڑی طاقت  
بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

فرعون کے ساحروں کا واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دل ایک مرتبہ ایمان کی حقیقی روح سے لطف اندوز ہو جائے تو جابر  
سے جابر طاغوتی طاقتیں بھی اُسے گمراہ نہیں کر سکتیں اور نہ ہی ایمان کی دولت اس سے چھین سکتی ہیں۔

حضرت کے حالات میں ایک بڑا سبق یہ بھی ہے کہ غلامی اور محکومانہ زندگی انسان کو شرافت اور اخلاق کے تمام جوہروں سے محروم  
کر دیتی ہے وہ ذہنی طور پر پست اور اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ حقیر سے حقیر فائدے اور آسائشوں کو وہ بہت بڑی



اہمیت دینے لگتا ہے اور ان کے حصول کے لیے کوئی بھی ذلیل راہ اختیار کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو عزم و ہمت کی تلقین کرتے ہوئے کئی سال گزار دیے۔ انھیں آیات دکھانے کے علاوہ اللہ کے وعدے یا دولاٹے اور فتح و کامرانی کا یقین دلایا مگر وہ کسی صورت بھی ارض مقدس میں داخل ہونے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ دُور غلامی نے ان کے ذہنوں اور دلوں پر جو ذلیل اثرات مرتب کیے تھے۔ وہ آسانی سے محو نہ ہو سکتے تھے۔

پھر حضرت کی طویل مجاہدانہ زندگی سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ کوئی حق بات قبول کرے یا نہ کرے، داعی کو اپنا فرض بجالانے سے غرض ہے۔ پیغمبر کا مقصد لوگوں کو غلط راہ سے ہٹا کر نیک راستوں پر لگانا ہوتا ہے اور اسی مقصد کے لیے اس کی زندگی وقف ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں کر سکتا کہ بار بار سمجھانے کے باوجود کوئی شخص اس کا کمانہ مانے تو وہ اپنا مسلک ہی چھوڑ دے۔ نہیں بلکہ وہ اسی مقصد کے لیے پیدا ہوتا اور اسی مقصد کے تحت دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اگر ساری عمر میں اس کی ہدایت پر چلنے والا ایک شخص بھی پیدا نہ ہو تو اس سے پیغمبر کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔

**حضرت موسیٰ کی دعائیں | قرآن عزیز میں حضرت موسیٰ کی جو دعائیں مذکور ہیں وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-**

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ !  
اے میرے پروردگار! مجھ سے قصور ہو گیا ہے، آپ جان کر دیجیے۔

رَبِّ بِمَا اَلْعَمْتُ عَلٰی فَاَنْ اَكُوْنَ ظٰلِمًا  
اے میرے پروردگار! چونکہ آپ نے مجھ پر بڑے بڑے انعامات کیے ہیں۔ سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ  
اے میرے پروردگار! مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا دیجیے!  
عَلٰی رَبِّیْ اَنْ یَّهْدِیْنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ  
امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھے سیدھی راہ پر۔  
رَبِّ اِنِّیْ لَیْمًا اَنْزَلْتَ اِلَیْ مِنْ خَیْرِ مَقْرُوْرٍ  
اے رب تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی، میں اس کا محتاج ہوں۔

رَبِّ اَسْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ  
اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجیے اور میرا کام آسان فرما دیجیے اور میری زبان پر سے لہنگی ہٹا دیجیے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔  
ذٰ اَحْلَلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسٰنِیْ یَفْقَهُوا قَوْلِیْ

سُبْحٰنَكَ تُسَبِّحُ بِكَ وَاَنَا اَدُوْلُ  
خدا یا تیرے ہی لیے ہر طرح کی تقدیس ہو میں تیرے حضور تو بہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے یقین کرنے والوں میں ہوں۔  
رَبِّ اَعِزِّ لِیْ وَ اَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ  
اے پروردگار میرا قصور بخش دے اور میرے بھائی کا بھی اور میں اپنی رحمت کے سایہ میں داخل کر۔ تجھ سے بڑھ کر کون ہے جو رحم کرنے والا ہو۔

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِیْنَ

# حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام حضرت حزقیل کے جانشین اور حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون کی اولاد میں سے ہیں۔ نسبتاً مرے ہے: الیاس بن یاسین دیا بن غازر، بن فخاص بن یعزرا بن ہارون۔ انجیل یوحنا میں آپ کو ایلیاہ نبی کہا گیا ہے اور نبی اسرائیل میں اسی نام سے مشہور ہیں۔ قرآن عزیز نے آپ کا نام الیاس بتایا ہے اور دو مقامات پر یعنی سورہ النعام اور سورہ الصافات میں آپ کا مختصر سا ذکر آیا ہے۔ آپ شام کے باشندوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور شام کا شہر لعبلک آپ کی ہدایت کا مرکز تھا۔

آپ کی قوم یعنی یہود کی ذہنیت اس درجہ باطن چکی تھی کہ نبیوں کے ایک طویل سلسلہ کے باوجود راہ راست اختیار کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ بت پرستی، عناصر اور کوکب پرستی ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔ غیر اللہ کی پرستش اتنا مقبول اور عام رجحان تھا کہ توحید کا تصور تک کرنا گوارا نہ تھا۔

**بعل کا بت** | اس سے پہلے انبیاء کے ضمن میں بعل بت کا ذکر آچکا ہے۔ بعل کی پرستش قدیم زمانے سے چلی آتی تھی۔ سامی اور عبرانی زبانوں میں بعل کے معنی حاکم، سردار یا رب کے ہیں۔ گویا یہ بت اپنے پرستاروں کا سب سے بڑا رب تھا۔ بعل کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ سامیوں، عفرونیوں اور کلدانیوں وغیرہ کے علاوہ کئی اور قوموں میں اسے بڑی عظمت اور عزت حاصل تھی۔ لعبلک کا شہر جو حضرت الیاس کی ہدایت کا مرکز تھا۔ بعل ہی کے نام سے موسوم تھا۔ یہودی یا مشرقی اسرائیلیوں کے ہاں بعل کی پرستش کے لیے بڑی عظیم الشان مجلسیں منعقد ہوتی تھیں اور بڑے بڑے ہیکل اور قربان گاہیں تعمیر کی جاتی تھیں۔ ان قربان گاہوں میں کاہن دھونی رما کر بیٹھے، طرح طرح کی خوشبوئیں چڑھائی جاتیں اور کبھی کبھی انسانوں کی بھینٹ بھی دی جاتی تھی۔

یہ بت سونے کا بنا تھا۔ قدیم گزادوں کا پناہ اور چار منہ تھے، چار سو آدمی اس کی خدمت پر مامور رہتے تھے۔

حضرت شعیب کو مدین میں اسی بت کے پرستاروں سے واسطہ پڑا تھا۔ فینقی اور کنعانی خاص طور پر اس کو پوجا کرتے تھے۔ موآبی اور مدیانی حضرت موسیٰ کے زمانہ سے اس بت کی پرستش کرتے آ رہے تھے۔ حضرت الیاس کے زمانہ میں یمن اور شام والوں کا مشہور اور مقبول خدا ہی بت تھا اور حضرت الیاس کی قوم دوسرے بتوں کے علاوہ اس بت کی خاص طور پر پرستش کیا کرتی تھی۔ اس باب میں سورہ الصافات کا جو ٹکڑا درج کیا گیا ہے اس میں بھی بعل کا ذکر آیا ہے۔

لہ حضرت حزقیل کا ذکر آگے آئے گا۔ قرآن مجید جلد دوم ص ۱۸۴۔ و ایضاً ۱۸۵۔ دائرۃ المعارف البستانی جلد ۵۔ بہ حوالہ قصص القرآن جلد

غیر اللہ کی پرستش کے علاوہ اخلاق و خصائل کا یہ عالم تھا کہ دنیا جہان کی ہر برائی ان میں پائی جاتی تھی۔ ان کی فطرت اس قدر مسخ ہو چکی تھی کہ ہر شخص برائیوں کا دلدادہ بن چکا تھا۔ کسی میں کوئی خوبی باقی نہ رہی تھی۔ اس زمانہ کے اسرائیلی حکمران نے نالائقوں اور بدکرداروں میں اپنے عہد کے دوسرے سب بادشاہوں کو مات کر دیا تھا۔ اس نے بیت المقدس کے مقابلے میں ایک عظیم الشان بت خانہ تعمیر کیا جہاں سیکڑوں پجاری تمام رات بعل دیوتا کی خدمت اور اس کی پوجا کرتے۔ اس بادشاہ نے خدا پرستوں کو چن چن کر قتل کر دیا۔ جب بادشاہ کا یہ حال ہو تو رعیت کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟ ملک بھر میں گناہ اور بدکاری کا بازار گرم تھا۔

ان تاریک حالات میں حضرت الیاس نے جا بجا خدائے واحد کی عبادت کے لیے وعظ و تلقین کرنا شروع کیا۔ آپ نے صنم پرستی اور فسق و فجور سے منع کیا، نیکی اور پاکیزگی کی تلقین کی۔ مگر لوگوں پر ان کے وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا۔

**تبلیغ و ہدایت** | ان کو اکب پرستی کے خلاف وعظ و پند کرتے ہوئے انھیں ایک خدا کے سامنے سر بہ سجود ہونے کی دعوت دی۔ برائیوں اور فسق و فجور سے منع کیا، نیکی اور پاکیزگی کی تلقین کی۔ مگر لوگوں پر ان کے وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا۔

قرآن عزیز میں مذکور ہے:

اور بے شبہ الیاس رسولوں میں سے تھے۔ جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اسے چھوڑے بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا ہے (اور وہ) معبود برحق تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے۔ سو ان لوگوں نے انھیں جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جائیں گے مگر جو اللہ کے خاص بندے تھے اور ہم نے الیاس کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ الیاس پر سلام ہو۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے کامل ایمان دار بندوں میں سے تھے۔

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۝ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَنزَلْنَاهُمْ لِمَحْضَرُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ وَتَرْكُنَا عَلَيْنَا فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَّمَ عَلَيَّ الْإِلَاسِيُّ ۝ إِنَّكَ ذَا بَلَدٍ مِّنْجَرِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الصافات ۴۷)

حضرت الیاس کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر بادشاہ نے دین حق قبول کر لیا لیکن اس کی بیوی نے اسے درغلا کر پھر گمراہ کر دیا اور وہ حضرت الیاس کو قتل کرنے کی سازش میں اپنی قوم کے ساتھ شامل ہو گیا۔ حضرت الیاس کو پتہ چلا تو انھیں بہت افسوس ہوا اور وہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ تین برس تک پانی نہ برسا اور ملک میں قحط پڑ گیا۔ چاند نہ ملنے کے باعث بھیر بکری، اونٹ، گھوڑے اور بیل وغیرہ بھی مرنے لگے۔ وہ لوگ جانتے تھے کہ یہ آفت ان پر خدا اور اس کے نبی برحق کی نافرمانی کے باعث نازل ہوئی ہے لہذا انھیں اپنی بد عملیوں سے توبہ کر لینی چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس وہ حضرت الیاس کے اور زیادہ دشمن بن گئے اور کہنے لگے کہ یہ ساری مصیبت حضرت ہی کی وجہ سے نازل ہوئی ہے لہذا جس طرح ممکن ہو، انھیں ختم کر دیا جائے۔

کچھ مدت گزر جانے کے بعد حضرت الیاس دوبارہ بادشاہ کے پاس آئے اور ہر ممکن طریقے سے اُسے خدا کی وحدانیت کا قائل کرنے کی کوشش کی۔ نیز اس کی قوم کو بد اخلاقیوں اور بد عملیوں سے روکا۔ بادشاہ سے کہا کہ تین سال سے تم قحط کی تکلیف میں مبتلا ہو۔ اگر وہ دائی خدا ہے تو اس سے دعا کرو کہ وہ تمہاری یہ مصیبت دور کر دے اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو پھر تم خالق ارض و سما سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہو اور اسی سے دعا کرو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ یہ بات قوم کی سمجھ میں آگئی۔ اور انہوں نے جواب دیا بعل ہمارے یہ مصیبت دور نہیں کر سکا۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ ہمیں اس عذاب سے مخلصی حاصل ہو۔ تب ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت الیاس نے خدا کی درگاہ میں دعا کی۔ اسی شب کو پانی برسنے لگا اور غلہ، ترکاری، گھاس زمین سے اُگنے لگا۔ چند ہی دنوں میں قحط کی وبا دور ہو گئی اور ملک پھر سے ہر ابھرا اور سرسبز ہو گیا۔

**قوم کی بد عہدی** قوم کے سپاہ دل افراد اپنے عہد پر قائم نہ رہے بلکہ جب ان کا مقصد حل ہو گیا اور قحط جاتا رہا، انہیں کھانے پینے کو ملنے لگا تو عہد سے پھر گئے۔ اپنے پرانے معبودوں کو چھوڑنا ان کے لیے ناممکن ہو گیا۔ بد عادتوں اور فبیح حرکات کو ترک کرنے پر کسی طرح آمادہ نہ تھے۔ چنانچہ قحط کا عذاب جھیلنے کے بعد بھی ان کے عادات و خصائل اور اعمال و اخلاق میں کوئی فرق نہ آیا۔ جب حضرت الیاس کو ان کے سدھرنے کی کوئی سبیل نظر نہ آئی تو آپ ان میں سے نکل کر چلے گئے۔

**ایک نکتہ** سورہ انعام میں بعض پیغمبروں کے نام ایک خاص ترتیب سے آئے ہیں اور ان میں حضرت الیاس کا نام بھی مذکور ہے۔

كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ  
وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ  
وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ  
وَذَكَرْنَا وَيْحِي وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلًّا مِنَ الصَّالِحِينَ  
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيُوسُفَ وَلُوطًا وَكُلًّا  
فَقَسَدْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ

(انعام ۱۰۷)

ہم نے ان میں سے ہر ایک کو (طریق حق کی) ہدایت کی اور  
ابراہیم سے، پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان رابراہیم  
کی اولاد سے داؤد کو اور سلیمان اور ایوب کو یوسف کو اور موسیٰ کو  
اور ہارون کو (طریق حق کی ہدایت کی) اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے  
والوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور نیز ذکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور  
الیاس کو اور یہ سب پورے شائستہ لوگوں میں سے تھے اور نیز ہم  
نے طریق حق کی ہدایت کی، اسمعیل کو اور اسحاق کو اور یوسف کو اور  
لوط کو اور ان میں سے ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت  
دی۔

بعض مفسرین نے انبیاء کے ناموں کی اس ترتیب کے متعلق جو انکشافات کیے ہیں ان میں ایک توجیہ یہ ہے کہ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور پیغمبروں کو تین مختلف گروہوں میں اس لیے تقسیم فرمایا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل بعض خصوصی امتیازات کے باعث تین قسم کے گروہ تھے۔ انبیاء کا ایک گروہ وہ تھا جو صاحب تاج و تخت اور مالک حکومت تھے یا وزارت و سرکاری کے مالک۔ بعض انبیاء کی زندگی رہبانہ تھی۔ وہ دولت اور جاہ حشم سے یکسر الگ تھلگ کر دیے۔ ان کی زندگی فقیرانہ تھی۔ بعض ایسے تھے جو نہ تو کسی تخت و سلطنت کے

تھے اور نہ اپنی قوم کے حاکم بنے۔ ان کی زندگی خالص رامہانہ بھی نہ تھی بلکہ ایک طرف وہ اپنی قوم کے ہادی و پیغمبر تھے تو دوسری طرف  
یشت کے لحاظ سے متوسط طبقہ کے افراد میں سے تھے۔ چنانچہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کرتے وقت زمانہ ہائے بعثت اور  
دوسری مشترکہ خصوصیات سے الگ ہو کر اسی نقطہ نظر سے انہیں الگ الگ تین گروہوں میں تقسیم کیا پھر ترتیب درجات کے لحاظ سے ترتیب ذکر  
و بھی ضروری خیال کیا یعنی حضرت داؤد اور حضرت سلیمان مالک تاج و تخت تھے اس لیے پہلی فہرست میں اول ان کا ذکر کیا اس کے بعد  
حضرت ایوب اور حضرت یوسف کا تذکرہ کیا کیونکہ حضرت ایوب ایک چھوٹی سی ریاست کے مالک تھے اور حضرت یوسف مصر کے وزیر  
مختار تھے۔ ان کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا نام لیا کیونکہ اپنی قوم میں ان کا درجہ بھی ایک حاکم اور سردار ہی کا سا تھا۔  
دوسری فہرست میں ان پیغمبروں کے نام آئے ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنے لیے نہ کوئی رہائش کی جگہ بنائی اور نہ کھانے پینے کا  
دنی سامان فراہم کیا، بلکہ دن بھر تبلیغ حق میں مصروف رہے۔ رات یاد الہی میں بسر کی جہاں جگہ ملی ہاتھ کا تکیہ سر کے نیچے رکھ کر پڑھے۔  
حضرت یحییٰ، زکریا، عیسیٰ اور الیاس کی زندگی اسی طرح گزری۔

تیسری فہرست میں ان پیغمبروں کے نام لیے گئے جنہوں نے نہ حکومت اور سرداری کی اور نہ خالص زہادت اختیار کی بلکہ متوسط  
دگی بسر کرتے رہے۔ حضرت اسمعیل، ایسح، یونس اور لوط نے دین حق کی تبلیغ کے ساتھ اسی طریق پر زندگی بسر کی۔

# حضرت ایوب علیہ السلام

**حسب نسب** حضرت ایوب علیہ السلام نبی ادرم میں سے تھے۔ آپ کا نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے: ایوب بن زراح (زراح) بن موس (موس) بن عیسو (عیسو) لیکن اس بارے میں لفظی طور پر کچھ کتنا مشکل ہے بلکہ ان کا صحیح زمانہ مقرر کرنا بھی سہل نہیں۔

**قرآن میں ذکر** قرآن عزیز میں چار مقامات پر آپ کا ذکر آیا ہے۔ دو جگہ انبیاء کی فہرست میں فقط نام مذکور ہے:

وَعِيسَىٰ وَآيُوبَ وَيُوسُفَ وَهَارُونَ وَ  
مُوسَىٰ ..... (نساء ۲۳۶)

اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ..... (النعام ۱۰۶)

سورہ انبیاء اور سورہ قصص میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ حضرت ایوب پر ابتلا و آزمائش کا ایک سخت دور آیا۔ انہیں شدید مصیبتوں اور تکلیفوں نے آکر گھیرا مگر شکایت کا ایک لفظ ان کی زبان پر نہ آیا اور صبر و شکر کے ساتھ وہ ہر افتاد کو برداشت کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کی تمام تکلیفیں دور کر دیں اور فضل و عطا سے مالا مال کر دیا۔

**تورات میں ذکر** حضرت ایوب کے حالات کے ماخذ زیادہ تر قدیم تاریخ کے وہ اقتباسات ہیں جو مورخین عرب یا اسلامی تاریخ نگاروں نے نقل کیے ہیں۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں مجموعہ تورات سے بھی مدد ملتی ہے جس میں حضرت ایوب کی سرگزشت سے متعلق ایک صحیفہ شامل ہے۔ اس صحیفے میں حضرت ایوب کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں تفصیلی حالات درج ہیں۔

**ابتدائی حالات** حضرت ایوب حضرت عیسیٰ سے قریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل گزرے ہیں۔ آپ کو ہر قسم کا دنیاوی عیش و آرام حاصل تھا۔ بے شمار مال اسباب اور مویشیوں کے علاوہ نوکر چاکر بھی بہت تھے۔ بہت سے گاؤں ان کی ملکیت تھے۔ اولاد

کی بھی کمی نہ تھی یعنی سات بیٹے تھے اور تین بیٹیاں۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ آسودگی اور خوش حالی کی زندگی بسر کر رہے تھے اس قدر دینیوی مال و جاہ کے باوجود آپ دنیا میں مبتلا نہ ہوئے۔ کسی بھی وقت خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے۔ شب و روز اس کی بندگی میں مصروف رہتے۔ غربا اور مساکین کا بہت خیال رکھتے۔ دولت کا کثیر حصہ نیک کاموں میں صرف کرتے۔ نتیجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دولت و ثروت میں مزید ترقی دی اور

مجلس طرح حضرت یعقوب کا دو سزا نام اسرائیل تھا اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی اسی طرح حضرت یعقوب کے بڑے بھائی عیسو یا عیص کا لقب ادرم تھا امدان کی اولاد بنی ادرم مشہور ہوئی۔ لہٰذا فتح الباری جلد ۶ ص ۳۲۶ بحوالہ تفسیر القرآن جلد دوم ص ۱۸۸ تورات کے عالموں کا دعویٰ ہے کہ یہ صحیفہ جسے سفر ایوب کہا جاتا ہے قدیم عربی زبان کی غیر نسائی شاعری کا بے مثل شاہکار اور دنیا کی قدیم ترین نظم ہے۔

جیسے جیسے دولت و ثروت میں ترقی ہوتی آپ اللہ کی عبادت میں پہلے سے زیادہ مصروف ہو جاتے اور کارِ شہیر کی انجام دہی میں اور زیادہ سرگرمی سے مشغول ہو جاتے۔

تورات میں مذکور ہے :-

اس کے ہاں سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے پاس سات ہزار بھیریں، تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھیاں اور بہت سے نوکر چاکر تھے۔ ایسا کہ اہل مشرق میں وہ سب سے بڑا آدمی تھا اس کے بیٹے ایک دوسرے کے گھر جایا کرتے تھے اور ہر ایک اپنے دن پر ضیافت کرتا تھا اور اپنے ساتھ کھانے پینے کو اپنی تینوں بہنوں کو بلوا بھیجتے تھے۔ اور جب ان کی ضیافت کے دن پورے ہو جاتے تو ایوب انھیں باوا کر پاک کرتا اور صبح کو سویرے اٹھ کر ان سبھوں کے شمار کے موافق سوختنی قربانیاں چڑھاتا تھا۔ کیونکہ ایوب کتنا تھا کہ شاید میرے بیٹوں نے کچھ خطا کی ہو اور اپنے دل میں خدا کی تکفیر کی ہو۔ ایوب ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتا

تھا

**تورات کی روایت** | تورات میں مذکور ہے کہ ایک دن شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ حضرت ایوب کی یہ نیکو کاری اور عبادت محض تیری خوشنودی کے لیے نہیں بلکہ اس لیے ہے کہ تو نے اسے دنیا کی ہر نعمت عطا کر رکھی ہے۔ اگر یہ نعمتیں اس سے چھین لی جائیں تو یقیناً اس کی یہ پرہیزگاری اور نیکو کاری باقی نہ رہے گی، بلکہ تیرا ناشکر بن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ ایوب میرا خاص بندہ ہے اور نیک بندوں کے یہی اوصاف ہوتے ہیں کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رکھتے ہیں۔ ایوب محض اس لیے میری عبادت نہیں کرتا کہ میں نے اسے مال و متاع دے رکھا ہے۔ اگر یہ سب کچھ اس سے چھین بھی لیا جائے تب بھی وہ ناشکر ثابت نہ ہوگا بلکہ بدستور میری عبادت کرتا رہیگا۔ دنیاوی مال و منال اور جاہ و چشم میرے نیک بندوں کی خصلت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کہ اگر تو ایوب کی آزمائش ہی کرنا چاہتا ہے تو تجھے اس کی ہر چیز پر اختیار دیا جاتا ہے صرف اس کی ذات پر تیرا اختیار نہ ہوگا۔ جا، اور جس طرح چاہتا ہے اس کا امتحان کرے

اور ان کے درمیان شیطان بھی آیا اور خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے؟ شیطان نے خداوند کو جواب دیا کہ زمین پر ادھر ادھر گھومتا پھرتا اور اس میں سپر کرتا ہوا آیا ہوں۔ خداوند نے شیطان سے

کہا تو نے میرے بندے ایوب کے حال پر بھی کچھ غور کیا؟ کیونکہ زمین پر اس کی طرح کامل اور راستباز آدمی جو خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہو، کوئی نہیں۔ شیطان نے خداوند کو جواب دیا کہ ایوب یوں ہی خدا سے ڈرتا ہے؟ کیا تو نے اس کے اور اس کے گھر کے گرد اور جو کچھ اس کا ہے اس سب کے گرد چاروں طرف باڑ نہیں بنائی ہے؟ تو نے اس کے ہاتھ کے کام میں برکت بخشی ہے اور اس کے مٹے ملک میں بڑھ گئے ہیں۔ پر تو ذرا اپنا ہاتھ بڑھا کر جو کچھ اس کا ہے اُسے چھو ہی دے تو کیا وہ تیرے منہ پر تیری تکفیر نہ کرے گا؟ خداوند نے شیطان سے کہا دیکھ اس کا سب کچھ تیرے اختیار میں ہے۔ صرف اسکو ہاتھ نہ لگانا۔ تب شیطان خداوند کے سامنے سے چلا گیا۔

غرض حضرت ایوب کی آزمائش شروع ہوئی۔ ایک روز آپ مصروفِ عبادت تھے کہ اچانک خبر ملی لیٹروں کا ایک گروہ آپ کے مال مویشی بھینٹ، بکری وغیرہ سب جانوروں کو لوٹ کر لے گیا ہے اور نوکر قتل ہو گئے ہیں۔ آپ نے یہ وحشت ناک خبر سنی مگر ذرا بھی پریشانی ظاہر نہ کی فقط اتنا کہا کہ اللہ کی مرضی، اسی نے یہ سارا مال اسبابِ مجھے دیا تھا، اسی نے واپس لے لیا۔ یہ کہہ کر آپ پھر عبادت میں مصروف ہو گئے۔

اگلے روز خبر ملی کہ آپ کے سارے مکانات کو آگ لگ گئی ہے اور جل کر تباہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ اچھا جو خدا کی مرضی، اور پوری دلجمعی سے باری تعالیٰ کی درگاہ میں مصروفِ عبادت رہے۔

ان حادثوں کو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایک نہایت ہی دردناک خبر سنی کہ مکان گر پڑا ہے اور آپ کے تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں دب کر مر گئے ہیں۔ یہ جانکاہ خبر سن کر بھی حضرت ایوب نے دامنِ صبر و شکر ہاتھ سے نہ دیا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ کے سوا اور کچھ زبان پر نہ لائے۔

اس امتحان کے بعد اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ ایسے ہوتے ہیں نیک اور مخلص بندے۔ تو نے دیکھا کہ ایوب پر کتنی بڑی آفتیں آئیں۔ شاید روئے زمین پر اور کوئی شخص اتنے شدید حادثوں سے دوچار نہ ہوا ہوگا جتنا میرا یہ کامل اور صادق بندہ۔ لیکن وہ میری رضا پر راضی رہا۔ حرفِ شکایت یا افسوس تک زبان پر نہ لایا بلکہ حسبِ معمول اطاعت گزاری اور عبادت میں مصروف رہا۔

تورات نے حضرت ایوب کے مصائب کی کہانی ان لفظوں میں بیان کی ہے:

ایک دن جب اس کے بیٹے اور بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے گھر میں کھانا



کھا رہے تھے تو ایک قاصد نے ایوبؑ کے پاس آکر کہا کہ بیل ہل میں  
 جتنے تھے اور گدھے ان کے پاس چر رہے تھے کہ سب کے لوگ ان پر ٹوٹ  
 پڑے اور انھیں لے گئے اور لوگوں کو تہ تیغ کیا اور فقط میں ہی اکیلا  
 بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک اور بھی آکر کہنے  
 لگا کہ خدا کی آگ آسمان سے نازل ہوئی اور بھیدوں اور لوگوں کو جلا کر  
 بھسم کر دیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ کر نکلا کہ تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی  
 رہا تھا کہ ایک اور بھی آکر کہنے لگا کہ کس دی تین غول ہو کر اڑیوں پر آگے  
 اور انھیں لے گئے اور لوگوں کو تہ تیغ کیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ  
 تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک اور بھی آکر کہنے لگا کہ تیرے  
 بیٹے بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے گھر میں کھانا کھا رہے ہیں... تھے  
 اور دیکھ بیا بان سے ایک بڑی آندھی چلی اور اس گھر کے چاروں کونوں  
 پر ایسے زور سے ٹکرائی کہ وہ ان جانوروں پر گر پڑا اور وہ مر گئے اور فقط  
 میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں۔ تب ایوبؑ نے اٹھ کر اپنا پیر  
 چاک کیا اور سر منڈایا اور زمین پر گر کر سجدہ کیا اور کہا شکا میں اپنی  
 ماں کے پیٹ سے نکلا اور شکا ہی واپس جاؤں گا۔ خداوند نے دیا  
 اور خداوند نے لے لیا۔ خداوند کا نام مبارک ہو۔ ان سب باتوں  
 میں ایوبؑ نے نہ تو گناہ کیا اور نہ خدا پر بے جا کام کا عیب لگا یا۔

شیطان نے اپنی ناکامی اور نامرادی کی خجالت سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نئی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ دنیاوی  
 مال و منال اور دولت و حثمت کی قربانی تو ایوبؑ نے برداشت کر لی لیکن اگر تو اس کے جسم کو تکلیف دے گا تو ناممکن ہے کہ وہ تجھے  
 ملامت کرنے سے باز رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جا تجھے اس کے جسم پر بھی اختیار دیا گیا ہے، جس طرح چاہے اس کی آزمائش کر  
 دیکھ۔ لیکن یاد رہے کہ اس کی جان ضائع نہ ہو۔

غرض شیطان اجازت پا کر بہت خوش ہوا کہ اب کامیابی یقینی ہے۔ چنانچہ ہوا یہ کہ حضرت ایوبؑ کے پاؤں میں چھال پڑ گیا،  
 جو رگڑ سے پھل کر زخم بن گیا۔ بعد ازاں اس میں کیڑے پڑ گئے اور گھاؤ بڑھتے بڑھتے جسم کے تمام اعضا تک پہنچ گیا ہر زخم کا یہی حال  
 تھا کہ اس میں کیڑے پڑے تھے۔

حضرت ایوبؑ کے جسم کا یہ منظر دیکھ کر ہر شخص نے ان سے کنارہ کر لیا کوئی ان کے نزدیک تک جانا پسند نہ کرتا تھا لے دس کے دو عزیز ایسے رہ گئے تھے جو ان کی دیکھ بھال کرتے، ان کے علاوہ آپ کی نیک اور وفا شعار بیوی تھی جو ہر وقت آپ کی تیمارداری اور خدمت میں لگی رہتی۔ جب عام لوگ شدید نفرت اور کراہت کا اظہار کرنے لگے تو آپ کے یہ دونوں عزیز آپ کو ایک پوریا میں لپیٹ کر ایک دوسرے گاؤں میں لے گئے۔ جب عرصہ تک بیماری کی یہی کیفیت رہی تو وہ عزیز بھی ساتھ چھوڑ گئے۔

حضرت ایوبؑ کے بعض دوستوں کا خیال تھا کہ یہ مصیبت ان پر کسی بہت بڑے گناہ کے باعث نازل ہوتی ہے اور انہوں نے حضرت سے بھی اس بات کا اظہار کیا تھا۔ صحیفہ ایوب میں حضرت ایوب کے ایک دوست تیمانی ایمنز کے یہ الفاظ درج ہیں:

”کیا تجھے یاد ہے کہ کبھی کوئی معصوم بھی ہلاک ہوا ہے؟ یا کہیں راست باز

بھی کاٹ ڈالے گئے؟“

میرے دیکھنے میں تو جو گناہ کو جوتتے اور دکھ بوتے ہیں وہی اس کو

کاٹتے ہیں وہ خدا کے دم سے ہلاک ہوتے۔

اور اس کے عذاب کے جھوکے سے بھسم ہوتے ہیں لے

لوگوں کا عام طور پر یہی خیال تھا کہ حضرت ایوبؑ کوئی ایسا بڑا گناہ کر بیٹھے ہیں جس کی پاداش میں انہیں خدا کی طرف سے ایسی کڑی سزا دی گئی ہے۔ کچھ اس خیال کی بنا پر بھی حضرت ایوبؑ کے ساتھ لوگوں کا رویہ غیر مہربانہ ہو گیا تھا اور آخر میں ان کے رہے سے دو غمگساروں کی علیحدگی کا باعث بھی ہی تھا۔ اب فقط ان کی بیوی دیکھ بھال کے لیے باقی رہ گئی تھی۔ جس نے آخر دم تک ان کا ساتھ دیا اور ان کی خدمت گزار میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔

**صبرِ ایوبی** | اٹھارہ برس تک حضرت ایوبؑ اس دردناک اذیت میں مبتلا رہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو تھوڑی سی بھی تکلیف پہنچے تو وہ خدا سے اس کی شکایت کرنا یا کم از کم اس کا اظہار ضرور کرتا ہے۔ لیکن یہ پیغمبروں ہی کی شان ہے کہ وہ اپنے اوپر آنے والی بر مصیبت کو اللہ تعالیٰ کی آزمائش اور امتحان سمجھ کر کبھی شکوہ گزار نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر حال میں وہ اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ دیکھئے، اٹھارہ برس کی کوئی تھوڑی مدت نہیں۔ اتنی مدت تک مسلسل تکلیف میں مبتلا رہنا بھی کوئی معمولی بات نہیں لیکن یہ صرف حضرت ایوبؑ ہی کی شان تھی کہ انہوں نے ایسے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا جو آج تک بطور مثال چلا آتا ہے اور جو ہر سنی دنیا تک بے مثل یادگار رہے گا۔ اسی صبر کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ

بے شک ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا اور وہ اچھا بندہ

ہے۔ بے شبہ وہ خدا کی جانب بہت رجوع ہونے والا

الْعَبْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ -

ہے۔

(ص ع ۳)

بیماری کے دوران جب مجھی آپ نے اللہ کو پکارا تو کبھی یہ نہ کہا کہ اے خدا تو نے مجھے اس تکلیف میں ڈالا ہے اس لیے کہ تیرے حکمت کے الفاظ ہیں۔ آپ ہمیشہ ہی کہتے رہے کہ اے میرے پروردگار میں دکھ میں پڑ گیا ہوں، مجھے شیطان نے ایذا اور تکلیف کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے تو مجھ پر رحم کر اس لیے کہ تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے :

قرآن عزیز میں مذکور ہے:

اور ایوبؑ کا معاملہ بھی یاد کرو، جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا ”میں دکھ میں پڑ گیا ہوں اور خدا یا تجھ سے بڑھ کر رحم کرنے والا کوئی نہیں“

وَالْيُوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ إِنِّي مُسِيئٌ  
الضَّرَّ وَابْنُتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

(انبیاء ۶۷)

اور یاد کر ہمارے بندہ ایوبؑ کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا تھا کہ مجھے شیطان نے ایذا اور تکلیف کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے۔ بیماری کے دنوں میں تنہا آپ کی بیوی آپ کی خدمت بجالاتی رہی۔ ظاہر ہے کہ اتنے لمبے عرصہ تک ایک بے دست و پا مجبور اور بیمار شخص کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرنا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ شوہر کی اس کیفیت نے بیوی کا سکھ چھین لیا تھا۔ لیکن اس نے آخری دم تک حضرت ایوبؑ کا ساتھ نہ چھوڑا اور دل و جان سے اس کی خدمت کرتی رہی۔

وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا لِّأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ  
إِنِّي مُسَيِّئٌ الشَّيْطَانِ بِنَصْبٍ وَعَذَابٍ ۝ (ص ۷۱)

**شفا یابی** | بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ پر رحمت فرمائی۔ اللہ کے حکم سے آپ نے چشمے میں غسل کیا، پانی سے باہر آئے تو جسم بالکل پاک و صاف تھا۔ مرض کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

پس ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کا دکھ دور کر دیا اور اس کو اس کا کنبہ اور اس کی مثل اور اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اپنے عبادت گزار بندوں کی نصیحت کے لیے عطا کر دیا۔ (تب ہم نے اس سے کہا) اپنے پاؤں سے ٹھوکر مار راس نے ایسا ہی کیا) اور چشمہ زمین سے ابل پڑا (تو ہم نے کہا) یہ ہے نہانے کی جگہ ٹھنڈی اور پینے کی اور ہم نے اسے اس کے اہل و عیال عطا کیے اور ان کی مانند اور زیادہ اپنی مہربانی سے اور یادگار بننے کے لیے عقلمندوں کے لیے۔

فَأَسْتَجِبْنَا لَهُ فَاغَشَّيْنَا مَا فِي بطنِهِ  
وَأَتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً  
مِّنْ عِنْدِنَا وَذَكَرْنَا لِلْعَالَمِينَ ۝ (انبیاء ۶۷)

أَرْكُضْ بِرَجْلِكَ هَذَا مَغْتَلٌ  
بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ وَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَ  
مِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذَكَرْنَا  
لِلدُّنْيَا وَالْآلِبَابِ ۝ (ص ۳۷)

غسل کے بعد آپ ایک چادر اوڑھ کر بیٹھ گئے۔ یہ سارا واقعہ آپ کی بیوی کی عدم موجودگی میں ہوا۔ وہ آپ کے لیے چیزیں لینے شہر گئی ہوئی تھی۔ واپس آئی تو حضرت **مسرت و شادمانی کا نیا دور**

ایوب کو اس حالت میں پہچان نہ سکی، بلکہ حیران ہوئی کہ اس کا شوہر کہاں چلا گیا، حضرت ایوب نے اس کی پریشانی دیکھی تو فرمایا کہ مجھے پہچان لو میں ہی تمہارا شوہر ایوب ہوں اور پھر سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت کی بیوی یہ سن کر فرط مسرت سے پھولے نہ سمائی اور خدا کا شکر بجالائی۔ پھر دونوں منہی خوشی گھر لوٹے۔

صحت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو پہلے سے زیادہ مال و دولت عطا فرمایا۔ ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی اور وہ دوبارہ خوش حالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرنے لگے۔  
تورات میں مذکور ہے :-

” اور خداوند نے ایوب کو جتنا اس کے پاس پہلے تھا اس کا دو چندان دیا۔ تب اس کے سب بھائی اور سب بہنیں اور اس کے سب اگلے جان پہچان اس کے پاس آئے اور اس کے گھر میں اس کے ساتھ کھانا کھایا اور اس پر زور کیا اور ان سب بلاؤں کے بارے میں جو خداوند نے اس پر نازل کی تھیں اسے تسلی دی۔ ہر شخص نے اُسے ایک سکہ بھی دیا اور ہر ایک نے سونے کی ایک بالی۔ یوں خداوند نے ایوب کے آخری ایام میں ابتدا کی نسبت زیادہ برکت بخشی اور اس کے پاس چودہ ہزار بھیڑ بکریاں اور چھ ہزار اونٹ اور ہزار چوڑی بیل اور ہزار گدھیاں ہو گئیں۔ اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں بھی ہوئیں اور اس نے پہلی کا نام یتیمہ اور دوسری کا نام قصبیہ اور تیسری کا نام قرن ہیوک رکھا اور اس ساری سر زمین میں ایسی عورتیں کہیں نہ تھیں، جو ایوب کی بیٹیوں کی طرح خوبصورت ہوں اور ان کے باپ نے ان کے بھائیوں کے درمیان میراث دی۔“

**وفات** | مرض سے نجات پانے کے بعد حضرت ایوب ایک سو چالیس برس تک زندہ رہے اور اپنے بیٹے اور پوتے چار پشت تک دیکھے۔ ان کا زمانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً اکیس صدی پیشتر ہے۔  
**نتائج و بصائر** | حضرت ایوب کی سرگزشت سے ذیل کے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱۔ انسان کو ہر حالت میں اپنے خالق و مالک کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ راحت و آرام میں سوچتا رہے تو اسے محض اللہ کا فضل و کرم سمجھنا چاہیے۔ اگر اتفاقات کی بنا پر نامازگار حالات سے سابقہ پڑ جائے تو صبر سے کام لینا چاہیے۔ ذات باری تعالیٰ کی جناب میں شکوہ و شکایت بندگی کے معنی ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ تم بعض چیزوں کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لیے اچھی نہیں ہوتیں اور بعض چیزوں کو برا سمجھتے

ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے لیے اچھی ہوتی ہے۔ عاجز بندے کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے کونسی حالت اچھی ہے، خدائے رحیم و کریم اپنی رحمت سے جو حالت پیدا کر دے اسی کو خوش دلی سے قبول کر لینا چاہیے یہی اسلام ہے۔ یعنی اپنے آپ کو خدا کی رضا کے حوالے کر دینا اور اسی ذات پاک کے روبرو جھکے رہنا۔

۳۔ دنیوی مال و دولت پر انسان کو فخر نہ کرنا چاہیے اور اپنی جائز ضرورتوں سے جو کچھ بچے اُسے خلیق خدا کی بھلائی اور نیکو کاری میں لگانا چاہیے حقیقی شکر یہی ہے۔

۴۔ اگر انسان مصائب و آلام میں گھر جائے تو چاہیے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے اور اللہ ہی کی جانب رجوع کرے اسی سے دست بدعا ہو۔ وہی ہر تکلیف دُور کر سکتا ہے اور اسی کے فضل و کرم سے آسودگی اور کشائش کی راہیں کھل سکتی ہیں۔

۵۔ دیکھیے حضرت ایوبؑ پر تکلیف کا دُور آیا تو انہوں نے تکلیف کو اپنی ذات سے نسبت دی اور کہا مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ ذات باری تعالیٰ تو مہربان رحمت، شفقت اور مہربانی ہے۔ اس سے اچھائیاں ہی صادر ہوتی ہیں۔ تکلیفیں انسان کے اپنے نفس سے نکلتی ہیں۔ یہ سچی بندگی ہے اور اسی کی پیروی سب کو کرنی چاہیے۔

**حضرت ایوبؑ کی دعا** | جسمانی دکھ اور تکلیف میں پڑنے پر حضرت ایوبؑ نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی وہ سورہ انبیاء میں یوں مذکور ہے:-

رَاے میرے پروردگار! مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب  
 اِنِّیْ مَسْئِیْنِ الضُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ  
 سے بڑا مہربان ہے (تو میرے حال پر رحم فرما اور مجھے شفا دے)  
 الرَّاحِمِیْنِ ۵ (انبیاء ۶۷)

# حضرت یونس علیہ السلام

حضرت ایسح کے بعد بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے حضرت یونسؑ مبعوث فرمائے گئے۔ قرآن عزیز میں حضرت کا ذکر چھ مقامات پر آیا ہے۔ سورہ النعام اور سورہ نساء میں یہ سلسلہ تذکرہ انبیاء صرف نام آیا ہے۔ باقی چار سورتوں میں مختصر حالات بیان کیے گئے ہیں۔ دو سورتوں میں "ذوالنون" اور "صاحب الحوت" یعنی مچھلی والا کہا گیا ہے۔

تورات کے صحیفہ یوناہ میں آپ کا نام یوناہ بن امٹی لکھا ہے یعنی تورات کے رو سے آپ کے والد کا نام امٹی تھا۔ لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضرت یونسؑ کے والد کا نام متی تھا۔

صحیفہ یوناہ میں حضرت کے حالات قدرے تفصیل سے درج ہیں۔ یہاں قرآن عزیز اور صحیفہ یوناہ دونوں سے استفادہ کرتے ہوئے تمام حالات بیان کیے جائیں گے جس بستی اور جن قوم کی طرف آپ کو پینر بنا کر بھیجا گیا تھا، پہلے دونوں کا مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

**نینوا** | حضرت یونسؑ کے عہد یعنی قریباً ۸۶۲ ق م میں عراق میں اشعراہی انتہائی عروج پر پہنچے ہوئے تھے۔ ان کا طرز حکومت قبائلی تھا۔ ہر قبیلے کا اپنا اپنا حاکم ہوتا تھا۔ لیکن سب قبیلوں کا ایک بادشاہ بھی تھا جس کا پائے تخت عراق کا مشہور اور قدیم شہر نینوا تھا۔ یہ بہت بڑا شہر تھا۔ تورات کے بیان کے مطابق اس کی مسافت تین دن کی راہ تھی۔ قرآن کے بیان کے بموجب آبادی لاکھ سے اوپر تھی اور صحیفہ یوناہ میں آبادی چار لاکھ سے زائد بتائی گئی ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں نینوا کی زمین بے حد زرخیز اور سرسبز و شاداب تھی جس کے باعث غلے اور میووں کی بہتات تھی۔ دولت و ثروت اور سامانِ عیش کی فراوانی کا بھی کوئی اندازہ نہ تھا۔

**اہل نینوا** | اگرچہ اہل نینوا کو دنیا کی تمام نعمتیں حاصل تھیں مگر انھیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور اس کے بوجے ہوئے پیغمبروں کی بتائی ہوئی سزا پر چلنے کا مطلق خیال نہ تھا۔ اس کے برعکس دنیوی عیش و راحت اور فارغ البالی نے انھیں بدست بنا دیا تھا۔ وہ خدا سے بکسر غافل ہو چکے تھے۔ سیکڑوں کی تعداد میں فرضی خداؤں کے بت انھوں نے بنا رکھے تھے جنہیں پوجا جاتا۔ خدائے واحد کی پرستش اور اس کا خوف دلوں سے مٹ چکا تھا۔ ظاہر ہے جب خدا کا خوف باقی نہ رہے تو دلوں سے احساسِ گناہ بھی کافر ہو جاتا ہے اور انسان کوئی بُرائی کرنے سے نہیں چوکتا۔ نیک و بد کی تمیز نہیں رہتی۔ بلکہ بُرائی قابلِ فخر مہر سمجھی جاتی ہے۔ اہل نینوا کی بھی یہی کیفیت تھی۔ خوش حالی، دولت اور قوت نے ان میں بد اخلاقی، بے حیائی، نخوت، غرور اور خود سری کے جراثیم پیدا کر دیے تھے۔ بادشاہ اور رعایا دونوں کا یہی حال تھا۔

**بعثت** | ان متمرّد اور سرکش انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو منتخب فرمایا اور منصبِ نبوت سے نوازنے

لے صحیفہ یوناہ باب ۳ آیت ۳۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی خاص فرق نہیں۔ گویا بخاری اور تورات حضرت یونسؑ کے والد ماجد کے نام پر مشتق ہیں۔

لے عام اندازے کے مطابق اگر ایک دن کی مسافت دس میل سمجھی جائے تو گویا تیس میل کے رقبہ میں یہ شہر پھیلا ہوا تھا۔ لے وارسلنہ الی ماتہ العین اور

یزیدون (الصفات ع ۵) اور ہم نے اسکو ایک لاکھ سے زائد انسانوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ لے صحیفہ یوناہ باب ۴ آیت ۱۱۔

کے بعد نینو جانے کا حکم دیا تاکہ وہاں رہ کر وعظ و نصیحت کے ذریعے سے لوگوں کو صحیح راستے پر لگائیں۔

پیغمبر اپنے افعال و کردار، عادات و خصائل اور ذہنی، عقلی اور روحانی اقدار کے لحاظ سے دوسرے انسانوں کی سطح سے کہیں بلند اور برتر ہوتا ہے تاہم اس کے ساتھ بھی بعض بشری تقاضے ہوتے ہیں۔ عطاے نبوت کے بعد اس پر جو فریضے عاید ہوتے ہیں ان کی گرانباری کا اندازہ عام لوگ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اگر وہ ان ذمہ داریوں سے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے سپرد ہوتی ہیں عمدہ برآ ہونے کے سلسلہ میں پچکچا بہت محسوس کرے تو اس پر تعجب نہ ہونا چاہیے۔ اس کی اساس خالص فطری اور بشری تقاضے پر ہوتی ہے اور ایک پیغمبر بھی اس کا حامل ہو سکتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ کو فرعون کے دربار میں جا کر پیغام حق سنانے کا حکم دیا گیا تو وہ بھی متامل ہو گئے تھے۔ مثلاً پہلے بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ قوم فرعون مجھے جھٹلائے گی۔ پھر کہا کہ میری زبان نہیں چلتی۔ یہ بھی کہا کہ میرے خلاف ایک قبیلے کے خون کا دعویٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ منصب میرے بھائی ہارون کے سپرد فرما دیا جائے۔ پھر ہارون کو نبوت میں شریک کر دینے کی درخواست کی۔ اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ حضرت موسیٰ معاذ اللہ حکم خداوندی کی تعمیل میں متذبذب تھے۔ نہیں منصب نبوت کی گراں قدر ذمہ داریاں تھیں جو ان کے دل میں تامل پیدا کر رہی تھیں۔ ان کے گریز میں بھی یہی عناصر کام کر رہے تھے نہ یہ کہ حضرت موسیٰ اپنے فریضے کی انجام دہی سے پہلوئی کرنا چاہتے تھے۔

جب حضرت یونس کو منصب نبوت عطا ہوا اور نینو جانے کا حکم ملا تو یہی کیفیت ان کی بھی ہوئی۔ ان کا احساس یہ تھا کہ شاید یہ منصب نبوت کے بارگراں کو نہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ وہ نینو جانے کی بجائے ترسیں کی طرف چل دیے۔ پہلے وہ یافا پہنچے۔ وہاں سے ترسیں کو جانے والے جہاز میں سوار ہو گئے۔

راستے میں زبردست آندھی اور سخت طوفان برپا ہوا۔ جہاز طوفانی لہروں میں شدید ہچکولے کھانے لگا۔ طاح اور تمام اہل جہاز بہت ہراساں ہوئے کہ کہیں جہاز ڈوب نہ جائے۔ طوفان کا زور ہر لحظہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس وقت حضرت یونس سو رہے تھے۔ ملاحوں نے انہیں جگا کر صورت حال سے خبردار کیا۔

اہل جہاز کو یہ خیال گزرا کہ ضرور ہم میں سے کسی نے کوئی گناہ کیا ہے جس کے بدلے میں ہم پر یہ آفت نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ طے ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے اور جس شخص کے نام قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ اس طرح یقیناً طوفان ختم بائے گا۔ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا اور ہر بار حضرت یونس ہی کا نام نکلا۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں اور آپ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے؟ حضرت نے اپنی جلد بازی کو خطا گردانتے ہوئے جواب دیا کہ میں اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہوں۔ اہل جہاز نے ان سے پوچھا کہ اب طوفان کو ٹھہرانے کی صورت کیا ہو؟ آپ نے ان کے فیصلے کے پیش نظر جواب دیا کہ مجھے اٹھا کر سمندر میں پھینک دو تو طوفان دور ہو جائے گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں یہ طوفان تم پر میری وجہ سے آیا ہے۔ چونکہ طوفان کی تندی میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور ہر ایک کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ اس لیے نہ چاہنے کے باوجود انہوں نے مجبوراً حضرت یونس کو سمندر میں پھینک دیا۔ ساتھ ہی طوفان رک گیا۔

جب حضرت یونس کو سمندر میں پھینکا گیا، تو اسی وقت انھیں ایک بہت بڑی مچھلی نے نگل لیا۔ اب حضرت نے اپنی خطا کے لیے دعائیں کیں۔ قرآن مجید کے مطابق عرض کیا:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي  
كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝  
اے میرے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہی کیتا ہے  
میں تیسری پاکی بیان کرتا ہوں، بے شک میں اپنے نفس پر خود ہی  
ظلم کرنے والا ہوں۔ (انبیاء ۶۷)

صحیفہ یوناہ میں حضرت کی یہ دعا ان الفاظ میں آئی ہے:

”میں نے اپنی مصیبت میں خداوند سے دعا کی اور اس نے میری سنی میں  
نے پاتال کی تہ سے رہائی دی۔“

تو نے میری فریاد سنی۔ تو نے مجھے گھر سے سمندر کی تہ میں پھینک دیا اور  
سیلاب نے مجھے گھیر لیا۔ تیری سب موجیں اور لہریں مجھ پر سے گزر گئیں  
اور میں سمجھا کہ تیرے حضور سے دور ہو گیا ہوں۔ لیکن میں پھر تیری مقدس  
ہیکل کو دیکھیوں گا۔

سیلاب نے میری جان کا محاصرہ کیا۔ سمندر میری چاروں طرف تھا۔  
بحری نبات میرے سر پر پٹ گئی۔ میں پہاڑوں کی تہ تک غرق ہو گیا۔  
زمین کے اڑ بنگے ہمیشہ کے لیے مجھ پر بند ہو گئے۔

تو بھی اے خداوند میرے خدا تو نے میری جان پاتال سے بچائی۔ جب  
میرا دل بے تاب ہوا تو میں نے خدا کو یاد کیا اور میری دعا تیری مقدس  
ہیکل میں تیرے حضور پہنچی۔

جو لوگ جھوٹے معبودوں کو مانتے ہیں وہ شفقت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ میں  
حمد کرتا ہوں تیرے حضور قربانی گزاروں گا۔ میں اپنی ندریں ادا کروں گا۔  
نجات خداوند کی طرف سے ہے۔

خدا نے حضور الرحیم نے اپنے پیغمبر کی درد بھری دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا۔ مچھلی کو حکم ملا کہ یونس کو جو تیرے پاس ہماری امانت  
ہے۔ اگلے دنے۔ چنانچہ مچھلی نے حضرت یونس کو خشکی پر اگل دیا۔

قرآن کا بیان | قرآن مجید میں مذکور ہے:-



اور ذوالنون ریونس کا معاملہ یاد کرو) جب ایسا ہوا تھا کہ خوشنماک ہو کر چلا گیا۔ پھر اس نے خیال کیا کہ ہم اس کو تنگی (آزمائش) میں نہیں ڈالیں گے پھر جب اسے آزمائش نے آکر گھیرا تو اس نے مچھلی کے پیٹ میں اور سمندر کی گہرائی کی تاریکیوں میں پکارا خدا یا! تیرے سوا کوئی معبود نہیں! تیرے لیے ہر طرح کی پاکی ہو! حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ تب ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے عمگین سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

وَذَالنُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَارِبًا ظَنًّا أَنْ لَنْ نَجِدَهُ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبِينَةِ  
فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَخَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نَجِي الْمُؤْمِنِينَ

(انبیاء ۶۷)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

اور بیشک ریونس پیغمبروں میں سے تھا اور وہ واقعہ یاد کرو) جبکہ وہ بھری ہوئی کشتی کی جانب بھاگا اور جب کشتی والوں نے غرق ہونے کے خوف سے، قرعہ ڈالا تو سمندر میں ڈالے جانے کے لیے اس کا نام نکلا، پھر نکل گئی اس کو مچھلی اور وہ اللہ کے نزدیک قوم کے پاس سے بھاگ آئے، پر قابل ملامت تھا۔ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ خدا کی پاکی بیان کرنے والوں میں سے تھا تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رہتا، پھر ڈال دیا ہم نے اس کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر چٹیل زمین میں اور وہ نالواں اور بے حال تھا۔

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ۚ فَسَاهَمَ فَأَكَانَ مِنَ الْمَدْحُضِينَ ۚ فَأَلْتَقَمَهُ الْكُفُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۚ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۚ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۚ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۚ

(الصافات ۵۷)

پھر فرمایا:

پس اپنے پروردگار کے حکم کی وجہ سے صبر کو کام میں لاؤ اور مچھلی ریونس کی طرح (بے صبر) نہ ہو جاؤ۔ جبکہ اس نے (خدا کو) پکارا اور وہ بہت معنوم تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اس کے پروردگار کے فضل نے اس کو (آغوش میں) لے لیا تھا تو وہ ضرور چٹیل میدان میں ملامت شدہ ہو کر پھینک دیا جاتا پس اس کے پروردگار نے اس کو برگزیدہ کیا اور اس کو نیکو کاروں میں رکھا۔

فَاصْبِرْ بِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُكِنُّ كَصَاحِبِ الْكُفُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ ۚ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَلْبُدَّ بِأَعْرَاقِهِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۚ فَاخْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۚ

(الزمر ۲۷)

صحیفہ یوناہ کا بیان | ان ارشادات قرآن کو صحیفہ یوناہ میں بیان کردہ حالات سے ملا کر پڑھا جائے تو حضرت یونس کے

واقعات کا ایک حد تک اندازہ ہو جاتا ہے۔ صحیفہ یوناہ منظر ہے۔

خداوند کا کلام یونانہ بن امتی پر نازل ہوا کہ اٹھ اس بڑے شہر نمینوہ کو جا اور اس کے خلاف منادی کر کیونکہ ان کی شرارت میرے حضور پہنچی ہے لیکن یونانہ خداوند کے حضور سے ترسیں کو بھاگا اور یا فامیں پہنچا اور وہاں اُسے ترسیں کو جانے والا جہاز ملا اور وہ کرایہ دے کر اس میں سوار ہوا تاکہ خداوند کے حضور سے ترسیں کو اہل جہاز کے ساتھ جائے۔ لیکن خدا نے سمندر پر بڑی آندھی بھیجی اور سمندر میں سخت طوفان برپا ہوا اور اندیشہ تھا کہ جہاز تباہ ہو جائے۔ تب ملاح ہراسان ہوئے اور ہر ایک نے اپنے دیوتا کو پکارا اور وہ اجناس جو جہاز میں تھیں سمندر میں ڈال دیں تاکہ اسے ہلکا کریں۔ لیکن یونانہ جہاز کے اندر پڑا سو رہا تھا۔ تب نا خدا اس کے پاس جا کر کہنے لگا تو کیوں پڑا سو رہا ہے؟ اٹھ اپنے محبوب کو پکار؛ شاید وہ ہم کو یاد کرے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔ اور انھوں نے آپس میں کہا آؤ ہم قرعہ ڈال کر دیکھیں کہ یہ آفت ہم پر کس کے سبب سے آئی چنانچہ انھوں نے قرعہ ڈالا اور یونانہ کا نام نکلا۔ تب انھوں نے اس سے کہا تو ہم کو بتا کہ یہ آفت ہم پر کس کے سبب سے آئی ہے؟ تیرا وطن کہاں ہے اور تو کس قوم کا ہے؟ اس نے ان سے کہا میں عبرانی ہوں اور خداوند آسمان کے خدا بحد و بر کے خالق سے ڈرتا ہوں۔ تب وہ خوفزدہ ہو کر اس سے کہنے لگا تو نے یہ کیا کیا؟ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ خدا کے حضور سے بھاگا ہے اس لیے کہ اس نے خود ان سے کہا تھا۔

تب انھوں نے اس سے پوچھا ہم تجھ سے کیا کریں کہ سمندر ہمارے لیے ساکن ہو جائے؟ کیونکہ سمندر زیادہ طوفانی ہوتا جاتا ہے۔ تب اس نے ان سے کہا مجھ کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دو تو تمہارے لیے سمندر ساکن ہو جائے گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ بڑا طوفان تم پر میرے ہی سبب سے آیا ہے۔ تو بھی ملاحوں نے ڈانڈ چلانے میں بڑی محنت کی کہ کنارہ پر پہنچیں لیکن نہ پہنچ سکے کیونکہ سمندر ان کے خلاف اور بھی زیادہ موجزن ہوتا جاتا تھا۔ تب انھوں نے خداوند کے حضور میں گرا گرا کر کہا،

اے خداوند ہم تیری منت کرتے ہیں کہ ہم اس آدمی کی جان کے سبب سے ہلاک نہ ہوں اور تو خونِ ناسحق کو ہماری گردن پر نہ ڈالے کیونکہ اسے خداوند تو نے جو چاہا سو کیا اور انہوں نے یوناہ کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اور سمندر کا تلاطم موقوف ہو گیا، تب وہ خداوند سے بہت ڈر گئے اور انہوں نے اس کے حضور قربانی گزارنی اور نذریں مانیں۔ لیکن خداوند نے ایک بڑی مچھلی مقرر کر رکھی تھی کہ یوناہ کو نگل جائے اور یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ خداوند اپنے خدا سے یہ دعا کی..... اور خدا نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے یوناہ کو خشکی پر

اگل دیا ہے

مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باعث ہوا اور خوراک نہ ملنے کے باعث حضرت یونس بہت کمزور ہو چکے تھے۔ چنانچہ جب مچھلی نے انہیں خشکی پر اگل دیا تو نعمت اور لاغری کے باعث ایک جگہ پڑ رہے۔ قدرت کی طرف سے ان کے لیے آرام اور تکلیف سے نجات کے اسباب مہیا ہو گئے۔ جہاں آپ پڑے رہتے تھے وہاں سایے کے ایک بیل والا درخت اُگ آیا۔ تورات کا بیان ہے کہ یہ بیل کدو کی تھی بہر حال جب آپ تندرست ہو گئے اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو دوبارہ اللہ کا حکم آیا کہ اب نینوا کو جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ راہِ راست پر لاؤ۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے :

وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ۝

اور ہم نے اس پر (سایہ کے لیے) ایک بیل دار درخت اُگایا۔

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُ ۚ وَكَانَ صِرَاطُكَ

حضرت یونس نے قبیل ارشاد کی۔ نینوا کی طرف تشریف لے گئے اور وعظ و نصیحت فرمائی مگر ان پر بہت کم اثر ہوا۔ جب زیادہ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو فرمایا کہ چالیس دن کے اندر نینوا برباد ہو جائے گا۔ پھر نینوا سے نکل کر دور کہیں جا بیٹھے اور ایک چھپر بنا کر بیٹھ رہے تاکہ نینوا کے سرکش اور نافرمان لوگوں کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

حضرت یونس تو نینوا کی بربادی کا اعلان سنا کر خود شہر سے نکل گئے۔ مگر اہل نینوا کے لیے یہ اعلان بڑی پریشانی اور گھبراہٹ کا موجب بن گیا۔ وہ عذاب کے خوف سے سرسبز ہو گئے اور اپنے اعمال پر پچھتانے لگے۔ بادشاہ اور رعایا دونوں کے دل خوف سے کانپ اٹھے۔ بادشاہ خود ٹاٹا اور ڈھکرا رکھ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی اچھے اچھے لباس اتار کر ٹاٹا پہن لیا اور لگے اللہ کے حضور توبہ و استغفار کرنے۔

تب مینوہ کے باشندوں نے خدا پر ایمان لاکر روزہ کی منادی کی اور ادنیٰ و اعلیٰ سب نے ٹاٹ اوڑھا۔ اور یہ خبر مینوہ کے بادشاہ کو پہنچی اور وہ اپنے تخت پر سے اٹھا اور بادشاہی لباس اتار ڈالا اور ٹاٹ اوڑھ کر راکھ پر بیٹھ گیا اور بادشاہ اور اس کے ارکان دولت کے فرمان سے مینوہ میں یہ اعلان کیا گیا اور اس بات کی منادی ہوئی کہ کوئی انسان یا حیوان غلہ یا چارہ کچھ نہ چکھے اور نہ کھلے پیئے۔ لیکن انسان اور حیوان ٹاٹ سے ملتے ہوں اور خدا کے حضور گریہ و زاری کریں۔ بلکہ ہر شخص اپنی بُری روش اور اپنا ارادہ بدلے اور اپنے قہر شدید سے باز آئے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔

خداوند کریم نے اہل مینوہ کی توبہ قبول فرمائی انھیں اپنی رحمت سے نوازا اور اس عذاب سے محفوظ کر دیا جس کی حضرت یونس نے وعید فرمائی تھی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَمَعَهَا  
اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمٌ يُّوْسُ ط كَمَا اٰمَنُوْا  
كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ  
الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلَىٰ حِيْنٍ۔

(یونس ع ۱۰)

پھر کیوں ایسا ہوا کہ قوم یونس کی بستی کے سوا اور کوئی بستی نہ نکلی۔ کہ نزولِ عذاب سے پہلے یقین کر لیتی اور ایمان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتی۔ یونس کی قوم جب ایمان لے آئی تو ہم نے رسوائی کا وہ عذاب ان پر سے ٹال دیا۔ جو دنیا کی زندگی میں پیش آنے والا تھا اور ایک خاص مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کی ہمت دے۔

ایک نکتہ | مندرجہ بالا آیت میں "فلولا کانت"..... "قوم یونس" کے الفاظ غور طلب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح یونس کی قوم ایمان لے آئی اس طرح اور قوموں نے بھی کیوں ایمان قبول نہ کیا تاکہ جس طرح حضرت یونس کی قوم عذاب سے محفوظ رہی اس طرح وہ لوگ بھی عذاب سے محفوظ رہتے۔ گویا عذاب آنے سے پہلے ہی جو قوم حق و صداقت قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ مند ہو جائے۔ خدا اپنی رحمت سے عذاب ٹال دیتا ہے، لیکن عذاب کے دروازے کھل جائیں تو اس وقت پھپھانا کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان پھیلے لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو نبیوں اور رسولوں کے ڈرانے دھمکانے کے باوجود نہ سمجھے اور جب انھیں عذاب کی وعید سنائی گئی تو انہوں نے اس کا تسخر اڑایا مثلاً حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت شعیب وغیرہ کی قومیں کہ جب ان سفیروں نے ان کی بڑھتی ہوئی نافرمانیوں اور بد عملیوں کے باعث انھیں عذاب سے ڈرایا تو وہ مطلق خوف زدہ نہ ہوئے اور جب عذاب سر پہ آن پہنچا تب یقین ہوا اور لگے

تو یہ کرنے لیکن ایسی صورت میں عذاب کا ملنا سنت اللہ کے خلاف ہے سنت اللہ ہمیشہ ہی رہی ہے کہ جب کسی قوم پر عذاب آجاتا ہے تو پھر ملتا نہیں۔ اس وقت کا ایمان اللہ کی درگاہ میں قبول نہیں ہو سکتا۔

حضرت یونسؑ کی قوم عذاب سے قبل ہی ایمان لے آئی تھی۔ یعنی عذاب کے خوف ہی نے انہیں راہِ راست پر لگا دیا تھا۔ اس لیے جس عذاب سے حضرت یونسؑ نے ڈرایا تھا وہ مل گیا۔

**ابن کثیر کا بیان** | مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں کہ گزشتہ لہستہ لہستہ میں سے کوئی بستی ایسی نہ نکلی جس کے باشندے اپنے نبیوں پر اس طرح ایمان لے آتے جس طرح حضرت یونسؑ کی قوم ان پر ایمان لائی اور یہ منبہ ہی کے باشندے تھے اور ان کے ایمان لانے کا واقعہ یہ ہے کہ انہیں اس عذاب کا ڈر پیدا ہو گیا تھا جس سے ان کے پیغمبر نے انہیں ڈرایا تھا۔ جب انہوں نے عذاب کے آثار محسوس کیے اور دیکھا کہ ان کا پیغمبر ان میں سے نکل کر چلا گیا ہے تو اس وقت وہ اللہ کی طرف رجوع ہو گئے اور اس کی پناہ ڈھونڈنی شروع کر دی..... یعنی اپنی زندگی میں عذاب سے محفوظ ہو گئے۔

**بیل کا واقعہ** | صحیفہ یونانہ میں بتایا گیا ہے کہ بیل اس وقت آگے جب حضرت یونسؑ عذاب کی خبر پہنچا کر خود شہر سے باہر نکل گئے اور ایک جھونپڑا بنا لیا تھا۔ ظاہر ہے کہ بیل کا سایہ حضرت یونسؑ کے لیے آرام کا باعث تھا۔ مگر بیل جلد ہی سوکھ گئی جس پر حضرت یونسؑ کو رنج ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اس بیل کے سوکھنے پر رنجیدہ ہو گیا اور اس کا اتنا خیال کیا۔ حالانکہ اس کے لیے تو نے کوئی محنت نہیں کی بلکہ ہم نے اسے اگایا تھا۔ پھر کیا مجھے لازم نہ تھا کہ میں اتنے بڑے شہر کا جس میں میرے ایک لاکھ میں ہزار بندے رہتے ہیں خیال نہ رکھوں۔

صحیفے کے الفاظ یہ ہیں :-

اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان لے لے کیونکہ میرے اس جینے سے فرجانا بہتر ہے۔ تب خداوند نے فرمایا کیا تو ایسا ناراض ہے؟ اور یونانہ شہر سے باہر مشرق کی طرف جا بیٹھا اور وہاں اپنے لیے ایک چھتر بنا کر اس کے سایے میں بیٹھ رہا کہ دیکھے شہر کا کیا حال ہوتا ہے۔ تب خداوند نے کدو کی بیل اگائی اور اسے یونانہ کے اوپر پھیلایا کہ اس کے سر پر سایہ ہو اور وہ تکلیف سے بچے اور یونانہ اس بیل کے سبب سے نہایت خوش ہوا۔ لیکن دوسرے دن صبح کے وقت خدا نے ایک کیرا بھیجا جس نے اس بیل کو کاٹ ڈالا اور وہ سوکھ گئی اور جب آفتاب بلند ہوا تو خدا نے مشرق سے ٹھنڈی اور آفتاب کی گرمی نے یونانہ کے سر پر اثر کیا اور

وہ بیتاب ہو گیا اور موت کا آرزو مند ہو کر کہنے لگا کہ میرے اس جینے سے  
 مر جانا بہتر ہے اور خدا نے یوناہ سے فرمایا کیا تو اس بیل کے سبب سے  
 ایسا ناراض ہے؟ اس نے کہا میں یہاں تک ناراض ہوں کہ مر جانا  
 چاہتا ہوں۔ تب خداوند نے فرمایا کہ تجھے اس بیل کا اتنا خیال ہے  
 جس کے لیے تو نے نہ کچھ محنت کی اور نہ مائے اگایا۔ جو ایک ہی رات میں  
 اگی اور ایک ہی رات میں سوکھ گئی۔ اور کیا مجھے لازم نہ تھا کہ میں اتنے  
 بڑے شہر نینوا کا خیال کر دوں جس میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ  
 ایسے ہیں جو اپنے دہنے اور بائیں ہاتھ میں امتیاز نہیں کر سکتے اور بشمار

مولیٰ میں؟ لہ

لیکن تدرآن کا بیان بالکل واضح ہے کہ بیل اس وقت اگی جب حضرت مچلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد صحرا میں بیا رپڑے رہے  
 وہیں بیل اگی جس کے سایے میں آپ آرام سے رہنے لگے۔ صحت یاب ہونے پر نینوا جانے کا حکم ملا۔ وہاں جا کر رشد و ہدایت فرماتے  
 رہے۔ جب لوگ راہ راست پر نہ آئے تو عذاب کی وعید سنا کر وہاں سے نکل آئے اور شہر سے باہر جھونپڑا بنا کر رہنے لگے۔ پھر  
 جب اہل نینوا نے اپنے معاصی سے توبہ کر کے اللہ اور اس کے نبی کے احکام قبول کر لیے تو اللہ کی رحمت سے عذاب ٹل گیا۔  
قوم یونس کی ترقی اور انحطاط حضرت یونس اکتیس برس تک اپنی قوم میں رہے اور قوم نے آپ کی رہنمائی میں دین و دنیا کی  
 کامرانی اور برکت حاصل کی۔ گناہ اور بد عملیوں سے تائب ہو کر سیدھے راستے پر لگ گئی جس سے نہ صرف ان سے عذاب ٹل گیا  
 بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مزید ترقی کے امکانات پیدا کر دیے۔ لیکن پاکبازانہ زندگی کا یہ دور زیادہ مدت تک قائم نہ رہا۔ کچھ  
 مدت بعد ان میں پرانی عادات لوٹ آئیں۔ کفر و پستی پرستی اور فسق و فجور کا وہ تمام مواد پھر سے فراہم ہو گیا جسے مٹانے کے  
 لیے حضرت یونس مبعوث ہوئے تھے۔ ان حالات میں اسرائیلی بنی ناحوم نے انھیں بہتیرا سمجھایا اور رشد و ہدایت کی راہ دکھانے کی  
 بہت کوشش کی لیکن انھوں نے پھر پہلے کی طرح بغاوت اور سرکشی کا شیوہ اختیار کر لیا اور ناحوم کی آواز پر مطلق کان نہ دھرے۔ تب ناحوم  
 نے وحی الہی کے مطابق انھیں تباہی و بربادی کی پیش گوئی سنائی۔ اس پیش گوئی کے ستر سال بعد یعنی قریباً ۶۱۲ ق م بابلیوں نے  
 حملہ کر کے نینوا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اشوری حکومت کا پانسٹاپٹ گیا اور اشوری تہذیب و تمدن ہمیشہ کے لیے مٹ گیا۔  
 ہستی سے مٹ گیا۔

حضرت یونس کی دعا حضرت یونس نے مچلی کے پیٹ میں مبتلائے مصائب ہوئے تو دعا کی۔ قرآن مجید نے چند لفظوں میں  
 وہ دعا دی ہے جو ہر انسان کے لیے مشعل ہدایت ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ  
 مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (انبیاء ۴۶)

اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے تو اپنے بندوں  
 کو مصیبت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا، خود میں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

تورات میں یہ دعا بڑی تفصیل سے پیش کی گئی ہے:

میں نے اپنی مصیبت میں خداوند سے دعا کی، اور اُس نے میری سنی۔  
 میں نے پاتال کی تہ سے دہائی دی، تو نے میری فریاد سنی۔  
 تو نے مجھے گہرے سمندر کی تہ میں پھینک دیا اور سیلاب نے مجھے گھیر لیا۔  
 تیری سب موجیں اور لہریں مجھ پر سے گزر گئیں اور میں سمجھا کہ تیرے  
 حضور سے دور ہو گیا ہوں، لیکن پھر تیری مقدس ہیکل کو دیکھوں گا۔  
 سیلاب نے میری جان کا محاصرہ کیا۔ سمندر میری چاروں  
 طرف تھا۔ بحری نبات میرے سر پر لپٹ گئی۔ میں پہاڑوں کی  
 تہ تک غرق ہو گیا۔ زمین کے اڑبنگے ہمیشہ کے لیے مجھ پر بند ہو گئے  
 تو بھی اے خداوند میرے خدا تو نے میری جان پاتال سے بچائی۔  
 جب میرا دل بے تاب ہوا تو میں نے خداوند کو یاد کیا اور میری  
 دعا تیری مقدس ہیکل میں تیرے حضور پہنچی۔  
 تو لوگ جھوٹے معبودوں کو مانتے ہیں وہ شفقت سے محروم ہو جاتے  
 ہیں۔ میں حمد کرتا ہوا تیرے حضور قربانی گزارا تو نگا۔  
 میں اپنی نذریں ادا کروں گا۔  
 نجات خداوند کی طرف سے ہے اے

## وفات:

عبدالوہاب نجار کہتے ہیں کہ آپ کی قبر حلحول نامی ایک مقام میں ہے جو فلسطین کے مشہور شہر خلیل کے قریب واقع  
 ہے۔ اس قبر کے قریب ایک دوسری قبر ہے جو حضرت یونس کے والد منیٰ کی قبر بتائی جاتی ہے مگر مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت  
 یونس نینوا ہی میں رہے اور وہیں اپنی زندگی کی مدت پوری کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی قبر مبارک بھی نینوا ہی  
 میں ہے۔

# حضرت زکریا علیہ السلام

**حسب نسب** | حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر گزرے ہیں۔ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ کا نام ایشیح تھا جو حضرت ہارونؑ کے خاندان سے تھیں۔

**قرآن اور انجیل کا بیان** | سورہ النعام میں انبیاء کی فہرست میں صرف آپ کا نام آیا ہے اور سورہ آل عمران سورہ مریم اور سورہ انبیاء میں مختصر تذکرہ ہے۔ لوقا کی انجیل کے پہلے باب میں آپ کے فرزند کی پیدائش کا واقعہ مذکور ہے۔

**ابتدائی حالات** | حضرت زکریا حضرت عیسیٰ کی والدہ مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کفیل و مربی اور مہیکل کے امام متولی تھے۔ مسلم، ابن ماجہ اور مسند احمد میں مذکور ہے کہ آپ بڑھتی کا کام کر کے اپنی روزی کاتے تھے۔

حضرت ابو بیریہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: ”ذکر یا نجاری بڑھی کا کام کرتے تھے۔“

**عمران اور حنہ** | آپ کے خاندان میں عمران بن ناشی اور اس کی بیوی حنہ بنت فاوود بہت نیک نفس، پارسا اور خدا شناس انسان تھے۔ یہ دونوں بنی اسرائیل میں بہت زیادہ مقبول تھے زہد و عبادت کی وجہ سے نماز کی امامت بھی عمران کے سپرد تھی۔

ان کے ہاں اولاد نہ تھی اور حنہ کو اولاد کی بہت خواہش تھی چنانچہ وہ اس کے لیے بارگاہِ الہی میں ہمیشہ دعا مانگا کرتی اور اولاد کی منتظر رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے حنہ کی دعا قبول فرمائی اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ حنہ نے اسی وقت نذرمانی کہ جو بچہ پیدا ہوگا میں اسے ہیکل (مسجد اقصیٰ) کے لیے وقف کر دوں گی کیونکہ بنی اسرائیل کی مذہبی رسوم میں یہ رسم بہت مقدس سمجھی جاتی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو ہیکل کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔

**ولادت مریم** | جب مدت حمل پوری ہوئی تو حنہ کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی جس پر اس لیے افسوس ہوا کہ وہ اپنی نذر کو پورا نہ کر سکے گی اور لڑکی کس طرح ہیکل کی خدمت کر سکے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حنہ کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ



ہم نے تیری لڑکی ہی کو قبول فرمایا اور اس کی وجہ سے خاندان کی عزت اور برکت بڑھے گی۔ حنہ نے لڑکی کا نام مریم رکھا۔  
قرآن کریم میں مذکور ہے :-

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَابْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَاقُونَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ إِنَّكَ أَعْيُنُكَ عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ۚ وَرِثِيَّةَ لِبَعْضِهَا مِنْ بَعْضٍ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ  
إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَئِنَّ الذَّكَرَ لَأَكْرَمُ ۖ وَإِنِّي لأُغْنِيكُمُهَا وَ إِنِّي أُعِيدُهَا بِنَاكِ وَذُرِّيَّتُهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۚ  
(آل عمران ع ۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو اپنے اپنے عہد میں جہان والوں پر بزرگی دی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے روہ وقت یاد کرو جب عمران کی بیوی نے کہا اے میرے اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیری راہ میں آزاد ہے۔ پس تو اسے میری طرف سے قبول فرما، بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے جنا تو کہنے لگی ”پروردگار! میرے لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا ہے اور لڑکا اور لڑکی کیاں نہیں ہیں یعنی ہیکل کی خدمت لڑکا کر سکتا ہے لڑکی نہیں) اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطانِ رجیم کے فتنے سے

تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

حنہ ابھی حاملہ ہی تھیں کہ ان کے شوہر عمران کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ جب حضرت مریم سن شعور کو پہنچیں تو سوال پیدا ہوا کہ ہیکل یہ امانت کس کے سپرد کی جائے، چونکہ وہ لڑکی تھیں اس لیے ان کی کفالت کے لیے کسی مرد نیک کا انتخاب از بس ضروری تھا۔ بنی اسرائیل کے کاہنوں یعنی مقدس افراد میں سے جو ہیکل میں مذہبی رسومات ادا کرتے اور اس کی خدمت پر مامور تھے، ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ حضرت مریم کا کفیل اُسے بنایا جائے، لیکن اس کا اہل حضرت زکریا کے سوا دوسرا کوئی نہ تھا اس لیے کہ رشتے کے لحاظ سے وہ مریم کے زیادہ قریب تھے یعنی حضرت کی بیوی ایشیہ حضرت مریم کی خالہ تھیں اور حضرت زکریا ہیکل کے معزز کاہن اور اللہ کے نبی تھے۔ تاہم فیصلہ ہوا کہ قرعہ اندازی کی جائے۔ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا اور ہر مرتبہ حضرت زکریا کا نام نکلا چنانچہ یہ امانت حضرت کے سپرد کر دی گئی۔

حضرت زکریا نے ہیکل کے قریب ایک حجرہ حضرت مریم کے لیے مخصوص کر دیا جہاں وہ دن بھر اللہ کی عبادت کرتی اور رات کے وقت حضرت زکریا کے مکان پر اپنی خالہ کے پاس چلی جاتی تھیں۔

پس ان (مریم) کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمایا اور عمدہ طور پر ان کو نشوونما دی۔

اور تم (اے محمد) ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنے

تَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا  
بَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ (آل عمران ع ۴)  
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْعُونَ

أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ  
لَدَيْهِمْ إِذِ اتَّخَذُوا مَوَدَّةَ

(آل عمران ۵۶)

اپنے قلم (قرعہ کے لیے) ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون  
شخص مریم کی کفالت کرے اور نہ تم ان کے پاس تھے جب وہ مریم  
کی کفالت کے معاملہ میں جھگڑ رہے تھے۔

**حضرت مریم کا قرب خداوندی** | حضرت ذکر یا کبھی کبھی ان کے حجرے میں بھی تشریف لے جاتے۔ وہاں انہوں نے  
ایک عجیب بات یہ دیکھی کہ حضرت مریم کے پاس اکثر بے موسم کے تازہ پھل رکھے ہوتے۔ حضرت ذکر یا سے نہ رہا گیا  
انہوں نے پوچھ ہی لیا کہ مریم آپ سے پاس یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت مریم نے فرمایا: "یہ میرے پروردگار کا  
مجھ پر فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے بے گمان رزق پہنچاتا ہے۔" حضرت ذکر یا سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں  
حضرت مریم کا خاص درجہ اور مقام ہے۔

قرآن کریم میں مذکور ہے:-

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ  
وَوَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَمْرُؤُا نَاقِي  
لَكَ هَذَا قَالَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ  
إِنَّ اللَّهَ يُرِزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(آل عمران ۴۷)

رسو جب کبھی ذکر یا ان کے پاس عمدہ مکان میں تشریف  
لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے اور انہیں  
فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں۔ وہ  
کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ  
جسے چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔

**حضرت ذکر یا کی دعا** | حضرت ذکر یا بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے۔ ان کی بیوی بانجھ تھیں اور کوئی اولاد بھی نہ تھی۔ حضرت ذکر یا  
اولاد کے آرزو مند تھے۔ ظاہری اسباب کی بنا پر اس کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ لیکن خدا کی  
بارگاہ میں دعا کرتے رہے۔

**بشارت** | اپنے نیک بندوں اور پھر نبی کی دعا تو اللہ تعالیٰ ضرور سننا اور قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت ذکر یا کی دعا  
بھی قبول فرمائی اور ایک روز جب وہ ہیکل میں مصروف عبادت تھے فرشتے نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت  
سنائی کہ تمہارے بیٹا پیدا ہوگا۔ اس کا نام یحییٰ رکھنا۔ حضرت ذکر یا یہ بشارت پا کر بہت مخطوط ہوئے اور قبولیت  
دعا پر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا شکر ادا کرتے ہوئے تعجب کا اظہار فرمایا کہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ  
پھر یہ بشارت کیسے پوری ہوگی۔ کیا مجھے از سر نو جوانی عطا ہوگی یا میری بیوی کا بانجھ پن دور ہو جائے گا؟  
فرشتے نے جواب دیا کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں تمہارے بیٹا ضرور پیدا ہوگا۔ کیونکہ خدا کا فیصلہ اٹل ہے اور ایسا  
ہو کر رہے گا۔ جس خدا نے انسان کو نیت سے بہت کیا اس کے لیے یہ کام بھی کوئی مشکل نہیں اور وہ جس طریقے سے چاہے  
گا اس بشارت کو پورا کر دے گا۔

یہ جواب پا کر حضرت ذکریا نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے لیے کوئی ایسا نشان مقرر کر دیا جائے جس سے میں یہ جان سکوں کہ بشارت نے وجود کی شکل اختیار کر لی ہے۔ تین روز تک روزہ رکھنے اور مشغول عبادت رہنے کا حکم ہوا۔ اور یہودیوں کی خاموشی کو بھی روزے کے اعمال ہی سے ایک عمل سمجھا جاتا تھا۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب دیکھو کہ زبان بات کرنے سے رک گئی تو سمجھ لینا کہ بشارت نے وجود اختیار کر لیا۔ ان دنوں میں ہماری حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل سے زیادہ مشغول رہنا۔ چنانچہ جب وہ وقت آن پہنچا تو حضرت ذکریا نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زیادہ منہمک ہو گئے اور لوگوں سے ہر بات اٹارے میں کرتے۔ حضرت کی ہدایت کے بموجب بنی اسرائیل بھی خدا کی یاد میں زیادہ سے زیادہ مصروف رہنے لگے کیونکہ جس طرح حضرت یحییٰ کی ولادت حضرت ذکریا کے لیے باعث مسرت و انبساط تھی اسی طرح ان کی قوم کو بھی اس سے بے پایاں خوشی حاصل ہوئی تھی کہ حضرت ذکریا کا ایک صحیح جانشین اور علم و حکمت کا سچا وارث عالم وجود میں آنے والا ہے۔

**قرآن کا بیان | سورہ مریم میں ارشاد ہوتا ہے:**

كَلْبِيعَصَ ۝ ذَكَرْ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا  
ذَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدًا خَفِيًّا ۝ قَالَ  
رَبِّ اِنِّى وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّى وَاسْتَعَلَ الرَّاسُ  
شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَاؤِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝

کاف، ہا، یا، عین، صاد راے پیغمبر یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی مہربانی فرمانے کا اپنے بندے ذکریا پر جب کہ انھوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا۔ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ پیری کے) کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور اس سے قبل کبھی میں آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کی طرف سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے سو (اس صورت میں) آپ مجھے خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دے دیجیے کہ وہ (میرے علوم خاص میں) میرا وارث بنے اور یعقوب کے خاندان کا وارث بنے اور اس کو اے میرے رب (اپنا) پسندیدہ بنائیے گا۔ اے ذکریا تمہیں ایک فرزند کی خوش خبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل تم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہ بنایا ہوگا۔ ذکر یا نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور (ادھر) میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ حالت

وَ اِنِّى خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَرَآئِى وَ  
كَانَتْ اٰمِرَاتِى عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَدُنْكَ  
وَلِيًّا ۝ يٰرَبِّىْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۝  
وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

يٰذَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اَسْمُهُ  
يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝  
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ يَكُوْنُ لِىْ غُلَامًا وَ كَا نَتْ  
اٰمِرَاتِىْ عَاقِرًا وَ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝  
قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْ

آيَةٌ ۞ قَالَ أَيُّكُمْ أَلَّا تَكَلِّمُوا النَّاسَ تِلْكَ  
 لَيَالٍ سَوِيًّا ۖ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ  
 فَأَدْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا  
 (مریم ۶۱)

(موجودہ) یونہی رہے گی (اور پھر اولاد ہوگی اسے ذکر کیا) تمہارے  
 رب کا قول ہے کہ یہ (امر) مجھ کو آسان ہے اور میں نے تمہیں  
 پیدا کیا حالانکہ تم رپیدائش سے قبل، کچھ بھی نہ تھے۔ نبی ذکر کیا  
 عرض کیا کہ میرے لیے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا  
 تمہاری (وہ) علامت یہ ہے کہ تم تین رات (اور تین دن تک  
 آدمیوں سے بات نہ کر سکو گے حالانکہ تندرست ہو گے۔ پھر  
 حجرے میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور انہیں اشارے  
 سے فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو۔

ایک اور جگہ مذکور ہے:

وَذَكَرْنَا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي  
 فَرْدًا ۖ وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝

اور ذکر کیا کہ تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا  
 کہ اے میرے رب مجھے لا وارث مت رکھو یعنی مجھے فرزند  
 دیجئے کہ میرا وارث ہو، اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی  
 سو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ہم نے انہیں یحییٰ (فرزند)  
 کیا اور ان کی خاطر سے ان کی بی بی کو جو کہ بانجھ تھیں، اولاد  
 قابل کر دیا۔ یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و  
 کے ساتھ ہماری عنایت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے  
 کر رہتے تھے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَ  
 أٰصْلَحْنَاهُ ۖ زَوْجَهُ ۖ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسْرِءُوْنَ  
 فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَآرْعَابًا وَرَهَبًا ۖ وَ  
 كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ (انبیاء ۶)

سورہ آل عمران میں فرمایا:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ  
 لِيْ مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۗ اِنَّكَ سَمِيْعٌ  
 الدُّعَاۗءِ ۗ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ  
 يُصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى  
 مُصَدِّقًا لِّكَلِمَةٍ مِّنْ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا  
 وَرَبِيْبًا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اس موقع پر دعا کی ذکر کیا نے اپنے رب سے، عرض کر  
 اے میرے رب عنایت کیجیے مجھے خاص اپنے پاس سے کہ  
 اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے لیے  
 کے کہا ان سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے  
 محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ کی جو  
 احوال یہ ہوں گے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں  
 اور مقدا ہوں گے اور اپنے نفس کو لذات سے بہت

قَالَ رَبِّ اَنْتَ يَكُونُ لِىْ غُلَامًا وَ قَدْ  
 بَلَغَنِى الْكِبَرُ وَاْمْرًا نِىْ عَاقِرًا ط قَالَ كَذٰلِكَ  
 اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ؕ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْ اٰيَةً  
 قَالَ اِنَّكَ اَلَا تُكَلِّمُ النَّاسَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا  
 رَمَضًا ط وَذَكَرْكَ رَبُّكَ كَثِيْرًا وَ سَبِّحْ بِالْعِشِيِّ  
 زَالِا بَكَارِہ (آل عمران ۴۷)

والے ہوں گے اور نبی بھی ہوں گے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہوں گے۔  
 زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے رجا کا کس طرح ہوگا  
 حالانکہ مجھے بڑھاپا آ پہنچا اور میری بیوی بھی بچہ جننے کے قابل نہیں ہے  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں رجا کا ہو جائے گا کیونکہ اللہ  
 تعالیٰ جو کچھ ارادہ کریں، کر دیتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ اے  
 پروردگار میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دیجیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 کہ تمھاری نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے  
 بجز اشارے کے اور اپنے رب کو (دل سے) بہ کثرت یاد کیجیو اور  
 (زبان سے بھی) تسبیح اور تقدیس کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی  
 (کہ اس کی قدرت رہے گی)۔

تورات کا بیان | مجموعہ تورات کے صحیفہ زکریا میں جن زکریاہ کے حالات درج ہیں وہ یہ زکریاہ نہیں جن کے حالات ہم  
 نے قرآن سے بیان کئے ہیں بلکہ وہ دوسرے زکریاہ ہیں جو دارا ابن گشتاسپ کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ زکریاہ نبی کی کتاب میں  
 مذکور ہے:

دارا کے دوسرے برس کے آٹھویں مہینے میں خداوند کا کلام زکریاہ  
 نبی بن برکیاہ بن عدو پر نازل ہوا۔

قرآن عزیز میں جن زکریاہ کا — ذکر آیا ہے وہ دوسرے بزرگ ہیں جو حضرت مریمؑ کے خالوتھے۔ لوقا کی انجیل میں ان  
 کے کچھ حالات ملتے ہیں:

یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں اہلبیہ کے فریق میں سے  
 زکریا نام ایک کاہن تھا اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی  
 اور اس کا نام ایشیع تھا اور دونوں خدا کے حضور راست باز اور  
 خداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے اور  
 ان کے اولاد نہ تھی کیونکہ ایشیع بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ  
 تھے۔

جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پرکھانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کھانت کے دستور کے موافق اس کے نام کا قرعہ نکلا کہ خداوند کے مقدس میں جا کر خوشبو جلائے اور لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلاتے وقت باہر دعا کر رہی تھی کہ خداوند کا فرشتہ خوشبو کے مذبح کی دہنی طرف کھڑا ہوا اسے دکھائی دیا اور زکریا دیکھ کر گھبرا یا اور اس پر دہشت چھا گئی، مگر فرشتے نے اس سے کہا اے زکریا! خوف نہ کر کیونکہ تیری دعا سن لی گئی اور تیرے لیے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا تو اس کا نام یوحنا رکھنا اور تجھے خوشی و خرمی ہوگی.....

زکریا نے فرشتے سے کہا میں اس بات کو کس طرح جانوں کیونکہ میں بڑھا ہوں اور میری بیوی عمر رسیدہ ہے۔ فرشتے نے جواب میں اس سے کہا میں جبرائیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں اور اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھ سے کلام کر دوں اور تجھے ان باتوں کی خوش خبری دوں اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہوں تو چپکا رہیگا اور بول نہ سکے گا اس لیے کہ تو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پوری ہوگی یقین نہ کیا اور لوگ زکریا کی راہ دیکھتے اور تعجب کرتے تھے کہ اُسے مقدس میں کیوں دیر لگی۔ جب وہ باہر آیا تو ان سے بول نہ سکا پس انہوں نے معلوم کیا کہ اس نے مقدس میں رویا دیکھی ہے اور وہ ان سے اشارے کرتا تھا اور گونگا ہی رہا۔ پھر ایسا ہوا کہ جب اس کی خدمت کے دن پورے ہو گئے تو وہ اپنے گھر گیا۔

ان دنوں کے بعد اس کی بیوی الیشبع حاملہ ہوئی اور الیشبع کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا اور اس کے بیٹا ہوا اور اس کے پڑوسیوں اور رشتہ داروں نے یہ سن کر کہ خداوند نے اس پر بڑی رحمت کی اس کے ساتھ خوشی منائی ہے

**دعوت و تبلیغ** | قرآن کریم نے متعدد مقامات پر ہی اسرائیل کی فتنہ پردازیوں، شرانگیزیوں اور باطل پرستیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس قوم کی ہدایت کے لیے متعدد دروس مبعوث فرمائے گئے جنہوں نے انہیں رشد و ہدایت کی راہ بتائی۔ لیکن انہوں نے مستقل طور پر اپنی حالت کو نہ سنوارا۔ بلکہ اپنے پیغمبروں اور نبیوں کو قتل بھی کرتے رہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے یہود کی شرارتوں اور ان کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

ان الذین یکفرون بآیت اللہ ویقتلون  
النبيين لغير حق ویقتلون الذین یأمروهم  
بالقسط من الناس فبئس ما یعدون  
الیمم (آل عمران ع)

جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور ناحق پیغمبروں کو  
قتل کرتے ہیں اور نبیوں کے سوا جو لوگ ان کو انصاف کرنے  
کا حکم کرتے ہیں ان کو بھی قتل کرنے میں تو ان کو دردناک عذاب  
کی خبر سنا دو۔

حضرت زکریا بھی اسی قوم کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ آپ زندگی بھر انہیں بے دینی اور گمراہی سے بچانے میں  
مصرف رہے اور ہمیشہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے رہتے تھے۔ کچھ مدت تک بنی اسرائیل آپ کی ہدایت کے بموجب عمل کرتے رہے۔  
بالآخر انہوں نے پھر سرکشی اختیار کی اور ناشائستہ حرکتیں کرنے لگے۔ جب حضرت نے انہیں روکا تو وہ ان کے خلاف ہو گئے اور  
انہیں قتل کرنے کا تہیہ کر لیا۔

**شہادت کا واقعہ** | آپ کی وفات کے متعلق کئی روایتیں مشہور ہیں۔ جن میں مشہور قول یہ ہے کہ جب یہودی آپ کو قتل  
کرنے کے ارادے سے نکلے تو آپ ایک درخت کی کھوہ میں چھپ رہے۔ یہودیوں نے درخت کے اس حصے کو آڑے سے  
کاٹنا شروع کر دیا۔ جب آڑہ آپ کے بدن تک پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق آپ نے اُف تک نہ کی اور درخت کے ساتھ  
حضرت زکریا کے جسم کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے۔

**حضرت زکریا کی دعائیں** | حضرت زکریا نے اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگیں وہ قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہیں:-

رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاسْتَعَلَ  
الرَّاسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَاؤِكَ رَبِّ  
شَقِيًّا ه وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ دَرَاۤءِیْ وَ  
كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْكَ  
وَلِیًّا یُرِثْنِیْ وَیَرِثْ مِنْ اِیْلِیْ یُعْقِبْ وَاجْعَلْهُ  
رَبِّ رَضِیًّا (مریم ع)

اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (لوجہ پیری کے) کمزور  
ہو گئیں اور سر کے بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور اس سے قبل کبھی  
میں آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں اور میں  
اپنے بعد (اپنے) رشتہ داروں کی طرف سے اندیشہ رکھتا ہوں اور  
میری بیوی بالآخر ہے سو اس صورت میں آپ مجھے خاص اپنے پاس  
سے ایک ایسا وارث (بٹیا) دے دیجیے کہ وہ میرا وارث بنے اور

یعقوب کے خاندان کا وارث بنے اور اے اے میرے رب (اپنا)  
پسندیدہ بنائیے گا۔

اے میرے رب عنایت کیجیے مجھے خاص اپنے پاس سے  
کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے۔  
اے میرے رب مجھے لا وارث مت رکھیو اور سب  
وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً  
إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران ۴۷)  
رَبِّ لَا تَزِدْ فِي فِرْدَاؤِكَ أَنْتَ خَيْرُ  
الْوَارِثِينَ (انبیاء ۶۷)



# حضرت یحییٰ علیہ السلام

نام و نسب | حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریا کے وہی فرزند ہیں جن کی ولادت کے لیے حضرت نے باری تعالیٰ کی جناب میں دعا مانگی تھی۔ دعا قبول ہوئی اور فرزند کی نہ صرف بشارت دی بلکہ اس کا نام بھی تجویز فرما دیا گیا؛

یا زکریٰ انا نبشرك بِعِلْمِ اسْمِهٖ  
یحییٰ لَمْ يَحْمَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا

انے زکریا ہم بے شک تمہیں بشارت دیتے ہیں ایک  
فرزند کی، اس کا نام یحییٰ ہوگا کہ قبل اس کے ہم نے کسی کے لیے

(مریم ع ۱۱) یہ نام نہیں ٹھیرا۔

یہی حضرت زکریا ہیں جنہیں انجیل کے اردو ترجموں میں یوحنا اور انگریزی ترجموں میں جان کہا گیا ہے۔ قرآن مجید کی آیت کے آخری ٹکڑے کا ایک مطلب تو بالکل واضح ہے یعنی کہ یحییٰ نام پہلے کسی کا نہ رکھا گیا تھا۔ حضرت شیخ الہند مرحوم کے حواشی میں مرقوم ہے۔ بعض سلف نے سی کے معنی شبہ کے لیے ہیں۔ یعنی اس شان و صفت کا کوئی شخص ان سے پہلے نہ ہوا تھا۔ شاید یہ مطلب ہو کہ بوڑھے مرد اور بانجھ عورت سے کوئی ایسا لڑکا اس وقت تک پیدا نہ ہوا تھا۔ یا بعض خاص احوال و صفات مثلاً رقت قلب، غلبہ بکا وغیرہ میں ان کی مثال پہلے نہ گزری ہوگی۔ لوقا کی انجیل میں مذکور ہے:

اور آٹھویں دن ایسا ہوا کہ وہ لڑکے کا تختہ کرنے آئے اور اس کا نام اس کے باپ کے نام پر زکریا رکھنے لگے مگر اس کی ماں نے کہا نہیں بلکہ اس کا نام یوحنا رکھا جائے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تیرے کہنے میں کسی کا یہ نام نہیں اور انہوں نے اس کے باپ کو اشارہ کیا کہ تو اس کا نام کیا رکھنا چاہتا ہے۔ اس نے تختی بنگا کر یہ لکھا کہ اس کا نام یوحنا ہے اور سب نے تعجب کیا۔ اسی دم اس کا منہ اور زبان کھل گئی اور وہ بولنے اور خدا کی حمد کرنے لگا۔

ابتدائی حالات | قرآن کریم میں حضرت یحییٰ کا ذکر ان ہی چار سورتوں میں آیا ہے جن میں ان کے والد محترم کا ذکر ہے۔ یعنی سورہ آل عمران، النعام، مریم اور انبیاء۔

آپ حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ اوائل عمر ہی سے پرہیزگاری، نیکی اور زہد و ریاضت کی طرف بہت زیادہ مائل تھے۔ تنہائی اور عبادت الہی کے بہت دلدادہ تھے۔ ان کے صرف دو ہی شغل تھے یا اللہ کی عبادت میں لگے رہتے یا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور حق کاراستہ بتاتے۔

وضع نہایت سادہ تھی۔ متی کی انجیل میں مذکور ہے کہ آپ اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنتے، چمڑے کا ٹپکا ہر وقت کمر سے بندھا رہتا، خوراک ٹڈیوں اور جنگلی شہد کے سوا کچھ نہ کھتے۔

**منصب نبوت** | حضرت زکریا نے فرزند کے لیے جو دعا کرتے وقت اپنی خواہش کا اظہار اس طرح کیا تھا کہ:

فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَليًّا يَرِثُنِي وَ  
يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا  
(مریم ع)

پس راے میرے پروردگار، تو اپنے خاص فضل سے مجھے  
ایک وارث بخش دے۔ ایسا وارث جو میرا بھی وارث ہو اور خاندان  
یعقوب (کی برکتوں) کا بھی اور پروردگار اسے ایسا کر دیجیو کہ تیرے  
اور تیرے بندوں کی نظر میں پسندیدہ ہو۔

حضرت زکریا بڑھے ہو چکے تھے، کوئی اولاد نہ تھی، آپ چاہتے تھے کہ لڑکا ہو اور وہ بڑا ہو کہ نبی اسرائیل کی ہدایت  
درمہمائی کے فرائض انجام دے۔ دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کی بشارت کے ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ تیرا  
فرزند صاحب مرتبہ نبی ہوگا۔

فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مُّصَدِّقًا  
بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّوَبِيًّا  
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اللہ تجھے یحییٰ کی (ولادت کی) خوشخبری دیتا ہے، جو شہادت  
دے گا اللہ کے کلمہ (عیسیٰ) کی اور صاحب مرتبہ ہوگا اور عورت  
کے پاس تک نہ جائے گا اور لڑکا روں سے (ہوتے ہوئے) نبی ہوگا

”حصور“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لذات سے دور رہے گا خدا کی عبادت میں اس قدر مشغول ہو جائے گا کہ عورت کی طرف  
التفات کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

عطائے نبوت سے پہلے یحییٰ ہی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو علم و حکمت سے معمور کر دیا تھا اور آپ کے اوائل عمر کے  
اوصافِ جمیلہ کی خود قرآن میں تعریف کی گئی ہے۔ آپ کی زندگی کا ایک بڑا کام یہ تھا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ کی آمد کی بشارت  
سنائی اور ان کی تشریح آوری سے پہلے رشد و ہدایت کے لیے راہ ہموار کر دی۔ عطائے نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ  
نے آپ کو حکم دیا کہ تورات پر مضبوطی سے عمل کریں اور اسی کے مطابق لوگوں کو راہ ہدایت بتائیں، چنانچہ اس حکم کو حرف بہ حرف  
پورا کیا۔

دریائے اردن کے کنارے لوگ آکر جمع ہو جاتے تھے۔ آپ اس جگہ وعظ کے لیے تشریف لے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان میں بے حد تاثیر رکھ دی تھی۔ چنانچہ جو لوگ دور دور سے آپ کے ارشادات سننے آتے، وہ بہت متاثر ہوتے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

يُجِيبِي خُذُ الْكِتَابِ بِقُوَّةٍ ۖ وَاتَّبِعُوا

الْحُكْمَ صَبِيحًا وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ

تَقِيًّا ذَرَأُ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ

يُبْعَثُ حَيًّا (مریم ع ۱)

اسے یحییٰ! کتاب الہی (ذرات) کے پیچھے مضبوطی سے لگ جا، چنانچہ وہ ابھی لڑکا ہی تھا کہ ہم نے اسے علم و فضیلت بخش دی۔ نیز اپنے خاص فضل سے دل کی ٹرمی اور نفس کی پاکی عطا فرمائی وہ پر مہیزگار اور ماں باپ کا خدمت گزار تھا۔ سخت گیر اور نافرمان نہ تھا۔ اس پر سلام ہو، جس دن پیدا ہوا اور جس دن مراد جس دن پھر زندہ کیا جائے گا۔

اسرائیلی روایات بتاتی ہیں کہ حضرت یحییٰ کی زندگی کا بیشتر حصہ جنگوں اور بیابانوں میں بسر ہوا۔ وہ اکثر وہیں خلوت نشین رہتے۔ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ وہیں ان پر کلام الہی نازل ہوا۔ تب انھوں نے دریائے اردن کے نواحی علاقوں میں تبلیغ حق کا سلسلہ جاری کیا اور لوگ جوق در جوق ان کے حلقہ عقیدت میں داخل ہونے لگے۔  
لوتا کی انجیل میں مذکور ہے۔

اس وقت خدا کا کلام بیابان میں زکریا کے بیٹے یوحنا (یحییٰ) پر اترا

اور وہ یردن کے سارے گرد و نواح میں جا کر گناہوں کی معافی کے لیے

توبہ کے پستقہ کی منادی کرنے لگا۔

**خشیت الہی** | ابن عساکر نے وہب بن منبہ سے بعض روایات نقل کی ہیں جن کا ماہی حاصل یہ ہے کہ حضرت یحییٰ ہر وقت ذکر الہی میں مصروف رہتے اور ان پر خشیت الہی اس قدر طاری تھی کہ ہر وقت روتے رہتے یہاں تک کہ ان کے رخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت زکریاؑ انھیں جنگل میں تلاش کرنے لگے۔ وہاں حضرت یحییٰ کو اس حالت میں دیکھا تو فرمایا: "اے میرے فرزند! ہم تیری یاد میں مضطرب اور بے چین رہتے ہیں اور تو اس حالت میں یہاں گریہ و زاری میں مصروف ہے۔ حضرت یحییٰ نے جواب دیا کہ والد بزرگوار! آپ ہی نے بتایا ہے کہ بہشت اور دوزخ کے مابین ایک ایسا نوق و دوق صحرا ہے جو خدا کی خشیت میں آنسو بہائے بغیر طے نہیں ہوتا اور جنت تک رسائی نہیں ہوتی۔ یہ جواب پا کر حضرت زکریاؑ بھی آبدیدہ ہو گئے۔  
**حدیث رسول** | مسند احمد اترندی، ابن ماجہ وغیرہ میں رسول اکرمؐ کا ایک ارشاد منقول ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے

حضرت یحییٰ کو پانچ باتوں کی خاص طور پر ہدایت فرمائی تھی کہ وہ خود بھی ان پر عامل ہوں اور نبی اسرائیل کو بھی ان کی تاکید کریں۔ وہ پانچ باتیں یہ تھیں :-

۱۔ خدا کو ایک مانا جائے اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ کیونکہ شرک کی مثال اس غلام کی سی ہے جسے کوئی آقا خرید لے، لیکن غلام کسی دوسرے شخص کی خدمت کا دم بھرے، جو کچھ کمائے وہ دوسرے شخص کو لاکر دے۔ بتاؤ تم میں سے کوئی ایسے غلام کو پسند کریگا؟ جان لو کہ جس خدا نے تمہیں پیدا کیا اور تمہاری روزی کا سامان مہیا کیا صرف اسی کی پرستش کی جانی چاہیے۔

۲۔ نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ اگر تم نماز میں صرف نماز ہی کا دھیان رکھو گے اور کسی دوسری جانب توجہ نہ کرو گے تو اللہ بھی صرف تمہاری ہی جانب دھیان رکھے گا اور اپنے رحم و کرم سے تمہیں نوازے گا۔

۳۔ روزہ رکھو، روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی مجلس میں مُشک کی بھٹی لیے بیٹھا ہو کہ اس کی خوشبو سے اس کا اپنا اور تمام اہل مجلس کا دماغ معطر رہے گا۔

۴۔ اپنے مال میں سے صدقہ نکالا جائے، کیونکہ صدقہ نکالنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کو ہاتھ پاؤں باندھ کر مقل کی طرف لے چلے ہوں اور وہ کہے کیا یہ ممکن ہے کہ میں مال دے کر اپنی جان چھڑاؤں؟ چنانچہ وہ اثبات میں جواب پا کر اپنی جان کے بدلے دھن دولت قربان کر دے۔

۵۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے کیونکہ ایسے شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن سے بھاگ رہا ہو۔ دشمن تیزی سے اس کا پیچھا کر رہا ہو۔ لیکن بھاگنے والا اپنے آپ کو ایک مضبوط قلعے میں محفوظ کر لے۔ بے شک شیطان انسان کا دشمن ہے اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جانا ایسا ہے جیسے محکم قلعے میں محفوظ ہو کر شیطان کے حملے سے محفوظ ہو جانا۔

اس کے بعد نبی اکرمؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ میں بھی تمہیں پانچ باتوں کی تاکید کرتا ہوں جن کا حکم مجھے خدا نے دیا ہے یعنی جماعت، سمع طاعت، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ۔ پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھرنے لگا اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رشتی نکال دی۔ ضروری ہے کہ جماعت کا لزوم اختیار کیا جائے جس نے جاہلیت کے دور کی باتوں کی طرف دعوت دی اس نے جہنم کو ٹھکانا بنایا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اگرچہ وہ شخص نماز روزہ کا پابند ہو۔

فرمایا اگرچہ وہ نماز اور روزہ کا پابند ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو لے

یہودیوں کی ناراضی | انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی حضرت یحییٰ سے بتیسرا لیا۔ نیز یہ کہ یہودی آپ سے ناراض ہو گئے تھے۔ جب آپ نے خدا کے دین کی منادی شروع کی تو لوگوں سے یہ بھی کہا خدا کا ایک

اور پیغمبر آئے گا، جو منجھ سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ یہود کو ان کا یہ اعلان ناگوار گزرا اور ان سے عداوت پیدا ہو گئی۔ ایک دن وہ سب جمع ہو کر آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تو مسیح ہے؟ حضرت یحییٰ نے فرمایا "نہیں"۔ انھوں نے کہا "کیا تو وہ نبی ہے؟" آپ نے فرمایا "نہیں"۔ پوچھا "کیا تو ایلیاہ نبی ہے؟" فرمایا "نہیں"۔ تب وہ کہنے لگے کہ پھر تو کون ہے جو اس طرح منادی کرتا پھرتا ہے اور ہمیں دعوت دیتا ہے؟ حضرت یحییٰ نے جواب دیا کہ میں جنگل میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں جو حق کے لیے بلند کی گئی ہے۔ اس کے لیے لوقا کی انجیل کا بیان ملاحظہ فرمائیے:

اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لادمی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انھوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انھوں نے اس سے کہا پھر تو کون ہے؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ فریادوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انھوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ وہ نبی تو پھر بتیسرے کیوں دیتا ہے؟ یوحنا نے جواب میں ان سے کہا کہ میں پانی سے بتیسرے دیتا ہوں۔ تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد آنے والا جس کی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں۔ یہ باتیں یردن کے پار بیت یسعیاہ میں واقع ہوئیں جہاں یوحنا بتیسرے دیتا تھا۔

لوقا کی انجیل میں مذکور ہے:

جب لوگ منتظر تھے اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا کہ میں تو تمہیں پانی سے بتیسرے دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ

آنے والا ہے میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں وہ تمہیں  
روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا لہ

انجیل کے مذکورہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق حضرت یحییٰ کا اعلان یہودیوں کو ناگوار گزرتا تھا چنانچہ  
انہوں نے حضرت یحییٰ سے مختلف سوالات کیے تو ان کا جواب انہیں مطمئن نہ کر سکا اور وہ زیادہ مشتعل ہو گئے۔

**واقعہ شہادت** | انجیل میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یحییٰ کو گلیل کے یہودی بادشاہ ہیرودیس اینٹی پالس نے شہید کرادیا۔

یہودیوں کے حاکم ہیرودیس اعظم کی سلطنت اس کے چار بیٹوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ ان میں سے ایک نے جس کا نام  
ہیرودیس اینٹی پالس تھا اپنے بھائی ہیرودیس فلپ کی بیوی ہیرودیس کو اغوا کر کے اپنی بیوی بنا لیا تھا۔ ہیرودیس اینٹی پالس جب حضرت  
یحییٰ سے ملنے کے لیے آیا تو حضرت نے اس کے عمل بد کی سخت مذمت کی اور شادی کو ناجائز بتایا۔ اس وجہ سے ہیرودیس نے انہیں  
قید کر دیا۔ ہیرودیس کی ایک بیٹی سلوم تھی۔ ایک موقع پر اس نے ہیرودیس اینٹی پالس کے روبرو رقص کیا جس سے ہیرودیس اتنا  
خوش ہوا کہ اسے مانگو دوں گا۔ سلوم نے حضرت یحییٰ کا سر مانگا۔ اس لیے کہ حضرت نے سلوم کی ماں کی شادی ناجائز قرار دی تھی۔ چنانچہ  
ہیرودیس اینٹی پالس نے خواہش پوری کر دی لہ

ہیرودیس کے ہاتھوں حضرت یحییٰ کی شہادت کے متعلق انجیل میں مجمل بیانات ملتے ہیں مثلاً :

- ۱۔ چونکہ تھائی ملک کے حاکم ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیس کے سب سے اور ان سب برائیوں کے باعث  
ہیرودیس نے انہیں یوحنا سے ملامت اٹھا کر ان سب سے بڑھ کر یہ بھی کیا کہ اسے قید میں ڈالا لہ
- ۲۔ حضرت عیسیٰ کی دعوت کا آغاز ہوا تو لوگ کہنے لگے کہ حضرت یحییٰ مردوں سے جی اٹھے ہیں۔ بعض نے کہا کہ نہیں حضرت الیاس  
دوبارہ دنیا میں آگئے ہیں یا پرانے نبیوں میں سے کوئی ظاہر ہوا ہے۔

ہیرودیس نے کہا کہ یوحنا یحییٰ کا تو میں نے سر کٹوا دیا اب یہ کون ہے جس کی بابت ایسی باتیں سنتا ہوں لہ

۱۔ انجیل لوقا باب ۳ آیات ۱۵-۱۶ لہ بائبل ڈکشنری اینڈ ایٹن (EASTON) صفحات ۲۶، ۲۶، ۲۸۲، ۵۹۲ لہ لوقا کی انجیل باب ۳ آیات ۱۹

۲۰۔ لہ ایضاً باب ۹ آیت ۵۹

# حضرت عیسیٰ علیہ السلام


بنی اسرائیل کی اخلاقی اور مذہبی حالت | بنی اسرائیل کی اخلاقی اور مذہبی اصلاح کے لیے وقتاً فوقتاً نبی اور رسول مبعوث ہوتے رہے۔ ان میں سے بعض کی کوششیں کارگر ثابت ہوئیں اور ان کے لائے ہوئے احکام کی تعمیل میں بنی اسرائیل نے دنیا اور دین کو سنوار لیا۔ بعض نبیوں کی نہ صرف تکذیب کی بلکہ ان کے درپے آزاد ہو گئے پھر فسق و فجور کا راستہ اختیار کیا۔ غرض وہ کبھی ایک حالت پر قائم نہ رہے مختلف ادوار میں ان کے مذہبی عقائد اور ان کی اخلاقی کیفیات میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔

حضرت موسیٰ کے جانشین حضرت یوشع بن نون کے زمانہ میں بنی اسرائیل نے تمام کنعان فتح کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ حضرت ابراہیم سے کیا تھا کہ میں کنعان کا ملک تجھے اور تیرے بعد تیری اولاد کو دوں گا، پورا ہو گیا۔ اور یہی کنعان بنی اسرائیل کی بارہ قوموں کا سباط میں جو حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں کی اولاد تھی تقسیم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جو نعمتیں نازل کیں اور جیسا منہ سبز و شاداب ملک انھیں عطا کیا اس کی جتنی بھی شکر گزاری کی جاتی کم تھی۔ مگر وہ اپنے نبیوں کے احکام پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہے اور جلد گمراہ ہو گئے چنانچہ حضرت سلیمان کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ حضرت سلیمان کے بیٹے کے ماتحت صرف دو گھرانے رہ گئے۔ ایک یہودا کا گھرانہ، دوسرا بنیامین کا گھرانہ۔ باقی دس گھرانوں نے اسرائیل کے نام سے الگ سلطنت قائم کی جس کا صدر مقام سامرہ تھا۔ اس زمانے میں بنی اسرائیل سخت گمراہی اور بت پرستی میں ڈوب گئے۔ چنانچہ ان کی رشد و ہدایت کے لیے حضرت ایسا اور دوسرے پیغمبر بھیجے گئے مگر بنی اسرائیل اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر پھر ذلت و خواری کا دور آ گیا۔ پہلے بابل کے بادشاہ نے ان پر حملہ کر کے تباہ و برباد کیا۔ کچھ مارے گئے کچھ قیدی بنا لیے گئے پھر رومیوں نے چڑھائی کی اور بنی اسرائیل کو محکوم بنا لیا۔

ان حالات میں خدا کے بندوں کی نگاہیں ایک نئے ہادی رہنما کو ڈھونڈ رہی تھیں جو انھیں اس ذلت اور مصیبت کی زندگی سے نجات دے، دین موسوی کی تجدید کرے اور انھیں صحیح راستے پر لگائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مبعوث فرمایا۔

والدہ کو بشارت | حضرت عیسیٰ کی والدہ کا نام مریم تھا جن کے ابتدائی حالات حضرت زکریا کے باب میں بیان کیے جا چکے ہیں۔ یہاں حضرت مریم کی سیرت کا صرف وہ حصہ جو حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تعلق رکھتا ہے پیش کیا جاتا ہے۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حضرت مریم فلسطین کے ایک نواحی گاؤں ناصرہ کی رہنے والی تھیں۔ والدہ نے انھیں مکہ (مسجد اقصیٰ) کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہ مکہ کے اندر ایک خلوت گدہ میں مصروف عبادت تھیں۔

یک مرتبہ حضرت مریم سیکل کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور بیٹھی تھیں کہ اچانک ایک فرشتہ الہامی بیت میں ہوا۔ حضرت مریم ابھی شہنشاہ کو اس لرح بے حجاب سامنے دیکھ کر گھبراہیں اور فرمایا کہ اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو میں رحمان کا واسطہ دیکھ تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے جواب دیا کہ میں انسان نہیں بلکہ خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور تجھے بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں۔ حضرت مریم نے متعجب ہو کر پوچھا کہ نہ مجھے کسی انسان نے چھوا ہے نہ میں کسی بُرائی کی مرتکب ہوئی ہوں، پھر میرے لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے؟ فرشتہ بولا میں تو تیرے پروردگار کا قاصد ہوں اور اس کی طرف سے یہی پیغام ہے کہ تیرے لڑکے کو اپنی قدرتِ کاملہ کے ایجاز کا نشان بنائے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی شے کے لیے حکم کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ ایسی بات ہے جو ہو کر رہے گی۔  اللہ کی جانب سے رحمت ثابت ہوگا، اس کا "کلمہ" ہوگا۔ اس کا نام عیسیٰ (سیوع) اور لقب مسیح ہے۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں صاحبِ وجاہت اور عظمت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی کتاب عطا فرمائے گا، حکمت و دانائی سکھائے گا اور بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے پیغمبر اور رسول کا درجہ حاصل کرے گا۔

قرآن کریم میں اس بشارت کا ذکر دو مقامات یعنی سورہ آل عمران اور سورہ مریم میں آیا ہے۔ سورہ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ  
يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيسٰى ابْنُ  
مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِن  
الْمُقَرَّبِيْنَ ۗ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْبِطِ ۗ وَ  
كُنَّا ذٰلِكَ مِنْ الصّٰلِحِيْنَ ۗ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ كُوْنُ  
رٰى وَاٰلِ اٰهْلِ بَيْتِيْ خٰلِفًا ۗ وَلَمْ يُمَسِّسْنِيْ بَشْرًا ۗ قَالْ كَذٰلِكَ  
اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا ۗ اِنَّمَا  
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۗ وَ لَعَلَّمَهُ الْكِتٰبَ وَ  
الْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۗ وَرَسُوْلًا اِلٰى  
بَنِيْ اِسْرٰٓءِيْلَ ۗ رٰٓلْ عَمْرٰن ۛ ۛ

خوش خبری دیتا ہے اس کا نام مسیح ہوگا، عیسیٰ بن مریم، دنیا اور آخرت میں بڑے مرتبے والا اور مقرب بندوں میں سے اور ماں کو گود میں اور بڑا ہو کر لوگوں سے بات کرے گا اور نیک بندوں میں سے ہوگا۔ مریم نے عرض کیا، مالک میرے بچہ کیسے ہوگا۔ مجھے تو کسی مرد ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کا حکم دیتا ہے تو کہہ دیتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے لکھنا دیا آسمانی کتابیں، اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا وہ بنی اسرائیل کی طرف (اللہ کا) رسول ہوگا۔

سورہ مریم میں فرمایا:

وَ اِذْ كُنَّا فِي الْكَلْبِ مَرْيَمَ اِذَا ابْتَدَتْ  
مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرًّا فَاَتَّخَذَتْ  
مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۗ نَاوَسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا  
فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۗ قَالَتْ رَبِّ اَعُوْذُ

(اے پیغمبر) قرآن میں مریم کا قصہ بیان کر جب وہ الگ ہو کر پورب کی طرف ایک جگہ جا بیٹھی تو اس نے ان کی طرف سے آڑ کر پھر ہم نے اپنی روح (جبرائیل) کو اس کی طرف بھیجا۔ وہ اچھے خانے پورے آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے آگیا۔ کہنے لگی میں تجھ سے



الرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ه قَالَ إِنَّمَا أَنَا  
سُؤْلُ رَبِّكَ لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا قَالَتْ  
فَئِ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ  
يَكُ بَغِيًّا

قَالَ كَذِبُكَ قَالَ رَبِّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئُ  
لِيَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ  
قُرْآنًا مَقْضِيًّا

(مریم ۲۴)

خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ اگر تو رندا سے ہڈتا ہے۔ وہ کہنے لگا میں  
تیرے پروردگار کا فرستادہ ہوں اور اس لیے نمودار ہوا ہوں کہ تجھے  
ایک پاک فرزند دیدوں۔ مریم بولی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے  
لڑکا ہو، حالانکہ کسی مرد نے مجھے چھوا نہیں اور نہ میں بد چلن ہوں۔  
اُس نے کہا ہوگا ایسا ہی۔ تیرے پروردگار نے فرمایا کہ یہ میرے  
لیے کچھ مشکل نہیں، وہ کہتا ہے یہ اس لیے ہوگا کہ اُسی رسیخ کو لوگوں  
کے لیے ایک نشان بنا دوں اور میری رحمت کا اس میں ظہور ہوگا اور  
یہ ایسی بات ہے جس کا ہونا طے ہو چکا ہے۔

**حضرت عیسیٰ کی ولادت** | کچھ عرصہ بعد حضرت مریم نے اپنے آپ کو حاملہ محسوس کیا تو بہ تعانائے بشری مضطرب ہو گئیں

بب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو سوچا کہ اگر اہل قوم میں رہ کر یہ معاملہ پیش آیا تو نہ جانے وہ کیا کیا بہتان باندھیں۔ چنانچہ وہ ایک تین  
کے مطابق اپنے وطن ناصرہ چلی گئیں۔ دوسرے بیان کے مطابق کوہ سراقہ ایک غیر آباد ٹیلہ پر جا کر رہنے لگیں جو یہود شلم بیت المقدس  
سے قریباً نو میل کے فاصلے پر تھا۔ دروزہ کے ساتھ ساتھ ان کا ذہنی اضطراب بھی بڑھتا گیا اور کہنے لگیں کہ کاش! میں بچے کی ولادت  
سے پہلے مر چکی ہوتی اور لوگ مجھے بھول چکے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اضطراب اور بے چارگی کی حالت میں حضرت مریم کی دہا میں  
ندھائی۔ اس موقع پر فرشتے نے پکارا کہ اے مریم! غم نہ کر، کھجور کا تنہ رحس کے سہارے وہ بیٹی ہوئی نہیں، پکڑ کر بلا۔ تجھ پر پائے  
اور تازہ خوشے گریں گے انھیں کھاپی اور بچے کی دید سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر اور رنج و غم بھول جا۔

غیب کی اس آواز سے حضرت مریم کے دل کو راحت پہنچی اور بہت بندھی۔ وہ نومولود کو دیکھ دیکھ کر شاد کام ہونے لگیں۔  
ماہم بہ خیال ہر وقت کانٹے کی طرح کھٹکنا تھا کہ اگرچہ خاندان اور قوم میری عنصمت اور پاکدامنی سے واقف ہے پھر بھی کسی بچے کا بن باپ  
پیدا ہونا ان کے لیے ایک نہایت ہی تعجب انگیز بات ہے۔ یہ تعجب ان کے دل سے کیسے مٹایا جائیگا؟

اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے ذریعے سے پھر پیغام بھیجا کہ اے مریم جب تو اپنی قوم میں جائے اور وہ تجھ سے اس بچے کی ولادت  
کے متعلق دریافت کریں تو انھیں اشارے سے بتانا کہ میں روزہ دار ہوں اس بچے سے پوچھ لو یہ خود ہی اپنی کیفیت بتا دے گا تب تیرا  
رب اپنی قدرت کاملہ کا نشان ظاہر کر کے ان کی حیرت دور کر دے گا۔

اللہ کا حکم پا کر حضرت مریم بچے کو لیکر قوم میں چلی آئیں تو لوگوں نے انھیں گھیر لیا اور بولے: اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ  
بڑا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بد چلن تھی۔ پھر یہ تو کیا کر بیٹھی۔ تو نے تو بھاری تہمت کا کام کیا۔

حضرت مریم نے حکم الہی کے مطابق لڑکے کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے پوچھ لو۔ وہ کہنے لگے ہم ایک شیر خوار بچے

نہ بنی اسرائیل میں روزہ کے ساتھ خاموشی بھی عبادت میں شامل تھی۔

تے کیسے باتیں کر سکتے ہیں، مگر بچہ فوراً بول پڑا: میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے کتاب (انجیل) دی ہے۔ نبی بنایا ہے اس نے مجھے مبارک بنایا ہے خواہ میں کسی جگہ ہوں، اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا ہے۔ ایسا نہیں کیا کہ خود سر اور نافرمان ہوتا۔ مجھ پر اس کی طرف سے سلامتی کا پیغام ہے۔ جس دن پیدا ہوا، جس دن مروں گا اور جس دن پھر زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

سورۃ انبیاء، تحریم، مریم اور المؤمنون چار مقامات پر ان تفصیلات کا ذکر ہے۔

سورہ انبیاء میں مذکور ہے:-

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا  
مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ  
(انبیاء ۶۷)

سورہ تحریم میں فرمایا:

وَمَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا  
فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا (تحریم ۱۱)

سورہ مریم میں ارشاد ہوتا ہے:-

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا  
فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ  
قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا  
مَنْسِيًّا فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ  
جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهَرَوْنِي إِلَيْكَ  
بِحِجَابِ النَّخْلَةِ لُتَسْقِطَ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا  
فَكَلِمَاتٍ وَاشْرَبِي وَكَرِي عَيْنًا  
فَمَا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْنِي إِيَّيْ  
كَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِمَ الْيَوْمَ  
إِنْسِيًّا فَآتَتْ بِهِ نَوْمًا تَحْمِلُهُ ط قَالُوا  
يَسْرِيمُ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا  
أَبْخَتَ هُرَيْرٌ مَّا كَانَ أَبُوكَ

اور اس عورت کا معاملہ جس نے اپنی پاک دامنی کو قائم رکھا  
پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اسے اور اس کے  
لڑکے کو دنیا والوں کے لیے نشان کھڑا کیا۔

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی عصمت کو قائم رکھا۔ پس  
ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔

پھر اس ہونے والے فرزند کا حمل ٹھہر گیا۔ وہ لوگوں سے الگ  
ہو کر دور چلی گئی۔ اُسے دروازہ کھجور کے ایک درخت کے نیچے لے گیا۔  
اس نے کہا، کاش! میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی، میری ہستی لوگ  
بھول گئے ہوتے۔ اس وقت فرشتے نے اسے نیچے سے پکارا،  
غمگین نہ ہو، تیرے پروردگار نے تیرے لیے نہر جاری کر دی ہے  
اور کھجور کے درخت کا تنہ پکڑ کر اپنی طرف ہلا، تازہ اور پکے ہوئے  
پھلوں کے خوشے تجھ پر گریں گے۔ کھا، پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر۔  
پھر اگر کوئی آدمی نظر آئے تو کدے (اشارے سے) میں نے خدائے  
رحمان کے حضور روزہ کی منت مان رکھی ہے۔ میں آج کسی آدمی سے  
بات چیت نہیں کر سکتی۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ لڑکے کے ساتھ اپنی قوم  
کے پاس آئی۔ لڑکا اس کی گود میں تھا۔ لوگ بول اٹھے۔ مریم! تو نے  
عجیب ہی بات کر دکھائی اور بڑی تمہمت کا کام کر گزری۔ اے ہاؤن

أَمْوَأَسْوِءٍ وَمَا كَانَتْ أُمَّكَ بَغِيًّاہَ فَاَشَادَتْ  
إِلَيْهِ مَا قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّاہَ  
قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ قَفَّ أَنْبِيَّ الْكَلْبَ وَجَعَلَنِي  
نَبِيًّاہَ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا أَيْنَ مَا  
كُنْتُ وَأَوْصِيَنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ  
حَيًّاہَ وَبَرًّا بِوَالِدَاتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا  
شَقِيًّاہَ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ  
وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّاہَ

(مریم ۲۴)

سورہ المؤمنون میں فرمایا:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّہَ آيَةً  
أَوْنِيَهُمَا إِلَى رُبُوعِ ذَاتِ قُرْآنِ  
وَمَعِينِہِ (المؤمنون ۳۴)

کی بہن! نہ تو تیرا باپ بُرا آدمی تھا، نہ تیری ماں بد چلن تھی۔ اس پر  
مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے حقیقت پوچھ لو، لوگوں نے  
کہا بھلا اس سے ہم کیا بات کریں جو ابھی گود میں ٹھیننے والا شیر خوار بچہ  
ہے۔ مگر لڑکا بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور  
نبی بنایا، اس نے مجھے بابرکت کیا خواہ میں کسی جگہ ہوں۔ اس نے مجھے  
نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں۔ یہی میرا شعار ہو۔ اس  
نے مجھے اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا، ایسا نہیں کیا کہ خود سر اور  
نافرمان ہوتا۔ مجھ پر اس کی طرف سے سلامتی کا پیغام ہے جس دن  
پیدا ہوا، جس دن مردوں کا اور جس دن پھر زندہ کیا جاؤں گا۔

اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں (مریم) کو نشانی بنایا  
اور انہیں ایک ٹیلے پر جگہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور وہاں کا  
پانی صاف تھا۔

لوگوں نے ایک شیر خوار بچے کی زبان سے جب ایسی باتیں سنیں تو وہ درطہ حیرت میں ڈوب گئے انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت  
مریم بُرائی اور گناہ سے پاک ہیں اور اس بچے کی پیدائش اللہ کی طرف سے ایک نشان اور معجزے کی حیثیت رکھتی ہے۔  
یہ عجیب و غریب خبر ملک کے دور و دراز حصوں میں بھی جا پہنچی۔ اس زمانے میں رومیوں کی طرف سے بنی اسرائیل کا جو حاکم مقرر  
تھا اس کا نام ہیرودیس تھا۔ ہیرودیس اگرچہ خود بنی اسرائیل میں سے تھا تاہم رومیوں کی خوشنودی کی خاطر وہ ان پر ظلم کیا کرتا تھا  
حضرت مریم کو بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق ہیرودیس کے ارادے اچھے نہیں اور وہ اس مقدس بچے کا دشمن ہے۔ بعض لوگوں  
نے حضرت مریم کو مشورہ دیا کہ بہتر یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہاں نہ رکھا جائے، کہیں ہیرودیس اسے نقصان نہ پہنچائے۔  
چنانچہ حضرت مریم بچے کو لیکر مصر چلی گئیں اور ہیرودیس کے مرنے کے بعد واپس آئیں۔ اس وقت حضرت عیسیٰ نے جوانی کی  
عمر کو پہنچ چکے تھے۔

**نبوت** | حضرت عیسیٰ شروع ہی سے نہایت پاکباز، ہوشیار اور ذہین تھے۔ والدہ کی طرح عبادت کا بہت شوق تھا۔ بیشتر وقت یاد  
الہی میں گزارتے۔ حکمت اور ذہانت کا یہ عالم تھا کہ تیرہ چودہ برس کی عمر میں یروشلم کے بڑے بڑے عالموں کو اپنی حکیمانہ باتوں سے حیرت  
میں ڈال دیتے تھے۔ تیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں منصب نبوت سے نوازا۔ اسی وقت سے یہ طریقہ اختیار کیا کہ گاؤں  
گاؤں اور سب سے پہلے لوگوں کو جمع کر کے انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔ زبان میں تاثیر ایسی تھی کہ لوگ وعظ سننے کے لیے کھچے

چلے آتے تھے۔

معجزات اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب وہ کسی قوم یا تمام کائنات انسانی کے لیے کسی کو مصلح یا پیغمبر یا رسول بنا کر بھیجتا ہے تو اسے محکم دلائل و براہین اور آیات اللہ (معجزات) دونوں سے نوازا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ وحی الہی کے مطابق اوامر و نواہی اور بہترین دستور حیات پیش کرتا ہے اور اس کے لیے مضبوط دلائل بیان کرتا ہے تو دوسری طرف اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں ضرورت کے وقت خدائی نشانات یا معجزات کا مظاہرہ بھی کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہر پیغمبر کو اسی قسم کے معجزات اور نشانات عطا ہوتے ہیں جو اس زمانے کی ضرورت کے عین مطابق ہوں۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں علم نجوم اور علم کیمیا کا بہت زور تھا۔ وہ لوگ کو اکب پرست تھے اور سورج کو سب سے بڑا دیوتا مانتے تھے کیونکہ وہ حرارت اور روشنی دونوں کا حامل تھا۔ اسی بنا پر آگ کو اس کا منظر جان کر اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ چنانچہ اس عقیدہ کو باطل ٹھیرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے اس آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیا اور کو اکب پرست بادشاہ اور اس کی قوم اس خدائی مظاہرہ کے سامنے عاجز اور بے بس ہو کر رہ گئی۔

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں مصریوں کو سحر اور جادو میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون نے جادوگر بلائے تو حضرت موسیٰؑ نے عصا کے معجزہ سے انھیں بے بس کر کے رکھ دیا اور وہ سب پکاراٹھے کہ بلاشبہ یہ جادو نہیں بلکہ انسانی طاقت سے بلا تر مظاہرہ ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں طب اور علم طبیعات عروج پر تھے۔ یونان کے اطباء، حکما اور فلاسفوں کے نظریات اور ان کے کمالات سے گرد و پیش کی ساری دنیا متاثر ہو چکی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو جہاں حجتہ دبرہاں (انجیل) اور حکمت سے نوازا وہاں انھیں اس زمانے کے مطابق چند ایسے معجزات بھی عطا فرمائے جو اس عہد کے ارباب کمال اور پیروؤں پر اثر انداز ہو سکیں۔ قرآن عزیز نے حضرت عیسیٰؑ کے چار معجزوں کا ذکر کیا ہے اول مردے کو زندہ کرنا۔ دوم پیدائشی اندھے کو بینائی اور جذامی کو شفا دینا۔ سوم مٹی سے پرندے بنانا اور ان میں بھونک کر روح ڈال دینا۔ چہارم یہ بتا دینا کہ کسی نے کیا کھایا، کیا خرچ کیا اور کیا گھر میں کوئی ذخیرہ رکھا ہے۔

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰؑ کے ان چار معجزات کا ذکر سورہ آل عمران اور مائدہ میں کیا ہے۔

سورہ آل عمران میں مذکور ہے :-

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ  
وَإِلَّا نَجِئِلَهُ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي  
قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ  
لَكُمْ مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ

اور خدا سکھاتا ہے اس (عیسیٰ) کو کتاب، حکمت، تورات اور انجیل اور وہ رسول ہے بنی اسرائیل کی جانب روہ کتاب ہے کہ ہشک میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے نشان لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی شکل بناتا پھر اس میں

پھونک رہا ہوں اور خدا کے حکم سے زندہ پرندہ بن جاتا ہے اور پیدائشی اندھے کو سوا نکھا کر دیتا اور سپید داغ کے جذام کو اچھا کر دیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں اور تمہیں بنا دیتا ہوں جو تم کھا کر آتے ہو اور جو تم گھر میں ذخیرہ رکھ آتے ہو، اگر تم حقیقی ایمان رکھتے ہو تو بلاشبہ ان امور میں نشان ہے اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے اور میں اس لیے بھیجا گیا ہوں، تاکہ بعض چیزوں کو جو تم پر حرام ہو گئیں تمہارے لیے حلال کر دوں۔ تمہارے پروردگار کے پاس سے نشان لایا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔

فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِي الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُم إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَصَدِقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا مِنَ التَّوْرَةِ ۚ وَإِلَاحًا لِّكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجَنَّاتٍ بَآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَتَقْوُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝  
(آل عمران ۷۵)

سورہ مائدہ میں فرمایا:۔

اور اے عیسیٰ بن مریم تو میری اس نعمت کو یاد کر جبکہ تو میرے حکم سے گارے سے پرند کی شکل بنا دیتا اور پھر اس میں پھونک دیتا تھا اور وہ میرے حکم سے زندہ پرند بن جاتا تھا اور جبکہ تو میرے حکم سے پیدائشی اندھے کو سوا نکھا اور سپید داغ کے کوڑھ کو اچھا کر دیتا تھا اور جبکہ تو میرے حکم سے مردے کو زندہ کر کے (قبر سے) نکالتا تھا۔

وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۚ

(المائدہ ۱۵۷)

**حضرت کی تعلیمات** | حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی اعتقادی اور عملی گمراہیاں حد سے بڑھ چکی تھیں۔ اعتقادات کے لحاظ سے ان میں کئی نظریات کے لوگ تھے۔ بعض کہتے تھے ہے، قیامت، جزا و سزا اور حشر نشرب غلط باتیں ہیں۔ بعض ان باتوں کو تو مانتے تھے لیکن وہ زہادت کی زندگی پر زور دیتے تھے۔ بستیوں سے الگ خائفوں، جھونپڑوں اور جنگلوں میں رہنا (ترک دنیا) ان کے نزدیک نجات کے لیے ضروری تھا۔ بظاہر ان کا یہ طریق زہادانہ نظر آتا لیکن درپردہ وہ ترک دنیا کی آڑ میں فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے۔

بعض گروہوں نے ہیکل کی خدمت اور دوسری مذہبی رسومات کو تجارت بنا رکھا تھا۔ نذر اور بھینٹ کے طریقوں سے وہ دنیا کاتے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے تورات کے احکامات میں تحریف کر کے اپنی میشت کے راستے نکال رکھے تھے۔ یہ لوگ کاہن کہلاتے تھے۔

بعض لوگ مذہب کے اجارہ دار بن بیٹھے تھے۔ وہ اپنے معتقدین کو اتنا متاثر کر چکے تھے کہ مذہب کے معاملے میں ہر قسم

کے اختیارات سنبھال لیے تھے۔ حلال و حرام، احکام دین میں اضافے اور کسی غرض ہر بات کے مجاز تھے۔ جسے چاہتے جنت کا پروانہ دیتے جسے چاہتے جہنمی قرار دے دیتے۔ یہ لوگ احبار یا فقیہ کہلاتے تھے۔ انھوں نے تورات کے احکام کو یکسر منسوخ کر کے رکھ دیا۔

ان حالات میں حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کی رہبری کے لیے دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل نازل فرمائی جو دراصل دین موسوی ہی کی تجدید پر مبنی تھی۔ انھوں نے ہر گروہ کے فاسد عقاید و اعمال کا جائزہ لیا۔ ان کے عیوب پر نکتہ چینی کی۔ انھیں اصلاح حال کی ترغیب دی۔ ان کا رشتہ خالق حقیقی سے جوڑا۔ تورات، انجیل اور حکیمانہ ہند و نصاریٰ کے ذریعہ انہیں توحید الہی، آخرت پر ایمان، فساد و قدر پر ایمان، خدا کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان، خلق خدا سے محبت، یاد الہی سے رغبت، ترک دنیا سے اجتناب اور دنیا میں انہماک سے نفرت کی تعلیم و تلقین کرتے رہے مگر ایک مختصر جماعت کے سوا سب نے ان کی مخالفت کی اور ان کے خلاف حسد و بغض کو اپنا شعار بنا لیا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :-

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّمَا

مُسْلِمُونَ ۝

(المائدہ ع ۱۵)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارًا لِلَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَأَمْنَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ فَأَيُّدُ نَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَاصْبِرُوا ظَاهِرِينَ ۝ (الصافات ۲۴)

اے ایمان والو! تم اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا اللہ کے راستے میں کون میرا مددگار ہے تو حواریوں نے جواب دیا ہم ہیں اللہ کی راہ، مددگار پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لائی اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا سو ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی پس وہ غالب رہے۔

حضرت عیسیٰ کے حواری بیشتر غریب اور مزدور طبقہ کے لوگ تھے اس کے برعکس مخالفین میں بڑے بڑے رؤسا، امراء، اثر و رسوخ کے مالک اور طاقتور افراد شامل تھے۔ جو ان غریب انسانوں کا تسخر اڑاتے اور دین حق کی اشاعت کے راستے میں نینٹے ڈالتے۔ اس نازک وقت میں حواریوں نے الو العزمی اور ندا کارانہ جذبہ کے ساتھ استقامت دین اور مخلصانہ ایمان کی شہادت دے کر مدد کا پورا پورا یقین دلا لیا۔

**نزولِ مائدہ** | حضرت کے حواری سب کے سب غریب اور سادہ لوگ تھے۔ ضروریاتِ زندگی کے لحاظ سے بے سروسامان، اس لیے انہوں نے سادگی میں حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کہ جس خدا نے آپ کو ایسے عظیم الشان معجزے عطا فرمائے ہیں اسی کے ہاتھ میں یہ قدرت بھی ہوگی کہ وہ ہمارے لیے رزق کا سامان ہمیا کر دے۔ اگر غیب سے ہمارے لیے ایک دسترخوان آجایا کرے تو ہم فکرِ نان سے آزاد ہو کر اطمینان سے دینِ حق کی دعوت و تبلیغ میں سرگرم عمل ہو سکیں گے۔ حضرت عیسیٰ نے انہیں سمجھایا کہ اگرچہ اللہ کے لیے یہ ایک نہایت ادنیٰ کام ہے لیکن بندے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اسے اس طرح آزمائے۔ حواری بولے ہمیں اللہ تعالیٰ کی آزمائش مقصود نہیں بلکہ حقیقت میں ہم حصولِ رزق کی جدوجہد سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہماری دینی سرگرمیوں کے راستے میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔

حواریوں کے اصرار پر حضرت عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جو قبول ہوئی۔ باری تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں آسمان سے خوان نازل کروں گا لیکن اس کے بعد بھی اگر کسی حواری نے راہِ حق سے انکار کیا یا خدا کے فرمان کی خلاف ورزی کی تو پھر انہیں ایسا ہولناک عذاب دیا جائے گا جو کائنات میں کسی انسان کو نہ ملا ہوگا۔

قرآن مجید میں نزولِ مائدہ کا واقعہ اس طرح مذکور ہے:-

اور جب حواریوں نے کہا تھا اے عیسیٰ بن مریم کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ آسمان سے ہم پر ایک خوان اتار دے؟ (یعنی ہمارے لیے خوراک کا آسمان پر سے انتظام کر دے) عیسیٰ نے کہا ڈرو اللہ سے (اور ایسی فرمائش نہ کرو) اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا مقصود اس سے قدرتِ الہی کا امتحان نہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل آرام پائیں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہمیں سچ بتایا تھا اور اس پر تم گواہ ہو جائیں۔ اس پر عیسیٰ بن مریم نے دعا کی اے اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان بھیج دے کہ اس کا آنا ہمارے لیے اور ہمارے اگلے اور پچھلوں سب کے لیے عید قرار پائے اور تیری طرف سے رنسل و کرم کی ایک نشانی ہو۔ ہمیں روزی سے تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا میں تمہارے لیے خوان بھیجوں گا، لیکن جو شخص اس کے بعد بھی راہِ حق سے انکار کرے گا تو میں اسے رپا واٹھ میں عذاب دوں گا۔ ایسا عذاب کہ تمام دنیا میں کسی آدمی کو بھی ویسا عذاب نہیں

إِذْ قَالَ الْحَوَارِثُونَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ  
هَلْ نَسْتَطِيعُ رَبِّكَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً  
مِّنَ السَّمَاءِ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ قَوْمًا مِّنِيهِ

قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَنَلْطَمُنَ  
قُلُوبَنَا وَنَعْلَمُ أَنَّ قَدَّ صَدَقْنَا وَنَكُونُ عَلَيْهَا  
مِنَ الشَّاهِدِينَ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ  
اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ  
تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ  
وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ  
بَعْدَ مَنكُم فَأِنِّي أَعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا  
مِّنَ الْعَالَمِينَ (مائدہ ۱۵۷)

دیا جاتے گا۔

قرآن مجید میں یہ مذکور نہیں کہ خوان اتر یا نہ، لیکن تفسیر کی تقریباً سب کتابوں میں خوان کے متعلق جو تفصیل آئی ہیں، ان کا حاصل یہ ہے کہ خدا کے فرشتے آسمان سے خوان لے کر اترے۔ اُدھر فرشتے خوان لیے آ رہے تھے اِدھر حضرت عیسیٰ خُشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا تھے۔ پھر دو رکعت نماز ادا کی اور خوان کھولا جس میں تلی ہوئی مچھلیاں، تر و تازہ پھل اور روٹیاں تھیں۔ خوان کھولتے ہی ایسی نفسِ خوشبو نکلی کہ اس کی مہک نے دل و دماغ کو مسح کر دیا۔ آپ نے لوگوں کو کھانا شروع کرنے کو کہا۔ مگر انہوں نے اصرار کیا کہ آپ پہل کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ تم لوگوں کی فرمائش پر اتر رہے لہذا اسے تم ہی کھاؤ مگر انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا، تب حضرت عیسیٰ کے حکم سے وہ کھانا غریبا اور مساکین میں تقسیم کیا گیا۔

**پھاڑی کا وعظ** | حضرت عیسیٰ نے نہ شادی کی، نہ اپنے لیے مستقل طور پر کوئی مسکن بنایا۔ جگہ جگہ گھومتے، قصبہ قصبہ اور گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو دینِ حق کی دعوت دیتے۔ جہاں کہیں رات ہو جاتی، کھڑ جاتے اور صبح پھر اپنے کام پر لگ جاتے۔ جس طرف سے ان کا گزر ہوتا لوگوں کا انہوہ لگ جاتا اور عقیدت مند والہانہ محبت سے ان پر تیار ہونے کو تیار ہو جاتے۔

ایک موقع پر جب بہت سے لوگ آپ کے پیچھے تھے۔ آپ ایک پھاڑی پر چڑھ گئے اور وعظ فرمایا۔ حضرت عیسیٰ کا یہ وعظ بہت مشہور اور طویل ہے۔ یہاں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:-

مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں، کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں، کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔ مبارک ہے وہ جو رحم دل ہے کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک ہے وہ جو پاک دل ہے کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔  
..... یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔

تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا..... جب

تک تو اپنے مدعی کے ساتھ راہ میں ہے اس سے جلد صلح کر لے۔

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ ڈالی وہ اپنے دل میں اس



کے ساتھ زنا کر چکا۔

پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا، بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لیے پوری کرنا، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریک کا مقابلہ نہ کرنا۔ جو کوئی تیرے داہنے گال پر پٹا بچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے..... جو کوئی تجھ سے مانگے اُسے دے اور جو تجھ سے قرض چاہے اس سے منہ نہ موڑ۔

تم سن چکے ہو، کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت، لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا کرو۔

خبردار اپنے راستبازی کے کام آدمیوں کو دکھانے کے لیے نہ کر دیں جب تو خیرات کرے تو اپنے سامنے نرسنگانہ بجوا۔ جیسا کہ ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کی بڑائی کریں..... اور جب تم دعا کرو تو ریاکاروں کی مانند نہ بنو..... اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ (خدا) سے جو پوشیدگی میں ہے دعا کرو۔ اور جب تم روز رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت ادا نہ بناؤ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور اپنا منہ دھو۔ اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کر، جہاں کیرا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں بلکہ اپنے لیے آسمان پر مال جمع کرو، جہاں نہ کیرا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کرنا کہ کیا کھائیں گے یا کیا پیئیں گے اور نہ اپنے بدن کی کیا پہنیں گے۔ کل کے لیے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لیے آپ نکر کرے گا۔

ریاکاروں کی مثال

عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے۔ پاک چیز کتوں کو  
 نہ دو، اور اپنے موتی سٹوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان  
 کو پاؤں تلے روندیں اور پلٹ کر تم کو پھاڑیں۔  
 مانگو تو تم کو دیا جائے گا، ڈھونڈو تو پا لو گے، دروازہ کھٹکھٹاؤ  
 تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لاتا اور  
 بُرا درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا  
 اور آگ میں ڈالا جاتا ہے لے۔

حضرت عیسیٰ اس طویل تقریر کے بعد جس کا ملخص اوپر پیش کیا گیا ہے۔ پہاڑ پر سے اترے۔ بھیر ان کے ساتھ ہو گئی۔ آپ  
 حسب معمول مختلف علاقوں میں گھوم پھر کر تبلیغ کا حق ادا کرتے رہے۔

حضرت عیسیٰ صلیب پر | چونکہ آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اور لوگوں میں آپ بہت زیادہ ہرگز  
 ہو گئے تھے۔ اس لیے یہود کے دلوں میں کینہ اور بغض نے زیادہ شدت اختیار کر لی۔ سرداروں، قیسوں اور دوسرے مخالفوں نے سوچا کہ  
 حضرت عیسیٰ کو ختم کیے بغیر چارہ نہیں۔ چنانچہ طے پایا کہ بادشاہ دقت کو حضرت کے خلاف اکسا کر انھیں دار پر چڑھا دیا جائے۔  
 پہلا طیس یہود کے اکثر علاقہ کا گورنر تھا۔ یہود اگرچہ اس سے متنفر تھے لیکن حضرت عیسیٰ کی عداوت میں اندھے اور انجام  
 و نتیجہ سے بے پروا ہو کر پہلا طیس کے دربار میں پہنچے اور کہا کہ یہ شخص نہ صرف ہمارے لیے بلکہ تمہاری حکومت کے لیے بھی مستقل  
 خطرے کا باعث بنا ہوا ہے۔ اگر اس کا استیصال نہ کیا گیا تو نہ صرف ہمارا دین تباہ ہو جائیگا، بلکہ تمہاری حکومت کی بھی خیر نہیں۔ اس  
 نے عجیب و غریب شہدے دکھا کر عام لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور ہر دقت اس تاک میں لگا رہتا ہے کہ قوت حاصل کر کے  
 خود بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے۔ بہتر یہی ہے کہ اس فتنے کو ابھی ابتدا ہی میں کچل دیا جائے ورنہ بعد میں کچھ نہ ہو سکے گا۔  
 پہلا طیس ان کی باتوں میں آگیا اور حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر کے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دے دیا۔ چونکہ عوام میں حضرت عیسیٰ  
 بہت ہر دل عزیز تھے اور ان کے پیرو ان پر جان تک دینے کو تیار رہتے تھے۔ اس لیے دشمنوں نے سوچا کہ انھیں اعلانیہ گرفتار  
 کرنے کی بجائے تنہائی اور علیحدگی میں گرفتار کیا جائے تاکہ بلوہ نہ ہو سکے۔ چنانچہ وہ موقع کی تاک میں لگ گئے۔  
 یوحنا کی انجیل کا بیان ہے:

پس سرداروں، کاہنوں اور فریسیوں نے صدر عدالت کے  
 لوگوں کو جمع کر کے کہا ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا  
 ہے اگر ہم اسے بوں ہی چھوڑ دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے

اور رومی اگر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے اور ان میں سے  
 کا لفظ نام ایک شخص نے جو اسی سال سردار کاہن تھا، ان سے کہا تم کچھ  
 نہیں جانتے اور نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لینے ہی بہتر ہے کہ ایک آدمی  
 امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو لے

مقس کی انجیل کا بیان ہے:

دو دن کے بعد فسخ اور عید فطیر ہونے والی تھی اور سردار کاہن اور فقیہ  
 موقع ڈھونڈ رہے تھے کہ اسے کیونکر فریب سے پکڑ کر قتل کریں۔  
 کیونکہ کہتے تھے کہ عید میں نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں بلوا ہو جائے لے

حضرت عیسیٰ نے جب یہود کی ان معاندانہ سرگرمیوں کو محسوس کیا تو حواریوں کو جمع کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے سرداروں  
 اور کاہنوں کے خطرناک منصوبوں سے تم بے خبر نہ ہو گے، اب آزمائش اور امتحان کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ تم میں سے کون اس آڑے  
 وقت میں سینہ سپر ہو کر خدا کے دین کا حامی و ناصر بننے کو تیار ہے۔ سب نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ یک زبان ہو کر کہا ہم  
 کے واحد کے پرستار آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں اور ہم ہی اس  
 کی حمایت و نصرت کریں گے۔

یہود تو ہر وقت عیسیٰ کو تنہائی میں پکڑنے کا موقعہ دیکھ رہے تھے۔ جب انہیں اطلاع ملی کہ حضرت عیسیٰ لوگوں سے الگ ایک جگہ  
 اپنے حواریوں کے ساتھ موجود ہیں، یہی انہیں گرفتار کرنے کا مناسب موقع ہے۔ چنانچہ انہوں نے محاصرہ کر کے انہیں گرفتار کر لیا  
 اور پلاطین کے پاس لے آئے۔ پلاطین نے انہیں بے تصور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہا۔ مگر شریکوں کے اصرار کے سامنے اس  
 کی پیش نہ گئی۔ چنانچہ مجبوراً انہیں سپاہیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ حاسد اور بد طبیعت سپاہیوں نے انہیں کانٹوں کا تاج پہنایا، منہ  
 پر ٹھوکا، کوڑے لگائے اور مجرموں کی طرح سولی پر لٹکا دیا۔ اس زمانے میں پھانسی صلیب کے ذریعہ دی جاتی تھی۔ صلیب لکڑی  
 کا ایک لمبا تختہ ہوتا تھا جس کے اوپر کے حصے میں ایک دوسرا آڑا تختہ لگا ہوتا تھا۔ اس کی صورت یوں + ہوتی تھی جسے پھانسی  
 دینی ہوتی اسے صلیب پر اس طرح لٹکایا جاتا کہ اس کی پشت اس مقام پر آ جاتی جہاں دونوں تختے ایک دوسرے سے ملتے ہیں  
 اور دونوں ہاتھ آڑے تختے پر دونوں طرف پھیلا دئے جاتے، ہتھیلیوں میں منہیں ٹھونک کر انہیں تختوں کے ساتھ جڑ دیا جاتا۔  
 بعض اوقات ٹخنوں میں بھی منہیں ٹھونک دی جاتی تھیں۔ اس حالت میں جرم کو کئی دن تک صلیب پر ہی ٹنگا رہنے دیا جاتا تھا  
 تک کہ تکلیف، بھوک اور پیاس سے اس کی جان نکل جاتی۔

حضرت عیسیٰ کو بھی اسی طریقہ سے صلیب پر لٹکایا گیا۔ دونوں ہاتھوں میں منہیں ٹھونکی گئیں اور پسی کو برچی کی انی سے چھید دیا گیا

اسی کس پرسی کی حالت میں انھوں نے جان دی۔

متی، یوحنا، مرقس اور لوقا کی انجیلوں میں حضرت عیسیٰ کو صلیب دیتے جانے کی داستان پوری تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ چاروں انجیلوں کا بیان قریباً ایک سا ہے۔ انجیل متی کا بیان ہے:

اور یسوع کے پکڑنے والے اُسے کا لفظا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے۔ جہاں فقیہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے..... اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لئے اس کے خسلان جھوٹی گواہی ڈھونڈ مھنے لگے، مگر نہ پائی، گو بہت سے جھوٹے گواہ آئے۔..... سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے..... اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے گھبرنکا ہے اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی، دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے اب تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے جواب میں کہا کہ وہ قتل کے لائق ہے اس پر انھوں نے اس کے منہ پر تھوکا اور اس کے گتے مارے اور بعض نے طمانچے مار کر کہا اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا تجھے کس نے مارا ہے؟.....

جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اسے مار ڈالیں اور اسے باندھ کر لے گئے اور پیلاطیس حاکم کے حوالہ کیا.....

اور حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے تھے چھوڑ دیتا تھا۔ اس وقت براہ نام ان کا ایک مشہور قیدی تھا پس جب وہ اٹھے ہوئے تو پیلاطیس نے ان سے کہا تم کسے چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں۔ انھوں نے کہا براہ نام۔ پیلاطوس نے ان سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا وہ مصلوب ہو۔ اس نے کہا کیوں اس نے کیا برائی کی ہے۔ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر کہنے لگے وہ مصلوب ہو۔ جب پیلاطیس نے دیکھا کہ

کچھ بن نہیں پڑتا، بلکہ اٹا بلوا ہوتا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے  
 رو برو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راہت باز کے خون سے  
 بری ہوں۔ تم جانو۔ لوگوں نے جواب میں کہا اس کا خون ہماری اور ہماری  
 اولاد کی گردن پر۔ اس پر اس نے برا با کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع  
 کوڑے لگوا کر حوالے کیا کہ مصلوب ہو۔

اس پر حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لے جا کر ساری پلٹن اس  
 کے گرد جمع کی اور اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی چنہ پہنایا اور  
 کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور ایک سرکنڈا اس کے داہنے  
 ہاتھ میں دیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اسے ٹھٹھوں میں اڑانے لگا

کہ اسے یہودیوں کے بادشاہ با آداب، اور اس پر تھوکا اور وہی  
 سرکنڈا لے کر اس کے سر پر مارنے لگے۔ اور جب اس کا ٹھٹھا کر چکے  
 تو چونغہ کو اس پر سے اتار کر پھر اسی کے کپڑے اسے پہنائے اور مصلوب  
 کرنے کو لے گئے..... اس وقت اس کے ساتھ دو ڈاکو مصلوب  
 ہوئے ایک دہنے اور ایک بائیں اور راہ چلنے والے سرلا ہلا کر اس  
 کو لعن طعن کرتے اور کہتے تھے اے مقدس کے ڈھانے والے اور  
 تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب  
 پر سے اتر آ۔ اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ  
 مل کر ٹھٹھے سے کہتے تھے اس نے اوروں کو بچایا، اپنے تئیں نہیں بچا  
 سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے اب صلیب پر سے اتر آئے، تو  
 ہم اس پر ایمان لائیں۔ اس نے خدا پر بھروسہ کیا ہے اگر وہ اسے چاہتا  
 ہے تو اب اسے چھڑا لے کیوں کہ اس نے کہا تھا میں خدا کا بیٹا ہوں۔  
 اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے اس پر لعن طعن  
 کرتے تھے۔

اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھا رہا  
 تھا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے طبری آواز سے چلا کر کہا:

تو اولاد کی

”ایلی، ایلی، لما سلفنتی“ یعنی اے میرے خدا، اے میرے خدا  
تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ جو وہاں کھڑے تھے ان میں سے بعض  
نے سکر کہا یہ ایلیاہ کو پکارتا ہے.....

یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دے دی لہ

**رفع الی السماء** | سورہ نساء میں بنی اسرائیل کے جرائم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ بْنَ  
مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ  
وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَأَنَّ الَّذِينَ اِخْتَلَفُوا  
فِيهِ لَيْفَىٰ شَكٍّ مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا  
اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ  
اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ه

(نساء ۲۷)

اور ان بنی اسرائیل کا یہ کہنا کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ  
کو جو خدا کے رسول ہونے کا دعوے کرتے تھے، سولی پر چڑھا کر  
قتل کیا حالانکہ واقع یہ ہے کہ نہ انھوں نے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھا  
کر ہلاک کیا بلکہ حقیقت حال ان پر مشتبہ ہو گئی صورت حال ایسی ہو گئی کہ  
انھوں نے سمجھا ہم نے مسیح کو مصلوب کر دیا، حالانکہ نہیں کر سکتے تھے  
اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا رعیسیائیوں نے جو کہتے  
ہیں مسیح مصلوب ہوئے اور اس کے بعد زندہ ہو گئے (تو بلاشبہ وہ  
بھی شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ گمان کے سوا کوئی علم ان کے  
پاس نہیں اور یقیناً یہودیوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی  
طرف اٹھالیا اور اللہ سب پر غالب ہونے والے اور اپنے تمام کاموں  
میں حکمت رکھنے والا ہے۔

**حضرت عیسیٰ کیا تھے؟** | نصاریٰ میں بعض یہ کہتے تھے کہ اللہ ہی ہے جو حضرت مسیح کی صورت لے کر دنیا میں آیا ہے بعض  
نے انھیں روح القدس اور خدا کا بیٹا کہا۔ بعض انھیں خدا کا جزو کہتے تھے جیسا کہ آج کل عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ باپ، بیٹا اور  
روح القدس تینوں مل کر خدا ہیں (ثلیث کا عقیدہ) نجران کے عیسائی اسی عقیدہ پر رسول اکرم ص سے بحث کرتے رہے تھے۔  
کوئی کہتا تھا وہ خدا ہیں۔ کوئی کہتا تھا وہ خدا کے فرزند ہیں، کوئی کہتا تھا تین میں سے ایک ہیں۔

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ کے متعلق نصاریٰ کے ان باطل عقائد کی واضح انداز میں تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ  
خدا تھے نہ خدا کے بیٹے اور نہ کچھ اور، بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے۔

اس سلسلے میں قرآن کے بیانات حسب ذیل ہیں:-

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ

اور انھوں نے کہا اللہ نے ”بیٹا“ بنا لیا ہے۔ وہ ذات تو

تو ان باتوں سے پاک ہے بلکہ اس کے خلاف، اللہ کے لیے ہی ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے ہر شے اللہ کے لیے تالبدار ہے۔ بلاشبہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو کہا ہو جا، تو وہ ہو گیا۔

بلاشبہ ان لوگوں نے کفر اختیار کیا جنہوں نے یہ کہا ہے شک اللہ وہی مسیح بن مریم ہے۔ کد بجیے کہ اگر اللہ یہ ارادہ کر لے کہ مسیح بن مریم، مریم اور کائنات زمین پر جو کچھ بھی ہے سب کو ہلاک کر ڈالے تو کون شخص ہے جو اللہ سے کسی شے کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکے اور اللہ کے لیے ہی بادشاہت ہے آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے اسے پیدا کر سکتا ہے اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

بلاشبہ ان لوگوں نے کفر اختیار کیا جنہوں نے کہا بلاشبہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔ حالانکہ مسیح نے یہ کہا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے بیشک جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے پس یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد نہیں ہے۔

اسے اہل کتاب اپنے دینی معاملے میں حد سے نہ گزرو۔ اور اللہ کے بارے میں حق کے ماسوا کچھ نہ کہو۔ بلاشبہ مسیح بن مریم اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم پر ڈالا اور اسی کی روح ہیں پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین (آفانیم) نہ کہو۔ اس سے باز آ جاؤ۔ تمہارے لیے بہتر ہوگا بلاشبہ اللہ خدا کے واحد ہے۔ پاک ہے اس سے کہ اس کا بیٹا ہو اسی کے لیے ہے جو کچھ بھی ہے آسمانوں اور زمین میں اور کافی ہے

بَلِّغْهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حُلًّا لَهُ، قَائِمُونَ

(البقرہ)

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

(آل عمران ۶۴)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ الْمُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(المائدہ ۳۴)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا فِيهَا النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (المائدہ ۱۶)

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلِبُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّ الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَكَلِمَةٌ أُنزِلَتْ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَأَمَّا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّ اللَّهَ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكُنِيَ بِاللَّهِ وَكِيْلًا (المائدہ ۲۳)

اللہ وکیل ہو کر۔

مسیح بن مریم (خدا) نہیں ہیں مگر خدا کے رسول۔ بلاشبہ ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ میں یہ دونوں کھانے کھاتے تھے یعنی دوسرے انسانوں کی طرح کھانے پینے کے سلسلہ میں وہ بھی محتاج تھے۔

ہرگز مسیح اس سے ناگواری اختیار نہیں کرے گا کہ وہ اللہ کا بندہ کہلائے اور نہ مقرب فرشتے، حتیٰ کہ روح القدس جبریل پاک بھویں چڑھائیں گے اور غرور اختیار کرے تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو اپنی جانب اکٹھا کرے گا۔

اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ ریس کرنے لگے ہیں اگلے کافروں کی بات کی۔ اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

سورۃ الصف میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ نے دعوتِ حق کے دوران اپنی قوم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی پیش گوئی بھی فرمادی تھی۔ کہ میرے بعد ایک رسول

حضور نبی اکرم ص کے متعلق  
حضرت عیسیٰ کی بشارت  
آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

فرمایا:-

يٰۤاَيُّهَا اِسْرَائِيْلُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ  
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ  
مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِي مِنْ بَعْدِي اِسْمُهُ  
اِحْمَدُ (الصف ع ۱)

اے بنی اسرائیل بلاشبہ میں تمہاری جانب اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو میرے سامنے ہے اور بشارت سنانے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے۔

اہم خصوصیات | حضرت عیسیٰ جلیل القدر اور الوال العزم پیغمبروں میں سے تھے۔ قرآن کریم میں جن پاک ہستیوں کے واقعات سے زیادہ بحث کی گئی ہے ان میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی مقدس ہستیاں زیادہ نمایاں ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے واقعات، قوم کی نافرمانی، دشمنانِ دین سے مقابلہ، پیہم مصائب و آلام اور صبر و استقلال وغیرہ تمام کوائف و حالات میں حضرت عیسیٰ اور حضرت نبی کریم ص کے درمیان بہت زیادہ مشابہت و مناسبت پائی جاتی ہے اور یہ تمام تر باتیں



اور ان سے پیدا شدہ نتائج بصرت و عبرت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔  
 جس طرح حضور نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء و رسل ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ علما اور مفسرین  
 کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اکرم اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ اور یہ درمیانی مدت قریباً پانچ سو ستتر سال  
 ہے۔

حضرت عیسیٰؑ مجدد انبیاء بنی اسرائیل بھی ہیں۔ اس لیے کہ انہیں نبوت و رسالت کا مقام امامت حاصل ہے۔  
 تورات کے بعد بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لیے انجیل سے زیادہ عظیم المرتبہ دوسری کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی اور نزول  
 انجیل کا یہ شرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوا۔  
 جیسا کہ گذشتہ اوراق میں سورہ الصف کی آیت سے ظاہر ہے حضرت عیسیٰؑ حضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے مبشر ہیں۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کا مشرودہ اپنی قوم کو سنایا۔  
 چنانچہ یوحنا کی انجیل باب ۱۶- آیات ۷ تا ۱۴ میں مذکور ہے :-

۱) لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند  
 ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا  
 لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوںگا۔ اور وہ آکر  
 دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار  
 ٹھہرائے گا، گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں  
 لاتے۔ راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپکے پاس جاتا ہوں۔  
 تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا  
 سردار مجرم ٹھیرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں  
 کہنی ہیں مگر تم اب ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ  
 سچائی کی روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا  
 اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے  
 گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا وہ میرا حلال ظاہر کریگا۔

يا الله بك جلا الله  
قد ربي

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے  
یا ناظم آل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قوت عشق سے پرست گویا لا مری سے  
دہر میں اسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ابلا مری سے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور بے شک ہم نے تجھے سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

# حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

**تمہید** | قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لیے کوئی ہادی، رہنما، مصلح، نبی یا رسول نہ بھیجا ہو۔ یعنی جب کسی قوم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو اسے راہ ہدایت پر لگانے کے لیے انبیاء اور رسول آئے۔ انھوں نے فرائض کی انجام دہی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور حکم الہی کے مطابق نطقِ خدا کو براہیوں سے ہٹا کر نیکی کے راستے پر لگانے کی کوششیں کیں۔ ان کی کوششوں میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوتے رہے مگر انسان جو فطرًا متلون مزاج واقع ہوا ہے۔ کبھی ایک حالت پر قائم نہ رہا۔ ایک قوم جب اپنے مصلح کی کوششوں سے سدھر جاتی تو جلد یا بدیر پھر راہِ حق چھوڑ کر ذلت کی وادیوں میں بھٹکنے لگتی۔ اس ضمن میں بنی اسرائیل کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اس قوم کو جاہر بے ہوش، ہونے والے پیغمبروں کا ایک طویل سلسلہ ہمیں نظر آتا ہے اور حالات کا مطالعہ یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبروں کو بے انتہا کوششوں کے باوجود اس قوم کی دینی اور اخلاقی حالت مستقل طور پر اصلاح پذیر نہ ہو سکی۔ وہ لوگ خدا کی نافرمانی اور سرکشی میں برابر بڑھتے چلے گئے۔

**دنیا کی عام حالت** | اب ہم حضرت عیسیٰ کے ظہور سے قریباً چھ سو سال بعد کے حالاتِ عالم پر نظر ڈالتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ساری دنیا خدا کے پیغمبروں کے ذریعے سے حاصل کی ہوئی معرفت کو یکسر فراموش کر چکی تھی۔ روئے زمین پر ہر طرف شرک بے دینی اور بد اخلاقی کا دور دورہ تھا۔ خدا پرستی کے بجائے مظاہر پرستی کا تصور ذہنوں میں جڑ پکڑ چکا تھا۔ ستاروں، چاند، سورج، درخت، پہاڑ غرض نوع انسانی سے لے کر نوعِ جمادات تک کی پرستش کی جاتی تھی۔ کوئی انسان کو ادتار کا درجہ دے رہا تھا تو کوئی آتما (روح) کو خدا کہہ رہا تھا۔ کسی نے اللہ کے بندے کو اللہ کا بیٹا سمجھ رکھا تھا۔ خدائے واحد کا تصور ذہنوں سے مٹ چکا تھا۔ کائنات کی ہر شے لائق پرستش تھی مگر حقیقی خدا کو جاننے اور اس کے آگے تسلیم خم کرنے والا اس دنیا میں کوئی بھی موجود نہ رہا تھا۔

**عرب کی حالت** | دنیا کے اس تاریک دور میں ملک عرب پر بھی بے دینی، شرک، فسق و فجور، جہالت، غفلت اور بے راہروی کی تاریک گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ ایک خدا کے بجائے وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ وہ ایک خدا کو تو مانتے تھے مگر اس عقائد کی عملی صورت یہ تھی کہ مختلف بتوں اور دیوتاؤں کو خدا کے کارندے سمجھ کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ خدا نے دنیا کا تمام کاروبار مختلف بتوں اور دیوتاؤں کے سپرد کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ ہر بات میں بتوں اور دیوتاؤں کی طرف رجوع کرتے۔ علاوہ ازیں ہوا، سورج، چاند، ستاروں، پتھروں، درختوں اور ڈھیروں تک کی پوجا کی جاتی۔ بڑے

بڑے نامور لوگوں کے نام پر تیرا شکر ان کی پوجا کی جاتی۔ خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ تہوں کے علاوہ ہر قبیلے کا الگ الگ بت رکھا رہتا اور ان کے سامنے دودھ، مٹھائی وغیرہ کے نذرانے پیش کیے جاتے ان کا پختہ اعتقاد تھا کہ بیمار کی شفا، جنگ میں فتح یا شکست، فحط و وبا، اولاد دنیا وغیرہ سب باتیں انہی تہوں کے اختیار میں ہیں۔

اہل عرب میں بعض خدا کی ہستی، روح کی بقا اور جزا و سزا کے بھی منکر تھے وہ مذہب کو بے معنی شے جانتے تھے بلکہ تہوں سے بھی استہزا کیا کرتے تھے۔

تہذیب و تمدن، اخلاق، معاشرت غرض ہر لحاظ سے اہل عرب پستی کی آخری حدوں تک پہنچے ہوئے تھے۔ اکثر لوگ بدوی تھے، جو خانہ بدوشی کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ جہاں کچھ سبزہ اور پانی نظر آیا وہیں ڈیرے ڈال دیے، اونٹ کے چمڑے کے نیچے لگا لیے، چارہ ختم ہو گیا تو ڈیرے اٹھالیے، دوسری جگہ کی تلاش میں چل کھڑے ہوئے۔ شہر اور دیہات بہت کم تھے۔ لوگوں میں باہمی اتفاق کا نام و نشان تک نہ تھا اور ہوتا بھی کیسے، جب کہ مستقل طور پر ایک جگہ رہنے کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ حکومت کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ دادرسی اور انصاف مفقود تھا۔ ہر شخص کی اپنی قوت بازو کام آتی تھی۔ ہر قوم یا قبیلے کا الگ سردار تھا، جو کسی قوم یا قبیلے سے کوئی حق لینے کے لیے اپنے آدمیوں کو لڑنے کے لیے ساتھ لے جاتا۔ جنگ شروع ہو جاتی تو کئی کئی سال تک جاری رہتی۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل انتقام کے لیے اٹھتی۔ بات بات پر جھگڑے ہوتے، گھوڑ دوڑ میں ذرا سی شہرت یا استہزا ہزاروں بے گناہوں کے قتل کا باعث بن جاتا۔ جو غالب آتا وہ مغلوب کے بیوی بچوں کو غلام بنا لیتا اور ہر قسم کے ذلیل کام ان سے لیتا۔

عورتوں کی حالت بے حد قابل رحم تھی۔ ان کے ساتھ حیوانوں کا سا برتاؤ کیا جاتا، ایک عورت کے ایک سے زیادہ خاوند ہونے کا رواج عام تھا۔ مرد جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کر سکتا تھا۔ لونڈیوں اور غلاموں سے جہاں اور ذلیل کام لیے جاتے وہاں لونڈیوں سے حسرت مکاری کر کے ان کی کمائی کو اپنا جائز مال سمجھا جاتا۔ باپ کے مرنے پر اس کی بیویاں دیگر مال و املاک کی طرح اولاد کے حصہ میں آتیں۔ بیٹے ان سے شادی کر لیتے یعنی انھیں حق وراثت دینے کے بجائے خود وہ ورثے کا مال سمجھی جاتیں۔ عشق و عاشق عام تھا۔ ناجائز تعلقات کے نہایت گندے اور بیہودہ اشعار فخریہ پڑھے جاتے۔ اس عہد کے مشہور قصائد جو فصاحت و بلاغت میں مثال نہیں رکھتے اب بھی ملتے ہیں۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔ نکاح کے وقت میاں بیوی میں یہ معاہدہ ہو جاتا کہ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اسے زندہ دفن کر دیا جائے گا۔

قمار بازی اور شراب اس قدر عام اور وسیع تھی کہ کوئی گھر اس سے خالی نہ تھا۔ ہر گھر میں شراب کے مشکے رکھے رہتے۔ جہالت کی حد یہ ہے کہ عرب طرح طرح کی توہم پرستیوں میں مبتلا تھے۔ دیوتاؤں اور خبیث ارواح پر ان کا بہت اعتقاد تھا۔ بعض بیماریوں کو وہ خبیث ارواح سے منسوب کرتے تھے۔ اور ان سے بچنے کے لیے تعویذ ٹوٹکے اور منتر استعمال کرتے اور جو وہ کہتے اسے برحق مان لیتے۔ بعض اوہام کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ مثلاً سفر کے لیے نکلتے اور

راستے سے پلٹنا پڑتا تو گھر کے دروازے سے داخل ہونے کے بجائے پھوپھاڑ سے آتے۔

غرض اس زمانہ میں جہاں ساری دنیا خدا کے نام لیواؤں اور صحیح انسانوں سے خالی ہو چکی تھی۔ وہاں عرب میں بھی ڈھونڈھے سے انسانیت کا پتہ نہ ملتا تھا۔ بلکہ اہل عرب اخلاقی، تمدنی، دینی اور معاشرتی غرض ہر اعتبار سے پستی کی اتنی عمیق گہرائیوں میں جا چکے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس جزیرے کے بعد اب مدد کی کوئی صورت ناممکن ہے۔ عرب کے اس دور کو تاریخوں میں "جاہلیت کا زمانہ" کہا گیا ہے۔

**طلوع آفتاب** | ایسے ہی تاریک دور میں "سنتہ اللہ" یعنی خدا کا قانون ہدایت و ضلالت ماضی کی تاریخ کو پھیر دینا ہے اور غیرت حق فطرت کے قانون رد عمل کو حرکت دیتی ہے۔ ایسی ہی گھٹاؤں میں آفتاب ہدایت طلوع ہوتا ہے جس کی روشنی سے شرک و جہالت اور رسم و رواج کی تاریکیاں فنا ہو کر عالم ہمت و بود علم و یقین کی روشنی سے منور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اب وہ وقت آپہنچا کہ اب دنیائے ہمت و بود کی شقاوت دور اور سعادت مجسم سے عالم معمور ہو۔ شرک و کفر اور ظلمت عصیاں کا پردہ چاک ہو۔ آفتاب ہدایت روشن و تابناک ہو۔ مظاہر پستی باطل پھڑکے اور خدا کے واحد کی توحید مقصد حیات قرار پائے، انسانیت کا پرچم پھر سے دنیا میں سر بلند ہو اور اخوت، محبت، عدل و انصاف، اتفاق، خلوص، خوش اخلاقی، نیکی، پاکیزگی اور ایمان و ایقان کو دنیا میں پھلنے پھولنے کا موقع ملے۔

۹ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۱۵۱۰ء کی صبح نے کائنات ارضی کو رشد و ہدایت کے طلوع کا مشرودہ سنایا۔ مکہ کی منیت سے محروم بن گیتی کی سر زمین میں آفتاب رسالت نے ظہور کیا۔ معزز قبیلہ قریش (بنی ہاشم) میں عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں آمنہ بنت وہب کے مشکوئے معلیٰ سے حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوئے۔ یہی وہ آفتاب رسالت تھا جس کے طلوع کے لیے حضرت ابراہیمؑ نے دعا فرمائی تھی۔ اور جس کی آمد کی بشارت حضرت مسیحؑ نے سنائی تھی۔

قرآن عزیز نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا ذکر اس طرح کیا ہے:

اے ہمارے رب! ان راہل عرب، ہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات پڑھے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے بے شبہ تو غالب اور حکمت والا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ  
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ  
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ  
(البقرہ ص ۱۲۸)

بشارت مسیحؑ کا سورہ صف میں یوں ذکر ہے:

اور جب عیسیٰ بن مریمؑ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں تو رات کی جو میرے سامنے موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں۔ ایک رسول کی جو میرے

وَإِذْ قَالَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ  
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ  
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي

مِنْ بَعْدِ نِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَلَمَّا جَاءَهُمْ  
بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝  
بعد آئے گا اور اس کا نام احمد فارقلیط ہوگا۔ پس جب ان  
کے پاس وہ رقد کا پیغمبر دلائل لے کر آیا تو یہ کہنے لگے، یہ تو  
کھلا جادو ہے۔  
(الصف)

**نام و نسب** | حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عربی النسل اور عرب کے معزز قبیلے قریش کی سب سے زیادہ معزز شاخ بنی ہاشم  
سے ہیں۔ نسب نامے کی تفصیل یہ ہے:  
محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن مرہ  
بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور عدنان حضرت اسماعیل بن  
حضرت ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔

والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے:-

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن کلاب کو کلیم بھی کہتے ہیں اور کلاب پر جا کر نبی اکرم کا نسب نامہ پدی  
سلسلہ نسب کے ساتھ مل جاتا ہے۔

**ولادت** | نبی اکرم کے والد عبد اللہ نے شادی کے چند ہی روز بعد تجارت کے لیے شام کا سفر اختیار کیا، واپس ہوئے  
تو راستے میں بیمار پڑ گئے۔ یثرب (مدینہ منورہ) میں ٹھہر گئے جہاں ان کی رشتہ داری تھی اور وہیں وفات پائی۔ آنحضرت والد  
کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔ دادا زندہ تھے انھوں نے آپ کا نام محمد مسلم اور والدہ نے احمد رکھا۔ زیادہ مشہور نام محمد  
تھا۔

**حالات قبل از بعثت** | ولادت کے بعد دو تین دن تک والدہ نے دودھ پلایا پھر عرب کے دستور کے مطابق رضاعت  
کے لیے قبیلہ بنی سعد کی خاتون حلیمہ کے سپرد ہوئے۔ دو سال تک اپنے پاس رکھنے کے بعد جب حلیمہ انھیں مکہ واپس لے کر آئیں تو  
وہاں وبا پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ پھر اپنے ساتھ واپس لے گئیں۔ چھ برس تک آپ حضرت حلیمہ ہی کے پاس رہے۔ بعد ازاں  
والدہ اپنے ساتھ لے کر مدینہ چلی گئیں۔ غالباً اپنے مرحوم شوہر کی قبر کی زیارت کر آئیں۔ زیارت کے بعد مکہ لوٹیں تو راستہ میں  
ابو کے مقام پر ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس طرح چھ سال کی عمر میں آنحضرت والدہ اور والد دونوں کی طرف یتیم ہو چکے تھے۔ دادا  
عبد المطلب نے آپ کی پرورش اپنے ذمے لی۔ دو سال کے بعد وہ بھی انتقال کر گئے تو آپ اپنے والد کے ماں جائے بھائی  
ابو طالب کی کفالت میں آ گئے۔

ذاتی خوبیوں اور عادات و خصائل کے باعث چچا آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اپنے ساتھ سلاتے، باہر جاتے تو  
ساتھ لے جاتے۔ آپ کی عمر بارہ سال کی تھی کہ چچا نے تجارت کے لیے شام کا سفر اختیار کیا۔ آنحضرت کو بھی ساتھ لے گئے۔  
اس کے بعد تجارت میں چچا کا ہاتھ ٹٹانے لگے۔ پچیس سال کی عمر میں آپ حضرت حدیجہ کا مال بصری کی منڈی میں لے گئے۔

حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی ساتھ تھا۔ اس تجارت میں حضرت خدیجہؓ کو پہلے سے زیادہ نفع حاصل ہوا۔ وہ آپ کی صداقت، دیانت، حسن کردار اور حق شناسی سے بے حد متاثر ہوئیں۔ میسرہ کو دوران سفر میں جو تجربے ہوئے تھے۔ ان سے حضرت خدیجہؓ کے تاثرات کی مزید تصدیق ہو گئی۔ آپ غمیوہ ہو چکی تھیں۔ قریش کے اعلیٰ گھرانے کی خاتون، زندگی اتنی پاکیزہ اور بلند کہ عام لوگ انہیں "طاہرہ" کہہ کر پکارتے۔ پھر دولت مندی کے اعتبار سے مکہ کی چند ہستیوں میں شمار ہوتی تھیں۔ ہر صاحب حیثیت خدیجہؓ سے نکاح کا آرزو مند تھا لیکن آپ نے کسی کی درخواست قبول نہ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مذکورہ بالا تاثرات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی ایک سہیلی کے ذریعہ سے خود نکاح کا پیغام بھجوایا۔ آنحضرتؐ نے چچا کے مشورے کے بعد پیغام منظور کر لیا۔ چنانچہ آپ کی عمر پچیس برس کی تھی جب حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کی عمر اس وقت چالیس کے قریب تھی۔ شادی کے بعد آپ تجارت بھی کرتے رہے۔ لیکن آہستہ آہستہ آپ کی زندگی میں تبدیلی ہونے لگی۔ عبادت الہی اور خلوت گزینی کا ذوق بہت بڑھ گیا۔ بت پرستی سے نفرت کرتے تھے۔ خلوت میں خدائے واحد کی عبادت کرتے اور یہ سوچ ہر وقت بے چین کیے رہتی تھی کہ قوم جو پتھروں اور بتوں کو سجدہ کرتی ہے۔ جہالت کے اندھے گڑھے میں گر چکی ہے اسے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جانے کی کوئی سبیل نکل آئے۔

مکہ سے مشرقی جانب تین میل کے فاصلہ پر پہاڑوں کے درمیان الگ تھلگ ایک ٹیلہ ہے۔ جسے حرا کہتے ہیں۔ اس ٹیلے کی چوٹی پر پتھر کی دو بڑی بڑی سیلیں اوپر سے اس طرح مل گئی ہیں کہ ایک چھوٹے خیمے کی چھولائی یا راوٹی کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اس میں ایک آدمی آسانی سے کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے اور سو بھی سکتا ہے۔ اس راوٹی میں سے مکہ شہر اور کعبہ بخوبی نظر آتے ہیں۔ اس کو لوگ غار حرا کہنے لگے۔ آج کل اس ٹیلے کا نام جبل نور ہے۔ اور خاصہ چکر لگا کر آدمی چوٹی پر پہنچ سکتا ہے۔ طاقت در جوان کو بھی اس کے اوپر پہنچنے میں پندرہ بیس منٹ لگ جاتے ہیں۔

آپ اسی خلوت کدے میں جا بیٹھتے، یاد الہی میں مصروف رہتے، گمراہ قوم کے متعلق درد مندانہ اور مخلصانہ جذبات و تاثرات ہر لحظہ دل میں جمے رہتے۔ عام طریقہ یہ تھا کہ دو دو تین تین دن کا گوشہ ساتھ لے جاتے اور متواتر وہیں رہتے۔

**بشارت** | عمر مبارک چالیس برس کی ہو چکی تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا اور آپ غار حرا میں مجو یا دالہ تھے کہ اچانک جبریل علیہ السلام نمودار ہوئے اور یہ بشارت سنائی کہ آپ رسالت و پیغمبری کے لیے چنے گئے ہیں۔ اور خلق خدا کی رشد و ہدایت کا فرض آپ کے ذمے لگا یا گیا ہے۔

انام بخاری نے اپنی کتاب الجامع الصمیم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سند سے غار حرا کا واقع یوں بیان کیا ہے کہ خدا کا فرشتہ نمودار ہوا اور پڑھنے کے لیے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس پر فرشتہ نے آنحضرتؐ کو گرفت میں لے لیا جس کی شدت سے تکلیف ہونے لگی۔ پھر چھوڑ کر دوبارہ کہا "پڑھئے" آنحضرتؐ نے پھر وہی جواب دیا۔ فرشتے نے پھر وہی عمل کیا اور گرفت چھوڑ کر تیسری مرتبہ کہا کہ پڑھئے۔ تیسری مرتبہ بھی آپ نے یہی جواب دیا اور فرشتے نے

وہی عمل کیا۔ چوتھی مرتبہ فرشتہ نے سورہ علق کی یہ چند آیتیں تلاوت کیں:-

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ

الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ

يَعْلَمُ ۝ (علق ۱-۴)

— اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ، جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس نے انسان کو خونِ بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا پروردگار

بہت کرم کرنے والا ہے جس نے قلم (تحریر) کے ذریعہ انسان کو علم سکھایا، انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جس سے وہ ناواقف

نہ تھے۔

انحضرت نے یہ آیات دہرائیں اور آپ کے ذہن نشین ہو گئیں۔ فارغ ہونے پر یہ کیفیت تھی کہ شدت و

کامپ رہے تھے۔ گھرائے اور اندر داخل ہوتے ہی فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہؓ نے تعمیل ارشاد کی جب

ہوا، تو حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ کہ سنایا۔ پھر فرمایا مجھے جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ بولیں۔ خدا کی قسم اللہ

ہرگز سوانہ کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان داری، بے چاروں کی چارہ گری اور مفلسوں کی مدد

فرماتے ہیں۔

غرض غایر حرامیں سورہ علق کی یہ چند آیات نازل ہونے کے بعد کچھ دیر تک وحی الہی کا سلسلہ منقطع رہا۔ پھر شرف

اور سورہ مدثر کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبُّكَ

كَبِيرٌ، وَتِبْيَاتِكَ فَظَهَرَ ۚ وَالرُّجُزُ فَأَهْجُرُ،

ذَلَّا تَمَنَّيْنُ تَسْتَكْبِرُ ۚ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ (مدثر ۱-۴)

اے کملی پوش اٹھ اور لوگوں کو گمراہی کے انجام سے ڈرا اور اپنے رب کی عظمت بیان کر اور لباس کو پاک اور تہ

جدارہ اور زیادہ حاصل کرنے کی نیت سے حسن سلوک نہ کر

رب کے معاملہ میں مصیبت پڑنے پر صبر اختیار کر۔

سورہ علق اور سورہ مدثر ہر دو کی مذکورہ بالا آیات میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یہ نظام عمل، دعویٰ

و ہدایت کے لئے اولین درجہ رکھتا ہے اور مستقبل قریب میں بعثتِ عامہ کا باعث ثابت ہوگا۔

پھر آنحضرت سے فرمایا گیا کہ سب سے پہلے رشتہ داروں اور عزیزوں کو دعوتِ حق دیجیے تاکہ دوسرے لوگوں

سے متاثر ہو سکیں۔ قریش اور بنی ہاشم سب قبائل میں ممتاز درجہ رکھتے تھے اور ساکنانِ حرم ہونے کے باعث تمام

ان کے زیر اثر تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ حق کو قبول کر لیتے تو تمام قبائل عرب پر اس کا اثر پڑتا۔

**دعوتِ حق** | ارشادِ باری تعالیٰ کے مطابق آنحضرت نے طبعی طریقہ پر دعوتِ حق کا آغاز کیا۔ حضرت خدیجہؓ تریب

ساختھی اور رفیق و عنخوار بیوی تھیں۔ چنانچہ سب سے پہلے انہیں پیغام دیا اور وہ سنتے ہی اسلام لے آئیں، نو عمر

حضور کے چہرے بھائی حضرت علیؓ نے جن کی عمر اس وقت آٹھ برس کی تھی، آنحضرت کی دعوت پر لبیک کہی۔ حضرت



والد ابوطالب کا کنبرا بڑا تھا اور مالی حالت اچھی نہ تھی اس لیے آنحضرت ﷺ حضرت علیؑ کو اپنے پاس لے آئے تھے اور آپ ہی کے دامن تربیت میں پل کر حضرت علیؑ جوان ہوئے۔

زیدؑ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے اور غلاموں میں سب سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا۔ زیدؑ کے والد کی درخواست پر حضرت مہاجر نے نہ صرف انھیں آزاد کر دیا، بلکہ انھیں اپنا بیٹا بنا لیا اور وہ بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔

حضرت ابوبکرؓ کے دولت مند تاجر اور بڑے اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ آنحضرت ﷺ کے جگری دوست تھے اور شروع ہی میں آنحضرت ﷺ سے بہت محبت تھی۔ ہر وقت آپ ہی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا۔ انھیں کی ترغیب سے حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہؓ وغیرہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کو دعوتِ اسلام دینے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ضرورت محسوس کی کہ اپنی قوم اور پھر شہر کے لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلا یا جائے۔ چنانچہ تین برس کی خاموش تبلیغ کے بعد آپ نے ساری قوم کو پیغامِ حق سنانے کا ارادہ فرمایا۔

مسجد حرام کے پاس ایک چھوٹا سا ٹیلہ ہے جو اب آبادی میں آچکا ہے جسے کوہِ صفا کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ایک روز اس پر چڑھ گئے اور اس زمانے کے دستور کے مطابق لوگوں کو پکارا۔ سب جمع ہو گئے تو فرمایا: "اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پے ایک لشکرِ جرار جمع ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھ پر یقین کرو گے؟" انھوں نے جواب دیا ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا دامن پایا، تم نے آج تک جھوٹ نہیں بولا۔ تب فرمایا: "اے لوگو! میں خدا کا پیغمبر اور رسول ہوں۔ صراطِ مستقیم کے لیے ہادیٰ ہوں۔ تمہیں خدائے واحد کی جانب بلاتا ہوں۔ بت پرستی کی نجاست سے بچانا چاہتا ہوں۔ اس دن سے ڈرو جب میں خداوند عالم کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال و کردار کا حساب دینا ہوگا۔"

یہ فرمانا تھا کہ قریش برا فرود ختم ہو گئے۔ اپنے باپ دادا کے دینِ بت پرستی کے خلاف آنحضرت ﷺ کی زبان سے یہ کلمات سن کر ان میں غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ سب سے زیادہ طیش آپ کے حقیقی چچا ابولہب کو آیا اور اس کی زبان پر کلمے بھی بہت بڑے جاری ہوئے۔

اس اعلان سے پہلے جہاں ساری قوم آنحضرت ﷺ کے انحال و کردار کے باعث ان کی بے حد عزت و تکریم کرتی تھی اور لوگوں کو آپ سے والہانہ محبت تھی، اعلان کے بعد اب ہر کوئی آپ سے بے گمانہ اور خون کا پیاسا بن گیا۔

**خانندان کی دعوت** | کچھ دنوں بعد آپ نے خانندان والوں کو دعوت پر بلا یا۔ قریباً چالیس افراد تھے جب سارے لوگ کھانا کھا کر آپ نے انھیں پیغامِ حق سنا دیا تو فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایک ایسی نعمت لیکر آیا ہوں جس میں دین اور دنیا دونوں بھلائی ہے۔ بتاؤ کون کون اس نعمت سے فائدہ اٹھانے اور میرے ساتھ تعاون کرنے کو آمادہ ہے۔ سب متحیر ہو کر ایک دوسرے سے دیکھنے لگے حضرت علیؑ کے سوا کسی نے تعاون کا اقرار نہ کیا اور سب رخصت ہو گئے۔

بہر حال آنحضرتؐ نے اپنی نبوت اور رسالت کا اعلان فرمانے کے بعد ناسازگار ماحول میں اصلاح قوم کی خاطر جو کچھ کیا اور خاندان اور برادری کے لوگوں کو راہِ حق دکھانے اور ان کی دینی اور اخلاقی حالت بہتر بنانے کے لیے جو سرگرمیاں دکھائیں جس بے مثال استقامت، عظیم جرأت و شجاعت، بے نظیر صبر و شکر اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے ذریعہ ذلت کے تاریک گڑھوں میں دبی ہوئی انسانیت کو جلا بخشی اور نسل انسانی کو پستی سے اٹھا کر اوج تریا سے ہمکنار کر دیا۔ وہ ایک طویل اور سبق آموز داستان ہے یہاں تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتیں۔ صرف اہم واقعات اختصار سے بیان کیے جائیں گے۔

قریش کے چند افراد کے سوا کسی نے بھی آپؐ کی دعوت پر لبیک نہ کہا، بلکہ آپؐ کے خلاف عداوت کا ایک ہمہ گیر طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ قریش کی اس مخالفت کے دراصل دو بڑے سبب تھے۔ ایک یہ کہ وہ لوگ اپنی رسموں اور اپنے عقیدوں میں اس قدر ڈوب چکے تھے کہ ان کے خلاف کوئی بات سننا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ آخر ان کے باپ دادا جنہوں نے یہ سب طریقے وضع کیے اور عمر بھر ان پر کار بند رہے کوئی نا سمجھ یا بے وقوف تو نہ تھے اگر یہ باتیں اچھی نہ تھیں تو وہ خود کیوں ان پر عمل پیرا ہوئے۔ چنانچہ جب آنحضرتؐ نے ان کے اعتقادات کو باطل ٹھہرا کر خدائے واحد کا تصور اور اسی کی پرستش کا عقیدہ پیش کیا تو وہ غضناک ہو گئے۔

مخالفت کی دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ قریش اتنے خود پسند اور مٹ دھرم تھے کہ دوسروں کی کوئی نئی پیشکش قبول کرنا پسند ہی نہ کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔ کسی کو انہیں مشورہ دینے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی بد عملیوں کی مذمت گوارا ہی نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے کہ وہ انہیں ترک نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ وہ اسلام کے دشمن ہو گئے۔ مخالفت کے ان دو بڑے اسباب کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے انہیں یہ خدشہ لگ گیا ہو کہ اگر آنحضرتؐ کی باتوں پر عمل کیا تو شاید انہیں سرداری حاصل ہو جائے اور ہمارا دبدبہ ختم ہو جائے۔

راہِ حق میں پہلا خون | بہر حال قریش کے مخالفت کے باوجود مسلمانوں کی تعداد میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہونے لگا۔ جب تعداد چالیس سے کچھ بڑھی تو کعبے میں جا کر خدا کے ایک ہونے کا اعلان کیا۔ گویا کھلم کھلا تبلیغ کی راہ پیدا کر دی۔ قریش یہ دیکھ کر زیادہ بگڑے اور چاہا کہ رسول پاکؐ کو ختم کر دیں مگر ڈرتے تھے کہ کہیں بنو ہاشم بدلہ لینے پر نہ تل جائیں۔ اس لیے آنحضرتؐ پر قاتلانہ حملہ تو نہ کر سکے مگر مسلمانوں کی جماعت سے اُلجھ گئے۔ آنحضرتؐ بھی جماعت میں شامل تھے۔ حارث بن ابی ہالہ آنحضرتؐ کے عزیز میں سے تھے۔ انہیں جھگڑے کا علم ہوا تو وہاں پہنچے اور آنحضرتؐ کی جان بچانے کی تک و دو میں خود شہید ہو گئے اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا۔ جس سے مکہ کی سرزمین رنگی گئی۔

عام تبلیغ | غرض برادری اور خاندان آپؐ کا شدید دشمن بن گیا۔ مگر کوئی مخالفت آپؐ کو فرض منصبی کی ادائیگی میں مانع نہ ہو سکتی۔ چنانچہ شدید مخالفت بلکہ انتہائی ظلم و ستم کے باوجود تبلیغ جاری رہی اور اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ اگرچہ رفتا زیادہ تیز نہ تھی۔ جن بندگان حق کے سینے خدا نے قبول اسلام کے لیے کھول دیے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگ مسکین اور غلام تھے یا ان کی حفاظت کے لیے کوئی حجتا موجود نہ تھا۔ ان پر قریش نے حد درجہ ظلم توڑے مثلاً حضرت بلالؓ، جناب

الارث، صہیب رومی اور عمار بن یاسر وغیرہ۔

**قریش کا وفد ابوطالب** | قریش اگرچہ طرح طرح سے آپ کے لیے تکلیفوں کے اسباب مہیا کرتے رہتے تھے، مگر آپ کو قتل کرنے کی جرأت اس لیے نہ تھی کہ بنو ہاشم کی ممتاز حیثیت اور طاقت سے ڈرتے تھے کہ کہیں

یہ خاندان بدلہ لینے پر نہ اتر آئے۔ انہوں نے سوچا ابوطالب سے کہا جائے کہ وہ آنحضرت کو منع کریں۔ چنانچہ چند معززین ایک وفد کی صورت میں ابوطالب کے پاس آئے اور کہا اپنے بھتیجے کو منع کر دیں کہ ہمارے دیوتاؤں کی برائیاں نہ کیا کرے ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ اسے سمجھا دیں یا خود بیچ میں سے ہٹ جائیں تو ہم آپ ہی اس سے نمٹ لیں گے۔

ابوطالب نے آنحضرت کو بلا کر سمجھایا اور کہا پیارے بھتیجے مجھ پر اور اپنے آپ پر رحم کر۔ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈال کہ میں اٹھانہ سکوں۔

آنحضرت نے جب دیکھا کہ خاندان کا بزرگ اور حقیقی مہر و بھی گریز کرنے پر آمادہ ہو رہا ہے تو آنکھوں میں آنسو بھرائے اور فرمایا چچا جان! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند بھی لاکر رکھ دیں اور کہیں کہ میں اپنے مسلک سے دست بردار ہو جاؤں تو یہ ناممکن ہے۔ خدا قسم میں دین کی تبلیغ کا کام نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ خدا اس کام کو پورا کر دے یا میری جان اس راہ میں قربان ہو جائے۔

ابوطالب نے بھتیجے کا یہ عزم، استقلال اور ایشاں دیکھا تو کہا جاؤ شوق سے اپنا کام کرتے جاؤ۔ کوئی بھی تمہارا بال بیکانہ کر سکے گا۔ ✓

**قریش کا ظلم و ستم** | قریش نے جب دیکھا کہ ابوطالب بھی بھتیجے کو روکنے میں ناکام رہے ہیں۔ تو انہوں نے اسلام کا راستہ سدود کرنے کے لیے مسلمانوں کو اپنے تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ جس کے متعلق انہیں پتہ چلتا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اسے بڑے بے رحمانہ طریقے سے اذیت پہنچاتے، مارتے پیٹتے اور طرح طرح کا عذاب دیتے کہ شاید اس طرح لوگ آنحضرت کا ساتھ چھوڑ جائیں اور وہ اپنی تبلیغی سرگرمیاں روک دیں۔

خباب بن الارث کو اسلام لانے کی پاداش میں دیکھتے کوٹیلوں پر چیت لٹا کر ایک شخص کو ان کی چھاتی پر کھڑا کر دیا۔ آپ کی پیٹھ کی کھال ادھر ٹگنی مگر صبر سے برداشت کیا۔ قریش نے کہا کہ محمد کا انکار کرو تو چھوڑیں گے۔ فرمایا تم مر دو بارہ بھی زندہ ہو جاؤ تو رسول اللہ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ روزانہ دوپہر کے وقت امیہ انہیں گرم ریت پر ننگا لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ ایک مرتبہ ان کے گلے میں رسی باندھ کر آوارہ لڑکوں سے کہا کہ تمہیں اجازت ہے اسے چھان چاہو کیسے پھرو۔ مگر حضرت بلال کے دل میں اسلام کی محبت اور عشق رسول گھر کر چکا تھا اور زبان پر یہی کلمہ تھا کہ اللہ ایک ہے۔ حضرت بلال کی تکلیفیں دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں امیہ سے خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ حضرت سمیہؓ تینوں قریش کے تختہ مشق رہے یاسرؓ تو ان تکالیف سے وفات پا گئے۔ حضرت سمیہؓ کو ابو جہل نے برہمی مار کر شہید کر دیا۔ آنحضرتؐ سے اس خاندان کی تکالیف دیکھی نہ جاتی تھی مگر آپ بھی بے بس تھے۔ فرماتے یاسرؓ کے خاندان والو! صبر کرو اور اپنے لیے جنت میں جگہ بناؤ۔

صہیب رومیؒ کو اتنی اذیتیں دی گئیں کہ وہ بے ہوش ہو جاتے۔ مگر پائے استقلال میں ذرا لغزش نہ آئی، فرمایا جان بھی نکال دو تو محمدؐ کی محبت دل سے نہ جاسکے گی۔

ظلم و تشدد میں قریش کے دو افراد پیش پیش تھے۔ آنحضرتؐ کے چچا ابولہب اور قریش کا سردار ابو جہل۔ حضرت عمرؓ بھی اسلام لانے سے پیشتر مسلمانوں کے اشد دشمن تھے۔ ان کی دشمنی کا یہ عالم تھا کہ اپنی لونڈی لبینہؓ کو اسلام لانے کے باعث اتنا پیٹتے کہ وہ لہو لہان ہو جاتی۔ جب مارتے مارتے تھک جاتے تو رک جاتے اور کہتے کہ میں نے رحم کر کے تجھے نہیں چھوڑا۔

بلکہ اس لیے چھوڑا ہے کہ میں تھک گیا ہوں۔ (صفو ذہابؒ)

ایک روز تلوار لے کر آنحضرتؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں پتہ چلا کہ ان کی ہمیشہ فاطمہؑ اور ان کے شوہر سعیدؓ بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ ملتوی کر دیا اور کہا کہ پہلے گھر والوں کی خبر لے لیں۔ گھر پہنچتے ہی بہتر اور بہنوئی کو اتنا مارا کہ وہ لہو لہان ہو گئے۔

مسلمانوں پر قریش کے ظلم کا عام طریقہ یہ تھا کہ مجرم کو دوپہر کے وقت پتے ہوئے پتھروں پر ٹسکا کر مٹایا جاتا۔ عموماً غلاموں کے ساتھ ایسی سختیاں کی جاتیں۔ گزری اثر اور دولت مند لوگ بھی اسلام قبول کرنے کے بعد اس ظلم سے محفوظ نہ رہے۔ حضرت عثمانؓ کو جو معزز خاندان کا فرد ہونے کے علاوہ صاحب ثروت بھی تھے ان کے چچا رسی سے باندھ کر مارا کرتے تھے۔

حضرت زبیرؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دیا جاتا۔ حضرت ابوبکرؓ بھی عذاب سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خود آنحضرتؐ کو تکلیفیں پہنچانے کے لیے نہایت نادر طریقے اختیار کیے گئے۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیے جاتے۔ آپ

کیس جا رہے ہوتے تو اوپر مٹی پھینک دی جاتی۔ ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے مروڑا کہ آپ کا دم گھٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ پہنچ گئے اور یہ کہہ کر چھڑا یا کہ تم ایک شخص کو صرف اس لیے قتل کر رہے ہو کہ وہ کتاب ہے میرا رب اللہ ہے۔

ایک روز ابو جہل نے آنحضرتؐ کو سخت برا بھلا کہا پھر ایک پتھر آپ کے سر میں دے مارا، مگر آپ نے بردباری سے

کام لیا۔ ایک لونڈی یہ واقعہ دیکھ رہی تھی اس نے حضرت حمزہؓ کو جو شکار سے واپس آ ہی رہے تھے اور ان دنوں ابھی اسلام نہ لائے تھے۔ کہہ سنایا۔ حضرت حمزہؓ یہ واقعہ سنتے ہی طیش میں آ گئے۔ گھر جانے کی بجائے بیدھے خانہ کعبہ

رُخ کیا، جہاں ابو جہل بیٹھا تھا۔ کمان اس زور سے اس کے سر پر ماری کہ وہ زخمی ہو گیا۔ پھر فرمایا میں نے بھی محمدؐ کا دل قبول کر لیا ہے جاؤ جو تم سے ہو سکتا ہے کر لو۔

ابو جہل سہم گیا اور اپنی زیادتی کے لیے معذرت پیش کی۔ حضرت حمزہؓ گھر لوٹے اور رسول اللہؐ کو بتایا کہ میں نے ابو جہل سے زیادتی کا بدلہ لے لیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مجھے اس بدلے کی خوشی کیا ہو سکتی ہے۔ آپؐ اسلام لے آئیں تو مجھے یقیناً خوشی ہوگی۔ حضرت حمزہؓ نے اسی وقت دائرۃ اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔

غرض مسلمانوں کو ہر ممکن دکھ دیا جاتا۔ ہر بڑی سے بڑی تکلیف انھیں اٹھانی پڑتی۔ مگر جب کسی نے ایک دفعہ سلام قبول کیا کوئی بڑے سے بڑا عذاب اور خوفناک سے خوفناک اذیت اُسے راہِ حق سے نہ موڑ سکی۔ مگر قریش مسلمان کو جتنا زیادہ ثابت قدم دیکھتے اتنا ہی ان کے غیظ و غضب میں اضافہ ہو جاتا اور وہ بڑھ چڑھ کر ظلم ڈھاتے۔

**ہجرت کا فیصلہ** | آنحضرتؐ اکیلے ہر مصیبت اٹھانے کو تیار تھے مگر دوستوں اور دین کے درمندیوں کو ان خوفناک عذاب میں مبتلا ہوتا نہ دیکھ سکتے تھے۔ بعثت کا پانچواں سال اور ۱۲ھ تھا۔ اس وقت تک پچاس سے زیادہ کی جمعیت فراہم ہو چکی تھی۔ آنحضرتؐ نے انھیں مشورہ دیا کہ ان روز افزوں مصائب اور پریشانیوں میں اسیر رہنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ کوئی امن کی جگہ تلاش کی جائے۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ آخر جائیں کہاں؟ صرف ایک جگہ ایسی تھی، جہاں مذہبی حیثیت سے لوگوں کو مکمل آزادی حاصل تھی۔ اور وہ تھی سرزمین حبشہ۔ حبشہ سے عربوں کے تجارتی تعلقات بھی تھے اور وہاں جانا بھی قدرے سہل تھا۔ چنانچہ طے ہوا کہ حبشہ کی طرف ہجرت کی جائے۔

**ہجرت حبشہ** | سب سے پہلے جن صحابہ نے ہجرت اختیار کی ان میں خاص طور پر قابل ذکر یہ ہیں: حضرت عثمان بن مظعون، حضرت زبیر بن العوام، حضرت ابوسلمہ (یہ چاروں اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے گئے)، ان کے علاوہ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت جعفر بن ابی طالب بھی ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔ ان دنوں حبشہ پر جس عادل بادشاہ کی حکومت تھی اس کا نام اصحٰمہ نجاشی بتایا گیا ہے۔ مسلمان حبشہ پہنچے تو انھیں اطمینان سے رہنا نصیب ہوا۔

**قریش کا جوش انتقام** | قریش مسلمانوں کے شدید دشمن تھے اور مسلمانوں کی تعداد اتنی قلیل تھی کہ ان کا قریش کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ آئے دن کی بدنظمی اور کھینچا تانی سے تنگ آ کر جب مکہ ہی چھوڑ گئے تو قریش کو بھی خاموش ہو جانا چاہیے تھا مگر وہ مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور جوش انتقام میں اندھے ہو رہے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان حبشہ میں بھی سکھ چہن سے رہیں۔ کچھ یہ خیال بھی تھا کہ مبادا مسلمان وہاں رہ کر طاقت پکڑ لیں اور پھر کسی وقت قریش سے بدلہ لیں۔ چنانچہ باہم مشورے کے بعد انھوں نے اپنے دو نمائندے تحفے مخالف دیکر نجاشی کے پاس بھیجے۔ ان نمائندوں نے پہلے شاہی درباریوں کی ہمدردی حاصل کی پھر ان کے ذریعہ نجاشی کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور کہا کہ ہمارے ہاں ایک نیا دین نکلا ہے جو عیسائیت کے بھی خلاف ہے۔ یہ لوگ جو آپ کے ہاں پناہ لینے آئے ہیں اس دین کے پیرو ہیں۔ ہم نے انھیں

وہاں سے نکال دیا ہے اور اب یہ آپ کے ہاں چلے آئے ہیں۔ چونکہ یہ ہمارے مجرم ہیں اس لیے انہیں ہمارے حوالے کیا جائے۔  
نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا اور ان کے دین (اسلام) کے متعلق احوال دریافت کیا۔ حضرت جعفر نے جو ان  
پناہ گزنیوں میں تھے اس موقع پر اسلام کی مقدس تعلیم اور دین برحق کے متعلق جو حقیقت بیان فرمائی وہ اہل عرب کی اس  
انقلابی کیفیت کا مجمل اور بہترین خاکہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

اے بادشاہ! ہم پر ایک طویل تاریک زمانہ گزرا ہے۔ اس وقت ہماری جہالت کا یہ عالم تھا کہ  
ایک خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اور خود ساختہ پتھروں کی پوجا ہمارا شعار تھا،  
مردار خواری، زنا، لوٹ مار، ظلم صبح و شام کا مشغلہ، ہمسایوں کے حقوق سے ہم بیگانہ، رحم و  
انصاف سے نا آشنا اور حق و باطل کے امتیاز سے ناواقف تھے، غرض ہماری زندگی سراسر  
درندوں کی سی تھی کہ قوی ضعیف کو کچلنے اور توانا ناتوان کو ستم کر لینے کو اپنے لیے فخر اور طغرائے  
امتیاز سمجھتا تھا۔

رحمتِ خداوندی کا کرشمہ دیکھئے کہ اس نے ہم میں ایک بزرگ پیغمبر کو مبعوث فرمایا جس کے نسب سے  
ہم واقف، جس کی صداقت، امانت و عصمت پر دوست اور دشمن گواہ، جس کی قوم نے اُسے  
”محمد الامین“ کا لقب دیا۔ وہ آیا اور ہمیں خدا کی توحید کا سبق دیا، خدائے واحد کی جانب بلایا، اس  
نے بتایا کہ خدا کا کوئی شریک نہیں، وہ شرک سے پاک ہے، بت پرستی جہالت کا شیوہ ہے۔ اس لیے  
قابل ترک ہے اور صرف خدائے واحد ہی کی عبادت حق عبدیت ہے اس نے ہمیں حق گوئی اور  
صداقت کی تلقین کی اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ ہمسایوں اور کمزوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے  
کی تلقین کی۔ قتل و غارت کی بُری رسم کو مٹایا، زنا کاری کو حرام اور فحش قرار دیکر اس عمل سے ہمیں  
نجات دلائی۔ نکاح، محارم اور غیر محارم کا فرق بتایا، جھوٹ بولنے، مال یتیم کھانے کو حرام کیا۔  
نماز اور خیرات و صدقات کی تلقین کی اور ہر لحاظ سے ہمیں حیوانیت کے قعرِ مذلت سے نکال کر انسانیت  
کے کمال کو پہنچایا۔

بادشاہ! ہم نے اس مقدس تعلیم کو قبول کیا اور اس پر صدق دل سے ایمان لائے۔ یہ ہے

ہمارا وہ تصور جس کی بنا پر یہ مشرکین کا وفد تجھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ تو ہمیں ان کے حوالہ کر دے۔

حضرت جعفر نے اس جرأتِ حق کے ساتھ اسلام کی صحیح اور سادہ تعلیم کا خاکہ پیش کیا تو بادشاہ بھی اسلام کی حقانیت اور مسلمانوں

کی بے بسی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ پھر جب حضرت جعفر نے سورہ مریم کی کچھ آیات خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں تو نجاشی

نے مقصد یہ تھا کہ مجاہدین کو الزام تراشی کے ذریعہ سے دوبارہ مکہ لے جائیں اور پہلے کی طرح اپنا تختہ مشق بنا لیں۔

آبدیدہ ہو گیا اور وفد سے کہا کہ تم چلے جاؤ۔ میں مسلمانوں کو تمہارے سپرد نہیں کر سکتا۔ وفد نے اپنی کامیابی کے لیے ایک اور چال چلی۔ انہوں نے نجاشی سے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو نہیں مانتے۔ نجاشی نے مسلمانوں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو حضرت جعفر نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بندے، پیغمبر اور کلمۃ اللہ ہیں۔ نجاشی نے یہ جواب سن کر کہا خدا کی قسم حضرت عیسیٰ کے متعلق جو کچھ یہ کہتے ہیں اس میں ایک تنکے کے برابر بھی کمی نہیں۔ ۱

وفد کے مکہ واپس آنے پر قریش کو پتہ چلا کہ ان کی شرارت ناکام رہی تو ان کا غضب اور بھڑکا اور وہ مسلمانوں کو مر سے مٹانے پر تل گئے۔ جو مسلمان مکہ چھوڑ کر کہیں جانا چاہتے انہیں زبردستی روک لیتے تاکہ انہیں اپنے ظلم کا شکار بنا سکیں غرض کہ قریش کے ظلم دستم کا اکھاڑا بن گیا۔ آنحضرتؐ پر کبھی مٹی پھینکتے، کبھی ان کے راستے میں کانٹے بچھا دیتے، کبھی آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دیتے۔ لیکن جب آنحضرتؐ اور جان نثاران رسولؐ کو کسی طرح حق سے نہ روک سکے تو ایک دن تمام سرداران قریش صلاح و مشورہ کے لیے اکٹھے ہوئے کہ اب کوئی آخری مہتیار استعمال کیا جائے۔

**شعب ابوطالب** قریش نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ بنی ہاشم کو بالکل الگ کر دیا جائے تاکہ آنحضرتؐ کے لیے **میں محصوری** دوسرے قبیلوں تک پہنچنے کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ اس مقصد کے تحت ایک عمد نامہ مرتب کیا گیا جس کی دفعات یہ تھیں کہ جب تک محمدؐ کو قریش کے حوالے نہ کیا جائے، بنی ہاشم کے ساتھ کوئی لین دین نہ کیا جائے۔ نہ ان سے شادی بیاہ کے معاملے کیے جائیں اور نہ ہی کھانے پینے کی اشیاء ان تک پہنچنے دی جائیں۔ یہ معاہدہ ایک کاغذ پر لکھ کر خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا اور اس پر سختی سے عمل ہونے لگا۔

قریش کے اس طرز عمل سے مجبور ہو کر ابوطالب اپنے خاندان والوں کو لے کر ایک گھاٹی میں جا بیٹھے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور تھی۔ خاندان میں سے صرف ابولہب علیحدہ ہو کر قریش کے ساتھ جا ملا۔ اب کیفیت یہ تھی کہ بنی ہاشم اور ان کے ساتھیوں پر کھانے پینے کے دروازے بند کر دیے گئے تھے بھوک کی شدت سے بعض اوقات موت تک ذوبت پہنچ جاتی۔ چھوٹے بچے بھوک کے مارے بلبلا تے تو ان کے رونے کی آواز سنگدل قریش کو متاثر کیے بغیر نہ رہتی۔ مگر ابوجہل معاہدے کی عمل درآمد پر کڑی نگرانی رکھے ہوئے تھا اس لیے کسی کو شعب کے اندر غلہ پہنچانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ حکیم بن حزام بن خویلد حضرت خدیجہ کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ان کے دل میں ہمدردی پیدا ہوئی اور خفیہ طریقہ سے کچھ غلہ بھیجا جا ہا مگر ابوجہل نے روک دیا۔ محصورین درختوں کے پتوں پر گزارہ کرنے کو مجبور ہو گئے۔ مگر قدم در اندر ڈگ گائے۔ یہ تمام مصائب برداشت کئے، صبر و شکر کے ساتھ محصوری کے اڑھائی تین سال گزار دئے۔ بالآخر بعض نرم دل اور حساس لوگوں کے دل میں قریش کے اس ظلم کے خلاف تحریک پیدا ہوئی۔ وہ مظلوموں کے ساتھ ہمدردی کرنے لگ گئے۔ بعض لوگوں نے عمد نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ ہم اس ظلم کی ہرگز حمایت نہ کریں گے چنانچہ ایسے لوگوں نے محصورین کو شعب ابوطالب سے نکالا اور گھروں کو لوٹ جانے کی اجازت دے دی اس طرح قریش کے مقابلہ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

اس واقعہ میں آنحضرتؐ کی ثابت قدمی، استقلال اور عزم کی جو نادر مثال ملتی ہے، اس کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ ابتدا میں قریش نے آپؐ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اور آپؐ کے راستے میں روڑے اٹکائے مگر آپؐ نے راہِ حق میں یہ سب تکلیفیں صبر و شکر کے ساتھ برداشت کیں۔ قریش نے جب دیکھا کہ حضورؐ تکلیفوں سے گھبرانے والے نہیں تو طرح طرح کے ذیوی لالچ دیے۔ عتبہ بن ربیعہ کی وساطت سے تین باتیں آپؐ کے سامنے پیش کیں کہ آپؐ دولت چاہتے ہیں تو جتنا مال دزر چاہیے ہم اکٹھا کر کے آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ اگر عزت اور حکومت چاہتے ہیں تو ہم آپؐ کو اپنا سردار بن لیتے ہیں۔ اگر حسن و جمال کے دلدادہ ہیں تو خوبصورت سے خوبصورت عورت ہم آپؐ کی زوجیت میں دینے کو تیار ہیں۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ مجھے نہ زرو مال کی خواہش ہے اور نہ سرداری کی نہ ہی کسی اور دنیاوی شے کی خواہش رکھتا ہوں۔ مجھے اللہ نے بشر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ میں اس کا پیغام سنانے آیا ہوں۔ تم اسے قبول کرو تو دنیا اور آخرت دونوں میں تمھارے لیے بہتری ہوگی۔ ورنہ خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ کر دے گا۔

قریش نے جب دیکھا کہ لالچ اور تکلیف دونوں سے کام نہیں بنتا، تو پھر مقاطعے کا مذکورہ بالا آخری حربہ استعمال کیا۔ ظاہر ہے کہ اب قریش کی طرف سے اذیت اپنی آخری حد تک پہنچ چکی تھی جس کے سامنے مضبوط سے مضبوط انسان کا قدم بھی پھسل جاتا۔ مگر خدا کی محبت اور نوعِ انسانی کی خدمت کا جو جذبہ آنحضرتؐ کی فطرت میں ودیعت کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جو عزم و استقلال اور صبر و استقامت آپؐ کو بخشی تھی۔ اس کے سامنے قریش کا بڑے سے بڑا لالچ اور سخت سے سخت دکھ بھی آنحضرتؐ کو راہِ حق سے نہ ٹوڑ سکتا تھا۔ آپؐ محصوری کے کٹھن امتحان میں بھی پورے اترے اور ثابت کر دیا کہ ایسے ہی کٹھن امتحانوں کی گود میں وہ عظیم ہستیاں تیار ہوتی ہیں جن کے ہاتھوں اعلیٰ کلمۃ الحق اور ولت میں گھری ہوئی انسانیت کی سرطنڈی ظہور میں آتی ہے۔

**غم کا سال** | آنحضرتؐ کے چچا ابوطالب اگرچہ تا دمِ آخر آپؐ پر ایمان نہ لائے تھے تاہم انھیں آپؐ سے جس قدر محبت تھی اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ قریش کے مقابلہ میں انھوں نے ہمیشہ آنحضرتؐ کا ساتھ دیا ان کی جدائی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ شعب ابوطالب میں برابر تکلیفیں اٹھاتے رہے مگر بھتیجے کی شفقت سے دستبراز نہ ہوئے۔ جب بنی ہاشم شعب ابوطالب سے باہر آئے تو نبوت کا دسواں سال تھا۔ اسی سال آنحضرتؐ کے سب سے بڑے مربی اور قریش کے مقابلہ میں آنحضرتؐ کی حمایت کا سب سے بڑا سہارا یعنی ابوطالب وفات پا گئے۔ کچھ دنوں بعد وفات شکار اور نمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ غرض اس سال آپؐ کے دو ایسے نمگسار دنیا سے اٹھ گئے جن سے آپؐ کو بہت کچھ تقویت ملتی تھی۔ چنانچہ یہ سال "عام الحزن" یعنی غم کا سال کہلاتا ہے۔

اگرچہ ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات آنحضرتؐ کے لیے کوئی معمولی سانحہ نہ تھا۔ انھیں ان دو رفیقوں کی جدائی سے بے اندازہ غم پہنچا تھا۔ تاہم آپؐ نے اس صدمے کو تبلیغ اسلام کی کوشش پر اثر انداز نہ ہونے دیا۔ اگرچہ اب مشکلات



پہلے سے بڑھ چکی تھیں مگر آنحضرت ﷺ پہلے سے زیادہ سرگرمی اور تندہی کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرنے لگے۔ اب مشکلات اور سختی کا نیا دور شروع ہو چکا تھا۔

**اسراء یا معراج** | سورہ بنی اسرائیل اور سورہ النجم میں آنحضرت ﷺ کی معراج کا ذکر آیا ہے۔ یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی سیر کرائی۔ مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔ سورہ النجم میں ملائکہ اعلیٰ کی سیرو عروج کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سدرۃ المنتہا کی سیر کرائی جہاں کسی مخلوق کا گزرنہ ہوا تھا۔

**طائف کا سفر** | جناب ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات آنحضرت ﷺ کے پائے استقلال میں لغزش کا موجب تو نہ بن سکی۔ مگر قریش نے یہ سمجھا کہ اب آنحضرت ﷺ بے سہارا ہو چکے ہیں لہذا اب انھیں آسانی سے دبایا جائے گا۔ ان دونوں ہستیوں کی رحلت سے قریش کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ اپنی سنگدلی اور دشمنی کے بڑھ چڑھ کر مظاہرے کرنے لگے۔ ادھر رسول اکرم ﷺ اب اپنے خاندان اور قبیلے کی حدود سے نکل کر آس پاس کے قبیلوں میں جا کر پیغامِ حق سنانے لگے۔

حج کے موقع پر باہر سے جو لوگ مکہ آتے، آنحضرت ﷺ ان میں تبلیغ فرماتے اور انھیں نیکی کا سبق دیتے۔ بازاروں اور میلوں میں جہاں لوگ زیادہ تعداد میں جمع ہو جاتے۔ آنحضرت ﷺ بھی وہاں تشریف لے جاتے اور خلقِ خدا کی دینی رہنمائی فرماتے۔ مگر شر پسند لوگ آپ کے راستے میں رکاوٹیں ڈالتے۔ طرح طرح سے لوگوں کو گمراہ کرتے، کہتے کہ یہ شخص سچا ہوتا تو پہلے اس کی قوم اس پر ایمان لاتی۔ مگر خود اپنی قوم اس کی دعوت پر توجہ نہیں دیتی۔ لوگ ان شر پسندوں کی بانوں سے متاثر ہو کر آنحضرت ﷺ کے ارشادات پر کان دھرنے سے عاری ہو جاتے۔

بعثت کا دسواں سال ختم ہو رہا تھا آنحضرت ﷺ نے سوچا کہ اگر مکہ والے نیکی کے راستہ پر نہیں لگتے تو کیوں نہ طائف والوں کو دعوتِ حق دی جائے، ہو سکتا ہے ان کی قسمت میں دینِ حق قبول کرنا لکھا ہو۔ چنانچہ آپ اپنے غلام زیدؓ کے ہمراہ طائف تشریف لے گئے۔ عبدیلیل، حبیب اور مسعود طائف کے تین بڑے رئیس تھے۔ آپ باری باری ان تینوں کے پاس گئے مگر کسی نے آپ کے ارشادات پر کان نہ دھرا۔ بلکہ گستاخی سے پیش آئے

**راہِ حق میں جان کی بازی** | جب آنحضرت ﷺ طائف میں دس دن گزارنے کے بعد لوٹے تو ان رئیسوں کی انگیخت پر ادباً باش لڑکوں اور غنڈوں نے آپ پر پتھر برسائے شروع کیے۔ لوگ پتھر مارتے اور آپ پر آوازے کتے۔ آپ شر پسندوں کی دورویہ قطاروں کے درمیان چلے جا رہے تھے۔ پتھروں کی بارش جاری تھی۔ بدن مبارک زخمی ہو گیا۔ ٹانگوں سے خون جاری ہو گیا۔ شدتِ درد سے چلا نہ جانا تھا جب آپ بیٹھنے لگتے تو زبردستی اٹھا دیتے۔ آپ چلنے لگتے تو پھر پتھروں کا مینہ برسے لگتا۔ اتنا خون بہا کہ اس سے جوتے بھر گئے مگر لوگوں نے پیچھا نہ چھوڑا، ناچار ایک باغ کے احاطہ میں پناہ لی۔ باغ کے مالک نے آپ کی افسوسناک حالت دیکھی تو اسے رحم آ گیا۔ اپنے غلام کے ہاتھ انگوڑی بھینچے کہ یہ اس اجنبی کو دے آؤ۔ آپ بسم اللہ پڑھ کر انگوڑی کھانے لگے، غلام بسم اللہ کا کلمہ سن کر متعجب ہوا۔ بولا کہ یہاں کے لوگ ایسے الفاظ

سے بالکل نادائق ہیں۔ آپ نے پوچھا، تم کہاں کے باشندے ہو؟ وہ بولا میں منیوا کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم خدا کے نیک بندے یونس کے شہر کے ہو، وہ میرا بھائی تھا۔ وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔ غلام نے یہ سن کر آپ کے سر ہاتھوں اور پاؤں پر بوسہ دیا۔

حضور کی دعا  
 طائف میں آپ پر جو کیفیت گزری۔ لوگوں نے آپ کی تکلیف و اذیت کے سلسلے میں جو کچھ کیا۔  
 (واقعہ طائف کا رد عمل) ان کی سنگاری سے جس طرح آپ زخمی اور لولہاں ہوئے وہ ایک عام آدمی کی ہمت توڑنے

کے لیے بہت کافی تھا۔ مگر خدا اور خلق خدا کی محبت کے جو تقاضے ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے ایسی تکلیفیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ پاک نفس انسان اور خدا کے برگزیدہ بندے ایسے امتحانوں میں سے بے خوف گزر جاتے ہیں۔ آنحضرتؐ کو طائف والوں کی یہ سنگ دلی اور ان کا یہ جاہلانہ رویہ مطلق بے ہمت نہ کر سکا۔ آپ نے ان کی طعن و تشنیع اور سنگ باری نہایت صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کی۔ ماتھے پر ذرا شکن نہ آیا۔ باغ میں پناہ لینے کے بعد آپ نے وضو کیا، نماز پڑھی پھر اس افسوسناک واقع کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی۔ اس کا ایک ایک لفظ آنحضرتؐ کی پیغمبرانہ صفات پر دلالت کرتا ہے۔ آپ بارگاہ الہی میں یوں دست بہ دعا ہوتے ہیں (ترجمہ) :

اے میرے پروردگار! میں اپنی کمزوری، طاقت کی کمی، بے سرو سامانی اور لوگوں کی نظروں میں ہیچ ہونے کی بابت صرف تجھی سے فریاد کرتا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تو ہی کروڑوں اور عاجزوں کا رب ہے۔ تو ہی میرا مالک ہے تو مجھے کس کے سپرد کرے گا۔ کسی اجنبی دشمن کے جو مجھ سے ترش روئی سے پیش آتا ہے یا قریبی دوست کی طرف جس کے قبضہ میں تو نے میرا معاملہ دیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناخوش نہیں تو مجھے ان تمام تکلیفوں کی کچھ پروا نہیں۔ تیری عافیت اور حفاظت میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور کی پناہ میں آتا ہوں جس کے سامنے ساری تاریکیاں پاش پاش ہو کر روشن ہو جاتی ہیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام سنور جاتے ہیں۔ مجھے تیری رضا مندی درکار ہے۔ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

سیرت کی ایک ممتاز جھلک | یہ تھا شانِ رحمت اور خلق خدا پر شفقت کا وہ نمونہ جو آنحضرتؐ کے اسوہ حسنہ میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اہل طائف کی اتنی زیادتی اور سختی کے باوجود جو کلمات آنحضرتؐ کی زبان سے نکلے، وہ آپ کی سیرت کے ایک ممتاز پہلو کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں صبر و ہمت اور استقامت کا ایسا واقعہ کہیں نہ ملے گا۔ تبلیغ ہدایت کا یہی وہ بلند مقام ہے جہاں کسی کا قدم نہیں پہنچ سکا۔ طائف کا واقعہ اسی لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس میں آنحضرتؐ کی سیرت کی ایک ممتاز جھلک نظر آتی ہے۔

لے حضرت یونس اہل منیوا کی ہدایت کے لیے مہوٹ فرمائے گئے تھے۔

مکہ کو واپسی | طائف سے آپ مکہ کو واپس لوٹے۔ مکے میں آپ کی زندگی کا یہ آخری دور تھا۔ جس میں پریشانیوں حد سے بڑھ چکی تھیں۔ قریش کے ظلم و ستم کی انتہا ہو چکی تھی۔ آنحضرت م کے خلاف عام عداوت کا طوفان اٹھ آیا تھا۔ آپ خود ہر مصیبت خندہ پیشانی سے برداشت کرتے مگر ساتھیوں کی مصیبتیں اور تکلیفیں نہ دیکھی جاتی تھیں۔ تاہم ہر وقت خدا کی رحمت پر نظر تھی اور دین کی تبلیغ جاری تھی۔ مگر اس میں قریش اتنا مغل ہونے لگے کہ آپ کے لیے کسی مجمع کو مخاطب کرنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ آپ رات کو پوشیدہ طور پر لوگوں کے پاس جاتے اور انہیں نیکی کی تلقین فرماتے۔

بیعت عقبہ اولیٰ | نبوت کا گیارہواں سال (۶۲۰ء) اور حج کا موسم تھا۔ لوگ منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ اس جگہ وعظ و نصیحت کے لیے تشریف لے گئے۔ یہاں ایک مقام ہے جسے عقبہ (گھاٹی) کہتے ہیں۔ اس مقام پر شرب کے چھ افراد جو خزرج قبیلے سے تعلق رکھتے تھے ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہ لوگ عام عرب کی طرح بت پرست تھے مگر انہوں نے اپنے پڑوسی یہودیوں سے سن رکھا تھا کہ خدا کا ایک برگزیدہ نبی عنقریب ظاہر ہونے والا ہے جب آنحضرت م نے انہیں نیکی اور پاکیزگی کی تعلیم دی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور بت پرستی کی تکذیب میں دلائل پیش کیے تو ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہونے لگا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کے متعلق انہوں نے سن رکھا ہے کہ اس کا ظہور ہونے والا ہے چنانچہ وہ آنحضرت م پر ایمان لے آئے۔ پھر وطن پہنچ کر دوسرے لوگوں میں دین حق کی تبلیغ شروع کر دی اور شرب میں گھر گھر دین اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

اگلے سال رنبوت کے بارہویں برس (۶۲۱ء) حج کے موقع پر شرب سے بارہ آدمی آنحضرت م کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے عقبہ کے مقام پر ان نو مسلموں سے بیعت لی جو بیعت عقبہ اولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ بیعت میں یہ باتیں شامل تھیں کہ ہم صرف خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ چوری اور بدکاری سے اجتناب کریں گے، اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے، جھوٹی تہمت اور الزام تراشی سے بچیں گے اور ہرنیک اور اچھی بات میں رسول اکرم م کے فرماں بردار رہیں گے۔

اس اقرار کے بعد یہ لوگ وطن واپس ہوئے تو آنحضرت م سے درخواست کی کہ کسی ایسے شخص کو ان کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں میں دین کی باتیں سکھائے اور اخلاقیات کی تعلیم دے۔ آنحضرت م نے معصب بن عمیرؓ کو ساتھ کر دیا۔

لہ عرب میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا۔ یہ اسی طرف اشارہ ہے۔

لہ حضرت معصبؓ قریش کے نہایت دولت مند گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ حین اور خوبرو نوجوان تھے، اسلام سے قبل کو فرمایا عالم تھا کہ نہایت قیمتی پوشاک زیب تن کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے۔ آگے پیچھے غلام چلا کرتے تھے۔ مگر اسلام لاتے ہی سب ایسا طریقہ ترک کر دیے اور فقیری کے عالم میں بسر کرنے لگے۔ اس روایت نے گھروالوں کو آپ کا دشمن بنا دیا۔ مگر آپ نے پر فائدہ اور خدا اور رسول کی محبت میں فقیری کا وہ نمونہ پیش کیا جو رہتی دنیا تک یادگار رہیگا۔ جب آپ شرب میں ایک برس گزارنے کے بعد مکہ واپس لوٹے تو بدن پر صرف ایک کپڑا تھا جسے بول کے کانٹوں سے اٹکایا گیا تھا۔

**بیعت عقبہ ثانیہ** | ثرب میں حضرت مصعب بن عمیر اور دوسرے مسلمانوں کی کوششوں سے بہت سے لوگ اسلام لے آئے اور اس کا  
 خزانہ قبیلوں کے بہت سے ممتاز افراد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہاں تک کہ اگلے سال رنبوت کے تیرھویں برس ۶۲۲ء پھر حج کا  
 موسم آیا تو وہاں سے بہتر آدمی کہہ میں آئے۔ انھیں یہ علم ہو چکا تھا کہ آنحضرتؐ پر مکہ میں قریش بہت زیادہ ظلم و ستم کر رہے ہیں  
 سچا نچہ وہ مکہ میں عقبہ کے مقام پر رات کے وقت آنحضرتؐ سے ملے۔ ارادہ یہ کر کے آئے تھے کہ آنحضرتؐ کو اپنے ساتھ ثرب میں  
 لے آئیں گے تاکہ وہ قریش کے مظالم سے محفوظ رہ سکیں چنانچہ ملاقات ہونے پر انھوں نے آنحضرتؐ سے اصرار کیا کہ ان کے  
 ساتھ ثرب چلیں **مکتب** نے پوچھا کیا دین حق کی اشاعت میں پوری پوری مدد کرو گے اور اگر میں تمہارے ہاں جا کر رہنے لگوں  
 تو کیا میری اور میرے ساتھیوں (دوسرے مسلمانوں) کی حمایت اپنے اہل و عیال ہی کی طرح کرو گے؟

اس وقت حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے وہاں موجود تھے۔ انھوں نے اہل ثرب سے  
 کہا کہ جو کچھ رسول خداؐ فرماتے ہیں وہ اچھی طرح سن اور سمجھ کر جواب دینا۔ کیونکہ انھیں ثرب لے جانا ذمہ داری کا کام ہے اگر تم  
 عہد کرو کہ ان کا ساتھ کسی حالت میں بھی نہ چھوڑو گے تو یہ ساتھ جانے کو آمادہ ہیں۔ اہل ثرب نے کہا کہ ہم تلواروں کے سایے میں لے  
 ہیں۔ ہم سے جو عہد آپؐ لیں گے ہم انچ بھر اس سے ادھر ادھر نہ ہوں گے اور ہر حالت میں حضورؐ کا دامن تھامے رکھیں گے۔  
 یہ جواب سن کر آنحضرتؐ نے ان سے بیعت لی جو بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ آپؐ نے ان کی رائے کے مطابق بارہ آدمی چنے  
 اور انہیں ان پر سردار مقرر کیا۔

اس بیعت کے بعد ثرب کے دروازے مسلمانوں پر کھل گئے۔ یہی نبی جگہ اسلام کی بنیاد رکھنے کا مرکز بنی اور یہاں اسلام  
 اپنی عملی شکل میں جلوہ گر ہونے لگا۔

**ہجرت مدینہ** | مکہ اس برکت سے ابھی تک محجوم تھا مگر مدینہ کے لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ اور خزانہ قبیلوں میں اسلام  
 نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ گھر گھر اسلام کا چرچا ہو گیا۔ پھر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ اہل ثرب نے رسول اللہؐ کو مدینہ تشریف لے  
 آنے کی دعوت دی۔ اگرچہ عزیزوں اور وطن سے پیاری کوئی حیر نہیں ہوتی اور عام حالات میں انھیں چھوڑ دینا ممکن نہیں تاہم  
 خدا کے وہ پاک بندے جو اپنی جان اور اپنا مال راہ حق میں لٹا دینے سے دریغ نہیں کرتے ان کے لیے عزیز واقربا اور وطن کو  
 چھوڑ دینا بھی کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ یہی وہ قربانیاں ہیں جو خدا کی رضا، خدا کی فرماں برداری اور اس کی خوشنودی کا ذریعہ ہیں  
 آنحضرتؐ کی زندگی میں ہمیں ایسی ہی بے مثال قربانیوں کا جو طویل سلسلہ نظر آتا ہے دنیا کی تاریخ میں کسی اور شخصیت کی  
 زندگی میں نہیں ملتا۔ آپؐ کے علاوہ آپؐ کے صحابہؓ نے خدا کی خوشنودی اور دین کی سر بلندی کے لیے جو جو مصیبتیں اٹھائیں، جس  
 طرح ہم وطنوں، عزیزوں اور اغیار کے ظلم سے، ذلت برداشت کی، جانی و مالی نقصان اٹھایا۔ تاریخ ایسی مثالیں پیش کرنے  
 سے قاصر ہے۔

عقبہ کی دوسری بیعت کے بعد آنحضرتؐ نے مناسب سمجھا کہ پہلے صحابہ کو ثرب جانے کی اجازت دے دی جائے۔

جب وہ سب اس محفوظ مقام پر پہنچ جائیں تو آخر میں آپ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کو شرب جانے کی اجازت دے دی اور اکا دکا لوگ مکہ چھوڑ کر شرب جانے لگے۔ اہل شرب نے اپنے پیمان کے مطابق انہیں اپنے عزیزوں کی طرح رکھا اور ہر طرح سے ان کی امداد کی۔

قریش کو جب پتہ چلا کہ اہل شرب مسلمانوں کو پناہ دے رہے ہیں تو جوش میں آگئے جس طرح ہجرت حبشہ کے موقعہ پر انہوں نے مداخلت کی تھی اور حبشہ تک مسلمانوں کا پیچھا کیا تھا۔ اسی طرح اب بھی مسلمانوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا کرنے لگے۔ شرب جانے والوں کو تنگ کرتے اور انہیں جانے سے روکتے۔

حضرت ضعیب رومیؓ شرب جانے لگے تو ان کا سارا مال و زر قریش نے روک لیا۔ آپ نے کچھ پروا نہ کی اور سب کچھ پیس چھوڑ دامن جھاڑ کر شرب چلے گئے۔ اس ضمن میں ابوسلمہؓ اور ان کی بیوی ام سلمہؓ کا واقعہ بڑا رنجیدہ ہے۔ ابوسلمہؓ اپنی بیوی ام سلمہؓ اور شیر خوار بچے کو لے کر نکلے۔ قبیلے والوں نے مزاحمت کی اور ابوسلمہؓ سے کہا اگر جانا ہی ہے تو اپنی بیوی اور بچے کو نہیں لے جاسکتے۔ حضرت ابوسلمہؓ کو بیوی اور بچے کی جدائی گوارا نہ ہو سکتی تھی مگر اس محبت پر خدا اور رسولؐ کی محبت غالب رہی اور ناچار انہیں چھوڑ کر چل دیے۔

ابوسلمہؓ چلے گئے مگر ام سلمہؓ سے شوہر کی جدائی برداشت نہ ہو سکی۔ وہ بھی شرب جانے کے لیے بے تاب تھیں چنانچہ روزانہ اس جگہ جاتیں جہاں شوہر سے جدا ہوئی تھیں اور پیروں وہاں بیٹھ کر روتی رہتیں۔ سال بھر یہی کیفیت رہی۔ پھر بعض لوگوں کو ترس آیا تو انہیں شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔

غرض یہ مصیبتیں تھیں جو ہجرت کے راستے میں حائل تھیں مگر مسلمانوں نے اللہ اور رسولؐ کی محبت میں ان تمام مصائب کا مقابلہ کیا اور وطن و گھر بار چھوڑ کر شرب چلے گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مکہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا اور آنحضرتؐ کے علاوہ بڑے بڑے صحابہؓ میں سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ باقی رہ گئے۔

قتل کے ناپاک منصوبے | قریش نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے آنحضرتؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ رائے یہ بٹھری کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی چنا جائے، وہ سب تلواروں سے مسلح ہو کر رسولؐ پاکؐ کے مکان کو گھیر لیں۔ آپ صبح نماز کے لیے باہر نکلیں تو تمام مسلح افراد یک بارگی حملہ کر کے آپ کو ہمیشہ کی منید سلا دیں۔ اس طرح یہ پتہ نہ لگ سکے گا کہ کس کی تلوار سے آنحضرتؐ قتل ہوئے۔ ہاشمی خاندان اگر بدلہ لے گا بھی تو اسے سب قبیلوں سے بردا زما ہونا پڑے گا۔ اور یہ بڑا مشکل کام ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ خون بہا پر معاملہ مل جائے گا۔

یہ تجویز دراصل ابو جہل کی تھی جو آنحضرتؐ کا سب سے بڑا دشمن تھا اور بظاہر اس کی کامیابی کے امکانات تھے مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے نبیؐ کی حفاظت مقصود تھی چنانچہ ایسے اسباب مہیا ہو گئے جن کے طفیل آنحضرتؐ دشمنوں کے ذیل حملے سے محفوظ رہے اور قریش کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔

حضرت علیؓ کی فداکاری | جس رات آنحضرتؐ میثرب روانہ ہونے والے تھے، قریش کے مسلح افراد نے منصوبہ کے مطابق آپؐ کے مکان کو گھیرے میں لے لیا۔ ان کا خیال تھا کہ آنحضرتؐ علی الصبح نماز کے لیے باہر آئیں گے تو ان پر حملہ کیا جائے۔ مگر آنحضرتؐ رات کے پہلے حصہ میں ہی گھر سے نکل پڑے اور اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سلا گئے اور انہیں اپنی چادر اڑھا دی تاکہ قریش کو اطمینان رہے کہ رسول اللہؐ پڑے سو رہے ہیں۔

حضرت علیؓ کو اپنی جگہ سلانے اور مکہ میں پیچھے چھوڑ جانے کا ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ اگرچہ قریش آپؐ کے جانی دشمن تھے پھر بھی انہیں آپؐ کی امانت اور دیانت پر اتنا اعتماد تھا کہ اپنی امانتیں انہیں کے پاس رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ کفار کی بہت سی امانتیں آپؐ کے پاس پڑی تھیں۔ انہیں لوٹانے کے لیے بھی کسی کا یہاں موجود رہنا ضروری تھا۔

(سچائی، امانت اور دیانت داری کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ ایک طرف کفار کا یہ رویہ کہ وہ آپؐ کے خون کے پیاسے ہیں اور آپؐ کو قتل کرنے کے لیے مسلح افراد مامور کر رکھے ہیں۔ دوسری طرف آنحضرتؐ کا کردار یہ ہے کہ آپؐ کو جان کے خطرے کی پروا نہیں بلکہ ایسے نازک مرحلے پر بھی کفار کی امانتوں کا خیال دامنگیر تھا اور جانے سے پہلے ان کے لوٹانے کا انتظام فرما گئے یہی پاک سیرت تھی جو بنی نوع انسان کے لیے نیک اور عمدہ ترین نمونہ تھی۔ یقیناً ایسے کردار کی شخصیت کے سامنے دست اور دشمن سب کی گردنیں ادب سے جھک جانی چاہئیں۔)

آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا دیا، حضرت علیؓ قوت ایمان کے اس بڑے امتحان میں کامیاب اترے اطمینان سے سوئے رہے۔ خطرے کا خفیہ سا خیال بھی ذہن میں نہ لائے صبح ہوئی اور رسول اللہؐ کا کوئی پتہ نہ چلا تو بستر کی طرف آئے، وہاں حضرت علیؓ کو پڑا پایا تو آنحضرتؐ کے متعلق پوچھا آپؐ نے بڑے اطمینان سے فرمایا کیا مجھے سو نپ کر گئے تھے جو پوچھ رہے ہو؟

کفار نے یہ سنا تو اپنا سامنہ لیکر رہ گئے۔ آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق حضرت علیؓ نے سب امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا دیں اور تین دن کے بعد خود بھی مدینہ روانہ ہو گئے۔

غار ثور میں قیام | گھر سے نکلنے کے بعد آنحضرتؐ حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچے، جو مکہ کے جنوب میں ہے اس حصے کو مسقلہ یعنی نشیبی حصہ کہتے تھے۔ آپؐ کو اس بات کا اندازہ تھا کہ کفار آپؐ کی تلاش میں مدینہ کی سمت نکلیں گے۔ چنانچہ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر راتوں رات مدینہ کی مخالف سمت کو چل دیے تاکہ وہاں سے چکر کاٹ کر مدینہ پہنچیں۔ مکہ سے چھ میل بہ سمت جنوب ایک پہاڑ کے غار میں پہنچ گئے جس کا نام کوہ ثور ہے۔ آپؐ اس غار میں چھپ رہے۔ خیال یہ تھا کہ جب تک قریش تعاقب میں سرگرم ہیں یہیں قیام کیا جائے۔

حضرت ابوبکرؓ کی جاں نثاری | حضرت ابوبکرؓ نے اندر جا کر غار کو صاف کیا۔ سوراخ بند کئے۔ بعد ازاں آنحضرتؐ اندر گئے۔ نٹھکے ہوئے تھے نیند آگئی اس لیے حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ بعض کتابوں میں حضرت ابوبکرؓ کی جاں

نٹھ تو دراصل ایک خاصا اونچا پہاڑ ہے جس پر ایک جگہ اس طریق پر پتھر پڑے ہیں کہ بیچ میں ایک غار سا بن گیا ہے جو غار کا وہاں تک ہے اور آدمی لیٹ کر اندر داخل ہو سکتا ہے اندر سے کافی کٹ

کا ایک واقعہ درج ہے۔ کہ ایک سوراخ بند ہونے سے رہ گیا تھا۔ اس میں سے سانپ نے سبز کلا حضرت ابو بکرؓ نے اس خیال سے کہ آنحضرتؐ کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ اٹھنے کی بجائے اسی طرح بیٹھے بیٹھے ٹانگ پھیلائی اور اڑی سوراخ پر رکھ دی۔ ہانتے تھے کہ سانپ اڑی پر کاٹ لیگا۔ مگر محبت رسولؐ کا اندازہ کیجئے کہ اپنی جان کی بازی لگا دی مگر آنحضرتؐ کی نیند میں خلل گوارا نہ کیا۔ چنانچہ سانپ نے اڑی پر ڈس لیا۔ مگر آپؐ نے اُف تک نہ کی۔ شدت دردِ کرب سے آنسو نکل پڑے۔ ایک آنسو حضرت اکرمؐ کے مبارک چہرے پر گرا تو آپؐ بیدار ہو گئے۔ پوچھا ”ابو بکر! کیا ہوا؟“ عرض کیا ”حضرت سانپ نے کاٹ لیا۔“ آنحضرتؐ نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ خدا کے فضل و کرم سے درد بھی جاتا رہا اور زہر بھی اتر گیا۔

**سفر کے انتظامات** | مکہ سے روانہ ہوتے وقت حضرت ابو بکرؓ نے سفر کے لیے دو ساندیاں تیار کر لی تھیں۔ کچھ ستو ساتھ لے لیے تھے اور اپنے ایک ملازم کو ہدایت کر دی تھی کہ روزانہ بکریاں چراتا ہوا ثور پر آ جا یا کرے اور تازہ دودھ دے جا یا کرے۔ چنانچہ وہ روزانہ تازہ دودھ دے جاتا۔ ایک متممہ شخص کے ذریعے قریش کی سرگرمیوں کی خبریں بھی پہنچ جاتی تھیں۔

تین دن اور تین راتیں غار کے اندر اسی طرح بسر کرنی پڑیں۔ چنانچہ وہ مدینہ کے عام راستوں کے آس پاس دیکھ بھال میں ناکام رہنے کے بعد قریش نے جنوبی سمت کے بھی تمام ضروری مقامات کی چھان بین شروع کی۔ ایک روز غار کے پاس بھی پہنچ گئے اور اتنے قریب آ گئے کہ ان کی آوازیں غار کے اندر سنی جانے لگیں۔ حضرت ابو بکرؓ کو اپنے متعلق کوئی خیال نہ تھا لیکن آنحضرتؐ کی وجہ سے بہت پریشان و غمگین تھے۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو پریشان دیکھ کر فرمایا ”لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا يَا أَبُوبَكْرٍ! خَوْفٌ نَكْرُو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

قریش کے آدمی غار کے باہر ہی سے لوٹ گئے۔ آخر غار سے نکل کر سفر شروع کیا۔ تیز رفتار اونٹنیاں تیار رکھ لی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان میں سے ایک آنحضرتؐ کو نذر کی، مگر آپؐ نے نذر قبول کرنے کی بجائے ان سے خرید فرمائی اور سوار ہوئے۔ ایک متممہ شخص راستہ دکھانے کے لیے ساتھ لیا اور چل دیے۔ راستہ وہ اختیار کیا جہاں سے بہت کم لوگوں کا گزر ہوتا تھا ایک دن اور رات مسلسل سفر جاری رہا۔ دوسرے دن دھوپ تیز تھی اس لیے آرام کرنے کے لیے سواری سے اترے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک چٹان کے سایے میں اپنی چادر بچھا دی۔ آنحضرتؐ اس پر سٹیج گئے۔ بکری کا دودھ پیا اور کچھ دیر تک آرام فرمایا۔ دوپہر ڈھلنے پر پھر روانہ ہوئے۔

**العام کا اعلان** | ادھر آنحضرتؐ مکہ سے نکلے، ادھر قریش نے آپؐ کی تلاش میں علاقے کا چتہ چتہ چھان مارا جب کوئی سراغ نہ ملا تو اعلان کیا کہ جو شخص آنحضرتؐ یا حضرت ابو بکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا اسے سوانٹ العام میں دیے جائیں گے۔ عام آدمیوں کے لیے یہ بہت بڑا انعام تھا۔ چنانچہ کئی لوگ العام کے لالچ میں آپؐ کی تلاش میں لگ گئے۔ انہیں میں ایک شخص سراقہ بن جشم بھی تھا۔ جب آنحضرتؐ اور ابو بکرؓ شرب کو چلے جا رہے تھے تو سراقہ جو آپؐ کی تلاش میں ہر گز داں تھا ادھر آ نکلا اور سپان لیا اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر آپؐ کا پیچھا کیا۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ سراقہ نے عربوں کے دستور کے مطابق

اس موقع پر ترکیش سے تیر نکال کر فال نکالی تو خلاف نکلی۔ مگر وہ لالچ میں دیوانہ ہو رہا تھا لہذا گھوڑے کے سنبھلتے ہی پھر سوار ہو کر تعاقب کیا۔ اس مرتبہ گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اگرچہ حرص چین نہ لینے دیتی تھی مگر دوسری مرتبہ کی اس کیفیت نے اس کی ہمت پست کر دی۔ وہ آپ کو گرفتار کرنے کی بجائے خدمت میں حاضر ہوا، قریش کے اعلان اور اپنے تعاقب کی کیفیت بیان کی۔ پھر امن کا پروانہ لے کر مکہ لوٹ گیا۔

**اہل مدینہ کا انتظار** | مدینہ والوں کو آنحضرتؐ کی روانگی کی خبر اسی وقت مل گئی تھی جب آپؐ مکہ سے چلے تھے۔ چنانچہ اہل مدینہ مسرت سے آپؐ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیانی فاصلہ کو طے کرنے میں زیادہ دن نہ لگتے تھے۔ مگر جب اہل مدینہ کو انتظار کرتے کرتے کئی دن گزر گئے تو وہ بہت پریشان ہوئے کہ نہ جانے آنحضرتؐ ابھی تک کیوں نہیں پہنچے۔ انھیں یہ علم نہ تھا کہ آپؐ تین دن اور تین رات غارِ ثور میں ٹھہرے رہیں گے اور پھر حکم کاٹ کر مدینہ پہنچیں گے۔ بہر حال مشتاقانِ زیارت مدینہ سے باہر نکل کر راستوں پر دروازے تک پھیل جاتے اور آپؐ کی راہ دیکھتے۔

**مدینہ کی آبادی کی کیفیت** | مدینہ کے شمال اور جنوب میں پہاڑ واقع ہیں۔ بیچ میں وسیع میدان ہے جس میں مختلف قبیلے بکھیرے پڑے ہیں۔ سب سے بڑی آبادی کا نام یثرب تھا اور اسی نام سے میدان کی تمام آبادیاں مشہور تھیں۔ آنحضرتؐ وہاں پہنچے تو آپؐ کے قیام کے لیے جو جگہ تجویز ہوئی وہ آبادیوں کے قریباً بیچ میں تھی۔ پھر اسی آبادی کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ لوگوں میں اس کا نام ”مدینۃ النبی“ یا ”مدینۃ الرسول“ مشہور ہوا۔ یعنی نبی یا رسول کا شہر۔ یہی نام عوام کی زبان پر مدینہ رہ گیا۔

**مدینہ میں داخلہ** | آنحضرتؐ سفر کرتے کرتے اس جگہ پہنچے جو قبا کے نام سے موسوم ہے اور مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک بیرونی آبادی ہے۔ یہاں انصار کے جو خاندان آباد تھے ان میں عمرو بن عوف کا خاندان بھی تھا آنحضرتؐ انھیں کے ہاں حماں ٹھہرے یہ ۱۸ ربیع الاول ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء) دو شنبے کا دن تھا اور بھی کئی مہاجر یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ مدینہ سے کئی لوگ آپؐ کی زیارت کے لیے یہاں چلے آئے۔ مکہ میں امانتیں لٹانے کا جو کام آپؐ حضرت علیؑ کے سپرد کر آئے تھے اسے انجام دینے کے بعد وہ بھی قبا میں آپؐ سے آئے۔ یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد ۲۲ ربیع الاول (۲۴ ستمبر) کو آنحضرتؐ مدینہ پہنچے اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام فرمایا۔ حضرت ابو ایوبؓ نے مکان کے اوپر کی منزل آپؐ کے لیے خالی کرادی۔ مگر آپؐ نے یہ کہہ کر پختی منزل میں ٹھہرنا پسند فرمایا کہ لوگ ملنے کے لیے آتے ہیں انھیں اوپر کی منزل میں آنے سے دقت ہوگی۔

**مسجد کی تعمیر** | مدینہ میں آپؐ نے سب سے پہلے مسجد تعمیر کرائی۔ تعمیر میں خود بھی مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کیا۔ مسجد کے ساتھ مشرقی سمت میں ازدواج کے لیے کچی اینٹوں کے حجرے تعمیر کیے گئے۔ آپؐ سات ماہ تک حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں رہے۔ پھر جب حجرے تعمیر ہو گئے تو ان میں اٹھ گئے۔

۱۔ سراقہ بن جشم وہی شخص ہے جسے آنحضرتؐ نے بشارت دی تھی کہ تیرے ہاتھوں میں شہنشاہ ایران کے کنگن پھنائے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد میں جب ایران فتح ہوا تو سراقہ کو بادشاہ کے کنگن پھنائے گئے۔



**مواخات** | مدینہ کے انصار نے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا جو عہد کیا تھا اسے حرف بہ حرف پورا کر کے دکھایا۔ اپنے مال و دولت میں سے جتنا کچھ ہو سکا مہاجرین کی نذر کیا۔ آنحضرتؐ نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کے درمیان برادری کا رشتہ قائم کر دیا۔ اسے مواخات یا بھائی چارہ کہتے ہیں۔ بعض انصار نے اپنی پوری ملکیت کے دو برابر حصے کر کے اپنے مہاجر بھائی کو دیا جس سے وہ اپنا کاروبار کر کے خود روٹی کمانے کے قابل ہو گئے۔ اس بھائی چارے کی حد یہ تھی کہ انصار بھائی کی ذمات پر اس کے مہاجر بھائی کو اس کی جائیداد ترکہ میں ملتی۔

مسجد میں باقاعدہ نماز ادا ہونے لگی جب یہ سوال پیدا ہوا کہ نمازیوں کو وقت پر بلانے کی کیا صورت ہو تو حضرت عمرؓ کی تجویز پر اذان کا طریقہ مقرر ہوا۔ آنحضرتؐ نے اس طریقے کو پسند فرمایا اور حضرت بلالؓ نے سب سے پہلے اذان کہی۔

**معاهدے اور انتظامات** | مدینہ میں یہودیوں کو بھی خاص حیثیت حاصل تھی۔ آنحضرتؐ چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ صلح و امن سے رہا جائے اور مسلمان اور غیر مسلم مل جل کر اتفاق سے رہیں۔ چنانچہ ایک عہد نامہ ہوا جس کی شرائط کا خلاصہ یہ تھا کہ دونوں فریق ایک قوم کے حکم میں ہونگے۔ جس فریق کو جنگ کی صورت پیش آئے۔ دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔ دونوں فریق اپنے اپنے دین پر رہیں گے اور مدینہ پر حملہ ہوا تو دونوں مل کر مدافعت کریں گے۔ کوئی فریق عہد نامے کی خلاف ورزی نہ کرے گا اور مظلوم کی بہر حال مدد کی جائے گی۔ اگر دونوں فریقوں کے درمیان کوئی نئی بات پیدا ہو جائے یا کسی تنازعہ کی صورت نکل آئے تو فیصلہ خدا و رسول پر چھوڑ دیا جائے گا۔

یہودیوں نے اس عہد نامہ کو خوشی خوشی قبول کیا، مگر بعد ازاں اس کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔ (مسلمانوں کی ہجرت کے باوجود قریش نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور اب مدینہ کے لوگوں سے ساز باز کرنے لگے۔ انہوں نے یہودیوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارنا شروع کیا اور وہ ان کی انگیخت میں آ گئے۔ آنحضرتؐ نے یہودیوں سے معاہدہ کرنے کے بعد اس پاس کے دوسرے قبائل سے بھی صلح و امن کے معاہدے کر لیے۔ بعض قبیلوں کی طرف اپنے آدمی بھیجے اور بعض کو خود جا کر صلح کا پیغام دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبیلوں کی باہمی خانہ جنگی رک گئی۔ مگر قریش کو صلح و دوستی کی یہ نصیحت گوارا نہ تھی۔ وہ تو شرارت پھیلانے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتے رہتے تھے۔

**جنگ کا پیش خیمہ** | قریش کے تجارتی قافلے شام اور یمن کو آیا جاتا کرتے تھے اور مدینہ شاہراہوں کے قریب واقع تھا۔ قریش کو خدشہ ہوا کہ اگر مسلمانوں نے مدینہ میں قدم جما لیے تو ان کے لیے یہ شاہراہیں محفوظ نہ رہیں گی اور ان کی تجارت مسلمانوں کے رحم و کرم پر رہ جائے گی۔ اگرچہ مسلمانوں کے پیش نظر کوئی ایسا اقدام نہ تھا۔ وہ تو اس بات کا عملی ثبوت دے چکے تھے کہ انہیں صلح و امن کی نصیحت پیدا کرنی مقصود ہے۔ مگر قریش ہر طرح سے مسلمانوں کی مخالفت پر اترے ہوئے تھے اور مخالفت کے جوش میں نیک و بد کی تمیز نہ کر سکتے تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ مدینہ کے چند مسلمانوں کے علاوہ باقی چاروں طرف اسلام کے دشمن موجود تھے قریش نے

مدینے کے ان قبائل کو بھی اپنا آلہ کار بنا لیا جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے یا اسلام کے سلسلہ میں متذبذب تھے۔ عبد اللہ بن ابی نام ایک منافق جو بہ ظاہر اسلام کا دم بھرتا تھا۔ قریش کی سازشوں میں بڑی متعدی سے کام کرتا تھا۔ ان حالات میں مسلمانوں کو اپنی مدافعت کی فکر لاحق ہو گئی۔

اس اثنا میں قریش کے ایک سردار نے مدینہ کی چراگاہ پر ہلب بول دیا اور مویشی ہانک کر لے گیا۔ گویا قریش نے عملاً ثابت کر دیا کہ وہ مدینہ کے مسلمانوں پر بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ اس حملہ کے لیے قریش نے ساز و سامان فراہم کرنے کی صورت یہ نکالی کہ اہل مکہ نے اشتراک کر کے وسیع پیمانے پر روپیہ تجارت میں لگا دیا اور طے پایا کہ اس سے جو منافع حاصل ہو وہ سب مسلمانوں کے خلاف جنگ میں لگایا جائے۔ قریش نے ایک بھاری قافلہ تجارت کے لیے شام بھیجا۔ یہ شعبان ۲ھ (فروری ۶۲۳ء) کا واقعہ ہے۔ ابوسفیان کو جو رسول اللہ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اس قافلے کا امیر مقرر کیا گیا۔

مسلمانوں کو قریش کے اس اقدام کی خبر مل چکی تھی، مگر آنحضرت نے سوائے اس کے کہ قافلے کی نقل و حرکت کی نگرانی رکھی جائے کوئی جارحانہ اقدام نہ کیا۔

شام میں مال بیچنے کے بعد قافلے نے وہاں سے مزید مال خریدا اور مکے کا رخ کیا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ قریش اور مسلمانوں کے درمیان حالت جنگ قائم تھی اور اس کے ذمہ دار قریش تھے اور ظاہر ہے کہ حالت جنگ میں فریقین ایک دوسرے کو کسی بھی شکل میں نقصان پہنچائیں تو یہ قواعد جنگ کی خلاف ورزی نہیں کہلا سکتی۔ چونکہ قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام بھیجا گیا تھا۔ اس میں مکہ کے تمام مخالفین اسلام نے کچھ نہ کچھ سامان تجارت کے لیے بھیجا تھا اور قرارداد یہ تھی کہ جو منافع ہو گا وہ پورے کا پورا مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی تیاری میں صرف کیا جائے اس لحاظ سے تجارتی قافلے پر مسلمانوں کا حملہ عین مقتضائے مصلحت تھا اور اسے قانوناً یا اخلاقاً محل اعتراض قرار نہ دیا جاسکتا تھا۔ حضور نے اس قافلے کے شام جاتے وقت بھی کچھ آدمی دیکھ بھال کے لیے بھیج دئے تھے اور جب قافلے کی واپسی کی خبر ملی تو اس وقت بھی بعض اصحاب کو اس بارے میں خبریں فراہم کرنے کے لیے مقرر کر دیا تھا۔ آپ خود بھی صحابہ کے ساتھ نکل پڑے تھے۔

ابوسفیان کچھ تو ڈرا ہوا تھا پھر بتی کے قریب پہنچ کر اسے معلوم ہو گیا کہ اہل مدینہ اس پاس پھرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ لہذا اس نے قافلے کا رخ بدلا اور عام راستے چھوڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا بیچ نکلا۔ پھر ایک نیرودا قاصد بھی مکہ بھیجا تھا کہ قریش کو خطرے کی خبر مل جائے۔ قریش نے خبر ملتے ہی ایک لشکر تیار کیا اور اس مقام کی طرف بڑھے جہاں قافلے کے لیے سخت خطرہ تھا۔

اس طرح حکمت الہی سے قریش اور مسلمانوں کے درمیان اس جنگ کی صورت پیدا ہو گئی جو اسلام کی تاریخ میں حق و باطل کی پہلی جنگ ہے اور قرآن نے اسے یوم الفرقان قرار دیا ہے یعنی اسے حق اور باطل میں فرق کا دن قرار دیا۔

**مسلمانوں کی روانگی** | ۱۳ رمضان ۱۰۲ھ | ۹ مارچ ۶۲۴ء کو مسلمان مدینہ سے نکلے۔ شہر سے کچھ دور جا کر مجاہدین کے لشکر کا جائزہ لیا گیا۔ دیکھا کہ کسن لڑ کے بھی جہاد کے شوق میں لشکر کے ہمراہ آگئے ہیں۔ آنحضرت ص نے انھیں لوٹ جانے کو کہا مگر وہ زار و قطار رونے لگے۔ ان میں حضرت سعد و قاص کے بھائی عمیر بھی تھے وہ اتنے کم عمر تھے کہ کمر میں بندھی ہوئی تلوار زمین کے ساتھ لگ گئی تھی۔ عمیر کی گریہ و زاری اور ان کا شوق جہاد دیکھ کر حضور نے انھیں ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔

**مسلمان تعداد میں تین سو تیرہ تھے**، ان کے مقابلے میں قریش کا لشکر ایک ہزار کے لگ بھگ یعنی قریباً تین گنا تھا۔ جنگی ساز و سامان کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کا ان سے مقابلہ نہ ہو سکتا تھا، مگر دل جو شہس ایمان سے پُر اور خدا و رسول کی محبت سے اس قدر معمور تھا کہ وہ مخالف کی کثرت اور ساز و سامان سے بے نیاز ہو کر میدان جنگ کو چل پڑے تھے۔

۱۷۔ رمضان کو مجاہدوں کا یہ مختصر سا لشکر بدر کے سامنے پہنچ گیا۔ جو شام کی شاہراہ کا مشہور مقام اور مدینے سے کوئی اسی میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب کی طرف تھا۔ اس وقت تک ابوسفیان کا تجارتی قافلہ محفوظ نکل چکا تھا۔ لہذا اب قریش کے لیے جنگ کی کوئی وجہ باقی نہ رہی تھی۔ مگر وہ تو لڑائی کے لیے بہانہ چاہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ابو جہل کی تجویز کے مطابق فیصلہ کر لیا کہ بدر جائیں وہاں کچھ دیر ٹھہر کر لوٹیں۔ اس طرح انھوں نے واپس لوٹنے کے بجائے بدر کی جنوبی سمت میں ڈیرے ڈالے۔ آنحضرت ص بدر کی شمالی سمت میں پہنچ گئے تھے۔ آنحضرت ص کو معلوم ہو گیا تھا کہ قریش کا لشکر قریب آ گیا ہے۔ تو آپ نے اندازہ فرمایا کہ لڑائی ناگزیر نظر آتی ہے۔ چنانچہ اپنی قیامگاہ سے آگے بڑھ کر ایک اچھے مقام پر قبضہ کر لیا۔ خود آنحضرت ص کے لیے ایسی جگہ سا بان لگایا گیا جو آس پاس کے مقامات سے ذرا بلند تھی اور وہاں سے میدان جنگ پر پوری طرح نظر پڑتی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حفاظت کے لیے آپ کے ہمراہ رہے۔ حضرت سعد بن معاذ دروازے پر پرہ کے لیے متعین کیے گئے۔

آنحضرت ص نے اللہ کے حضور دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! جو وعدے تو نے کیے ہیں۔ انھیں پورا کر۔ اگر تیرے یہ تھوڑے بندے آج مٹ گئے تو دنیا پر تیرا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ آپ اس خشوع و خضوع سے دعائیں اس درجہ تھے کہ چادر شانے سے گری جا رہی تھی۔

اس میں امت کو یہ سبق سکھایا کہ ہر کام کے سلسلہ میں پوری تدابیر اختیار کرنے کے باوجود اور اللہ کی مدد پر پورا یقین ہونے کے باوجود اسی کے سامنے عاجزی اور انکساری سے گزر کر اپنا چاہیے۔ کیونکہ کامیابی اور فتح و نصرت صرف اپنی ہمت پر موقوف نہیں بلکہ اس کا انحصار اللہ ہی کے فضل و کرم پر ہے۔

**جنگ بدر** | ۱۹۔ رمضان ۱۰۲ھ (۱۶۔ مارچ ۶۲۴ء) کو دونوں لشکر بدر کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔

یہ عام طور پر تاریخ ۱۷۔ رمضان بیان کی جاتی ہے، دن جمعہ کا تھا۔ تقویم سے معلوم ہوتا ہے، اکوٹھالیس یا بدھ تھا۔ تاریخ کے متعلق اختلاف ممکن ہے۔ دن کے متعلق شبہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا صحیح تاریخ ۱۹ ہوتی ہے۔ بعض روایتوں میں ۱۹ بھی درج ہے۔

قریش کے بعض افراد نے جنگ روکنے کی کوشش کی، مگر ابو جہل نے کوئی کوشش کامیاب نہ ہونے دی۔ اور میدان کارزار گرم ہو گیا۔ اس جنگ میں خاص طور پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ عزیز اور رشتہ دار ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے فرزند عبدالرحمن قریش کے ساتھ تھے، حضرت حذیفہؓ کا والد عتبہ بھی قریش مکہ کے لشکر میں شریک تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کے والد بھی مخالفین کے طرفدار تھے۔ لیکن جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ کسی کوشش سے لاکھائی خیال نہ تھا۔ انحضرتؐ اور اللہ کے محبت میں سب رشتے نظر انداز ہو چکے تھے۔

دستور کے مطابق پہلے افراد نے لڑائی کی پھر عام جنگ شروع ہو گئی۔ ایک طرف ایک ہزار مسلح قریش دوسری طرف تین سو تیرہ بے سروسامان مجاہد۔ مگر اللہ کی مدد شامل حال تھی۔ قریش کے آدمی کٹ کٹ کر رہے تھے۔ دو نو عمر مجاہدوں کو علم تھا کہ ابو جہل اسلام کا اشد ترین دشمن ہے، انھوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے پوچھا کہ بتائیے ابو جہل کون ہے۔ پتا چلتے ہی شہر کی طرح اس پر چھوٹے اور گرایا۔ اس کشمکش میں ایک مجاہد کا بازو کٹ گیا مگر ابو جہل کو کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ ابو جہل کے علاوہ بعض اور بھی بڑے بڑے سرداران قریش مارے گئے کل ستر آدمی قتل اور ستر گرفتار ہوئے۔ چودہ مجاہدوں نے شہادت پائی۔

قرآن کریم میں جنگ بدر کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:-

اِنْ كُنْتُمْ اٰمِنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا  
 يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقِي الْجَمْعِيْنَ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ  
 اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا وَّمُمْ بِالْعُدَاوَةِ الْقُصُوٰى  
 وَ التَّرْكِبِ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَّلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ  
 فِي الْمِيْعَدِ وَّلٰكِنْ يَّقِضِ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا  
 لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيُحْيِيْ مَنْ حَيٌّ  
 عَنْ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

(انفال ع ۹)

اگر تم اللہ پر اور اس پر یقین رکھتے ہو جو تم نے فیصلہ کر دینے والے دن اپنے بندے پر نازل کی تھی جبکہ لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تھے تو چاہیے کہ اس تقسیم پر کار بند ہو اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے یہ وہ رہبر کا دن تھا کہ تم ادھر قریب کے ناکہ پر تھے۔ ادھر دشمن دور کے ناکہ پر اور قافلہ تم سے نچلے حصہ میں تھا۔ اور اگر تم آپس میں لڑائی کی بات بھراتے تو ضرور جنگ کے وقت کے بارہ میں تم اختلاف کرتے، کیونکہ تم چاہتے ہو کہ کسی حالت میں جنگ نہ ہو اور دشمن چاہتا ہے کہ ضرور جنگ ہو۔ لیکن اللہ نے دونوں لشکروں کو بھڑا دیا، تاکہ جو بات ہو نیوالی تھی اسے کر دکھائے۔ نیز اس لیے کہ جسے ہلاک ہونا ہے تمام حجت کے بغیر ہلاک ہو۔ اور جو زندہ رہنے والا ہے تمام حجت کے بعد زندہ رہے اور بلاشبہ اللہ سب کی سنا اور سب کچھ جانتا ہے۔

سورۃ آل عمران میں جنگ بدر کا ذکر اس طرح بیان فرمایا:-

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَاَنْتُمْ  
 اَذِلَّةٌ وَاَلْتَقَوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ

اور اللہ تمھاری مدد کر چکا ہے بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور حالت میں تھے۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار ہو رہے ہو۔

کہ تو مسلمانوں سے کہ رہا تھا کیا تم کو کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد کو آسمان سے اترنے والے تین ہزار فرشتے بھیجے۔ ہاں بلاشبہ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ کی راہ اختیار کرو اور پھر ایسا ہوا کہ دشمن اسی دم تم پر چڑھ آئے تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار نشان رکھنے والوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ نے صرف یہ اس لیے کیا کہ تمہارے لیے خوشخبری ہو اور اس وجہ سے کہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد و نصرت جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے اس کی طاقت سب پر غالب ہے اور وہ اپنے تمام کاموں میں حکمت رکھنے والا ہے اور نیز اس لیے تاکہ منکرین حق کی جمعیت و طاقت کا ایک حصہ بیکار کر دے۔ انہیں اس درجہ ذلیل و خوار کرے کہ وہ نامراد ہو کر اٹھے پاؤں پھر جائیں۔

**جنگِ سولق** | معرکہ بدر نے مشرکین مکہ کی قوت توڑ دی، مگر اس شکست کے باعث قریش کو جو زخم لگا اس نے ناسوز کی شکل اختیار کر لی۔ ہر گھر میں صغیر ماتم بچھ گئی۔ نوجوانوں نے قسمیں کھالیں کہ مسلمانوں سے اس جنگ کا بدلہ ضرور لیں گے۔ ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک بدر کا بدلہ نہ لے لوں گا نہ غسل کروں گا اور نہ کپڑے تبدیل کروں گا۔ چنانچہ جلد ہی دوسو سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف آیا۔ سواروں کو شہر سے باہر چھوڑ کر خود رات کے وقت مدینہ میں آیا اور خضیہ طور پر ایک یہودی سے ساز باز کی پھر رات کے آخری حصے میں ایک گاؤں پر جو مدینے سے صرف تین میل پر تھا، حملہ کر دیا۔ چند مکانوں کو نقصان پہنچایا، درخت اور گھاس کے انبار جلا دیے، ایک آدمی بھی شہید کیا۔ یہ حرکت اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے لیے کی۔ مسلمانوں نے اس واقعہ کی خبر ملتے ہی چھپا کیا مگر وہ نکل چکا تھا۔ تعاقب سے ڈر کر ابوسفیان رسد کا سامان راستہ ہی میں چھوڑ گیا۔ یہ سامان زیادہ تر ستودوں پر مشتمل تھا، جسے عربی میں "سولق" کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ واقعہ اسی وجہ سے "جنگِ سولق" کہلاتا ہے۔

**جنگِ احد** | سردارانِ قریش کے مارے جانے کے بعد ابوسفیان قریش کا سردار مقرر ہوا۔ وہ ۳۱ھ میں یعنی جنگِ بدر سے قریباً ایک سال بعد تین ہزار کا لشکر حبارے کر مکہ سے نکلا اور احد کے نیچے جو مدینہ کے شمال میں تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے ڈیرے ڈال دیے۔

آنحضرتؐ صحابہ سے مشورہ کرنے کے بعد ایک ہزار کی جمعیت لے کر مقابلہ کو نکلے۔ مجاہدین میں عبداللہ بن ابی ایک مشہور منافق بھی تھا جس کے ساتھ تین سو آدمی تھے وہ انہیں راستہ ہی سے واپس لے کر چلا گیا۔ اس طرح مجاہدین کی تعداد سات سو رہ گئی۔ قبولِ حق کے بعد اسلام کا جو جذبہ اور دلولہ دلوں میں پیدا ہو گیا تھا اس نے مجاہدین کو قلتِ تعداد سے بددل نہ ہونے دیا۔ وہ راہِ حق میں سرفروشانہ لڑنے مرنے پر آمادہ تھے۔ چنانچہ شوال ۳۱ھ ہجری و جنوری ۶۲۵ء کو دونوں لشکر ایک دوسرے کے

تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ هَ أَنْ يُكْفِيَكُمْ أَنْ يُبَدِّكُمْ  
رَبُّكُمْ بَثَلْتِ الْآبِ مِنَ الْمَلَكَةِ مُنْزِلِينَ ه  
بَلَى أَنْ تُصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فُورِهِمْ  
هَذَا يُبَدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الْآبِ مِنْ  
الْمَلَكَةِ مُسَوِّمِينَ ه وَ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا سُخْرِي  
لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ وَ مَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ  
عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ه لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنْ  
الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَكْبِتْهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ه  
( رآل عمران )

مقابل صف آرا ہوئے۔

اُحد کے سامنے مدینے کی جانب ایک وسیع میدان ہے جس میں سے ایک برسائی نالہ گزرتا ہے۔ اس نالے کا پاٹ بھی خاصا وسیع ہے۔ مگر نالہ عام طور پر خشک رہتا ہے۔ اس کے جنوبی کنارے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس پر آنحضرتؐ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی یہاں پچاس تیر انداز بٹھا دیے تھے اور انھیں تاکید کر دی تھی کہ فتح ہو یا شکست، کسی بھی حالت میں پہاڑی نہ چھوڑنی چاہیے۔ موقع سامنے رکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلامی فوج کے عقب کی حفاظت کے لیے مقرر ہوئے تھے۔ قریش جبل اُحد کے اوپر سے ہو کر مسلمانوں کے عقب میں پہنچ سکتے تھے۔ اس طرح مسلمان قریش کے دو لشکروں میں گھر جاتے۔ لیکن چھوٹی پہاڑی پر جو تیر انداز بٹھائے گئے وہ پیچھے کی طرف سے آنے والے ہر دشمن کو روک سکتے تھے۔ اس لیے آنحضرتؐ نے تاکید فرمائی تھی کہ خواہ کوئی حالت پیش آئے تمہیں جگہ نہ چھوڑنی چاہیے۔

جنگ شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر تیر اندازوں کو یقین ہو گیا کہ دشمن شکست کھا گیا۔ چنانچہ دوسرے اسلامی لشکریوں کی طرح ان میں سے بھی ایک خاصی تعداد پہاڑی چھوڑ کر مالِ غنیمت جمع کرنے میں لگ گئی۔

اس وقت تک خالد بن ولید اسلام نہ لائے تھے، اور اس جنگ میں مشرکین کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کا عقب غیر محفوظ دیکھا تو اپنا دستہ لے کر اُحد کے اوپر سے ہوتے ہوئے مسلمانوں کے عقب میں پہنچ گئے اور ان پر ٹوٹ پڑے۔ اس اچانک حملے نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ اس کشمکش کے دوران میں خود آنحضرتؐ بھی زخمی ہوئے نیز آپ کا ایک رانت بھی شہید ہو گیا۔ یہ افواہ بھی اڑ گئی کہ آپ جاں بحق ہو گئے۔ اس آواز نے مسلمانوں کی کمر تہمت توڑ دی اور ان میں سخت انتشار پیدا کر دیا۔ تاہم ثابت قدم صحابہ نے لٹکار کر جواب دیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر تم زندہ رہ کر کیا کریں گے جنگ کا فیصلہ کر کے رہیں گے۔ پھر اپنی قوت جمع کر کے کفار پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ ان کے چھکے چھڑا دئے۔ اتنے میں آنحضرتؐ صلح بھی مکمل چکے تھے۔ مجاہدین اسلام انھیں دیکھتے ہی پروانہ دار گرد جمع ہو گئے۔ آنحضرتؐ کے خود کی کڑیاں رخسار مبارک میں گھس گئی تھیں انھیں نکال کر زخم کو دھویا گیا اور مرہم لپی کی گئی۔

اس جنگ میں اگرچہ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا مگر بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ ستر مسلمان شہید اور اس سے زیادہ زخمی ہوئے۔ آنحضرتؐ کے حقیقی چچا، دودھ شریک بھائی اور جان نثار صحابی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اس جنگ کا ایک المناک سانحہ ہے۔ جنگ اُحد اور قرآن عزیز | سورہ آل عمران میں جنگ اُحد کے لیے مسلمانوں کی تیاری، منافقین کا لشکر سے جدا ہو جانا، مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش، مسلمانوں کی کامیابی اور آنحضرتؐ کے حکم کی خلاف ورزی کے باعث شکست کھانا اور دوبارہ کامیاب ہونا ان سب امور کو مختصر طریق پر یوں بیان فرمایا گیا ہے:

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكُمُ يَتَّبِعُ الْمُؤْمِنِينَ  
اور جبکہ تم صبح سویرے اپنے گھر سے نکلے تھے لڑائی کے لیے

مَقْعِدًا لِلْقِيَامِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ اذْهَبْتُمْ  
طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهَا وَعَلَى  
اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

(آل عمران)

اسی سورۃ میں پھر فرمایا:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمْ اَعْلَمُونَ  
اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ اِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ  
تَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ تَرْحٌ مِثْلُهُ وَلِيْلِكَ الْاَيَّامُ  
نَذْرًا لِّهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا  
وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ

(آل عمران)

س

مورچوں پر مسلمانوں کو بٹھا رہے تھے اور اللہ سب کچھ سننے والا  
جاننے والا ہے۔ پھر حرب ایسا ہوا تھا کہ تم میں سے دو گروہوں نے  
ارادہ کیا تھا کہ تمہارا روہیں حالانکہ اللہ مددگار تھا اور جو ایمان رکھنے  
والے ہیں انہیں لازم ہے کہ ہر حال میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

اور نہ تو ہمت ہارو، نہ غمگین ہو، تم ہی سب سے برتر ہو شہر پاک  
تم سچے مومن ہو، اگر تم نے راہد میں زخم کھایا ہی تو دوسروں کو بھی  
ویسے ہی زخم (بدی میں) لگ چکے ہیں دراصل (ہاں حیرت کے) اذات  
میں جنہیں ہم انسانوں میں ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں۔ علاوہ بریں  
یہ اس لیے تھا کہ اس بات کی آزمائش ہو جائے کون سچا ایمان دار  
ہے اور کون نہیں اور اس لیے کہ تم میں سے ایک گروہ کو شاہدِ حال  
بنادے اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

نئی جنگ کا پیش خمیہ | جنگ احد کے بعد بھی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں پیش آئیں مگر ہجرت کے چوتھے سال کفار کی طرف سے بعض ایسی  
حکمتیں ظہور میں آئیں جنہوں نے ایک نئی لڑائی کی صورت پیدا کر دی۔

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے قریش نے مختلف قبیلوں سے ساز باز شروع کر رکھی تھی اور وقتاً فوقتاً انہیں مسلمانوں کے خلاف  
استعمال کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے دو قبیلوں کو گناٹھا اور ایک سازش کے تحت انہیں آنحضرت م کے پاس بھیجا کہ ہم اسلام  
لے آئے ہیں کچھ مسلمان ہمارے ساتھ بھیجے جائیں جو ہمارے قبیلہ میں رہ کر ہمیں اسلام کی تعلیم دیں۔ آنحضرت م نے ان پر اجماع  
کرتے ہوئے دس صحابہ کو ان کے ساتھ کر دیا۔ قریش کے دو سو جوان ان صحابہ کو گرفتار کرنے کے لیے پہنچ گئے۔ صحابہ رض نے  
مدافعت کی، چنانچہ دس شہید ہو گئے۔ دو یعنی حضرت حذیب بن عدی اور زید بن دثنہ گرفتار کر لیے گئے جنہیں مکہ میں غلام بنا کر  
فروخت کر دیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ گرفتار کرنے والوں کو پیسے بھی مل جائیں اور خریدنے والے انہیں اپنی مرضی کے مطابق  
قتل کر دیں۔

جب حضرت زید رض کو قتل کیا جانے لگا تو ابوسفیان نے پوچھا "اب تم چاہتے ہو گے کہ تمہاری جگہ محمد کو قتل کر دیا جائے  
اور تمہاری جان بچ جائے؟"

حضرت زید نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ آنحضرت مسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبے اور میری جان

بچ جائے۔"

غرض حضرت زیدؓ اور خبیبؓ کو شہید کر دیا گیا۔

اسی طرح نجدیوں کے مطالبے پر ستر عالم ان کے ساتھ بھیجے گئے۔ ان کے ساتھ بھی نجدیوں نے دھوکا کیا صرف ایک بیچ نکلا باقی تمام مارے گئے۔

مدینہ کے باہر قریش اور یہود کا مشترکہ لشکر جنگ پر تیار کھڑا تھا۔ اِدھر اندرونِ شہر کی حالت یہ تھی کہ دو علیف گروہوں کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جاسکتا تھا کہ جنگ کے موقع پر ان کا طرز عمل کیا ہوگا۔ ایک گروہ بنو قریظہ (یہودیوں) کا تھا، دوسرا عبداللہ بن ابی منافق کا۔ اول الذکر گروہ کے ساتھ اگرچہ جنگ احد کے بعد نیا معاہدہ ہو چکا تھا مگر ان کے سابقہ طرز عمل کے پیش نظر ان پر کامل اعتماد نہ کیا جاسکتا تھا۔ عبداللہ بن ابی کا رویہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے غلبہ کی صورت میں اسلام کا دم بھرا اور قریش کی قوت زیادہ نظر آتی تو ان کا ساتھ دینے لگتا خیبر کے یہود نے جب مسلمانوں کی نازک حالت دیکھی تو وہ بھی قریش کے ساتھ سازشوں میں شریک ہو گئے۔ اسی طرح خیبر مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا مرکز بن گیا۔ اب دس ہزار لشکر مسلمانوں کے خلاف تیار ہو چکا تھا۔

**مسلمانوں کے انتظامات** | اس مرتبہ قریش نے اتنا عظیم لشکر فراہم کر رکھا تھا کہ عرب میں اس وقت تک کبھی اتنا لشکر جمع نہ ہوا تھا۔ مسلمانوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ چنانچہ جنگ کے لیے کافی انتظامات سوچنے پڑے۔

مدینہ کے ارد گرد کھجوروں کے گھنے باغات ہیں، ان میں سے حملہ کرنا مشکل تھا۔ صرف شمالی سمت خالی تھی۔ جنگ اسی راستے سے ہو سکتی تھی۔ اور یہیں خاص انتظامات کی ضرورت تھی۔ حضرت سلمان فارسیؓ کی رائے سے اس طرف گہری خندق کھودی گئی۔ یہ خندق تین ہزار صحابہؓ نے بیس دن میں مکمل کر لی۔ خندق پانچ گز گہری اور پانچ ہی گز چوڑی تھی۔ آنحضرتؐ خود بھی خندق کھودنے میں صحابہؓ کے ساتھ شریک رہے۔

عرب میں خندق کھود کر جنگ کرنا ایک نئی چیز تھی۔ اس لیے اسے "جنگِ خندق" بھی کہتے ہیں۔ چونکہ اس جنگ میں مختلف گروہوں نے اتفاق کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا، اور گروہ کو عربی میں حزب کہتے ہیں اس لیے اس جنگ کا دوسرا نام جنگِ احزاب بھی ہے۔

**جنگِ خندق** | سوال ۵۰ مطابق فردی ۶۲۷ء کو ابوسفیان کی سرکردگی میں دس ہزار کا عظیم لشکر تین حصوں میں تقسیم ہو کر اس زور شور سے مدینہ پر حملہ آور ہوا کہ مدینہ کی سرزمین میں زلزلہ آگیا۔ دشمن نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو ایک ماہ تک جاری رہا۔ مسلمانوں کو کئی کئی دن سخت فاقے برداشت کر لے پڑے اس کے باوجود ہمت پست نہ ہوئی۔ اکاد کا حملے ہوتے رہے جن میں مسلمانوں کا پلہ ہمیشہ بھاری رہا۔ عمرو بن ود عرب کا ایک مشہور پہلوان جو ایک ہزار آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا، حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ کفار نے بڑی تیزی اور تندہی سے حملہ کیا مگر خندق کے باعث وہ زیادہ آگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ اور طویل محاصرہ سے تنگ آ گئے۔ پھر ایک خطرناک آندھی چلی جس سے ان کا سارا ساز و سامان درہم برہم ہو گیا۔ علاوہ ازیں مشرکین مگر اور یہود مدینہ کے درمیان بے اعتمادی پیدا ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن نے محاصرہ چھوڑ کر فرار کی راہ اختیار



کی اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے نجات ملی

قرآن عزیز کا بیان | سورہ احزاب میں غزوہ خندق کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

إِذْ جَاءَكُمْ مِنْ قُدُومِ رُحْمِ أَسْفَلٍ  
مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ  
الْحَنَاجِرَ (احزاب ۴)

اور جب چڑھ آئے مشرکین تم پر اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب  
سے، اور جب پھر گئیں آنکھیں اور پہنچ گئے دل گلوں تک یعنی کلیے  
منہ کو آگئے

پھر فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا لِعِمَّةِ اللَّهِ  
عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَكُمْ جُنُودًا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ  
رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ  
بَعِيرًا (احزاب ۴)

اے ایمان والو، اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر اس وقت کی  
گئی جب تم پر لشکر چڑھے تھے پس ہم نے ان پر ہوا اور ایسے لشکروں  
کو بھیج دیا جنہیں تم نہیں دیکھ رہے تھے اور جو کام بھی تم کرتے ہو  
اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے۔

غزوہ احزاب نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ عرب کی متفقہ قوت بھی مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ قریش اور قبائل عرب  
واقعی حدیبیہ اپنی پوری طاقت صرف کر کے یہ دیکھ چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ اسلام کی قوت اور صداقت کا ان پر ضرور اثر ہوگا۔

مگر ابائی مذاہب کو چھوڑنا ان کے لیے آسان نہ تھا اس لیے وہ محض دنیوی لالچ کے باعث اسلام کے خلاف سرگرم عمل تھے۔  
غزوہ احزاب کے قریباً ایک سال بعد یعنی ماہ ذی قعدہ ۳۱ھ مطابق فروری ۶۱۸ء بروز دو شنبہ آنحضرتؐ چودہ سو  
صحابہ کے ہمراہ ادا کے عمرہ کے لیے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ اور مکہ کے قریب ایک مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر قریبانی کے جانوروں کے قتلہ  
ڈالا۔ اور احرام باندھا۔

چونکہ آپؐ بیت اللہ کی زیارت کے لیے نکلے تھے، جنگ یا قتل و قتال کا کوئی ارادہ نہ تھا اور قریش بڑے سے بڑے دشمن  
کو بھی کعبہ کی زیارت سے نہ روکتے تھے۔ اس لیے آنحضرتؐ کو اطمینان تھا کہ قریش انہیں زیارت سے نہ روکیں گے۔ تاہم آپؐ  
نے بنی خزاعہ کے ایک شخص کو قریش کے حالات کا اندازہ کرنے کے لیے مکہ بھیج دیا اس نے آکر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت پر تلے  
بیٹھے ہیں، جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور مکہ میں داخل نہ ہونے دینگے۔

آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم تو بیت اللہ کی زیارت کے لیے نکلے ہیں  
نہ کہ جنگ کے لیے۔ پھر اگر کوئی خواہ مخواہ ہم سے جنگ کرے تو مجبوراً ہمیں لڑنا پڑے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا پھر خدا کا  
نام لے کر آگے بڑھو۔

چنانچہ آپؐ نے حدیبیہ کے مقام پر جو دراصل ایک کنویں کا نام ہے اور جو مکہ مکرمہ سے جدہ کی جانب ایک منزل پر واقع ہے  
قیام فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس مقصد کے لیے مکہ بھیجا گیا کہ وہ قریش کو بتا دیں مسلمان جنگ کے ارادہ سے نہیں بلکہ عزادار کرنے

کی غرض سے آئے ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے ابوسفیان وغیرہ سے مل کر بات چیت کی، مگر انھوں نے آنحضرتؐ اور ان کے رفقا کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ ساتھ ہی حضرت عثمانؓ کو مکہ میں روک لیا۔

اور پھر مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ مکہ میں شہید کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ وہ جوش انتقام سے بے قابو ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہؓ سے بیعت لی کہ مر جائیں گے مگر راہ فرار اختیار نہ کریں گے۔

قریش مکہ کو مسلمانوں کی اس بیعت کا علم ہوا تو وہ گھبرا گئے۔ چنانچہ انھوں نے فوراً اطلاع بھیجی کہ قتل عثمانؓ کی خبر غلط ہے، وہ زندہ و سلامت یہاں موجود ہیں۔ پھر حضرت عثمانؓ کو واپس جانے کی اجازت دے دی اور وہ حدیبیہ آ پہنچے۔

قرآن عزیز میں واقع حدیبیہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جبکہ وہ تمہارے

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَايَعُواكَ

ہاتھ پر اس درخت کے نیچے بیعت کرنے لگے اور جان لیا اللہ نے جو

تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ مَا نَزَّلَ

ان کے دل میں تھا۔ پس اتارا ان پر اطمینان و سکون اور انعام میں

السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَابَهُمْ فَتَحَّاهُمْ يَبَاط

دی انھیں ایک فتح قریب۔

(الفتح ۲)

غرض قریش پر واضح ہو گیا کہ مسلمان پختہ عزم لے کر آئے ہیں اور مزاحمت جاری رہی تو لڑائی ہو جائے گی یہ صورت حال دیکھ کر وہ نرم ہو گئے۔ اب مشرکین خود صلح پر آمادہ ہو گئے۔ انھوں نے سہیل بن عمرو کو مصلح کے لیے مسلمانوں کی طرف سفیر بنا کر بھیجا، چنانچہ طویل گفت و شنید کے بعد ذیل کے امور پر سمجھوتہ ہوا:

۱۔ مسلمان اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں۔ اور آئندہ سال مکہ میں عمرہ کی غرض سے اس طرح داخل

ہوں گے کہ معمولی حفاظتی ہتھیاروں کے سوا کچھ ساتھ نہ ہوگا۔ تلواریں نیاموں کے اندر رہیں گی۔ صرف تین دن تک

مکہ میں قیام کریں گے۔ اس اثنا میں اہل مکہ پہاڑیوں پر چلے جائیں گے۔

۲۔ معاہدہ کی مدت کے دوران فریقین کے درمیان امن و عافیت کے ساتھ آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

۳۔ قبائل کو اس بات کی آزادی ہوگی کہ ہر دو فریق میں سے وہ کسی کے بھی حلیف بن سکتے ہیں۔

۴۔ اگر مکہ سے کوئی شخص اپنے دلی کی اجازت کے بغیر مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے تو اسے مکہ واپس کرنا ہوگا اور

اگر کوئی شخص مدینہ سے مہاجگ کر مکہ آ جائے گا تو واپس نہ کیا جائے گا۔

۵۔ معاہدہ دس سال کے لیے ہوگا اور کوئی اس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔

حدیبیہ خود فتح نہیں تھی۔ اس لیے کہ لڑائیاں شروع کرنے کے ذمہ دار قریش تھے۔ اور وہ اس لیے لڑ رہے تھے کہ کسی کو

ان کی مرضی کے خلاف تبلیغ کا حق نہیں۔ یہ دینی جبر تھا جسے وہ زور و قوت سے کامیاب بنانے کے ورپے تھے لیکن بدر، احد اور

خندق میں مسلمانوں کی استقامت قریش کے زور و قوت کا بھرم کھول چکی تھی اور اب مسلمان کہ معظمہ کے دروازے پر بیٹھے تھے قریش نے صلح کر لی لیکن یہ محض صلح نہ تھی بلکہ تبلیغ اسلام کو بالجبر روکنے کی روش سے دست برداری تھی۔ اس موقف کی حقانیت کا عملی اعتراف تھا، جو آنحضرت ﷺ نے اختیار فرما رکھا تھا۔ اسی لیے قرآن نے اسے فتح مبین "قرار دیا۔ حدیبیہ کا معاہدہ اس لیے بھی فتح مبین تھا کہ اس کے بعد مسلمانوں کو خدا نے فتح و نصرت کی برکتوں سے شرف فرمایا!

(صلح حدیبیہ ہی سے فی الحقیقت فتح مکہ کے لیے راہ کھلی، کیونکہ جب جنگ کا خطرہ جاتا رہا اور امن و اطمینان کی فضا پیدا ہو گئی تو مسلمانوں کی پوری توجہ تبلیغ کے لیے وقف ہو گئی۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان بے خوف و خطر سلسلہ آمد و رفت جاری ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ جیسے بہادر، سرفروش اور مدبر انسان کا قبول اسلام اسی پر امن صورت حال کا نتیجہ تھا اور یہی اسباب ترقی رفتہ رفتہ "فتح مکہ" کا باعث بنے۔

بنو قریظہ کا فیصلہ | بنو قریظہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے کہ انھوں نے جنگ کے نازک موقع پر عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا تھا اور کسی وقت بھی اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔ چنانچہ ان کی یہ حرکتیں قابل معافی نہ تھیں، لیکن جنگ خندق کے بعد جب ان کا معاملہ پیش ہوا تو انھوں نے درخواست کی کہ انصار کے سردار سعد بن معاذؓ کو فیصلہ کریں گے وہ انہیں منظور ہوگا۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ نے تورات کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا کہ لڑنے والے قتل کئے جائیں اور ان کا مال و اسباب غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں دیا جائے۔

فرمانرواؤں کو دعوتِ حق | حدیبیہ میں قریش کے ساتھ صلح ہو گئی تو مسلمانوں کو قدرے اطمینان ہو گیا کہ عارضی طور پر جنگ و جدال کی صورت باقی نہیں رہی اس پر امن فضا میں آنحضرتؐ نے مناسب سمجھا کہ باہر کے ممالک میں پیغامِ حق پہنچایا جائے۔ اسی سلسلے میں آنحضرتؐ نے سوچا کہ اگر فرمانروا اور حاکم اسلام قبول کریں تو دوسرے لوگ آسانی سے دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ اطرافِ عرب کے جن فرمانرواؤں کی طرف قاصد بھیج کر اسلام کی دعوت پہنچائی وہ یہ ہیں۔

۱۔ قیصر روم، جو شمالی عرب کے وسیع خطے کا حکمران تھا۔

۲۔ حاکم مصر، جو قیصر روم کے ماتحت مگر اندرونی معاملات میں آزاد اور خود مختار حاکم تھا۔

۳۔ نجاشی (شاہ حبشہ) جس نے مسلمان ہاجرین کو اپنے ہاں پناہ دی تھی۔

۴۔ حاکم شام، جو عربی النسل مگر رومیوں کے زیر اثر تھا۔

۵۔ شاہ ایران، جو عرب کے مشرقی حصے کا حکمران تھا۔

ان میں سے شاہ ایران زرتشتی تھا باقی فرماں روا عیسائی مذہب کے پیرو تھے۔ آنحضرتؐ نے ان بادشاہوں کے علاوہ

عرب کے دوسرے سرداروں اور رؤسا کو بھی اسلام کا پیغام بھیجا۔

نجاشی نے نامہ رسول موصول ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ مگر اس کی رعایا چونکہ عیسائی پادریوں کے زیر اثر تھی اس لیے

ان پر نجاشی کے قبول اسلام کا اثر نہ پڑ سکا۔

مصر کے حاکم نے اسلام قبول تو نہ کیا مگر آنحضرت ﷺ کے نام مبارک کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں سر بہ مہر کر کے خزانے میں رکھ لیا اور جو ابابا لکھا کہ مجھے معلوم تھا ایک پیغمبر آنے والا ہے مگر وہ شام میں ظاہر ہوگا۔ حاکم مصر نے تحفے کے طور پر ایک حجر کچھ کپڑا اور دو معزز لڑکیاں بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجیں۔ ان لڑکیوں میں ایک ماریہ قبطیہ بنتتیں، جن کے بطن سے حضرت ابراہیمؑ تولد ہوئے۔ حجر آنحضرت ﷺ نے سواری کے لیے رکھ لیا۔ یہی حجر دلدل کے نام سے مشہور ہے۔

ریشوں میں سے صرف بحرین کا رئیس مسلمان ہوا۔ اس کی رعایا میں سے بعض افراد نے اسلام قبول کیا۔

قیصر روم نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ کسی عرب کو بلا کر رسول اللہ ﷺ کے حالات دریافت کیے جائیں۔ تاکہ مجھے پتہ چل سکے اتفاق سے اس زمانے میں ابوسفیان تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ آپ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انھیں قیصر روم کے پاس لیا گیا تاکہ وہ آنحضرت ﷺ کے متعلق بتا سکیں لہ

قیصر نے آنحضرت ﷺ کے خاندان کے متعلق پوچھا تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ ہم میں بڑے شریف اور عالی خاندان ہیں۔

قیصر : کیا تم میں سے پہلے بھی کبھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان : نہیں! خبر من عند اللہ علیہ السلام

قیصر : اس رسول کے پیرو زیادہ تر غریب ہیں یا امیر اور معزز لوگ؟

ابوسفیان : غریب اور کمزور لوگ!

قیصر : پیروؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟

ابوسفیان : بڑھ رہی ہے!

قیصر : کوئی ایسا بھی ہے جو یہ مذہب قبول کر لینے کے بعد اس سے پھر گیا ہو۔

ابوسفیان : نہیں!

قیصر : کیا اس شخص نے کوئی وعدہ کر کے اُسے توڑا بھی ہے؟

ابوسفیان : نہیں!

قیصر : اس کی تعلیم کیا ہے؟

ابوسفیان : وہ ایک خدا کی عبادت کو کہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس ایک خدا کا کوئی شریک نہیں۔ نماز پڑھو،

پاک باز رہو، سچ بولو اور سب بنی نوع انسان کے حقوق کا خیال رکھو۔

لہذا یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابوسفیان اس وقت تک داخل دائرہ اسلام نہیں ہوا تھا۔ اس کے باوجود آنحضرت ﷺ کے متعلق قیصر سے ان کی جو گفتگو ہوئی وہ قابل غور ہے

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس مہتی کے کردار کی دشمنی بھی تعریف کریں اس کا منصب کتنا اونچا ہوگا۔

اس گفتگو کے بعد قنیر نے کہا کہ ایسے شخص کے سچا ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ قنیر اگرچہ آنحضرتؐ کی صداقت کا معترف ہو گیا، مگر پادریوں کے ڈر سے اسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کیا۔

شاہ ایران جسے آنحضرتؐ نے نامہ مبارک ارسال کیا تھا، اس کا نام خسرو پرویز تھا۔ وہ خط دیکھتے ہی غصہ میں آ گیا اور اسے چاک کر ڈالا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جلد ہی مسلمانوں کے ہاتھوں اس کی سلطنت ختم ہو گئی۔ خسرو نے مین کے گورنر کو کھلا بھیجا کہ اس نبیؐ کو ہمارے سامنے لے کر آؤ۔ گورنر نے دو آدمی آنحضرتؐ کے پاس بھیجے۔ اس وقت تک خسرو کو اس کے بیٹے تخت سے اتار کر قتل کر دیا تھا۔

حضرت محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ

**فتح خیبر** | جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ مدینہ کے یہود سے آنحضرتؐ نے متعدد معاہدے کیے ہر معاہدے میں اسی پر زور دیا گیا کہ مسلمان اور یہودی امن اور صلح سے رہیں گے۔ مگر معاہدوں کے باوجود یہود نے مشرکین مکہ سے ساز باز جاری رکھی اور عملاً ثابت کر دیا کہ ان کی نظروں میں کیے گئے معاہدوں کا کوئی احترام نہیں۔ چنانچہ مدینے سے مختلف یہود قبائل خیبر چلے گئے اور وہاں اپنی شرارتیں جاری رکھیں۔ جنگ خندق میں انھوں نے عملاً مسلمانوں کے خلاف دشمنی کا ثبوت دیا۔ خیبر مدینے سے شمال میں آٹھ منزل پر واقع تھا۔ یہ نہایت زرخیز خطہ تھا۔ یہودیوں نے وہاں مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔ اور یہ جگہ یہودیوں کی شرارت کا پختہ مرکز بن گئی تھی۔ قلعوں کی تعداد آٹھ کے قریب تھی۔ مرحب یہودیوں کا بڑا رئیس اور سردار تھا جس کا شمار عرب کے شہ زور اور مشہور پہلوانوں میں ہوتا تھا۔

آنحضرتؐ کو پتہ چلا کہ یہودیوں نے دوسرے کئی قبیلوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسا کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور مدینے پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اس خبر کی تصدیق کے بعد مناسب سمجھا گیا کہ حملے کا انتظار کرنے کے بجائے خود بڑھ کر خیبر پر حملہ کیا جائے، تاکہ شر پسندوں کو خرمین امن میں آگ لگانے کا موقع ہی نہ ملے۔ چنانچہ محرم ۶۲۸ھ کو آنحضرتؐ سولہ سو مجاہدین کے ساتھ خیبر کی طرف بڑھے۔ اور تو سارے قلعے آسانی سے فتح کر لیے گئے مگر موقس نام ایک قلعہ سرسوں نے میں نہ آتا تھا۔ مرحب اسی قلعے میں تھا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "کل صبح اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جسے خدا اور اس کا رسول چاہتا ہے اور وہ بھی خدا اور رسول کو چاہتا ہے یہ قلعہ اسی کے ہاتھوں فتح ہوگا" سب صحابہ منتظر رہے کہ دیکھیں یہ شرف کسے حاصل ہوتا ہے۔

صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو یاد فرمایا۔ اس وقت آپؐ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگا یا پھر جھنڈا دے کر دعا فرمائی۔ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ دار بڑھے۔ مرحب بڑے تکبر سے مقابلے کو آیا۔ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے اس زور سے تلوار ماری کہ مرحب کے خود اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر گئی اور وہ ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ قلعہ فتح ہو گیا اور یہودیوں کے لیے اطاعت کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہا۔

رم حدیبیہ کے عہد نامے میں مسلمانوں کو حرم پاک کی زیارت کی اجازت مل چکی تھی۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد اسی سال آنحضرتؐ نے صحابہ کے ساتھ عمرہ ادا کیا۔ یعنی سات برس بعد دوبارہ مکہ دیکھنا نصیب ہوا۔ داخلے کے وقت عبداللہ بن رواحہؓ آنحضرتؐ کے اونٹ کی نہار تھامے ہوئے تھے۔ قریش اس موقع پر مکہ چھوڑ پھاڑوں میں چلے گئے۔ معاہدہ کے مطابق آنحضرتؐ تین دن تک کے میں رہے پھر نہ اپس تشریف لے آئے۔

حسرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

**جنگ موتہ** عرب اور اطراف عرب کے حاکموں اور فرماں رواؤں کو آنحضرتؐ کے دعوت نئے بھیجے جانے کا ذکر پہلے آچکا ہے اس سلسلہ میں دعوت اسلام کا ایک خط بصرے (شام) کے حاکم کو بھی بھیجا گیا۔ یہ خط حارث بن عمیرؓ لے کر گئے تھے۔ حاکم بصرے نے غصے میں آنحضرتؐ کو قتل کر دیا تھا۔ بین الاقوامی اصول کے مطابق کسی سفیر کو خواہ وہ دشمن ہی کے گروہ سے تعلق رکھتا ہو کبھی گزند نہیں پہنچائی جاتی۔ مگر حاکم بصری نے اس اصول کی پروا نہ کی اور حماقت کر بیٹھا۔ آنحضرتؐ کو مجبوراً خون ناحق کا بدلہ لینے کے لیے اس پر چڑھائی کرنی پڑی۔ زید بن حارثہؓ کو جو آنحضرتؐ کا آزاد کردہ غلام تھا تین ہزار جاننازدے کر بھیجا گیا۔ ہدایت یہ تھی کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالبؓ کو سردار بنا یا جائے۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کی سرکردگی میں جنگ جاری رکھی جائے۔

**مسلمانوں کی بے مثل** حاکم بصری نے اپنے حاکم اعلیٰ (قبصر روم) کی مدد سے ایک لاکھ کا لشکر فراہم کر لیا اور موتہ کے **بہادری اور قربانی** مقام پر دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے۔ حضرت زیدؓ نے دشمن کی کثرت دیکھ کر چاہا کہ آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع دے کر حکم طلب کریں مگر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اتفاق نہ کیا اور فرمایا ہمارا اصل مقصد فتح حاصل کرنا نہیں بلکہ شہید ہونا ہے۔ لہذا جنگ میں تاخیر نہ کی جائے۔ چنانچہ جنگ شروع ہو گئی۔ ایک لاکھ کے مقابلے میں تین ہزار کی حیثیت ہی کیا تھی مگر مسلمانوں اس شجاعت اور بہادری سے لڑے کہ دشمن کے چھکے چھڑا دے۔ زید بن حارثہؓ بر چھٹیوں سے زخمی ہو کر شہادت پا گئے۔ چنانچہ لشکر کی قیادت حضرت جعفرؓ نے سنبھالی۔ وہ نوے زخم کھا کر شہید ہوئے۔ یہ سب زخم جسم کے اگلے حصوں پر تھے۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی سرکردگی میں جنگ جاری رہی۔ وہ بھی مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت پا گئے۔ آخر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ اس جنگ میں حضرت خالدؓ نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے جو تاریخ میں یادگار رہیں گے۔ آپ کے ہاتھ میں یکے بعد دیگرے نو تلواریں ٹوٹیں۔ چنانچہ اس جانبازی کے طفیل آنحضرتؐ نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا۔ جو آج تک آپ کے نام سے منسوب ہے۔

دشمن مسلمانوں کی قوت اور بہادری کے سامنے نہ کھڑ سکا۔ تین ہزار مجاہدین نے ایک لاکھ شاہی لشکریوں کو وہ ہزیمت پہنچائی کہ بھاگ کھڑے ہوئے مگر مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہ کیا اس لیے یہ جنگ فیصلہ کن نہ بن سکی۔

۱۰ حضرت خالد بن ولید حدیبیہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے۔

فتح مکہ ہجرت کا آٹھواں سال ختم ہو۔ ہوا تھا۔ صلح حدیبیہ کو قریباً پونے دو سال گزر چکے تھے۔ مگر اس صلح کے باوجود قریش کی سرگرمیوں میں کوئی فرق نہ آیا۔ آخر انھوں نے عہد شکنی کی۔ جس کا نتیجہ فتح مکہ یا فتح اعظم کی صورت میں رونما ہوا اور تورات کی یہ پیش گوئی

دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ (راستنا باب ۳۳ آیت ۲)

پوری ہوئی۔

**جنگ کے اسباب** | بنی خزاعہ اور بنی بکر کے درمیان مدت سے دشمنی چلی آتی تھی۔ حدیبیہ کی شرائط کے بموجب بنی خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے تھے۔ جس کا بنی بکر کو بیخ تھا۔ دشمنی کی آگ تو ان کے سینوں میں پہلے سے بھڑک رہی تھی۔ اب جب مخالف قبیلے کو مسلمانوں کا حلیف بنتے دیکھا تو ان سے ضبط نہ ہو سکا اور معاہدے کی شرائط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش نے ہر طرح سے ان کی امداد کی۔ بنی خزاعہ آنحضرت ﷺ سے امداد کے طالب ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”خدا کی قسم میں جس چیز کو اپنی ذات سے روکوں گا تم کو بھی اس سے ضرور بچاؤں گا۔“

قریش کو مسلمانوں کے غیض و غضب کا علم ہوا تو اپنی حرکتوں پر نادم ہوئے۔ ابوسفیان نے دھوکا دے کر معاہدے کی تجدید و توثیق کرانا چاہی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا اس تجدید کی کیا حاجت ہے کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے۔ ابوسفیان بولا نہیں، تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو مطمئن رہو ہم اپنے عہد پر قائم ہیں۔

ابوسفیان حقیقت حال کو چھپا کر جھوٹ بول چکا تھا اور اس طرح اپنا مقصد پورا کرنا چاہتا تھا مگر اس کی مراد بر نہ آئی اور مایوس ہو کر مکہ لوٹ گیا۔

چونکہ قریش نے نقض عہد کیا تھا، اس لیے مسلمانوں نے جہاد کی تیاری شروع کر دی۔ آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ مکہ میں خونریزی نہ ہو اور کفار مرعوب ہو کر مطیع ہو جائیں۔ لہذا آپ نے جنگی تیاریوں کو قریش سے پوشیدہ رکھا۔

**مکہ میں داخلہ** | رمضان المبارک ۸ شہ ہجری مطابق جنوری ۶۳۰ء کو آنحضرت ﷺ دس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ابوسفیان پوشیدہ طور پر اسلامی لشکر کا اندازہ کرنے نکلا تھا۔ جب اسلامی لشکر مکہ کے قریب پہنچا تو ابوسفیان کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب اسے آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو ”رحمۃ للعالمین“ نے اس پر نگاہ کر م ڈالتے ہوئے معاف کر کے قید سے آزاد کر دیا۔ یہ خلق دیکھ کر ابوسفیان مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

اب اسلامی لشکر مکہ میں داخل ہوا حضرت عباسؓ اور ابوسفیان ایک پہاڑی پر کھڑے لشکر اسلام کا نظارہ کر رہے تھے۔ ہاجرین و انصار کے جدا جدا قبائل اپنے اپنے پرچم لہراتے ہوئے گزر رہے تھے جنہیں دیکھ کر ابوسفیان بہت متاثر ہو رہے تھے۔ جب سب لشکر گزر چکے تو آخر میں ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گزرے حضرت زبیرؓ کے ہاتھ میں پرچم تھا۔ وہ آگے آگے چل رہے تھے

آنحضرتؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ مکہ کے زبیر بن حصہ کی طرف سے داخل ہونا اور کسی کو قتل نہ کرنا البتہ کوئی خود حملے کا اقدام کرے تو حفاظتِ نفس کی اجازت ہے۔ آنحضرتؐ خود مکہ کے بلند حصے سے داخل ہوئے اور اسی وقت اعلان فرمایا کہ:

۱- جو مکان بند کر کے بٹھیر جائے اسے امن ہے۔

۲- جو ابوسفیان کے مکان میں پناہ لے اسے امن ہے۔

۳- جو مسجد حرام میں اقامت گزیں ہو جائے اسے امن ہے۔

غرض ماسوا ان چند افراد کے جو اسلام کے خلاف حد سے زیادہ زہر چکانی کر چکے تھے، جن کے جرم ایسے تھے کہ کسی حال میں بھی وہ قابلِ معافی نہ تھے اور جن میں سے اکثر اس موقع پر فرار ہو چکے تھے۔ باقی سب کو غیر مشروط طور پر معاف کر دیا گیا سخت ترس و دشمنی بھی آہستہ آہستہ عفوِ عام سے مستفیض ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔

**نبی اکرم کے داخلے کی کیفیت** | دنیا کا یہ عام دستور ہے کہ جب فاتح کسی ملک میں داخل ہوتا ہے تو وہ مفتوح کے مال و

املاک اور عزت و ناموس کو بڑی طرح پامال کر دیتا ہے۔ قتل و غارت میں کسی کا پاس لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ فاتح اپنی شان اور

تکنت و غرور کے سامنے ہر کسی کو بیچ سمجھتا ہے۔ فتح کو وہ اپنی قوت اور زور بازو کا اعجاز جان کر فتح کی کوئی سرزمین میں

نخوت و تکبر سے قدم رکھتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں عام طور پر فتح کے موقع پر یہی نظارے دیکھنے میں آئے ہیں۔ لیکن سرور

کائنات اور رحمۃ للعالمین نے فتح مکہ کے موقع پر "خلق عظیم" کا مظاہرہ کیا اور تاریخ کے لیے جو نادر نمونہ مہیا کیا اس کی

مثال کہیں نہیں ملتی۔ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہونے وقت خشوع و خضوع اور عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ ناقہ پر

اس قدر جھکے ہوئے تھے کہ چہرہ مبارک ناقہ کی بٹھیر کو چھو رہا تھا۔ سورہ "انافتحنا" پڑھتے ہوئے آیات کو بلند آواز

سے دہراتے جاتے تھے۔ سفید رنگ کا علم تھا۔ سر پر مغز اوڑھے اور اس پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

**عفوِ عام** | مسجد حرام میں داخل ہو کر حکم دیا کہ کعبے سے تمام بت نکال کر پھینک دئے جائیں اور دیواروں پر منقوش تصاویر

مٹا دی جائیں۔ کعبہ کا طواف کیا پھر چٹری ہاتھ میں لے کر ایک ایک بیت کو مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: جاء

الحق و ذہق الباطل و ما یبدی الباطل و ما یعبد الحق آپہنچا اور باطل اڑ گیا اور باطل نہ کسی شے کو پیدا کرے اور نہ

پھیر کر لائے یعنی باطل تو خود فنا ہونے والا ہے)

کعبے کو بتوں کی نجاست سے پاک کرنے کے بعد اس میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے تکبیریں کہتے رہے، نماز نفل اور

کی، باہر تشریف لائے اور مصلیٰ ابراہیمی پر نماز ادا کی۔ مشرکین آپ کی یہ حرکات دیکھ کر انگشت بدندان تھے کہ اتنی عظیم الشان

فتح کے بعد نہ کوئی کامیابی کا جشن منایا جا رہا ہے نہ کسی نخوت و تکبر کا اظہار ہے بلکہ اس کے برعکس عجز و انکسار اور

عبودیت کا یہ اظہار۔ یقیناً یہ بادشاہت نہیں بلکہ کوئی اور عالم ہے۔

جن لوگوں لیے عرصے تک مسلمانوں کو اذیتیں پہنچائی تھیں، انہیں گھروں سے نکال کر بے گھر کیا تھا، ان سے



جنگیں لڑی تھیں اور مسلسل کئی سال تک تکلیفیں پہنچاتے رہے تھے۔ آج مغلوب اور بے بس دلا چار اس انتظار میں کھڑے تھے کہ اب دیکھتے کیا حشر ہو اور ہمیں کسی کسی سخت سزائیں دی جائیں۔ لیکن شانِ رحمت ملاحظہ فرمائیے کہ جب قریشی تہیدی حاضر خدمت کے گئے تو فرمایا: "اے قریشی گروہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح پیش آؤں؟" انہوں نے جواب دیا: "ہم آپ سے خیر کی امید رکھتے ہیں" فرمایا "جاؤ تم سب آزاد ہو"۔

یہ حکم دراصل درس بصیرت تھا کہ ایک دنیوی بادشاہ اور پیغمبر میں کیا فرق ہوتا ہے۔

اس عفو و کرم اور لطف و عنایت کا نتیجہ یہ ہوا کہ برسوں کے دشمن اور خون کے پیاسے قدموں میں گر پڑے۔ اپنے گناہوں اور جرموں کی معافی چاہی اور جوق در جوق دولتِ اسلام سے مشرف ہو کر سعادت دارین حاصل کرنے لگے۔ اس موقع پر آنحضرتؐ نے فرمایا اے گروہ قریش! اللہ نے تم سے جاہلیت کے تکبر اور باپ دادا کے حسب و نسب پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ یاد رہے کہ دنیا کے تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ سورہ فتح، حدید اور نصر میں فتح مکہ کے متعلق ارشادات مذکور ہیں:-

سورہ حدید میں ارشاد ہوتا ہے:

تم میں برابر نہیں ہیں وہ کہ جنہوں نے خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور جہاد کیا، ان لوگوں کا بڑا درجہ ہے ان سے جو کہ خرچ کریں فتح مکہ کے بعد اور جہاد کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا۔

لَا يَسْتَوِيٰ مَنكُم مَّنْ اَنفَقَ مِنْ قَبْلِ  
الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ  
الَّذِينَ اَنفَقُوْا مِنْۢ بَعْدِ وَقَاتَلُوْا وَاُولٰٓئِكَ  
اَللّٰهُ اَخْبَرُ

سورہ نصر میں فرمایا:

اِذْ جَاۤءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَاَسَاۤءَتْ  
النَّاسُ يَدَۥمُ خٰلُوْنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفُوۡا جَاۡهَ (نصر)

فتح مکہ کے بعد مسز میں حجاز ہمیشہ کے لیے شرک و بت پرستی سے پاک ہو گئی اور مشرکین عرب کی شوکت و صولت کا خاتمہ ہو گیا۔ عرب قبائل جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے اور مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا۔ جو قبائل قریش کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور اسلام کے متعلق کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکتے تھے۔ وہ ایک فیصلے پر پہنچ گئے۔ اسلام عرب سے نکل کر دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچنے لگا۔

غزوہ حنین | اگرچہ عرب قبائل مطیع ہو چکے تھے اور اسلام قبول کرتے جا رہے تھے۔ تاہم دو قبیلے ایسے تھے جو اسلام کی ترقی کو برداشت نہ کر سکے وہ بنی موزن اور لقیف۔ ہر دو قبائل کے سرداروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ اپنی قوم (قریش) پر فتح حاصل کر کے مطمئن ہو گئے ہیں۔ لہذا کیوں نہ ہم ان پر حملہ کر کے ان کا قلع مع کر دیں

اور ہمارے پاس اتنی قوت بھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے مالک بن عوف نضری کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ مالک نے بہت سے دوسرے قبائل کو بھی ساتھ ملا لیا اور اس طرح مسلمانوں کے خلاف ایک محاذ تیار کر لیا۔

آنحضرت ﷺ کو کیفیت معلوم ہوئی تو بارہ ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۰ اشوال ۶۲۷ء مطابق فروری ۶۲۷ء اسلامی لشکر حنین پہنچا۔ مہاجرین کا پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا پرچم حضرت اسید بن جبیر اور خباب بن منذر کے ہاتھ میں۔ اس طرح ہر قبیلے کا جھنڈا اس کا سردار اٹھائے ہوئے تھا۔ نبی اکرم ﷺ خود خچر پر سوار فوج کی کمان کر رہے تھے۔

یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمان اتنی کثیر تعداد میں شان و شوکت کے ساتھ میدان جنگ میں آئے تھے۔ مسلمانوں کو پہلے تو ہزیمت اٹھانی پڑی، مگر جلد ہی حضرت عباسؓ کی للکار پر ان کے قدم جم گئے اور پوری شدت سے داد شجاعت دینے لگے نتیجہ میں دشمن کو شکست ہوئی۔ اور مسلمان کامیاب ہوئے۔ بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور قریش کی رہی سہی قوت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

**غزوہ تبوک** | حجاز میں شدید گرمی پڑ رہی تھی، تالاب اور نہریں خشک پڑی تھیں۔ قحط کی صورت رونما تھی کہ خبر ملی روم کا بادشاہ ہرقل مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے ایک لشکر حرا تیار کر رہا ہے اور کئی لاکھ آدمی اس کی فوجوں میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ملی تو آپ نے بھی تیاری شروع کر دی۔ چونکہ دُور جا کر لڑنے کا معاملہ تھا اور راستہ کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ موسمی حالات بھی اچھے نہ تھے اس لیے آپ نے تمام عرب قبائل کو اصل حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ جو شخص اس مہم میں شریک ہونا چاہے وہ اس راستے کی تمام دشواریوں کو سوچ سمجھ لے

یہ پہلا غزوہ تھا جس میں نبی اکرم ﷺ نے مالی امداد کے لیے اپیل کی۔ چنانچہ مردوں اور عورتوں نے قیمتی اشیاء از قسم مویشی غلہ اور زیورات وغیرہ لا کر حضور کے قدموں میں ڈال دیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار سُرخ، تین سوادٹ اور پچاس گھوڑے پیش کئے۔ بعض روایات میں ہے کہ دس ہزار دینار اور ایک ہزار اونٹ پیش کیے۔ حضرت عمر نے اپنا آدھا مال لا حاضر کیا۔ اسی طرح حضرت عباسؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عاصم بن عدیؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بھی صاحب توفیق خاصی امداد دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا تمام کا تمام مال و اسباب لے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا ابوبکرؓ اپنے اہل و عیال کے لیے بھی کچھ چھوڑ آئے ہو کہ نہیں؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔

غرض جہاں محبان صادق اس امتحان میں پورے اترے اور مالی امداد کے علاوہ خود لڑنے کے لیے تیار ہو گئے وہاں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اس خطرناک اور تکلیف دہ مہم پر جانے سے گریز کرتے تھے۔ بہر حال تیس ہزار فوج کے ہمراہ آپ نے شام کا رخ کیا۔ مدینہ اور دمشق کے درمیان مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر مقام تبوک ہے۔ یہاں اسلامی لشکر نے قیام کیا۔

ہر قتل کو مسلمانوں کے جذبہ ایثار و فداکاری اور جرأت و عزم کا اندازہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمان از خود اس کی سرحد پر پہنچ گئے ہیں تو وہ گھبرایا اور جنگ کا ارادہ ترک کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کے لیے یہ موقع غنیمت تھا اگر آپؐ چاہتے تو شام پر پتہ بول دیتے۔ لیکن ملک گیری آپؐ کا مسلک نہ تھا بلکہ محض اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ مقصود تھا۔ چنانچہ جب آپؐ کو ہر قتل کے تبدیلی ارادہ کا پتہ چلا تو جنگ سے ہاتھ روک لیا اور پرامن طریقے سے لوٹ آئے۔

پیچھے رہ جانے | تبوک کا سفر مسلمانوں کے لیے سخت آزمائش تھی سیکڑوں میل کی مسافت، بادِ سموم اور پتی ہوئی ریت والے لوگ سے واسطہ، چنانچہ بعض مسلمان ایسے بھی تھے جن کے دل میں خدا اور رسولؐ کی سچی محبت تو پاٹی جاتی تھی

وہ سچے اور مخلص مسلمان تھے مگر اس موقع پر ان سے ادا کے فرض میں کوتاہی ہوئی اور وہ لشکر میں شریک نہ ہوئے۔

چونکہ تبوک کا واقعہ قومی دفاع کا ایک نازک اور نہایت اہم مسئلہ تھا اس لیے لشکر میں شریک نہ ہونے والے رخصتین مخلصین یعنی پیچھے رہ جانے والے کہا گیا ہے (مسلمانوں سے باز پرس ضروری ہو گئی۔

ان پیچھے رہ جانے والوں میں بعض نہایت مقدر ہستیاں بھی شریک تھیں مثلاً کعب بن مالک، جو عقبہ کی دوسری محبت میں شریک تھے، یعنی سب سے پہلے پیغامِ حق قبول کرنے والوں میں سے تھے۔ علاوہ ازیں ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع تھے جو جنگ بدر میں قریش کے خلاف لڑ کر عظمت اور برتری کا سب سے اونچا مقام حاصل کر چکے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تین اصحابؓ سے یہ فرد گزاشت محض اتفاقیہ ہوئی۔ موقع اور محل کی اہمیت کا پورا اندازہ نہ کیا اور تساہل سے کام لیا۔ آنحضرت ﷺ واپس تشریف لائے تو تینوں نے عذر پیش کیا۔

کعب کہتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سچی بات بنا دی یعنی سستی اور کاہلی کا اقرار کر لیا۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ خدا فیصلہ فرمادے۔ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کو یہی حکم ملا۔ پھر حضورؐ کے حکم پر ہم تینوں کا مقاطعہ کر دیا گیا سب نے ہم سے منہ پھیر لیا۔

کعب کا بیان ہے کہ میں روزانہ مسجد میں آتا، باجماعت نماز ادا کرتا، اکثر نماز کے بعد خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتا مگر آپؐ روئے مبارک پھیر لیتے۔

ایک دن میں اپنے چھیرے بھائی کے پاس گیا۔ مجھے تمام عزیزوں میں اس سے زیادہ محبت تھی۔ مگر اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے دیکھے دل سے بار بار کہا کہ کیا میں مسلمان نہیں ہوں؟ کیا میرا دل خدا اور رسولؐ کی محبت سے لبریز نہیں؟ بالآخر وہ بولا: اللہ ورسولہ اعلم۔ یہ سن کر میری آنکھیں اشکیار ہو گئیں۔

کعب کہتے ہیں کہ شام کے غسانی حاکم نے میرے پاس قاصد بھیجا کہ تمہارے آقا نے تم سے منہ پھیر لیا ہے تم میرے پاس آ جاؤ میں تمہیں عزت سے رکھوں گا۔ یہ ایک نئی آزمائش تھی۔ میں نے حاکم کا خط پڑھ کر حلا دیا اور قاصد سے کہا اپنے آقا سے

۱۔ تصنیف القرآن میں مرارہ بن کعب لکھا ہے (جلد چہارم ص ۵۲)

کہہ دو کہ میرے آقا کی بے لگائی تمہارے آقا کی التفات سے کئی گنا بہتر ہے۔

**معافی** | چالیس دن کے بعد حکم ہوا کہ بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ کعب کہتے ہیں کہ میں نے حکم لانے والے سے پوچھا کہ صرف الگ ہو جاؤں یا اسے طلاق دیدوں۔ اس نے کہا صرف علیحدگی کا حکم ہے۔ چنانچہ میں نے بیوی کو اسی وقت میکے بھیج دیا۔ اس کے بعد میری زندگی بالکل تاریک ہو گئی۔ دس دن اور گزرے۔ ایک دن مکان کی چھت پر بیٹھا تھا کہ ایک آواز میرے کانوں میں آئی "کعب مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہوئی" اب لوگ گروہ درگروہ مجھے مبارک دینے چلے آ رہے تھے۔ میں مسجد میں گیا حضورؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا، کعب! میں تجھے اس دن کی بشارت دیتا ہوں جو تیری زندگی کا سب سے بہتر دن ہے۔"

میں نے عرض کیا میں اس خوشی میں اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دیتا ہوں۔ فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا نصف۔ فرمایا نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا ایک تہائی۔ فرمایا خوب ہے۔" (جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے اس واقع سے صرف یہ جتنا نامقصود تھا کہ قومی دفاع کے سہم مواقع پر کسی مسلمان کے لیے سستی اور کاہلی جائز نہیں۔)

**وفدوں کا سال** | ہجرت کے نویں سال کا آخری حصہ اور دسواں سال مدینہ میں عرب قبائل کے وفد کی آمد کا سال ہے۔ سب سے پہلا وفد طائف کے باشندوں کا تھا۔

اہل طائف اسلام کے سخت مخالف تھے۔ ان کا ایک قبیلہ ہوازن اسلام قبول کر چکا تھا۔ اہل طائف نے ان پر سجد سختی کی۔ کئی جان سے مارے گئے۔ بعد میں جب اسلام نے قوت پکڑی تو اہل طائف نے بھی سوچا کہ اب اسلام کی مخالفت بے سود ہے۔ چنانچہ ہجرت کے نویں سال کے آخری حصہ میں انھوں نے چھ سرداروں اور بیس دوسرے آدمیوں پر مشتمل ایک وفد آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ بھیجا اور اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

اسی سال بنی تمیم کا وفد آیا۔ غرض نویں سال کے اختتام سے پہلے ہی جزیرہ نمائے عرب کے جنوب اور مشرق میں اسلام پھیل چکا تھا۔ یمن، ہجرہ، بحرین، عمان اور یمامہ کے بہت سے سرداروں نے وفد یا خطوط بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔ ہی ثعلب عیسائی تھے جن میں سے بعض مسلمان ہو چکے تھے۔ ان نو مسلموں کا بھی ایک وفد مدینہ آیا جو سولہ افراد پر مشتمل تھا۔ آنحضرتؐ نے انھیں اجازت دی کہ جو عیسائی اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہیں وہ رہ سکتے ہیں۔

سب سے مشہور وفد نجران کے عیسائیوں کا تھا جس میں ستر آدمی تھے یہ لوگ رومن کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ دوسرے تمام وفد صحابہؓ کے گھروں میں آئے جاتے تھے مگر اس وفد کو مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا گیا اور وہیں انھیں عبادت کرنے کی اجازت بھی دی گئی۔ ان سے اسلام کے متعلق خاصہ بحث مباحثہ ہوا۔ نتیجہ میں اسلام کی حقانیت ان کے دلوں میں بیٹھی گئی۔ مگر اپنے مذہب کو چھوڑنا پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ معاہدہ کر کے واپس ہوئے۔

دسویں سال میں کے بعض دوسرے قبائل کے وفود آئے۔ ان میں بجلیلہ کا ایک وفد بھی تھا جن کا مشہور مندر  
میں کا کعبہ سمجھا جاتا تھا۔

وائل اور اشعث نام حضرموت کے دوسرا چند آدمیوں کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کر کے چلے گئے۔  
غرض نویں سال کے آخر میں جنگوں کا سلسلہ بند ہو چکا تھا قبیلہ کے بعد قبیلہ اور قوم کے بعد قوم کا وفد مدینہ آتا اور  
اسلام قبول کر کے یا معاہدہ کر کے چلا جاتا۔ لوگ گروہ درگروہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ دس سال کے اندر  
اندر سوائے چند یہود اور نصاریٰ کے ملک عرب میں اسلام ہی اسلام نظر آنے لگا۔ ہر طرف اللہ اکبر کی صدا بلند ہونے  
لگی۔ کل جس شخص کو محزون اور دیوانہ کہہ کر اینٹیں اور پتھر مارے جاتے تھے۔ آج اس کے پاس ملک کے طول و عرض سے  
مختلف قومیں اور قبیلے اپنے وفود بھیج کر صلح اور اخوت کی خواہش ظاہر کر رہے تھے اور اس کے دین میں داخل ہونا باعثِ فخر  
و نجات سمجھتے تھے۔ تاریخ اس عظیم الشان ذہنی، اخلاقی اور دینی انقلاب کا نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

**حجۃ الوداع** | نویں سال حج فرض ہوا۔ اسی سال آپ نے حضرت ابوبکر کو مسلمانوں کا امیر مقرر کر کے حج کرنے بھیجا بعد ازاں  
سورہ براہ کی ابتدائی آیات کے اعلان کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ کہ آئندہ کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے۔ دسویں  
سال میں کل عرب مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ اسی سال آنحضرت منہود حج کے لیے نکلے وہ مقام ربیع اللہ جہاں آپ تنہا پھر نے  
رہتے تھے اور کوئی آپ کی بات کو سننا پسند نہ کرتا تھا، آج وہاں اطراف عرب کے ایک لاکھ چوبیس ہزار جاں نثاروں کے  
جلو میں عظمت الہی کا پیکر نیکر کھڑے تھے۔ اس عظیم الشان اجتماع میں ایک بھی کافر اور مشرک نظر نہ آتا تھا بلکہ ہر طرف اسلام  
ہی اسلام دکھائی دے رہا تھا۔ یہ وہ کامیابی تھی جو آنحضرت ص کے سوا کسی انزلیش کو نہ ملی تھی اور آئندہ ملنے والی تھی۔ کل عرب  
اسلام کے آگے گردن جھکا چکا تھا اور دین بھی اپنے کمال کو پہنچ چکا تھا۔ اب قیامت تک یہ ضرورت باقی نہ رہی تھی کہ کوئی  
شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت پر ناز ہو کیونکہ نبوت کا کام بھی کمال کو پہنچ چکا تھا۔ انسان کی ساری مذہبی ضرورتیں  
کا انتظام قرآن اور شریعت میں کر دیا گیا تھا۔

حج کے موقع پر رسول اللہ ص نے دو یاتین خطبے دیے، ان تمام خطبوں میں آپ نے امت کو جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا

خلاصہ درج ذیل ہے :-

اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سن لو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال

کے بعد پھر بھی میں اس موقع پر تمہارے درمیان ہوں گا۔

تم جانتے ہو یہ کونسا دن ہے؟ یہ یوم النحر یعنی قربانی کا دن ہے

تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ یہ حرمت کا مہینہ ہے۔ پس میں تمہیں

اطلاع دیتا ہوں کہ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری

عزتیں اسی طرح ایک دوسرے پر حرمت کا استحقاق رکھتی ہیں، جیسے اس حرمت والے شہر میں اس حرمت والے مہینے میں یہ حرمت والادن - دیکھو حاضر غائب کو یہ بات پہنچا دے اور تم اپنے رب سے <sup>بسم اللہ</sup> ملنے والے ہو، سو وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا۔ آج تمام سود کی رقمیں چھوڑی جاتی ہیں اور عباس بن عبدالمطلب کے سود کی رقم بھی چھوڑی جاتی ہے۔ آج تمام خون جو جاہلیت میں ہو چکے ان کا قصاص موقوف کیا جاتا ہے اور سب سے پہلے ربیع بن الجرحث ابن عبدالمطلب کے خون کا قصاص موقوف کیا جاتا ہے۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری سرزمین میں اس کی عبادت پھر کبھی ہو لیکن اس کے سوائے رب پرستی کو چھوڑ کر، اگر اور امور میں اس کی اطاعت کی گئی، ایسے اعمال میں جنہیں تم حقیر خیال کرو تو یہ اس کی خوشی کا موجب ہوگا۔ پس اپنے دین میں اس سے بہت احتیاط کرو۔

پھر اے لوگو! تمہارے تمہاری بیبیوں پر حق ہیں اور تمہاری بیبیوں کے تم پر حق ہیں۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں خدائے تعالیٰ کی امانت ہیں۔ پس تم ان سے نیک سلوک کرو اور تمہارے غلام - دیکھو تم ان کو وہ خوراک دو جو خود کھاتے ہو اور وہ لباس پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔

اے لوگو! میری بات کو سن لو اور اسے سمجھ لو۔ جان لو کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تم سب بھائی کیساں ہو اور تم سب ایک ہی سلسلہ اخوت میں ہو۔ پس کسی شخص کے لیے اپنے بھائی سے کچھ لینا جائز نہیں مگر وہی جو وہ اپنے نفس کی خوشی سے خود دے پس اپنے لوگوں پر ظلم مت کرو یعنی ان کا کوئی حق مت چھینو۔

یہ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے بلند آواز سے پوچھا کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ سب نے یکر بان ہو کر کہا

ہاں ابے شک آپ نے پہنچا دیا۔

**علالت اور وفات** | حجۃ الوداع سے واپسی پر ۱۰ ہجری ماہ صفر کے آخری ایام میں آنحضرتؐ بیمار ہوئے۔ اس وقت آپؐ اسامہ بن زید کی سرکردگی میں ایک لشکر کو شام کی مہم پر جانے کا حکم دے چکے تھے۔ آپؐ نے حالت بیماری میں خود علم حضرت اسامہؓ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ ایسے عظیم انسان بھی اس لشکر میں سپاہی کے طور پر شریک تھے لشکر نے مدینہ کے باہر پڑاؤ ڈالا لیکن اس دوران میں آنحضرتؐ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اس لیے لشکر کی روانگی رک گئی۔ بیماری کے دوران آپؐ حضرت عائشہؓ کے ہاں رہے۔ اور اسی حالت میں مسجد میں آکر امامت کرائے رہے۔ نماز کے بعد ایک وعظ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اس دنیا کی زندگی میں اور خواص کے پاس ہے اختیار دیا، سو اس بندے نے جو اللہ کے پاس ہے اُسے چن لیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ کے ان فقروں کا مطلب سمجھ لیا یعنی وہ اپنی وفات کی طرف اشارہ کر رہے تھے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جتنے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں وہ سب سوائے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے بند کر دیے جائیں۔ پھر مہاجرین کو نصیحت فرمائی کہ انصار کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتے رہا کریں۔ اگلے روز کمزوری زیادہ بڑھ گئی چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو امامت کرنے کا حکم دیا۔ وہ چند روز تک لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ ایک دن قدرے افاقہ ہونے پر آپؐ نے مسجد میں قدم رکھا۔ مگر صنعت زیادہ ہونے کے باعث واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے اہل خانہ میں سے کسی کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آنحضرتؐ نے اشارے سے مسواک طلب کی اور خوب منہ صاف کیا۔ اس کے بعد نا طاقی بہت زیادہ ہو گئی۔ اللہم فی الترفیق الاعلیٰ کے الفاظ زبان مبارک سے جاری تھے اور اسی حالت میں بنی نوع انسان کے ساتھ حق رفاقت ادا کر کے خود رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ یہ ربیع الاول دو شنبے کا دن تھا۔ عمر وفات کے وقت تریسٹھ سال کی تھی۔

وفات کی خبر سن کر لوگ مسجد میں جمع ہو گئے حضرت صدیق اکبرؓ کا گھر مدینہ سے دو تین میل کے فاصلے پر تھا آپؐ خبر ملتے ہی حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں پہنچے۔ رُخ مبارک سے کپڑا اٹھا کر پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ فرط غم سے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اس کرب و بے چینی کے عالم میں مسجد میں آئے اور ممبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے یوں خطاب فرمایا:

”لے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد وفات پا گئے اور جو کوئی خدائے واحد کی پرستش کرتا تھا تو بلاشبہ اللہ زندہ جاوید ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔“

اس مدائے حق کے گونجتے ہی صحابہؓ میں سکون و اطمینان کی ایک لہر دوڑ گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس اعلان کے بعد

یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور محمد ایک رسول ہی ہیں۔ ان سے پہلے سب رسول

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ

مرچکے ہیں۔ پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اس لیے پاؤں پر پھر جاؤ گے؟

مِنْ تَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ  
الْقَلْبُ مُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔

(آل عمران: ۱۲۳)

تمام صحابہ کی زبانوں پر بھی یہی آیت جاری تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ابھی ابھی اس آیت کا نزول ہو رہا ہے۔ مجھے وفات رسولؐ نے بہت اور بے حال کر دیا تھا، مگر ابو بکرؓ نے جو کچھ کہا اس سے سب کچھ میرے سامنے آ گیا۔

**ازواج مطہرات** | آنحضرتؐ نے سب سے پہلی شادی پچیس برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کی جو بیوہ تھیں اور جن کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی۔ سوائے ابوہریرہؓ کے آپ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لطن سے تھی۔ آنحضرتؐ نے پچیس سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزارے، یعنی آپ کی عمر پچاس سال کی تھی جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔ اس میں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہ کیا۔

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ کا نکاح آنحضرتؐ سے کر دیا۔ آپ کی ازواج میں یہی کنواری تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نسبت ہو جانے کے بعد ایک عمر سیدہ خاتون حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے نکاح کیا۔ حضرت سودہؓ کا شوہر ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا، جہاں سے واپسی پر وفات پا گیا تھا۔

سنتھ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے جن کا شوہر جنگ بدر میں مارا گیا تھا، نکاح کیا۔ اسی سال عبداللہ بن جحش جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کی بیوی زینب بنت خزیمہ کو آپ نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔

سنتھ میں ابوسلمہ کی بیوہ ام سلمہ سے جن کا اصل نام ہند تھا نکاح کیا۔

زینب بنت امیم آنحضرتؐ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ ان کے خاوند زید نے انھیں طلاق دے دی تو آنحضرتؐ نے انھیں اپنی زوجیت میں لے لیا۔

غزوہ بنی المصطلق کے بعد رئیس عرب حارث کی بیٹی جویریہ قیدیوں میں آئی۔ حارث اپنی بیٹی کا ثدیہ لے کر خدمت نبویؐ میں حاضر ہوا اور اپنے دو بیٹوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ حضرت جویریہ کا شوہر مرچکا تھا۔ چنانچہ حارث نے خود جویریہ کو آنحضرتؐ کے نکاح میں دے دیا۔

سنتھ ہجری میں ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے نکاح کیا، اسی سال غزوہ خیبر پیش آیا جس میں یہودیوں کے سردار کی بیٹی صفیہ قیدیوں میں آئی۔ آنحضرتؐ نے اُسے آزاد کر کے نکاح کر لیا۔

اسی سال ماریہ قبطیہ جسے شاہ مصر نے تحفہ کے طور پر آپ کی خدمت میں بھیجا تھا، آپ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ انھیں



کے بطن سے ابراہیم تولد ہوئے۔ میمونہ بنت الحارث سے بھی اسی سال نکاح ہوا۔

آنحضرت ص کے عادات و خصائل | سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول کے اخلاق و عادات کی

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ  
حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ  
وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (احزاب ع ۲۱)

تصویر ان مختصر الفاظ میں پیش کرتا ہے:۔  
یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے،  
اس کے لیے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو  
بہت یاد کرتا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ کا خلق قرآن تھا یعنی آپ کی روزمرہ زندگی قرآن کریم کی تعلیم کا عملی نمونہ ہے جس طرح  
قرآن زندگی کے ہر شعبے اور شاخ کے متعلق اعلیٰ اخلاقی تعلیم دیتا ہے۔ آنحضرت ص کی زندگی بعینہ اسی طرح اخلاق کا مکمل مجموعہ ہے۔  
آپ کی صداقت، امانت اور دیانت سارے عرب میں مشہور تھی۔ اس بنا پر لوگوں نے آپ کو امین کا لقب دیا۔ اسلام کا بدترین  
دشمن ابوجہل بھی اعتراف کرتا تھا کہ ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے، مگر اس پیغام کو جو آپ لائے ہیں جھوٹا کہتے ہیں۔ حد درجہ حیا دار تھے۔ آپ  
نے حیا کو ایمان کی ایک شاخ قرار دیا ہے (الحیاء شعبۃ من الايمان) بڑوں اور چھوٹوں کی یکساں عزت کرتے تھے۔ اپنی رضائی  
والدہ، رضائی والد اور رضائی بہن کی خاطر کھڑے ہو جاتے اور ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھا دیتے۔ راستہ  
سے گزرتے وقت چھوٹے بچوں تک کو خود سلام کہتے۔ اپنی اولاد کی بھی عزت کرتے اور امت کو بھی تلقین فرماتی کہ "اکرموا اولادکم"  
(اپنی اولاد کی عزت کرو)

سادگی اور نفاست | لباس ہمیشہ سادہ رہا۔ پیوند لگے ہوئے کپڑے بھی پہنتے تھے۔ اچھا لباس مل جاتا تو وہ بھی زیب تن  
فرمایا کرتے۔ تاہم اکثر سادہ اور صاف لباس پہنتے۔ نہایت سادہ مکان میں رہتے۔ جس میں ایک چارپائی،  
ایک پانی کی ٹھلیا یا چٹائی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ گھر میں برابر کئی کئی دن تک آگ نہ جلتی صرف کھجور کھا کر اور پانی پی کر گزارا کرتے۔  
مال و دولت پیسہ آسکتا تھا مگر اس کی طرف مطلق رغبت نہ تھی۔ جو کچھ آتا دوسرے لوگوں پر خرچ کر دیتے اور خود تنگی سے  
بسر کرتے۔

بدن نہایت صاف رکھتے داڑھی اور سر کے بالوں کو کنگھی کرنے اور دھونے سے صاف رکھتے۔ خوشبو بھی استعمال  
کیا کرتے تھے۔ آپ کے لباس یا بدن سے کبھی بونہ آتی تھی۔ یعنی سادگی کے باوجود حد درجہ صاف ستھرا رہتے۔

اپنا اور گھر کا سارا کام خود سرانجام دیتے۔ خود ہی اپنی بکریوں کا دودھ دوہتے، اپنے کپڑے اور جوڑے مرمت کر لیتے۔ گھر میں  
جارو بھی لگا لیتے۔ جب مسجد بنی تو خود مزدور کی حیثیت سے کام کیا۔ جنگ خندق کے موقع پر خود معمولی سپاہی کی حیثیت سے  
کدال چلاتے اور مٹی اٹھاتے رہے۔ بہو و اسلف خود بازار سے خرید لاتے۔

عجز و انکسار اور بے تکلفی | تکلف کی عادت نام کو نہ تھی۔ نام و نمود سے سخت نفرت تھی اور اس سے بیزاری کا اظہار

کرتے تھے۔ آپ کی آمد پر صحابہ تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ ایک دفعہ ایک شخص احترام کے طور پر آپ کا ہاتھ چومنے کو آگے بڑھا آپ نے اسے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ کھانے پر ہمیشہ بے تکلفی سے بیٹھتے۔ کسی بھی شخص کو خواہ وہ غلام ہوتا اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ چلتے تو اس طرح کہ لوگ آپ کے آگے پیچھے ہوتے اور یہ تپہ نہ چلتا کہ سردار کون ہے۔ نو وارد آپ کو پہچان نہ سکتا اور نہ پوچھنے کی ضرورت پیش آتی۔

اپنے دوستوں سے حد درجہ محبت کا سلوک ردا رکھتے۔ کوئی مصافحہ کرتا تو ہاتھ چھوڑنے میں آپ پہل نہ کرتے۔ ہر ایک سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ کبھی تکلف کی خاموشی اختیار نہ کرتے بلکہ صحابہ سے مزاح کی باتیں بھی کر لیا کرتے۔ کبھی کسی کی بُرائی سنا پسند نہ کرتے۔ اپنے صحابہ سے سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔ ہر ایک کی عزت کے لیے کنیت سے پکارتے کوئی خطا کرتا تو چشم پوشی کرتے اور کبھی اشارتاً بھی کسی کو اس کا قصور نہ جھلاتے۔

عفو و درگزر دشمنوں کے ساتھ فیاضی کے جو عملی نمونے آپ نے پیش کیے ان کی نظیر تاریخ عالم پیش نہیں کر سکتی۔ فتح مکہ کے سلسلہ میں عفو عام کا اعلان کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ کے خطرناک دشمن جنہوں نے مسلمانوں پر ایسے مظالم کیے تھے جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں بغیر کسی درخواست کے انہیں معاف کر دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ذات کے متعلق کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا اور ہمیشہ معاف کیا۔ البتہ جہاں اصلاح کے لیے سزا ناگزیر ہوتی وہاں سزا ضرور دیتے۔

عدل و انصاف انصاف کے معاملہ میں سخت سے سخت دشمن اور عزیز سے عزیز دست میں کوئی فرق ردا نہ رکھتے تھے۔ اپنوں کے علاوہ غیروں اور دشمنوں تک میں آپ کی انصاف پسندی مسلم تھی۔ چنانچہ غیر مسلم بھی اپنے تنازعات آنحضرت سے طے کرتے اگر مسلمان حق پر ہوتا تو فیصلہ اس کے حق میں کرتے اور اگر یہودی حق بجانب ہوتا تو مسلمان کے خلاف فیصلہ صادر کر دیتے۔

انصاف پسندی کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ ایک مرتبہ کسی بڑے گھرانے کی عورت نے چوری کی لوگوں نے کوشش کی کہ آنحضرت سے کہلا کر اسے معاف کر دیا جائے۔ حضور کو تپہ چلا تو صحابہ کو جمع کر کے فرمایا بعض لوگ ایک معاملہ میں میرے پاس سفارش لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر میں ہرگز بے انصافی نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ چوری کرے تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔ وفات سے چند روز قبل اعلان فرمایا کہ اگر کسی کا مجھ پر قرض ہو تو وصول کر لے اور اگر مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو قصاص لے لے۔

ہمدردی، فیاضی اور فیاضی، ہمدردی، غریبوں اور مظلوموں کی دادرسی کا جذبہ آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کسی بھی انسان کو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم مصیبت میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ نہ کسی پر ظلم ہوتا گوارا کر سکتے تھے۔ کبھی کسی سائل کو خالی نہیں جانے دیا۔ خود بھوکے رہے مگر دوسروں کو کھلایا۔ خود پیوند لگے پھٹے پائے۔

کپڑے پہنے، مگر دوسروں کو لباس مہیا کیا، خود ہر قسم کی تکلیف اٹھائی مگر دوسروں کو مصیبت سے نکالا۔ تیمیوں، بکیوں، ضعیفوں اور یتیموں کی جائے پناہ تھے۔ بچوں اور عورتوں کے حقوق مردوں پر، غلاموں کے حقوق آقاؤں پر، محکوم کے حقوق حاکم پر اور رعیت کے حقوق بادشاہ پر قائم کیے۔ بچوں سے آپ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ ہمسایوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ کسی کی علالت کا علم ہو جاتا تو فوراً عیادت کے لیے جاتے۔ کوئی وفات پا جاتا تو جنازہ میں شریک ہوتے۔ غرض خدا نے ایسا درد مند دل عطا کیا تھا کہ جس میں خلق خدا کی ہمدردی ہر وقت جوش مارتی رہتی تھی۔

**جانوروں سے ہمدردی** | انسانوں کے علاوہ جانوروں سے بھی آپ کو بہت ہمدردی تھی۔ عرب میں جانوروں پر ظلم کرنا کوئی عیب نہ تھا۔ آپ نے ان مظالم کو موقوف کیا۔ تلی کو بھوکا رکھنے، جانوروں کو باہم لڑانے اور ان کا تماشا دیکھنے کی سخت ممانعت فرمائی۔ کسی شخص نے ایک پرندے کا انڈا اٹھا لیا۔ آپ نے فرمایا اسے وہیں رکھ دو۔ ایک شخص نے جھاڑی سے کسی پرند کے بچے کھل لیے آپ نے انھیں وہیں رکھوایا۔ کمزور اور ناتواں جانور نظر پڑ جاتا تو فرماتے ان جانوروں کے بارے میں خدا سے ڈرو یعنی انھیں پوری غذا دیا کرو۔

**ہمان نوازی** | ہمان نوازی جیسی اعلیٰ اخصلت آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ گھر میں اپنے لیے تھوڑی سی خوراک موجود تھی کہ ہمان آگیا۔ آپ نے سب کچھ ہمان کے سامنے پیش کر دیا اور خود بھوکے سوئے۔ ایک مرتبہ رات کے لیے تھوڑے سے بکری کے دودھ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اتفاقاً رات کو ایک ہمان آگیا۔ آپ نے دودھ اُسے پلا دیا اور خود بھوکے پڑ رہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اسے چاہیے کہ اپنے ہمانوں کی عزت کرے۔

**شجاعت و استقلال** | جب کسی کام کا ارادہ کرتے تو رحمت خداوندی پر بھروسہ کر کے اس پر چم جاتے۔ راستے میں ہزار مشکلیں اور عزم و ہمت | آئیں، قدم قدم پر مصیبتوں، ناکامیوں اور مایوسیوں کا سامنا ہوتا مگر آپ کبھی ہمت نہ ہارتے اور اپنے ارادے میں گمن عزم و استقلال کے ساتھ بڑھتے چلے جاتے۔ چنانچہ کبھی کسی کام میں ناکامی کا منہ نہ دیکھا اور ہمیشہ اللہ کے فضل سے کامیاب و کامران رہے۔ میدانِ احد میں مصیبت اٹھانے کے باوجود اگلے دن ہی دشمن کا تعاقب کرنے پر تیار ہو گئے۔ مکہ میں عاروں طرف ناکامی ہی ناکامی نظر آئی۔ غیر تو غیر انہوں نے بھی آپ کی بات سننے سے انکار کر دیا اور مخالفت پر اتر آئے مگر پائے استقلال میں ذرا لغزش نہ آئی اور اپنے مشن پر قائم رہے۔

دشمن کا خوف کبھی آپ کے دل میں باگزین نہ ہوا۔ مکہ میں آپ کے قتل کے منصوبے ہو چکے تھے۔ آپ کو پتہ بھی لگ چکا تھا اور بظاہر قتل سے بچنے کی کوئی سبیل بھی نظر نہ آتی تھی تاہم آپ معمول کے مطابق آزادانہ طور پر گھر سے باہر جاتے اور واپس آتے۔ دن کے علاوہ رات کو بھی آپ نے باہر نکلنا بند نہ کیا۔ بالآخر مکہ سے نکلے تو اس طرح کہ پہلے سب دوستوں کو مکہ سے نکالا بعد میں خود نکلے۔ غارِ ثور میں دشمن سر پہ آ پہنچا، تو آپ کے واحد ساتھی حضرت ابو بکرؓ گھبرائے مگر آپ نے فرمایا "لا تخزن" رگم نہ کرو۔ میدانِ جنگ میں جب ساری فوج نرغہ میں آگئی تو آپ نے کمالِ درجہ کی شجاعت دکھائی۔ آوازیں دے دے کر فوج کو اکٹھا کیا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پھر اکیلے دشمن کی طرف بڑھے اور پکار کر کہا "میں رسول اللہ ہوں۔" آپ کو درخت کے نیچے اکیلے پا کر ایک دشمن تلوار لے کر جھپٹا اور کہا "اب تمہیں کون مجھ سے بچا سکتا ہے؟" آپ ذرا ہراساں نہ ہوئے اور بڑی تمکنت سے فرمایا "اللہ" جس پر دشمن خود ہراساں ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔

غرض یہ آنحضرت ص کی ذات تھی جس نے نوع انسانی کو جہالت، گمراہی، بد اخلاقی اور توہم پرستی کی قید سے نکال کر روشنی ہدایت، اخلاق آزادی اور تہذیب و علم کے بلند ترین مینار پر پہنچا دیا۔ ذاتی اخلاق و عادات، واقعات اور عملی زندگی کے لحاظ سے تاریخ کوئی دوسرا انسان پیش کرنے سے قاصر ہے جس نے قلیل مدت کے اندر عرب اور اس کے اطراف و اکناف کے جاہل اور اجڈ انسانوں میں ہدایت و نور کی روح پھونک دی۔ اور انہیں تمام اخلاقی بیماریوں سے آزاد کر کے صحت مند اور توانا قوم بنا دیا۔

ایک طرف آپ نے کلمہ حق بلند کر کے خدائے عز و جل کی عزت و جبروت قائم کی تو دوسری طرف عدل و انصاف، اتوت و ہمدردی، مساوات اور وحدت نسل انسانی کو بھی اوج کمال پر پہنچایا۔

**حضور کی دعائیں** | آنحضرت ص نے اللہ تعالیٰ کے حضور مختلف اوقات میں جو دعائیں مانگیں ان میں سے چند جامع دعائیں

درج ذیل ہیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ

اے اللہ بخش دے میری خطا کو، میری نادانی کو، کاموں میں میری زیادتی کو اور اس گناہ کو جس کا علم مجھ سے زیادہ تھکوتے یا اللہ بخش دے میری اس بات کو جس کو میں نے ارادہ اور سعی و کوشش کے ساتھ کیا ہو اور اس بات کو جو سنسی اور دل لگی میں کی ہو اور ان باتوں کو جو دانستہ یا نادانستہ کی ہوں اور یہ تمام باتیں مجھ میں ہیں۔ اے اللہ بخش دے میرے پہلے گناہوں کو یا پچھلے گناہوں کو۔ مخفی گناہوں کو۔ ظاہر گناہوں کو اور ان گناہوں کو جن کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ تو میری آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ درست کر دے میرا دین وہ دین جو میرے کاموں کا محافظ ہے اور درست کر دے میری دنیا وہ دنیا جس میں میری زندگی گانی ہے اور درست کر دے میری آخرت جس کی طرف مجھ کو جانا ہے اور میری زندگی کو زیادہ کر دے جو سبب ہے نیکی کا اور

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَاسْرَافِي  
فِيْ اَمْرِيْ وَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ . اللّٰهُمَّ  
اغْفِرْ لِيْ جِدَّتِيْ وَ هَزْلِيْ وَ خَطَايَايَ وَ عَمْدِيْ وَ  
كُلَّ ذَا لِكَ عِنْدِيْ . اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ  
وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَنْتَ  
اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخَّرُ وَ اَنْتَ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (مسلم)

اللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ هُوَ  
عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَ اَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ  
فِيْهَا مَعَاشِيْ وَ اَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَاتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا  
مَعَادِيْ وَ اجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ

بنا میرے لیے موت کو ہر بُرائی سے راحت و آرام کا سبب ہے  
 اے اللہ میں طلب کرتا ہوں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری،  
 پاک دامنی اور بے پروائی۔

اے اللہ ہدایت دے مجھ کو اور سیدھا کر مجھ کو۔

جب تو ہدایت کو طلب کرے تو تصور میں رکھ راستے کے سیدھا  
 چلنے کو اور جب سوال کرے تو راستی کا تصور کر راستی تیر کی  
 اے اللہ مجھ کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما۔ مجھ کو ہدایت دے  
 مجھ کو عافیت سے رکھ اور رزق عطا فرما۔

اے اللہ عطا فرما ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی  
 اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

اے میرے پروردگار میری مدد کر اور نہ مدد کر میرے خلاف کسی  
 کی اور فتح عنایت کر مجھ کو اور نہ فتح دے میرے مقابلہ پر کسی کو  
 اور تدبیر کر میرے لیے اور نہ تدبیر کر میرے خلاف کسی کی اور ہدایت  
 دے مجھ کو اور آسان کر میرے لیے راہِ راست پر چلنا اور میری  
 مدد کر اس کے خلاف جس نے مجھ پر زیادتی کی ہو۔ اے پروردگار  
 مجھ کو اپنا شکر گزار بنا۔ اپنا ذکر کرنے والا بنا۔ اپنے سے ڈرنے والا  
 بنا۔ اپنا فرمانبردار بنا۔ اپنی طرف عاجزی کرنے والا، زاری کرنے  
 والا اور رجوع کرنے والا بنا۔ اے پروردگار میری توبہ قبول کر لے  
 میرے گناہوں کو دھو ڈال۔ میری دعا کو قبول فرما۔ میری حاجت و  
 دلیل کو باقی رکھ۔ میری زبان کو سچا بنا۔ میرے دل کو ہدایت دے۔  
 اور میرے سینے کی سیاہی نکال۔

اے اللہ مجھ کو اپنی محبت عطا فرما اور اس شخص کی محبت عنایت  
 کر جس کی محبت مجھ کو نفع دے۔ اے اللہ جو مجھ کو لے مجھ کو  
 اس چیز میں سے دیا ہے جس کو میں پسند کرتا ہوں تو اس کو میری  
 قوت کا ذریعہ بنا اس چیز میں جس کو تو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ

وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَيْءٍ رَسْمٌ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالْقَنَى  
 وَالْعِفَافَ وَالْعَيْهَ رَسْمٌ  
 اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسِدِّدْنِي -

(مسلم)

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي  
 وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي رَسْمٌ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَرَبِّي  
 الْآخِرَةَ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَسْمٌ بِنَا  
 رَبِّ أَعْيَنِي وَلَا تَعْنُ عَلَيَّ وَالصُّرْتِي  
 وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ  
 وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ الْهُدَى لِي وَالصُّرْتِي  
 عَلَيَّ مَنْ بَعَى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي شَاكِرًا لَكَ  
 ذَاكَ لَكَ رَاهِبًا لَكَ - مَطْوَعًا لَكَ مُجْتَنًا  
 إِلَيْكَ إِذَا مَا مِنْبَابُ تَقَبُّلِ تَوْبَتِي وَ  
 اغْسِلْ حَوْبَتِي وَاجِبُ دَعْوَتِي وَنَيْتِ حُجَّتِي  
 وَسِدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي أَوْ اسْأَلْ  
 سَخِيمَةَ صَدْرِي -

(ترمذی - ابوداؤد - ابن ماجہ)

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ  
 يُنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ - اللَّهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي  
 مِمَّا أَحْبَبْتُ فَاجْعَلْهُ تَوْبَةً لِي نِيَامًا حُبُّ - اللَّهُمَّ  
 مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أَحْبَبْتُ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي

فِي مَا نَحِبُّ.

(ترمذی)

اللَّهُمَّ اقْسِمْنَا مِنْ خَشِيَّتِكَ مَا  
تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَ  
مِنْ طَاعَتِكَ مَا تَبْلِغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ وَ  
مِنَ الْيَقِينِ مَا تَهْوُونَ بِهِ عَلَيْنَا مِنْ مِصِيبَاتِ  
الدُّنْيَا وَتُبْعُنَا بِأَسْمَاعِنَا وَالْبَصَارِنَا وَتَوْتِنَا  
مَا أَحْيَيْتَنَا دَاخِلَهُ الْوَارِثِ مِنَّا وَاجْعَلْ  
ثَارَنَا عَلَى مَنْ أَظْلَمْنَا وَالصِّرَافَ عَلَى مَنْ عَادَانَا  
وَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا  
أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا تَبْلُغْ عَلْمَنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا  
مَنْ لَا يَرْحَمُنَا.

(ترمذی)

اللَّهُمَّ انْفَعِنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي  
وَعَلَّمْتَنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا  
الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ دَاعُوذُ بِاللَّهِ  
مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ (ترمذی - ابن ماجہ)

اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَكَرِّمْنَا  
وَلَا تُهِنَّا وَأَعْظِمْنَا وَلَا تَحْجِرْنَا وَارْثِنَا وَلَا  
تَوْتِرْ عَلَيْنَا وَأَرْضِنَا وَأَرْضِ عَنَّا.

(ترمذی)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ

جو کچھ تو نے اس چیز میں سے جسکو میں پسند کرتا ہوں روک رکھا  
ہے تو تو اس چیز کو میری فراغت کا سبب قرار دے۔ اس چیز  
کو جس کو تو پسند کرتا ہے۔

اے اللہ دے ہم کو اپنا خوف اتنا جو حاصل ہو جائے ہمارے  
اور گناہوں کے درمیان اور دے ہم کو اپنی طاعت اس قدر جو پہنچا  
دے ہم کو تیری جنت میں اور عنایت فرما ہم کو اتنا یقین جو آسان کرے  
ہم پر مصیبتیں دنیا کی اور فائدہ اٹھانے کا موقع دے ہم کو اپنی سہاوردگی  
سے اور بصارتوں سے اور قوتوں سے، جب تک زندہ رکھے تو ہم کو  
اور اس نفع کو تو ہمارا ورثہ قرار دے یعنی ہمیشہ باقی رکھے اور ہمارے  
کینہ اور انتقام کو اس شخص تک محدود رکھ جس نے ہم پر ظلم کیا اور  
ہماری مدد کر اور فتح عنایت فرما اس شخص پر جو ہم سے دشمنی رکھے  
اور دین کی مصیبت میں ہم کو مبتلا نہ کر اور نہ دنیا کو ہماری فکروں  
کا مرکز قرار دے اور نہ ہمارے مبلغ علم کو ہمارا مطلع نظر بنا۔ اور  
نہ ہم پر ان لوگوں کو مسلط کر جو رحم کرنے والے نہ ہوں۔

اے اللہ جو چیز تو نے مجھ کو سکھائی ہے اس سے مجھ کو  
نفع پہنچا اور سکھا مجھ کو وہ چیز جو نفع دے مجھ کو اور میرے علم  
کو زیادہ کر خدا کی تعریف ہے ہر حال میں اور پناہ مانگتا ہوں ہر  
خدا کے ذریعہ دوزخیوں کے حال سے۔

اے اللہ زیادہ کر ہم پر دنیا اور آخرت کی نعمتیں اور  
ران میں، کمی نہ کر اور عزت سے رکھ ہم کو دنیا اور آخرت میں  
اور نہ ذلیل کر ہم کو اور عطا کر ہم کو دنیا اور آخرت کی بھلائی،  
اور نہ محروم رکھ اس سے، اور مخصوص کر ہم کو اپنی رحمت  
عنایت کے ساتھ اور نہ مخصوص کر ہمارے مقابلہ میں غیر کو اور

راضی کر ہم کو اور راضی رہ ہم سے۔  
اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے وہ عمل جو پہنچا دے مجھ کو

جل جلالہ جل جلالہ جل جلالہ  
تیری محبت تک اے اللہ اپنی محبت کو تو میرے لیے میری جان ،  
میرے مال اور میرے اہل رگھو والے سے بھی زیادہ عزیز بنا دے  
اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب قرار دے۔

اے اللہ بحق اپنے علم غیب کے اور بحق اپنی قدرت کے خلق  
پر مجھ کو زندہ رکھ اس وقت تک کہ میری زندگی میرے بہتر ہو اور موت  
دے تو مجھ کو اس وقت جبکہ تو میرے لیے موت کو بہتر جانتا ہو۔  
اے اللہ اور مانگتا ہوں میں تجھ سے بڑا خوف ظاہر و باطن میں اور  
مانگتا ہوں میں تجھ سے کہنا کلمہ حق کا خوشی اور ناراضگی میں اور مانگتا  
ہوں میں تجھ سے میانہ روی افلاس اور خوشحالی کی حالت میں اور  
مانگتا ہوں تجھ سے ایسی نعمت جو کبھی ختم نہ ہو اور مانگتا ہوں میں  
تجھ سے ٹھنڈک آنکھ کی جو کبھی ختم نہ ہو اور مانگتا ہوں میں تجھ سے  
رضامندی تیری (یعنی حکم) کے بعد اور مانگتا ہوں تجھ سے ٹھنڈک  
زندگی کی مرنے کے بعد (یعنی دائمی راحت) اور مانگتا ہوں تجھ سے  
لذت دیکھنے کی تیرے چہرے کی طرف اور مانگتا ہوں تجھ سے توفیق  
تیری ملاقات کا، ایسا شوق کہ ضرر نہ پہنچائے اور نہ گمراہی کے فتنہ  
میں ڈالے۔ اے اللہ ہم کو ایمان کی زمینت کے ساتھ زمینت  
اور دکھا ہم کو سیدھی راہ اور سیدھی راہ پر چلنے والے لوگوں کی۔  
اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں علم نفع دینے والا اور

عمل قبول کیا گیا اور پاک و حلال رزق۔

اے اللہ مجھ کو ایسا بنا دے کہ کروں میں بڑا شکر ترا اور بیت  
کروں ذکر ترا اور بروی کروں تیری نصیحت کی اور یاد رکھوں میں  
وصیت تیری۔

اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے صحت اور بچپنا حرام سے  
درامانت اور تقدیر پر رضامندی۔

يُحِبُّكَ وَالْعَمَلُ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللَّهُمَّ  
اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَمَالِي وَاهْلِي  
وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَرِزْقِي

اللَّهُمَّ بَعْلِمِكَ الْغَيْبِ وَقُدْرَتِكَ  
عَلَى الْخَلْقِ أَحِبَّنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي  
وَلَوَفِّي إِذْ عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي اللَّهُمَّ  
وَاسْئَلْكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاسْئَلْكَ كَلِمَةً  
الْحَقِّ نَبِيِّ الرَّضَى وَالْغَضَبِ وَاسْئَلْكَ الْقَصْدَ  
فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَاسْئَلْكَ لَعِبًا لَا يَنْقُضُ  
وَاسْئَلْكَ قَرَّةَ عَيْنٍ لَا يَنْقُضُ وَاسْأَلْكَ  
الرِّضَا لِعَدِّ الْقَضَاءِ وَاسْأَلْكَ بُرْدَ الْعَيْشِ  
بَعْدَ الْمَوْتِ وَاسْئَلْكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ  
وَالشُّوقِ إِلَى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ ضَرَاءٍ مُضْطَرَّةٍ  
وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اللَّهُمَّ نَرَيْنَا بِرِزْقِكَ  
الْإِيمَانَ وَاجْعَلْنَا هَذَا آتَةً مُهْدِيَيْنَهُ

رِزْقِي

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا  
وَعَمَلًا مُتَمَسِّلاً وَرِزْقًا طَيِّبًا راحد۔ ابن ماجہ  
اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أَعْظَمُ شُكْرِكَ وَ  
أَكْثَرُ ذِكْرِكَ وَأَتَّبِعْ نُصْحَكَ وَاحْفَظْ  
وَصِيَّتَكَ۔ (ترمذی)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَ  
الْعِفَّةَ وَالْأَمَانَةَ وَحَسْنَ الْخَلْقِ وَالرِّضَى  
بِالْقَدْرِ۔ (سبئی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اے اللہ پاک کر میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو  
 ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت  
 سے۔ بیشک تو آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اس چیز کو بھی

جس کو چھپاتے ہیں دل۔  
 اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر بہتر بنا اور میرے باطن  
 کو صالح و شاکستہ بنا۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی  
 اس چیز کی جو دیتا ہے تو لوگوں کو، یعنی بیوی، مال اور اولاد  
 نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کریں

اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي  
 مِنَ الرِّيَاءِ وَوَلِسَانِي مِنَ الْكُذِّبِ وَعَيْنِي مِنَ  
 الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا  
 تُخْفِي الصُّدُورُ (ہیثمی)

اللَّهُمَّ اجْعَلْ سِرِّي رِزْقِي خَيْرًا مِنْ  
 عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً -  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي  
 النَّاسَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَالِدِ غَيْرِ  
 الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ - (ترمذی)



# حضرت ذوالکفل علیہ السلام

**قرآن کا بیان** | قرآن میں حضرت ذوالکفل کے حالات کا کوئی سراغ نہیں ملتا نہ ہی احادیث میں ان کے متعلق کوئی تذکرہ موجود ہے۔ قرآن کریم میں دو مقامات پر انبیاء کے ضمن میں ان کا فقط نام آیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے اور کسی قوم کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے گئے تھے۔

سورہ انبیاء میں ارشاد ہوتا ہے:-

وَإِسْمَاعِيلَ إِدْرِيسَ وَذَا الْكُفْلِ  
عُلُوًّا مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَادْخُلْنَاهُمْ  
فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

(انبیاء ۶۷)

اور اسمعیل، اور ادريس اور ذوالکفل سب صبر کرنے والے تھے۔ ہم نے انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں لے لیا، یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔

پھر فرمایا:

وَإِذْ ذَكَرْنَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَذَا الْكُفْلِ  
وَكُلًّا مِمَّنْ آخَرْنَا ۝

(ص ۲۷)

اور یاد کرو اسمعیل، ايسح اور ذوالکفل اور یہ سب نیکوکاروں میں سے تھے۔

**روایات** | قرآن کریم نے صرف پیغمبروں کی فہرست میں آپ کا ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ قرآن کے علاوہ تورات یا کسی اور مقدس کتاب میں ان کا کوئی تذکرہ نہیں، جس سے ان کے حسب و نسب یا حالات پر کچھ روشنی پڑ سکے۔ البتہ ابن جریر نے ان کے متعلق..... ایک قصہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ايسح بڑھاپے کو پہنچے تو اپنا ایک جانشین مقرر کرنا چاہا، جو ان کے بعد بنی اسرائیل کے رشد و ہدایت کے فرائض سنبھال سکتا۔ آپ نے بنی اسرائیل کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ میں تمہارے دینی امور کی دیکھ بھال کے لیے اپنا ایک قائم مقام مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ فرض وہی شخص سرانجام دے سکے گا جو دن بھر روزہ رکھے، رات یاد الہی میں بسر کرے اور کبھی غصہ نہ کرے۔ مجمع میں سے ایک شخص اٹھا اور کہا کہ میں ان تمام باتوں پر پوری طرح کار بند رہوں گا۔ حضرت ايسح نے اپنی باتیں دہرائیں۔ اس شخص نے دوبارہ ان پر عمل پیرا ہونے کا اقرار کیا۔

اگلے روز پھر مجمع بلا یا گیا اور حضرت ايسح نے اپنا گزشتہ اعلان دہرایا۔ وہی شخص پھر اٹھا اور تینوں شرائط پوری کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ حضرت ايسح نے اسے اپنی جگہ قائم مقام مقرر کر دیا۔

حضرت ایسح کے قائم مقام یا خلیفہ نے حضرت کے فرمائے ہوئے اصولوں کی سختی سے پابندی شروع کر دی۔ وہ دن کو روزہ رکھتا، رات اللہ کے حضور عبادت میں گزارتا اور غصے سے ہمیشہ اجتناب کرتا تھا۔

ایک دن ایک بوڑھا شخص آپ کے مکان پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت دے دی اور مقصد پوچھا۔ وہ بولا میری قوم مجھ پر بے حد ظلم کرتی ہے۔ میں ان سے تنگ آ کر خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا شام کو مجلس میں آنا، میں تمہاری داد دے کر دوں گا۔ مگر وہ وعدے کے باوجود نہ آیا۔ بلکہ اگلے دن پھر اسی وقت خلیفہ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔ آپ نے اندر بلا یا اور حال پوچھا۔ اس نے پھر وہی کل والی شکایت دہرائی۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں شام کو مجلس میں بلا یا تھا، مگر تم آئے نہیں۔ وہ بولا میری قوم کو جب پتہ چلا کہ میں نے آپ سے شکایت کی ہے تو مجھ سے سمجھوتہ کر لیا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس آنے سے باز رہا، مگر بعد میں پھر مجھ پر زیادتی کرنے لگے۔

حضرت نے فرمایا اچھا، آج شام کو مجلس میں آ جانا، تمہاری داد دے کر دی جائے گی۔ مگر وہ وعدہ کرنے کے باوجود پھر نہ آیا۔

تیسرے روز خلیفہ نے گھر والوں سے کہدیا کہ اگر کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹائے تو اسے اندر نہ آنے دیا جائے۔ لیکن جب تیسرا دن ہوا تو وہ شخص پھر اسی وقت خلیفہ کے سامنے آ موجود ہوا۔ خلیفہ نے دیکھا کہ دروازہ کھولا ہی نہیں گیا اور یہ شخص اندر داخل ہو گیا۔ یہ کیسے ہوا؟ وہ سمجھ گئے کہ یہ ضرور ابلیس ہے جو انسان کے بھیس میں ایسی حرکات کر رہا ہے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ اے دشمن خدا کیا تو ابلیس ہے؟ وہ بولا ہاں! میں کسی طرح تجھ پر قابو نہ پاسکا۔ بالآخر سوچا کہ اپنی کسی حرکت سے تمہیں غضبناک کروں تاکہ تم ان شرائط میں جن پر عمل کرنے کا عہد حضرت ایسح سے کر چکے ہو، غصہ کی شرط پوری کرنے میں ناکام ہو جاؤ۔ مگر افسوس کہ میں خود اپنے مسلک میں ناکام ہو گیا۔

مجاہد نے یہ روایت بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ چونکہ حضرت ایسح کے خلیفہ نے جن شرائط کا تکفل کیا تھا وہ پوری کر دکھائیں۔ اسی لیے وہ ذوالکفل کے نام سے مشہور ہوئے لے

شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں :-

”کہتے ہیں ذوالکفل حضرت ابوبٹ کے بیٹے تھے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید میں رہے اور اللہ یہ محنت سہی۔ بعض مفسرین حضرت حزقی ایل ہی کا لقب ذوالکفل بتاتے ہیں۔ غرض ان کے متعلق کئی روایات ہیں جن میں سے کسی ایک پر محاکمہ کرنا مشکل ہے۔“

# حضرت عزیر علیہ السلام

**نسب** | حضرت عزیر علیہ السلام حضرت ہارون بن عمران کی نسل سے ہیں۔ مورخین نے ان کے والد کے مختلف نام بتائے ہیں، ابن عساکر نے "جرودہ" لکھا ہے۔ بعض مورخین "مورلیق" بعض "سروخا" بیان کرتے ہیں۔ صحیفہ عزیر میں ان کے والد کا نام خلقیہ مذکور ہے۔

**قرآن کا بیان** | قرآن کریم میں حضرت عزیر کا ذکر صرف ایک جگہ سورہ توبہ میں آیا ہے اور اتنا مذکور ہے کہ یہودی حضرت عزیر کو "خدا کا بیٹا" کہتے تھے۔ جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں۔

اور یہود نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی باتیں ہیں۔ محض ان کی زبانوں سے نکالی ہوئی۔ ان لوگوں نے بھی ان ہی کی سی بات کہی جو اس سے پہلے کفر کی راہ اختیار کر چکے ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت یہ کہ ہر بھٹکے جا رہے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزْرُ بْنُ اللَّهِ  
وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ  
قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهَوْنَ قَوْلَ  
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَتَلْتَهُمُ اللَّهُ إِنْ  
يُؤْفَكُونَ (توبہ)

**تاریخی حالات** | اس ایک مقام کے سوا قرآن عزیز میں حضرت عزیر کا نہ کہیں نام آیا ہے اور نہ ان کے حالات کا کوئی سراغ ملتا ہے کتب سیر و تواریخ سے بھی ان کے پورے حالات نہیں ملتے۔ نہ ہی مجموعہ تورات کے صحیفہ عزیر سے ان کی حیاتِ طیبہ پر کوئی روشنی پڑتی ہے۔ البتہ ان تمام ماخذ اور روایات سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ جس زمانہ میں بنو کد نصر رنجت نمر نے بیت المقدس پر حملہ کر کے اُسے تباہ و برباد کیا، اس وقت حضرت عزیر کم عمر تھے۔

**نبوت** | چالیس برس کی عمر میں آپ بنی اسرائیل کے نقیب بنے اور رشد و ہدایت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ صحیفہ عزیر سے پتہ چلتا ہے کہ اردشیر کے زمانے میں جب بنی اسرائیل نے بیت المقدس کو از سر نو تعمیر کرنا چاہا تو اس سلسلے میں حضرت عزیر نے شاہی دربار میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا اور بیت المقدس کی تعمیر میں بنی اسرائیل کو مدد دی۔ بیت المقدس کی تباہی کے وقت توراہ کے تمام نسخے ناپید ہو چکے تھے۔ حضرت عزیر نے یہ نسخے از سر نو مرتب کرائے۔ غرض بیت المقدس کی تباہی راسبری بابل سے بیت المقدس کی تعمیر نو کی درمیانی مدت میں حضرت عزیر بنی اسرائیل کے ساتھ رہے اور ان کی رہنمائی فرماتے رہے۔

## قرآنی واقعہ

سورہ بقرہ میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص گدھے پر سوار ایک ایسی بستی کے قریب سے گزرا جو اڑ کر کھنڈ بن چکی تھی۔ نہ کوئی مکان باقی تھا نہ مکین۔ اس حالتِ زار سے اس شخص کا دل لپسا اور سوچا کہ یہ علاقہ اب کیسے آباد ہوگا۔ یہ ظاہر اس کے آباد ہونے کی اب کوئی صورت نہیں۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ اس کی روح قبض کر لی اور سو برس تک اسی حال میں رکھا۔ پھر زندگی عطا کی اور پوچھا تباہ کتنا عرصہ اس حال میں رہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا، نہیں بلکہ تم سو برس تک اسی حالت میں رہے، تم اپنے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف دیکھو، کہ ابھی تک اسی طرح ہیں جس طرح تم نے انہیں چھوڑا تھا باسی یا خراب نہیں ہوئیں۔ اس کے برعکس اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کا جسم گل مٹر کر ہڈیاں رہ گئی ہیں۔ اسی طرح ہم اپنی قدرت کاملہ سے جسے چاہیں محفوظ رکھ سکتے ہیں اور سو برس کے بعد بھی وہ ہر قسم کے موسمی اثر سے محفوظ رہتی ہے اور جسے چاہتے ہیں برباد کر دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ تم اسے واقعہ کو لوگوں کے لیے نشان بنا دیں۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ  
خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ  
اللَّهُ لَبَدُّ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ  
ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا  
أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ هَذَا قَالَ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ  
فَانظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ  
وَأَنْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ وَ  
النَّظَرَ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِئُهَا تَتَرْتَكُوهَا  
كَمَا قُلْنَا تَبِينَ لَكَ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى  
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(بقرہ ۳۵۴)

یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جسے ایک شخص تھا کہ اس کا ایک بستی پر ایسی حالت میں گزر رہا کہ اس کے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے۔ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کے مردوں کو اس کے مرنے سے کس کیفیت سے زندہ کریں گے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اسی شخص کو سو برس تک مردہ رکھا، پھر اس کو زندہ کر اٹھایا اور پوچھا کہ تو کتنی مدت اس حالت میں رہا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہونگا یا ایک دن سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو سو برس تک رہا ہے۔ تو اپنے کھانے اور پینے کو دیکھ لے کہ نہیں مٹری گئی۔ اور اپنے گدھے کی طرف نظر کر اور تاکہ ہم تجھ کو ایک نظر لوگوں کے لیے بنا دیں اور اس کی ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم انہیں کس طرح ترکیب دیتے ہیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں پھر جب یہ ساری کیفیت اس شخص کو واضح ہو گئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

ان آیات میں جس شخص کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق مفسرین میں اختلاف رائے ہے۔ ابن جریر طبری اور بعض دوسرے مفسرین یہ واقعہ حضرت ارمیہ (زیر میاہ) نبی سے منسوب کرتے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ حضرت حنیئ ایل کا واقعہ

ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نبی اسرائیل میں کوئی غیر معلوم شخص تھا۔ تاہم مشہور قول یہ ہے کہ یہ حضرت عزیرؑ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا کہ تم یروشلم جاؤ۔ ہم اسے دوبارہ آباد کریں گے۔ حضرت عزیرؑ وہاں پہنچے اور شہر کو کھنڈر کی شکل میں پایا۔ تو متعجب ہوئے کہ یہ شہر اب کیسے آباد ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کا تعجب دور کرنے کے لیے یہ معاملہ کیا۔ چنانچہ جب وہ زندہ کئے گئے تو یروشلم آباد ہو چکا تھا۔

**وفات** بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عزیرؑ کی وفات عراق کے قریب ایک جگہ سائرآباد میں ہوئی۔ ان کی قبر بھی وہیں ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت کی قبر دمشق میں تبتلانی جاتی ہے۔

# حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

تمہید | قرآن میں حضرت یوشع کا نام نہیں آیا البتہ سورہ کہف میں دو مقامات پر حضرت موسیٰ کے ایک رفیق کا ذکر ملتا ہے۔  
 اِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اِنِّي اَرَا اٰقَالَ لِقَاءَهُ " اور فَلَمَّا جَاؤْا قَال لِقَاءَهُ " یہ رفیق حضرت یوشع بتائے جاتے ہیں جنہیں اہل کتاب نبی  
 مانتے ہیں۔ تورات میں انہیں یوشع کہا گیا ہے اور مجموعہ تورات میں ان کے نام سے ایک صحیفہ بھی شامل ہے۔

حضرت موسیٰ کے حالات میں حضرت یوشع کا ذکر بھی بار بار آتا ہے۔ جنہوں نے حضرت کی خدمت میں رہ کر کسب فیض  
 کیا جب حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو جہاد کا حکم دیا تو حضرت یوشع بھی حضرت موسیٰ کی ان مجاہدانہ کوششوں میں سرگرمی  
 سے حصہ لیتے رہے اور بنی اسرائیل کو جہاد پر آمادہ کرتے رہے۔ حضرت موسیٰ نے اپنی زندگی ہی میں انہیں جانشین مقرر کر دیا  
 تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی وفات کے بعد حضرت یوشع ان کی نیابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔  
 تورات میں مذکور ہے:-

خداوند نے موسیٰ سے کہا تو نون کے بیٹے یوشع کو لے کر اس پر اپنا  
 ہاتھ رکھ، کیونکہ اس شخص میں روح ہے اور اسے الیعزر کاہن اور  
 ساری جماعت کے آگے کھڑا کر کے ان کی آنکھوں کے سامنے اسے  
 وصیت کر اور اپنے رعب داب سے اسے بہرہ ور کر دے تاکہ  
 بنی اسرائیل کی ساری جماعت اس کی فرماں برداری کرے۔ سو موسیٰ  
 نے خداوند کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور اس نے یوشع کو لے کر  
 اسے الیعزر کاہن اور ساری جماعت کے سامنے کھڑا کیا اور اس  
 نے اپنے ہاتھ اس پر رکھے اور جیسا خداوند نے اسے حکم دیا تھا  
 اسے وصیت کی۔

کتاب استثناء میں مذکور ہے:-

اور نون کا بیٹا یوشع دانائی کی روح سے معمور تھا کیونکہ موسیٰ نے  
 اپنے ہاتھ اس پر رکھے تھے اور بنی اسرائیل اس کی بات مانتے رہے

اور جیسا خداوند نے ویسا ہی کیا ہے

**نسب** | مورخین حضرت یوشع کا نسب نامہ اس طرح بیان کرتے ہیں، یوشع بن نون بن فراسیم بن یوسف بن یعقوب بن ابراہیم۔

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے حضرت موسیٰ نے اپنی زندگی ہی میں انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ یہ بھی معلوم

**منصب نبوت** | ہے کہ اس زمانے میں مشرک اور جبار قومیں ارض مقدس کو ناپا مال کرتی رہتی تھیں اور اسے اپنے ظلم و جور کی آماجگاہ بناٹے ہوئے تھیں۔ حضرت موسیٰ نے ظالموں کے استیصال کے لیے یہ حکم الہی بنی اسرائیل کا جیش تیار کیا۔ مگر کوئی عملی اقدام کرنے سے قبل ہی ان کی وفات ہو گئی۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت یوشع کو اس لشکر کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ کام حضرت یوشع ہی سے لیا۔

تورات کا بیان ہے :-

اور خداوند کے بندہ موسیٰ کی وفات کے بعد ایسا ہوا کہ خداوند نے اس کے خادم نون کے بیٹے یوشع سے کہا میرا بندہ موسیٰ مر گیا ہے سو اب تو اٹھ اور ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر اس بیرون کے پار اس ملک میں جا جسے میں ان کو یعنی بنی اسرائیل کو دیتا ہوں جس جس جگہ تمہارے پاؤں کا تلوٹکے اس کو جیسا میں نے موسیٰ سے کہا تم کو دیا ہے۔ بیابان اور اس لبنان سے لے کر بڑے دریا یعنی دریا سے فرات تک جتیوں کا سارا ملک اور مغرب کی طرف بڑے سمندر تک تمہاری حد ہوگی۔ تیری زندگی بھر کوئی شخص تیرے سامنے کھڑا نہ رہ سکے گا۔ جیسے میں موسیٰ کے ساتھ تھا ویسے ہی تیرے ساتھ رہوں گا۔ میں نہ تجھ سے دست بردار ہوں گا اور نہ چھوڑوں گا۔ سو مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ کیونکہ تو اس قوم کو اس ملک کا وارث کر دے گا، جیسے میں نے ان کو دینے کی قسم ان کے باپ داود سے کھائی ہے

**ارض مقدس کی فتح** | غرض حضرت یوشع بنی اسرائیل کا لشکر لے کر ارض مقدس کی جانب بڑھے سب سے پہلے اریحا

(میرپور) میں داخل ہوئے۔ عمالقم کو زبردست شکست دی اور شہر پر قبضہ حاصل کیا۔ پھر ارض کنعان اور بیت المقدس کو بھی فتح کر لیا۔

۱۔ استثناء باب ۳۲ آیت ۹ : ۱۰ یوشع کی کتاب باب ۱، آیات ۶ : ۷ اس کے لفظی معنی تمام خوشبو بیان کیے جاتے ہیں۔ یہ مقام دریائے اردن کے

کنارے اس مقام پر تھا جہاں سے بنی اسرائیل دریا سے گزر کر ارض موعود یا ارض مقدس میں داخل ہوئے۔

۲۔ ارض کنعان وہ علاقہ ہے جسے پرانے زمانے میں فلسطین کہتے تھے۔

اس طرح ساری مقدس سرزمین ان کے قبضہ میں آگئی۔

اس کامیابی کے وقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے فاتحین کو یہ حکم ملا کہ مغرور اور متکبر انسانوں کی طرح ملک میں داخل نہ ہونا بلکہ عجز و نیاز کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے قدم رکھنا تاکہ خدا کے شکر گزار اور ناشکروں کے درمیان امتیاز رہے۔ مگر بنی اسرائیل فتح کی مستی میں خدا کا یہ حکم نظر انداز کر بیٹھے۔ انہوں نے مغرور و متکبر انسانوں کی طرح خود پسندی اور نخوت کا ثبوت دیا۔ چنانچہ قانون الہی نے عذاب کی صورت میں انہیں اکپڑا۔

قرآن عزیز میں دو مقامات پر اس واقعے کا ذکر آیا ہے۔ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:-

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ وَ

كُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَاَدْخُلُوا

الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ

وَسَنُرِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا

غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝

(بقرہ ۶۴)

اور جب ہم نے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی میں داخل ہو جاؤ پھر کھاؤ اس (کی چیزوں میں) سے جس جگہ تم رغبت کرو تھے کھلی سے اور دروازے میں داخل ہونا جھکے جھکے اور کہتے جانا کہ تو بہ ہے ہم معاف کر دیں گے تمہاری خطائیں اور ابھی ابھی مزید برآں اور میں گے دل سے نیک کام کرنے والوں کو۔ سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے ان ظالموں پر نازل کی ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے۔

پھر فرمایا:

وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ اسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ

وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَ

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ

سَنُرِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا

عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝

(اعراف ۳۴)

اور جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اس سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ تو بہ ہے اور جھکے جھکے دروازے میں داخل ہونا، ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے۔ جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآں اور دینگے سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی۔ اس پر ہم نے ان پر ایک آسمانی آفت بھیجی۔ اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے۔

ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے سچے فرماں بردار بندے جب کسی سے لڑتے ہیں تو محض رضائے الہی اور حکم الہی

کے تحت۔ ان کے نزدیک جنگ کا مقصد محض ظلم کو مٹانا اور کلمہ حق کو بلند کرنا ہوتا ہے نہ کہ کوئی ذاتی منفعت اس لیے جب انہیں دشمن پر فتح حاصل ہو جائے تو یہ ان کی اپنی کسی خوبی کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ محض اللہ ہی کی مدد و نصرت کا نتیجہ ہوتا ہے لہذا



اس پر اکرنا اور فخر کرنا سراسر حماقت ہے بلکہ عجز و انکساری سے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ خدا کی شکرگزاری کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے بندوں کی خدمت بہترین طریق پر کی جائے۔ اور نظام حکومت صرف مخلوق کی بہبود کے لیے چلایا جائے۔

اس کی نمایاں مثال رسول اکرم ص کی سیرت میں ہمیں ملتی ہے جب کہ مکہ معظمہ کو شرک اور ظلم سے پاک صاف کرنے کے بعد آپ فاتحانہ داخل ہوئے تو عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ ناقہ پر بیٹھے ہوئے آپ اتنا جھک گئے تھے کہ ریش مبارک کجاوے سے چھو رہی تھی اور جب حرم پاک میں قدم رکھا تو فوراً بارگاہ الہی میں سجدہ شکرانہ ادا کیا اور نماز پڑھی۔

یہی اسوۂ رسول صحابہ کرام کی زندگی کا جزو بن چکا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رض نے بیت المقدس کی فتح کے موقع پر اسی مثالی سیرت کا مظاہر کیا۔ آپ مغرور اور متکبر بادشاہوں کی طرح غرور و تکنت سے نہیں بلکہ متواضع اور منکسر المزاج بندوں کی طرح شہر میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے حرم مقدس میں سجدہ ریز ہو کر بارگاہ الہی میں نماز شکر ادا کی۔

انکسار اور عبدیت کا یہی بلند نمونہ حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے ایران فتح کرنے کے بعد پیش کیا۔ اور کسریٰ کے محل میں داخل ہوتے ہی ذات باری تعالیٰ کے سامنے سر نیاز خم کرتے ہوئے نماز شکرانہ ادا کی۔

غرض بنی اسرائیل نے گھمنڈ، خدا کی نافرمانی اور سرکشی کے نتیجے میں سزا پائی۔ قرآن کریم میں اس آفت کی تفصیل نہیں بتائی گئی جو ان نافرمانوں پر نازل ہوئی۔ بہر حال ان کا انجام وہی ہوا جو مجرموں کا ہوتا ہے اور انھیں اس سے عبرت و بصیرت حاصل کرنی چاہیے۔

ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یوشع کی جماعت میں مخلص اور خدا کے فرماں بردار بندے بھی تھے جو فخر و مباہات کی باتوں سے ہٹ کر حکم الہی کی فرماں برداری پر قائم رہے اور تعمیل ارشاد میں حضرت یوشع ؑ کا ساتھ دیا۔

**وفات** | تورات کے بیان کے مطابق حضرت یوشع ؑ نے ایک سو دس برس کی عمر پائی اور تمننت سرح میں جو افرائیم کے ملک میں کوہ جسس کے شمال میں واقع ہے دفن ہوئے۔

اور ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ نون کا بیٹا یوشع خداوند کا بندہ ایک سو دس برس کا ہو کر رحلت کر گیا۔ اور انھوں نے اسی کی میراث کی حد پر تمننت سرح میں جو افرائیم کے کوہستانی ملک میں کوہ جسس کے شمال کی طرف ہے۔ اُسے دفن کیا۔

# حضرت ایسح علیہ السلام

ایسح علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے چچا زاد بھائی، ان کے نائب اور خلیفہ تھے۔ حضرت الیاسؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں منصب نبوت عطا فرمایا اور آپ بنی اسرائیل کی ہدایت پر مامور ہوئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً تیرہ سو سال پہلے گزرے ہیں۔

عطائے نبوت | حضرت ایسحؑ کو جس طرح منصب نبوت عطا ہوا وہ واقع اس امر کا ثبوت ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت انسان کا واقعہ کی بہتری بھلائی اور ترقی و کمال کے لیے اکسیرِ اعظم ہے۔

حضرت الیاسؑ ایک کھیت میں سے گزر رہے تھے کہ کھیت کا مالک جو ہل چلا رہا تھا، دوڑا دوڑا آپ کے پاس آیا اور ساتھ چلنے لگا۔ حضرت الیاسؑ نے متعجب ہو کر اس سے پوچھا کہ وہ ان کے ساتھ کیوں آتا ہے۔ کھیت کا مالک جا کر اپنا بیل لے آیا اور لکڑی کا ہل جلا کر آگ روشن کی، بیل ذبح کر کے گوشت پکایا اور خدا کی راہ میں لوگوں کو کھلایا۔ حضرت الیاسؑ اس کی خلوص نیت اور خدا پرستی سے بہت خوش ہوئے۔ کھیت کے مالک نے حضرت الیاسؑ کے ساتھ خادم بن کر رہنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے اسے پسند فرمایا اور اپنے ساتھ رکھ لیا۔ یہ حضرت ایسحؑ ہی تھے۔

حضرت الیاسؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ چاہتے تھے کہ حضرت ایسحؑ کو رخصت کر دیں۔ مگر وہ کسی طرح حضرت کو چھوڑنے پر راضی نہ تھے۔ حضرت الیاسؑ نے ان سے پوچھا کہ کوئی خواہش ہو تو بتائیں۔ حضرت ایسحؑ نے عرض کی کہ میں بس یہ چاہتا ہوں کہ جس روح پاک کی برکت آپ پر ہے اس کی مجھ پر بھی ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت الیاسؑ نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت الیاسؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے آپ کو شرف نبوت سے نوازا۔

نیک لوگوں کی صحبت کا یہی اثر ہوا کرتا ہے۔ روحانی عظمت و سر بلندی کا جو شرف ایسحؑ کو حاصل ہوا وہ اسی مخلصانہ اتباع و نتیجہ تھا جو انھوں نے حضرت الیاسؑ کی صحبت میں رہ کر سیکھا اور جس نے انھیں درجہ کمال تک پہنچایا۔ مولانا روم نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

یک زمانہ صحبتے بنا اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

قرآن کا بیان | قرآن عزیز نے حضرت ایسحؑ کے حالات پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی، صرف دو سورتوں میں ان کے مختصر

ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ ایک جگہ مذکور ہے:

وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا  
وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ (النعام ع ۱۰)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَأَذْكُرُ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَ

كُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ (ص ۳۴)

اور ذکر کرو اسماعیل، یسع اور ذوالکفل کا اور ان میں سے ہر ایک  
نیک انسانوں میں سے تھا۔

**تبلیغ** | حضرت ایسع نے حضرت الیاس ہی کے طریقہ پر بنی اسرائیل کی رہنمائی فرمائی۔ ایک موقع پر آپ یرسچو میں گئے تو وہاں  
کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ شہر کے لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ یہاں کی زمین بجز اور پانی ناکارہ ہے۔ آپ کی  
دعا سے ان کی یہ دونوں تکلیفیں دور ہو گئیں ۛ

# حضرت حزقی ایل علیہ السلام

تورات اور کتب تاریخ سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے یوشع کے بعد حضرت موسیٰ کے ایک اور پیرو  
کالب بن یوحنا نے رہنمائی کے فرائض انجام دیے۔ حضرت موسیٰ کی ہمیشہ مریم بنت عمران کے شوہر تھے۔ تاریخ ابن کثیر میں مرقوم ہے  
کہ ان کا نبی ہونا ثابت نہیں ہے۔

طبری کی روایت کے مطابق کالب بن یوحنا کے بعد حضرت حزقی ایل نے بنی اسرائیل کی رہنمائی کے فرائض انجام دیے۔ تورات میں  
ان کے نام کا ایک صحیفہ بھی شامل ہے۔ قرآن مجید میں ان کا نام کہیں نہیں آیا، مگر بعض آیات کے سلسلے میں بعض مفسرین نے بتایا ہے  
کہ اشارہ ان ہی کی طرف ہے۔

نام و نسب | صحیفہ حزقی ایل میں ان کے والد کا نام بوزی بتایا گیا ہے جو کاہن تھے اور کسدیوں کے ملک میں نہر کبار کے  
اور لعنت | کنارے سکونت رکھتے تھے۔

خداوند کا کلام بوزی کے بیٹے حزقی ایل کاہن پر جو کسدیوں کے

ملک میں نہر کبار کے کنارے پر تھا نازل ہوا ہے

بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ والدہ کے زیر سایہ پرورش پائی۔ ہدایت شروع ہونے کے وقت آپ کی والدہ بہت  
معمور ہو چکی تھیں اس لیے لوگوں میں ابن العجوز بڑھیا کا بیٹا کے نام سے پکارے جانے لگے اور اسی نام سے مشہور ہوئے تھے  
مدت دراز تک بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

تاریخی روایات | بعض کتب تفاسیر میں مذکور ہے کہ جب بنی اسرائیل سے حق کی حمایت میں دشمن سے لڑنے یا جہاد کرنے کے لیے  
کہا گیا تو انہوں نے پس و پیش کی اور موت سے ڈر کر دو ایک وادی میں چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بردلانہ حرکت ناگوار گری  
اور وہ غضب الہی کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں چلے گئے۔

جب بخت نصر نے یروشلم کو تباہ و برباد کیا تو بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ ان قیدیوں میں حضرت حزقی ایل بھی  
تھے۔ روانگی کے وقت جب آپ اس وادی میں سے گزرے، جہاں جہاد سے ڈر کر بھاگنے والے پناہ لینے گئے تھے اور وہاں انہیں  
موت نے آیا تھا، تو کھنڈروں کو دیکھ کر حضرت حزقی ایل کے دل کو ٹھیس لگی اور ان لوگوں کی بدبختی پر افسوس کیا۔ یہ منظر نگاہوں  
میں ایسا کھبا کہ سبچ و افسوس اور یاس و الم کے تاریک سایے دل پر چھا گئے۔ علاوہ ازیں یروشلم کی تباہی بھی کچھ الم انگیز

۱۔ تاریخ ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۰۶ | ۲۔ صحیفہ باب آیت ۳۔ ۳۔ تاریخ ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۰۶

تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا غم دور کرنے کے لیے انھیں اپنی قدرت کا ملہ کا کرشمہ دکھانا چاہا۔ چنانچہ ایک دن خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سنان اور دیران جنگل ہے، جو ہڈیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اچانک ایک شور ہوا، ہڈیاں جنبش کرنے اور سرکنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ آپس میں جڑنے لگیں۔ ان پر گوشت پوست آگیا، نیس بن گئیں اور روح بھی پڑ گئی۔ چنانچہ وہ گوشت پوست کے چلتے پھرتے انسان تھے۔

تب اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقی ایل سے فرمایا کہ یہ بنی اسرائیل کی ہڈیاں تھیں، ہم نے انھیں موت دی تھی اور ہمیں نے انھیں زندہ بھی کر دیا۔

حضرت حزقی ایل اس خواب کو بیت المقدس کی آبادی کی پیش گوئی سمجھ کر بہت خوش ہوئے لے

قرآن کا بیان | سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے، پھر اللہ نے فرمایا کہ مر جاؤ، پھر انھیں زندہ کر دیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

الْمُرْتَدِّیْنَ الَّذِیْنَ خَرَجُوا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُونَ (بقرہ ۲۱۷)

بعض مفسرین اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب جہاد سے بھاگنے والوں پر موت طاری ہو گئی تو ایک مہفتہ کے بعد حضرت حزقی ایل کا ان پر گزر ہوا، ان کی تباہی کا منظر دیکھ کر حجب بھرا آیا اور دعا مانگی کہ اے اللہ انھیں موت سے نجات دے تاکہ ان کی زندگی دوسروں کے لیے عبرت کا باعث بنے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور انھیں از سر نو زندگی مل گئی۔

مشہور تابعی مفسر ابن جریر لکھتا ہے کہ یہ آیت جہاد سے ڈر کر بھاگنے والوں کی عبرت کے لیے محض ایک تمثیل کے طور پر پیش کی گئی ہے اس سے بنی اسرائیل کا کوئی خاص واقعہ مراد نہیں۔

خدا پر ایمان لانے کے بعد انسان جب اپنا جان و مال اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کر دیتا ہے تو اعلیٰ کلمۃ الحق کے لیے وقت پڑنے پر کوئی قربانی دینے سے پس و پیش کرنا منافقت ہے۔ اللہ کے حکم کے خلاف اپنی جان بچانے کی فکر کرنا شجاعت اور مردانگی نہیں اور نہ ہی اسلام اسے پسند کرتا ہے۔ اسلام تو جرأت، ایثار اور بہادری سکھاتا ہے۔

اللہ کا حکم ہے کہ نصرت حق کے لیے جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور جہاد سے فرار شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے قرآن کریم میں جگہ جگہ مومنوں کو جہاد کے لیے تیار رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ آیت مذکورہ بھی اسی ترغیب کے سلسلہ کے کی ایک کڑی ہے جس میں جہاد سے بھاگنے والوں کا عبرت ناک انجام بتایا گیا ہے اور اس آیت کے بعد قاتلانہ سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔

لہ تذکرہ الانبیاء ص ۱۶۵

لہ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۲۳، روح المعانی جلد ۲ ص ۱۳۱، تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۸۳، بحوالہ قصص القرآن جلد ۲ ص ۲۰۰

# حضرت سمویل علیہ السلام

جب سے بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے ہاں یہ دستور تھا کہ خاندانوں اور قبیلوں کی حکومت سرداروں کے ہاتھ میں تھی اور معاملات کے فیصلے "قاضی" کیا کرتے، دینی امور کی دیکھ بھال اور دعوت و تبلیغ کا کام بنی اسرائیل پر تھا۔ یہ سلسلہ نظم حضرت یوشع کے عہد سے جاری ہوا اور چند صدیوں تک اسی طرح قائم رہا۔ ساری قوم کا واحد بادشاہ کوئی نہ تھا اس لیے ہمسایہ قوموں سے وقتاً فوقتاً مقابلے پیش آتے تو اتحاد اور مرکزی تنظیم نہ ہونے کے باعث بنی اسرائیل کو شدید مشکلات سے سالقہ پڑتا۔ مدیانی، فلسطینی، آرامی اور عمالقہ آئے دن بنی اسرائیل پر چھاپے مارتے، کبھی فتح پاتے کبھی ہزیمت اٹھاتے۔ غرض یہ سلسلہ جاری تھا۔ چوتھی صدی موسوی میں فلسطینیوں نے زبردست حملہ کر کے بنی اسرائیل کو ہزیمت پہنچائی اور وہ مقدس صندوق اپنے ساتھ لے گئے جو تابوت سکینہ کہلاتا تھا اور جس میں حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے عصا، پیرامن اور چند دوسری اشیاء کے علاوہ تورات کا اصل نسخہ وغیر چیزیں محفوظ تھیں۔

اس نازک دور میں بنی اسرائیل میں نہ کوئی پیغمبر یا نبی موجود تھا۔ جو ان کی دینی و دنیوی حالت کو بہتر بنا سکتا اور نہ کوئی سردار یا امیر تھا جو حکومت کا کاروبار سنبھال سکتا۔

ایسے وقت میں حضرت سمویل بنی اسرائیل کی مدد اور ان کی رشد و ہدایت کے لیے دنیا میں تشریف لائے، انھوں نے انھیں تعزیرات سے نکالا۔ فلسطینیوں سے نہ صرف نجات دلائی بلکہ ان پر غالب کیا اور بنی اسرائیل کو سکھ چین کی زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا۔

**نام و نسب** | مورخین حضرت سمویل کو حضرت ہارونؑ کی نسل سے بتاتے ہیں۔ تورات کا بیان ہے کہ آپ کے والد کا نام القانہ اور والدہ کا نام حنہ تھا۔

**بعثت** | حضرت سمویل کے زمانے میں بنی اسرائیل پر عمالقہ کے دست درازیاں بہت بڑھ چکی تھیں اور وہ ان کے ظلم و ستم بہت تنگ آچکے تھے۔ حضرت سمویل کے دو بیٹے یوسیل اور ابیہ اسرائیلیوں کے قاضی تھے، مگر نہ ان کی اخلاقی حالت اچھی تھی اور نہ ہی وہ عمالقہ کے ہاتھوں بنی اسرائیل کو محفوظ رکھنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت سمویل سے درخواست کی کہ وہ بنی اسرائیل کے لیے کوئی ایسا حاکم مقرر فرمادیں جو انھیں عمالقہ سے نجات دلائے۔

تورات کا بیان ہے:-

جب سمویل بڑھا ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو اسرائیلیوں کا قاضی ٹھہرایا

اس کے پہلو تھے کا نام یوسیل اور اس کے دوسرے بیٹے کا نام ایسا تھا  
 وہ دونوں بیر سمع میں قاضی تھے۔ پر اس کے بیٹے اس کی راہ پر نہ چلے بلکہ  
 وہ نفع کے لالچ سے رشوت لیتے اور انصاف کا خون کر دیتے تھے۔  
 تب سب اسرائیلی بزرگ جمع ہو کر رامہ میں سمویل کے پاس آئے اور  
 اس سے کہنے لگے دیکھ تو ضعیف ہے اور تیرے بیٹے تیری راہ پر نہیں  
 چلتے۔ اب تو کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر کر دے جو اور قوموں کی طرح  
 ہماری عدالت کرے لے

حضرت سمویل نے فرمایا کہ تم پر کسی کو بادشاہ بنانا مناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ تمہیں غلام کی حیثیت سے رکھیگا، پھر تم اس کے غلام  
 فریاد کرو گے، جو بے سود ثابت ہوگی۔

اور سمویل نے ان لوگوں کو جو اس سے بادشاہ کے طالب تھے خداوند  
 کی سب باتیں کہ سنائیں اور اس نے کہا کہ جو بادشاہ تم پر سلطنت کرے  
 اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ تمہارے بیٹوں کو لے کر اپنے رتھوں کے لیے  
 اور اپنے رسالہ میں نوکر رکھے گا..... اور بعض سے ہل جتوایگا  
 اور فصل کٹوائے گا..... سو تم اس کے غلام بن جاؤ گے۔ اور  
 تم اس دن اس بادشاہ کے سبب سے جسے تم نے اپنے لیے چنا ہوگا،  
 فریاد کرو گے پر اس دن خداوند تم کو جواب نہ دے گا لے

جب حضرت سمویل کے سمجھانے پر وہ اپنی خواہش سے نہ ہٹے اور ان کا اصرار بڑھتا رہا تو حضرت نے ایک نہایت وجیہ،  
 خوبصورت اور قوی میکیل شخص طاوت (ساؤل) کو ان پر بادشاہ مقرر کر دیا۔

طاوت بن یمین کی نسل سے تھا اور قیس بن ابی ایل کا بیٹا تھا۔ یہ ایک زبردست سورا تھا۔ بنی اسرائیل میں اس سے زیادہ  
 خوبصورت اور قدآور کوئی نہ تھا۔

تورات میں آیا ہے :

تو بھی لوگوں نے سمویل کی بات نہ سنی اور کہنے لگے نہیں ہم تو بادشاہ چاہتے  
 ہیں جو ہمارے اوپر ہو..... تب سمویل نے اسرائیل کے لوگوں  
 سے کہا کہ تم سب اپنے اپنے شہر کو چلے جاؤ۔

لے سمویل اباب ۸ آیت ۱-۵

اور بن یمن کے قبیلے کا ایک شخص تھا جس کا نام قیس بن ابی ایل بن  
 ضرور بن بکورت بن اینخ تھا۔ وہ ایک بنیمنی کا بیٹا اور زبردست سورا  
 تھا۔ اس کا ایک جوان اور خوبصورت بیٹا تھا جس کا نام ساؤل تھا  
 اور بنی اسرائیل کے درمیان اس سے خوبصورت کوئی شخص نہ تھا۔ وہ  
 ایسا قد آور تھا کہ لوگ اس کے کندھے تک آتے تھے۔ ..... اور  
 سموئل نے ان لوگوں سے کہا تم اسے دیکھتے ہو جسے خداوند نے چن لیا  
 کہ اس کی مانند سب لوگوں میں ایک بھی نہیں ہے تب سب لوگ للکار  
 کر لول اٹھے کہ بادشاہ جتیار ہے لہ

پہلے تو بنی اسرائیل نے طالوت کے شاہی منصب کو تسلیم کر لیا مگر بعد میں وہ طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگے۔ بڑے بڑے سرد  
 اور امیر چاہتے تھے کہ بادشاہ انھیں میں سے ہو۔ چنانچہ انھوں نے عام لوگوں کو طالوت کے تقرر کے خلاف بھڑکایا۔ ایک  
 اعتراض یہ بھی تھا کہ طالوت غریب ہے اور اس کے مقابلے میں بنی اسرائیل میں کئی دولت مند موجود ہیں لہذا بادشاہت کا منصب  
 امیر آدمی کو ملنا چاہیے۔

حضرت سموئل نے انھیں سمجھایا کہ حکمرانی کے لیے امیر ہونا یا کسی خاص نسل سے تعلق رکھنا ضروری نہیں بلکہ اللہ کے نیک  
 تو وہی شخص کسی منصب کا اہل ہو سکتا ہے جس میں اس منصب کے لیے ضروری اوصاف موجود ہوں۔ بادشاہت کے لیے قوت  
 حسن تدبیر، جرأت و شجاعت، اور صحت فکر و عمل جیسے اوصاف کی ضرورت ہے جو طالوت میں موجود ہیں پھر اس کی تقرری  
 اعتراض کیا؟ یہ تقرر تو اللہ کی جانب سے ہے اور وہ اپنے کاموں کو خوب جانتا ہے۔  
 بنی اسرائیل نے کہا اگر طالوت کا تقرر خدا کی جانب سے ہے تو کوئی نشانی بتائیے تاکہ ہم یقین کر سکیں۔ فرمایا جو تابوت  
 تمہارے ہاتھ سے چھین چکا ہے وہ طالوت ہی کے ذریعے سے تمہیں واپس ملے گا۔

قرآن کریم نے اس واقع کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے:

الْمَثَرَاتِ إِلَى الْمَلَائِكَةِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِلَّهِ تَبَتُّ لَنَا

مَلِكًا نُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ دِرْ

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ إِلَّا تَقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا نَا

إِلَّا نُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أَخْرَجْنَا مِنْ دِيَارِنَا

تجھ کو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ کے بعد ہوا۔  
 تحقیق نہیں ہوا، جب کہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ  
 ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر فرما دیجیے کہ ہم اللہ کی راہ میں  
 قتال کریں، ان پیغمبر نے فرمایا کہ یہ احتمال ہے کہ اگر تمہیں جہاد  
 حکم دیا جائے تو تم اس وقت جہاد نہ کرو۔ وہ لوگ کہنے لگے



مَنَّا فَلَمَّا كُنِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا  
بِلَا مَنِّهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝

ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ  
کریں حالانکہ ہم اپنی بستنیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیے  
گئے ہیں۔ پھر جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل  
تعداد کے (باقی) سب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔  
اور ان لوگوں سے ان کے پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے تم پر طاوت کو بادشاہ  
مقرر فرمایا کہتے لگے انھیں ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے  
حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور انھیں تو کچھ  
مالی وسعت بھی نہیں دی گئی۔ ان پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے  
مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا اور علم اور جسامت میں ان کو زیادتی  
دی اور اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہے دیں اور اللہ تعالیٰ  
وسعت دینے والے ہیں جاننے والے ہیں۔ اور ان سے ان کے  
پیغمبر نے فرمایا کہ ان کے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت  
ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تکیں کی چیز ہے  
تمہارے رب کا طرف سے اور کچھ بھی ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت  
موسیٰ اور حضرت ہارون چھوڑ گئے ہیں۔ اس صندوق کو فرشتے  
آویں گے۔ اس میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم  
یقین لانے والے ہو۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ  
لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمَلَكُ  
لَنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمَلَكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ  
عَمَلًا مِنَ الْعَمَلِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ  
لَكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ  
اللَّهُ يُؤْتِي مَلَكَةً مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ  
قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مَلَكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ  
الْبُرْتُ فِيهِ سَكِينَةً مِّمَّا تَرَكَ آلُ هَارُونَ  
وَمَا وَرَثَتُهُ الْمَلَكَةُ أَنْ فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ  
لِّمَن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

(لقبرہ ع ۳۲)

غرض بنی اسرائیل طاوت کو بادشاہ تسلیم کرنے پر رضامند ہو گئے۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے فلسطی آئے دن اسرائیلیوں پر حملہ  
کے انھیں زک پہنچاتے رہتے تھے۔ طاوت نے بادشاہ بنتے ہی فلسطیوں کے جارحانہ اقدامات کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور بنی اسرائیل  
ان کے خلاف باقاعدہ جنگ کا حکم دیا۔ وہ مفصل رواد حضرت داؤد کے باب میں بیان کی جا چکی ہے۔ البتہ آیت مندرجہ بالا  
بنی اسرائیل کے متعلق جو یہ کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو چھوٹی سی تعداد کو چھوڑ کر باقی سب پھر گئے۔ اس کی تفصیل  
دینا ضروری ہے اور وہ یہ کہ طاوت چونکہ بنی اسرائیل کے عادات و اطوار اور حالات سے پوری طرح واقف تھا اس لیے  
سے مدد سے تھا کہ بعض لوگ جنگ سے گریز کریں گے۔ بلکہ ایسا نہ ہو کہ میدان جنگ میں پیٹھ دکھا جائیں اور نقصان کا باعث بنیں۔  
لہذا اس نے جہاد سے پہلے ان کی آزمائش کرنی چاہی کہ دیکھوں یہ اپنے عزم میں کتنے پکے ہیں۔

جب بنی اسرائیل کا لشکر جنگ پر روانہ ہوا تو راستہ میں ایک ندی پڑی۔ طاوت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس ندی کے ذریعے

تھیں آزمانا چاہتا ہے۔ لہذا کوئی شخص اس پیٹ بھر کر پانی نہ پیئے ورنہ وہ خدا کی جماعت سے نکال دیا جائے گا۔ شدید پیاس کی حالت میں صرف چند گھونٹ پینے کی اجازت ہے۔ اس حکم کی بہت کم لوگوں نے قیبل کی، سوائے چند آدمیوں کے باقی سب نے نبوب سیر ہو کر پانی پی لیا۔ ساتھ ہی کہنے لگے کہ ہم میں تو اتنی ہمت نہیں کہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔

بنی اسرائیل کے اس نافرمان اور کمزور ایمان گروہ کی داستان قرآن کریم نے یوں بیان فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ  
اللَّهِ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ  
بِمَنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اعْتَرَفَ  
غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ  
فَلَمَّا جَاوَزَهُوَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا  
طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ  
الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلِقُوا اللَّهَ كَمَ مِنْ  
فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةُ كَثِيرَةٍ بِإِذْنِ  
اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

(سورہ بقرہ ۲۴۷)

جب طالوت لشکریوں کو لے کر روانہ ہوا تو اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں نہر کے پانی کے ذریعہ آزمانے گا۔ پس جو شخص اس سے سیراب ہو کر پیئے گا وہ میری جماعت میں نہ رہے گا اور جو ایک چلو کے سوا اس سے سیراب ہو کر نہیں پیئے گا وہ میری جماعت میں رہے گا۔ پھر تھوڑے سے لوگوں کے سوا سب نے اس نہر سے سیراب ہو کر پی لیا۔ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ وہ لوگ جو حکم الہی پر ایمان رکھتے تھے۔ ندی کے پار اترے تو ان لوگوں نے زہنوں نے طالوت کے حکم کے خلاف کیا تھا، کہا ہم میں یہ طاقت نہیں کہ آج جالوت سے اور اس کی فوج سے مقابلہ کر سکیں۔ لیکن وہ لوگ جو سمجھتے تھے انہیں ایک دن اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے پکاراٹھے کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو حکم الہی سے بڑی جماعتوں پر غالب گئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

بہر حال حضرت سمویل نے بنی اسرائیل کو جو یہ یقین دلایا تھا کہ تالوت سکینہ طالوت کے ذریعہ انہیں واپس ملے گا تو رات میں اس کی داستان بڑے دلچسپ پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ مورخین اور مفسرین نے بھی تالوت کی واپسی کے متعلق مختلف روایات بیان کی ہیں۔ تالوت اسرائیلیوں کو واپس مل گیا اور حضرت سمویل کی بشارت جو طالوت کے منجانب اللہ بادشاہ مقرر ہونے کے بارے میں دی گئی تھی پوری ہو کر رہی۔

# حضرت دانیال علیہ السلام

سلطنت یہود کا مرکز یروشلم تھا۔ اس سلطنت میں ۵۸۸ ق، م تک خاندان داؤد سے انیس بادشاہ گزرے ہیں ان بادشاہوں میں جہاں خدا ترس اور نیک بادشاہ ہوتے وہاں بعض بادشاہ بہت ظالم اور بت پرست بھی تھے جنہوں نے خود بھی مملکت میں فسق و فجور پھیلایا اور خلقت کو بھی گمراہ کیا۔ ان لوگوں کی ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً پیغمبر اور نبی مبعوث ہوتے رہے جنہوں نے انہیں راہِ حق پر چلنے کی ترغیب دی۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے طفیل کچھ نہ کچھ اصلاح ہوتی رہی لیکن وہ پورے طور پر احکامِ خداوندی کے پابند نہ ہوتے۔ اپنے افعال سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔ چنانچہ بد عملیوں کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے سلطنت یہود کی تباہی کا سامان مہیا کر دیا۔

۶۰۶ ق، م بابل کے بادشاہ بخت نصر نے یروشلم پر چڑھائی کی۔ پے پے حملوں سے سلطنتِ یہود کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ملک کو بڑی طرح ٹوٹا، عمارتیں جلا کر خاکستر کر دیں۔ حضرت سلیمانؑ کے بنائے ہوئے عالیشان معین کو بھی مسمار کر دیا۔ تابوتِ سکینہ برباد کر ڈالا۔ تورات کا اس وقت صرف ایک ہی نسخہ یروشلم میں محفوظ تھا۔ وہ بھی آتشزدگی اور تباہی کی نذر ہو گیا۔ بخت نصر نے سلطنت کی بربادی پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ تمام قوم بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا۔ تورات کا بیان ہے:

اور شاہ بابل بنوکدنصر کے عہد کے انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے دسویں دن جلوداروں کا سردار بنوزرادان جو شاہ بابل کے حضور میں کھڑا رہتا تھا یروشلم میں آیا۔ اس نے خداوند کا گھراور بادشاہ کا قصر اور یروشلم کے سب گھر یعنی ہر ایک بڑا گھر آگ سے جلا دیا اور کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلوداروں کے سردار کے ہمراہ تھا۔ یروشلم کی فصیل کو چاروں طرف سے گرا دیا اور باقی لوگوں اور محتاجوں کو جو شہر میں رہ گئے تھے اور ان کو جنہوں نے اپنوں کو چھوڑ کر شاہ بابل کی پناہ لی تھی اور عوام میں سے جتنے باقی رہ گئے تھے۔ ان سب کو بنوزرادان جلوداروں کا سردار اسیر کر کے لے گیا۔

لہٰذا سے بنوکدنصر بھی لکھتے ہیں اور بخت نصر بھی۔ لہٰذا صحیفہ یرمیاہ باب ۵۲ آیات ۱۲-۱۵

صحیفہ دانی ایل میں مذکور ہے کہ جو لوگ قیدی بنا کر بابل لے جائے گئے ان میں حضرت دانیالؑ بھی تھے ان کے علاوہ ان کے تین رفیقوں حنیاہ، میسائیل اور عزیزیاہ (حضرت عزیزؑ) کے نام بھی مذکور ہیں۔

حضرت دانیالؑ کو اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت عطا کر رکھے تھے، عقل و فہم اور حسن صورت کے لحاظ سے بھی آپ اور آپ کے تینوں ساتھی نمایاں حیثیت کے مالک تھے اس لیے بادشاہ کی نظروں میں بہت مقبول ٹھہرے۔ بادشاہ نے ان کے لیے شاہی خوراک میں سے روزانہ مقرر کر رکھا تھا اور ان کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا۔ ان اوصاف کے طفیل سب کو اپنی خدمت میں حاضر رہنے کے لیے منتخب کر لیا۔

بخت نصر نے سونے کا ایک بت شہر میں نصب کرایا اور سب امراء و اعیان سلطنت اور رعایا کو حکم دیا کہ اس کی عبادت کریں۔ سب نے تعمیل کی مگر حضرت دانیالؑ کے رفیقوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

اہل بابل نے بادشاہ کو اس امر کی اطلاع دی۔ چنانچہ تینوں کو دربار میں طلب کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی؟ تم تیار رہو جس وقت قرنا اور نے وغیرہ کے بچنے کی آواز سناو اسی وقت مورت کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ ایسا نہ کرو گے تو تمہیں جلتی بھٹی میں پھینک دیا جائے گا۔

تینوں نے جواب دیا کہ جس خدا کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ہمیں جلتی بھٹی سے بچانے کی طاقت رکھتا ہے اور وہی ہمیں تیرے ہاتھ سے چھڑا سکتا ہے ہم تیری بنائی ہوئی مورت کی کبھی عبادت نہیں کریں گے۔

یہ سن کر بادشاہ غصے سے بھر گیا اور انہیں جلتی بھٹی میں ڈالنے کا حکم دیا۔ خدا کی قدرت سے آگ نے انہیں تو کوئی نقصان نہ پہنچایا مگر جن لوگوں نے انہیں اٹھا کر بھٹی میں پھینکا تھا وہ آگ کی شدید حرارت سے وہ خود جھلس کر مر گئے۔ صحیفہ دانی ایل میں مذکور ہے

بنو کد نصر بادشاہ نے ایک سونے کی مورت بنوائی جس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی چھ ہاتھ تھی اور اسے دُورا کے میدان صوبہ بابل میں نصب کیا۔ تب بنو کد نصر بادشاہ نے لوگوں کو بھیجا کہ ناظموں اور حاکموں اور سرداروں اور قاضیوں اور خزانچیوں اور مشیروں اور مفتیوں اور تمام صوبوں کے منصب داروں کو جمع کریں تاکہ وہ اس مورت کی تقدیس پر حاضر ہوں۔ . . . . اور جو کوئی گر کر سجدہ نہ کرے اسی وقت آگ کی جلتی بھٹی میں ڈالا جائے گا۔ . . . . پس اس وقت چند کسلیوں نے آکر یہودیوں پر الزام لگایا . . . . . اب چند یہودی ہیں جنکو تو

نے بابل کے صوبہ کی کارپردازی پر معین کیا ہے یعنی سدراک، میک اور عبد بنحو۔ ان آدمیوں نے اے بادشاہ تیری تعظیم نہیں کی، وہ تیرے معبودوں کی عبادت نہیں کرتے اور اس سونے کی مورت کو جسے تو نے نصب کیا سجدہ نہیں کرتے۔ تب بنو کد نضر نے قہر و غضب سے حکم دیا کہ سدراک اور میک اور عبد بنحو کو حاضر کریں..... بنو کد نضر نے ان سے کہا... کیا یہ سچ ہے کہ تم میرے معبودوں کی عبادت نہیں کرتے..... اگر سجدہ نہ کرو گے تو اسی وقت آگ کی جلتی بھٹی میں ڈالے جاؤ گے اور کونسا معبود تمہیں میرے ہاتھ سے چھڑائیگا؟ سدراک اور میک اور عبد بنحو نے بادشاہ سے عرض کی کہ اے بنو کد نضر اس امر میں ہم تجھے جواب دینا ضروری نہیں سمجھتے۔ دیکھ ہمارا خدا جس کی ہم عبادت کرتے ہیں ہم کو آگ کی جلتی بھٹی سے چھڑانے کی قدرت رکھتا ہے اور اے بادشاہ وہی ہمیں تیرے ہاتھ سے چھڑائے گا..... اور اس نے حکم دیا کہ بھٹی کی آنچ معمول سے سات گنا زیادہ کریں۔..... تب یہ مرد اپنے زیر جاموں، قمیصوں اور عماموں سمیت باندھے گئے اور آگ کی جلتی بھٹی میں پھینک دیے گئے..... بھٹی کی آنچ نہایت تیز تھی اس لیے سدراک اور میک اور عبد بنحو کو اٹھانے والے آگ کے شعلوں سے ہلاک ہو گئے..... اس نے کہا دیکھو میں چار شخص آگ میں کھلے پھرتے دیکھتا ہوں۔ اور ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا اور چوتھے کی صورت الہ زاد کی سی ہے۔

جب بادشاہ کو خبر ملی کہ مخبروں کو آگ میں ڈالا گیا مگر انہیں کوئی گزند نہیں پہنچا تو وہ متعجب ہوا اور خود بھٹی دیکھنے آیا بھٹی میں اسے چار آدمی نظر آئے۔ تین حضرت دانیال کے رفیق اور چوتھا فرشتہ تھا۔ بادشاہ نے انہیں آواز دی کہ باہر آؤ۔ باہر آنے پر دیکھا کہ ان کے بدن پر آگ کا کہیں ذرا سا اثر بھی نہ تھا۔ تب بخت نصر کو احساس ہوا کہ یہ ضرور خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے قلمرو میں فرمان جاری کر دیا کہ یہودیوں کے خدا کی نسبت کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالا جائے اور

لہ خنیاہ، میابیل اور عزریاہ کے یہ نام خواجہ سراؤں کے سردار نے اپنی طرف سے رکھے تھے (صحیفہ دانیال باب آیت ۷)

لہ صحیفہ دانیال باب ۳۔

پھر ان تینوں کو معزز عہدوں پر فائز کر دیا۔

تورات کا بیان ہے:

تب بنو کد نضر نے آگ کی جلتی بھٹی کے دروازے پر آکر کہا اے  
سدرک اور میسک اور عبد بنحو خدا تعالیٰ کے بند و باہر نکلو اور ادھر آؤ۔  
پس سدرک اور میسک اور عبد بنحو آگ سے نکل آئے۔ تب ناظموں  
اور حاکموں اور سرداروں اور بادشاہ کے شہروں نے فریاد مہو کر ان  
شخصوں پر نظر کی اور دیکھا کہ آگ نے ان کے بدنوں پر کچھ تاثیر نہ کی اور  
ان کے سر کا ایک بال بھی نہ جلایا اور ان کی پوشاک میں مطلق فرق نہ آیا۔  
اور ان سے آگ سے جلنے کی بوجہ بھی نہ آتی تھی۔ پس بنو کد نضر نے پکار کر  
کہا سدرک اور میسک اور عبد بنحو کا خدا مبارک ہو جس نے اپنا فرشتہ  
بھیج کر اپنے بندوں کو رہائی بخشی جنہوں نے اس پر توکل کر کے بادشاہ  
کے حکم کو ٹال دیا اور اپنے بدنوں کو نثار کیا کہ اپنے خدا کے سوا کسی  
دوسرے معبود کی عبادت اور بندگی نہ کریں۔ اس لیے میں یہ فرمان جاری  
کرتا ہوں کہ جو قوم یا اہل لخت سدرک، میسک اور عبد بنحو کے  
خدا کے حق میں کوئی نامناسب بات کہیں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں  
گے اور ان کے گھر مزلہ ہو جائیں گے کیونکہ کوئی دوسرا معبود نہیں جو  
اس طرح رہائی دے سکے۔ پھر بادشاہ نے سدرک اور میسک اور  
عبد بنحو کو صوبہ بابل میں سرفراز کیا۔

بخت نصر کے بعد اس کا پوتا بلشضر بابل کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے اپنی تاج پوشی کے موقع پر محفل عیش و سرور منعقد کی جس پر  
سونے اور چاندی کے ان مقدس برتنوں میں جو بخت نصر یروشلم کی سبیل سے نکال کر لایا تھا، مے نوشی کی گئی جس سے ان کی بے حرمتی  
مقصود تھی۔ اس کے داغ میں تکبر اور سرکشی سمائی ہوئی تھی۔ اس نے سونے چاندی، پتیل، لوہے، بکڑی اور پتھر کے بت بنوائے  
جنہیں معبود کے طور پر پوجا جاتا۔ حضرت دانیال کو اس نے مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم مقرر کیا، حضرت نے بلشضر کو ایک نوشتہ  
کا مطلب سمجھاتے ہوئے بتا دیا تھا کہ تیری بادشاہت کے دن ختم ہو چکے ہیں۔ تیری سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی اور ایرانیوں  
کو مل گئی، چنانچہ فوراً ہی بعد ایسا ہوا کہ ایرانیوں کا ٹڈی دل لشکر دریائے فرات عبور کر کے بابل پر حملہ آور ہوا۔ بادشاہ مارا گیا اور

حکومت ایرانیوں کے قبضہ میں آگئی۔

شاہ ایران حضرت دانیالؑ کے علم و حکمت اور عقل و دانش کے طفیل ان کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے اپنی مملکت پر ایک سو بیس ناظم اور ان پر تین وزیر تعینات کیے تو ان وزیروں میں ایک حضرت دانیالؑ بھی تھے۔ حضرت دانیالؑ دوسرے وزیروں اور ناٹھوں سے زیادہ صاحب تدبیر ثابت ہوئے تو ان کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور انھیں نقصان پہنچانے کی سوچنے لگے اور تو کچھ بن نہ پڑا، بادشاہ کو مشورہ دیا ایک اعلان جاری کیا جائے کہ تیس روز تک جو کوئی تیرے سوا کسی معبود یا آدمی سے درخواست کرے وہ شیروں کی ماند میں ڈال دیا جائے۔ دارا نے ان کا مشورہ مان کر یہ اعلان جاری کر دیا۔

حضرت دانیالؑ کا معمول تھا کہ دن میں تین مرتبہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی کے حضور دعائیں مانگا کرتے تھے۔ حاسدوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ حضرت دانیالؑ نے تیرے فرمان کی کوئی پروا نہیں کی بلکہ ہر روز تین بار اپنے خدا سے دعا مانگتا ہے۔

بادشاہ کو حضرت دانیالؑ سے عقیدت تو تھی ہی۔ اس موقع پر وہ نہ چاہتا تھا کہ انھیں کوئی سزا دی جائے لیکن جب لوگوں نے بادشاہ سے اصرار کیا کہ اعلان کے مطابق انھیں سزا ضرور ملنی چاہیے اور وہ سزا یہی ملے گی ہے کہ ایسے شخص کو شیروں کے پنجرے میں ڈالا جائے۔ بادشاہ نے مجبور ہو کر حضرت دانیالؑ کو ان کے حوالے کر دیا اور آپ کو شیروں کے پنجرے میں ڈال دیا گیا۔

خدا کی قدرت سے شیروں نے انھیں کوئی زک نہ پہنچائی اور وہ بے خوف و خطر پنجرے میں پڑے رہے۔ بادشاہ کو پتہ چلا تو خود آیا اور انھیں باہر نکالنے کا حکم دیا ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کیا کہ جن لوگوں نے حضرت دانیالؑ کے خلاف الزام لگا کر انھیں پنجرے میں ڈلوا یا ہے وہ اپنے بیوی بچوں سمیت ان پنجروں میں پھینکے جائیں تاکہ اپنے کیے کی سزا بھگتیں۔  
توراہ میں مذکور ہے:

دارا کو پسند آیا کہ مملکت میں ایک سو بیس ناظم مقرر کرے جو تمام مملکت پر حکومت کریں اور ان پر تین وزیروں جن میں سے ایک دانی ایل تھا..... یہ وزیر اور ناظم بادشاہ کے حضور جمع ہوئے اور اس سے یوں کہنے لگے کہ اے دارا بادشاہ!..... ایک خسروانہ آئین مقرر کریں..... کہ تیس روز تک جو کوئی تیرے سوا کسی معبود یا آدمی سے کوئی درخواست کرے شیروں کی ماند میں ڈال دیا جائے۔..... پس دارا بادشاہ نے اس نوشتہ اور فرمان پر دستخط کر دئے..... اور جب دانی ایل نے معلوم کیا

کہ اس نوشتہ پر دستخط ہو گئے تو اپنے گھر میں آیا اور اس کی کوٹھڑی  
 کا دریچہ پر دشلم کی طرف کھلا تھا۔ وہ دن میں تین مرتبہ حسب معمول  
 گھٹنے ٹیک کر خدا کے حضور دعا اور اس کی شکر گزاری کرتا رہا....  
 تب یہ لوگ جمع ہوئے اور دیکھا..... تب انہوں نے بادشاہ  
 کے حضور عرض کی کہ اے بادشاہ یہ دانی ایل جو یہودا کے اسیروں  
 میں سے ہے نہ تیری پروا کرتا ہے اور نہ اس امتناعی فرمان کو جس پر  
 تو نے دستخط کیے ہیں خاطر میں لاتا ہے بلکہ ہر روز تین بار دعا کرتا ہے  
 جب بادشاہ نے یہ باتیں سنیں تو نہایت رنجیدہ ہوا اور اس نے دل  
 میں چاہا کہ دانی ایل کو چھوڑے اور سورج ڈوبنے تک اس کے چھڑانے  
 میں کوشش کرتا رہا۔ پھر یہ لوگ بادشاہ کے حضور فراہم ہوئے اور  
 بادشاہ سے کہنے لگے کہ اے بادشاہ تو سمجھ لے کہ مادیوں اور فراریوں  
 کا آئین یوں ہے کہ جو فرمان اور قانون بادشاہ مقرر کرے کبھی نہیں  
 بدلتا۔ تب بادشاہ نے حکم دیا اور وہ دانی ایل کو لائے اور شیروں  
 کی ماند میں ڈال دیا..... تب بادشاہ اپنے قصر میں گیا....  
 اور بادشاہ صبح بہت سویرے اٹھا اور جلدی سے شیروں کی ماند  
 کی طرف چلا اور جب ماند پر پہنچا تو غمناک آواز سے دانی ایل کو پکارا  
 بادشاہ نے دانی ایل کو خطاب کر کے کہا۔ اے دانی ایل! زندہ خدا  
 کے بندے کیا تیرا خدا جس کی تو ہمیشہ عبادت کرتا ہے قادر ہوا  
 کہ تجھے شیروں سے چھڑائے۔ تب دانی ایل نے بادشاہ سے کہا  
 اے بادشاہ ابد تک جیتا رہ، میرے خدا نے اپنے فرشتہ کو بھیجا  
 اور شیروں کے منہ بند کر دیے اور انہوں نے مجھے ضرر نہیں پہنچایا  
 کیونکہ میں اس کے حضور بے گناہ ثابت ہوا اور تیرے حضور بھی  
 اے بادشاہ میں نے خطا نہیں کی۔ پس بادشاہ نہایت شادماں ہوا  
 اور حکم دیا کہ دانی ایل کو اس ماند سے نکالیں۔ پس دانی ایل اس ماند  
 سے نکالا گیا اور معلوم ہوا کہ اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا کیونکہ اس نے



اپنے خدا پر توکل کیا تھا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ ان شخصوں کو  
جنھوں نے دانی ایل کی شکایت کی تھی لائے اور ان کے بچوں اور  
بیویوں سمیت ان کو شیروں کی ماند میں ڈال دیا اور شیران پر غالب  
آئے اور اس سے پیشتر کہ ماند کی تہ تک پہنچیں شیروں نے ان کی سب  
ہڈیاں توڑ ڈالیں لے

پھر حکم دیا گیا کہ مملکت کے سب لوگ و انبال کے خدا کی عزت کریں اور اس سے ڈریں۔ کیونکہ وہی زندہ خدا ہے  
اور ہمیشہ قائم ہے، اس کی سلطنت لازوال ہے جو ابد تک رہے گی، وہی چھڑانا اور بچاتا ہے، آسمان اور زمین میں وہی نشان  
اور عجائب دکھاتا ہے اسی نے دانی ایل کو شیروں کے پنجے سے چھڑایا ہے لے

# حضرت یرمیاہ علیہ السلام

حضرت یرمیاہ | بنی اسرائیل کے انبیاء میں حضرت یرمیاہ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے اور ان کے نام سے مجموعہ تورات اور قرآن میں ایک صحیفہ بھی شامل ہے۔ جس میں ان کے کچھ حالات ملتے ہیں۔ قرآن عزیز میں ان کا نام یا ان کے حالات کہیں مذکور نہیں۔ البتہ سورہ بقرہ میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کے متعلق عام رائے یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق ہے لیکن وہب بن منبہ، عبداللہ بن عبید اور عبداللہ بن سلام کا قول یہ ہے کہ یہ شخص حضرت یرمیاہ تھے۔ سورہ بقرہ کی آیت یہ ہے:

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوسِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ لَبَدَّنْ مَوْتَهَا فَا مَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا بَلْ لَبِثْنَا مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانظُرْ إِلَى آحْمَارِكَ لِنَعْلَمَ كَيْفَ تَقُولُ لِلنَّاسِ وَالنَّظَرَ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِرُهَا ثُمَّ نَكْسُوها لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بقرہ ۷۵-۷۶)

اور کیا تم نے اس شخص کا حال نہ دیکھا جس کا ایک بستی پر گزر ہوا، جو اپنی چھتوں سمیت زمین پر ڈھیر تھی، تو وہ کہنے لگا اس بستی کی موت (تباہی) کے بعد اللہ تعالیٰ کس طرح اسے زندگی دے گا (آباد کرے گا)۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر سو برس تک موت طاری کر دی اور پھر زندہ کر دیا۔ اللہ نے دیکھا کہ کیا تم یہاں کتنی مدت پڑے رہے۔ اس نے جواب دیا ایک دن یا دن کا بعض حصہ، اللہ نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ تم سو برس تک اسی حالت میں رہے پس تم اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ وہ بگڑی تک نہیں اور پھر اپنے گدھے کو دیکھو کہ وہ گل سڑ کر ہڈیوں کا ڈھا پنچرہ گیا ہے) اور یہ سب اس لیے ہوا کہ ہم تم لوگوں کو نشان بنائیں اور اب تم دیکھو کہ کس طرح ہم ہڈیوں کو ایک دوسرے پر چڑھاتے ہیں اور آپس میں جوڑتے ہیں اور پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس جب اسے ہماری قدرت کا مشاہدہ ہو گیا تو اس نے کہا میں یقین کرتا ہوں کہ بلاشبہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**حالات** | صحیفہ یرمیاہ میں آپ کے والد کا نام خلقیہ بتایا گیا ہے آپ نبیین کی سلطنت میں کاہن تھے۔  
حضرت کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی سرکشی اور شرارت حد سے گزر چکی تھی۔ ہر طرف فسق و فحور کا بازار گرم تھا حضرت نے  
اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر انہیں رشد و ہدایت کی تبلیغ کی اور حرکاتِ بد سے روکا مگر یہیم کوششوں کے باوجود انہوں نے کچھ اثر  
قبول نہ کیا بلکہ تمسخر کرتے۔ اس بدکرداری کے نتیجے میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دباہیں نازل ہوئیں خشک سالی  
نے یروشلم کو اجاڑ کر رکھ دیا۔ چشمے خشک ہو گئے، جانوروں کے لیے چارہ تک نہ رہا  
تورات کا بیان ہے:

یہودا ماتم کرتا ہے اور اس کے بھائیوں پر ادا اسی چھائی ہے۔ وہ  
ماتمی لباس میں خاک پر بیٹھے ہیں اور یروشلم کا نالہ بلند ہوا ہے۔ ان کے  
امرا اپنے ادنیٰ لوگوں کو پانی کے لیے بھیجتے ہیں۔ وہ چشموں تک جلتے  
ہیں مگر پانی نہیں پاتے اور خالی گھڑے لیے لوٹ آتے ہیں۔ وہ ترمز  
دیشیان ہو کر اپنے سر ڈھانپتے ہیں۔ چونکہ ملک میں بارش نہ ہوئی  
اس لیے زمین بھٹ گئی اور کسان مراسیم ہوئے۔ وہ اپنے سر ڈھانپتے  
ہیں۔ چنانچہ ہرنی میدان میں بچہ دے کر اُسے چھوڑ دیتی ہے کیونکہ گھاس  
نہیں ملتی اور گور خراؤچی جگہوں پر کھڑے ہو کر گیدڑوں کی مانند ہانپتے  
ہیں۔ ان کی آنکھیں رہ جاتی ہیں کیونکہ گھاس نہیں لے

ان آفات میں مبتلا ہونے کے باوجود ان کے دل خوفِ خدا سے خالی رہے اور بد عملیوں سے باز نہ آئے۔ تب حضرت  
یرمیاہ نے انہیں یروشلم کی تباہی کی خبر سنائی اور فرمایا کہ اگر تم نے اپنی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کی تو تم پر دوسری قوم حملے کر کے  
تمہارے ملک کو تاخت و تاراج کر دے گی اور تمہیں ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کرنی پڑے گی۔  
تورات میں مذکور ہے:-

اسے یروشلم تو اپنے دل کو شرارت سے پاک کرتا کہ نور ہائی پائے۔  
بڑے خیالات کب تک تیرے دل میں رہیں گے۔ کیونکہ دان سے ایک  
آواز آتی ہے اور افرائیم کے پہاڑ سے مصیبت کی خبر دیتی ہے تو یوں  
کو خبر دو۔ دیکھو یروشلم کی بابت منادی کو روکہ محاصرہ کرنے والے  
دور کے ملکوں سے آتے ہیں اور یہوداہ کے شہروں کے قبائل

۱۲۲  
 لکاریں گے۔ کھیت کے رکھوالوں کی مانند وہ اسے چاروں طرف  
 سے گھیر لیں گے کیونکہ اس نے مجھ سے بغاوت کی۔ خداوند فرماتا ہے  
 تیری چال اور تیرے کاموں سے یہ مصیبت تجھ پر آئی ہے۔ یہ تیری  
 شرارت ہے..... لے

تورات کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک کاہن فشخور بن امیر نے جب حضرت یرمیاہ کی زبانی ایسی باتیں نہیں تو انھیں زد و کوب  
 کیا جس پر حضرت یرمیاہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

..... کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں تجھ کو تیرے لیے  
 اور تیرے سب دوستوں کے لیے دہشت کا باعث بنا لوں گا اور وہ  
 اپنے دشمنوں کی تلوار سے قتل ہوں گے اور تیری آنکھیں دیکھیں گی  
 اور میں تمام یہوداہ کو شاہ بابل کے حوالہ کر دوں گا اور وہ ان کو امیر  
 کر کے بابل میں لے جائیگا اور ان کو تلوار سے قتل کرے گا اور میں اسی  
 شہر کی ساری دولت اور اس کے تمام محاصل اور اس کی سب نفیس  
 چیزوں کو اور یہوداہ کے بادشاہ کے سب خزانوں کو دے ڈالوں گا۔  
 ہاں میں ان کو ان کے دشمنوں کے حوالے کر دوں گا جو ان کو لوٹیں  
 گے اور بابل کو لے جائیں گے..... ۴۳

غرض بنو کد نضر شاہ بابل نے یروشلم پر حملہ کر دیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت حضرت یرمیاہ نے اعلان کیا کہ  
 شاہ بابل کے مقابلہ میں شاہ یہوداہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اسے قیدی بنا کر اپنے ساتھ بابل لے جائے گا اور اسے  
 اسیری کی زندگی گزارنی ہوگی۔

شاہ یہوداہ نے جس کا نام صدقیہ تھا، یہ سنا تو حضرت یرمیاہ کو اس حق گوئی کے جرم میں قید کر دیا۔  
 اور اس وقت شاہ بابل کی فوج یروشلم کا محاصرہ کیے پڑی تھی اور  
 یرمیاہ نبی شاہ یہوداہ کے گھر میں قید خانہ کے صحن میں بند تھا،  
 کیونکہ شاہ یہوداہ صدقیہ نے اسے یہ کہہ کر قید کیا کہ تو کیوں  
 نبوت کرتا اور کہتا ہے کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں اسی  
 شہر کو شاہ بابل کے حوالے کر دوں گا اور وہ اسے لے لے گا اور

۴۳ صحیفہ یرمیاہ باب ۱۲ آیات ۱۲-۱۸۔ لے ایضاً باب ۲۰ آیت ۲۰ تک صحیفہ یرمیاہ باب ۲۰ آیات ۲-۵۔

شاہ یہوداہ صدقیہ کسدیوں کے ہاتھ سے نہ بچے گا بلکہ ضرور شاہ بابل کے حوالے کیا جائے گا اور اس کے روبرو باتیں کر لینگا اور دونوں کی آنکھیں مقابل ہوں گی اور وہ صدقیہ کو بابل میں لے جائیگا اور جب تک میں اس کو یاد نہ فرماؤں وہ وہیں رہیگا۔ خداوند فرماتا ہے ہر خدیتم کسدیوں کے ساتھ جنگ کرو گے پر کامیاب نہ ہو گے لے

بابل کا حکمران بنوکد نصر جسے نخت نصر بھی کہا جاتا ہے قریباً ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط میں گزرا ہے اس نے زبردست قوت فراتیم کی اور اس پاس کی تمام حکومتوں کو زیر کیا۔ فلسطین پر اس نے پے پے حملے کیے اور یروشلم و فلسطین کے تمام علاقے کو پامال کر ڈالا۔ بنی اسرائیل کو بھٹیڑ بکریوں کی طرح ہنکا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا جہاں ان کے ساتھ ادنیٰ خادموں اور غلاموں کا سا سلوک روا رکھا گیا۔ یہوداہ کا بادشاہ صدقیہ اور اس کے امراء و سردار حملے کے وقت بھاگ نکلے مگر کسدیوں کی فوج نے تعاقب کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ صدقیہ کے بیٹے اس کے سامنے قتل کیے گئے۔ اس کی اپنی آنکھیں نکال دی گئیں اور سب امراء و سرداران بھی قتل ہوئے۔ یروشلم کی تفصیل توڑ دی گئی۔ شاہی محل اور لوگوں کے گھر جلادے گئے۔

صحیفہ یرمیاہ میں مذکور ہے :-

..... شاہ بابل بنوکد نصر اپنی تمام فوج لے کر یروشلم پر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کیا..... اور شاہ یہوداہ صدقیہ اور سب جنگی مرد اس کو دیکھ کر بھاگے۔ لیکن کسدیوں کی فوج نے ان کا پیچھا کیا اور یرسحو کے میدان میں صدقیہ کو جالیا اور اسے پکڑ کر ربلہ میں شاہ بابل بنوکد نصر کے پاس حمات کے علاقہ میں لے گئے اور اس نے ان پر فتویٰ دیا اور شاہ بابل نے صدقیہ کے بیٹوں کو ربلہ میں اس کی آنکھوں کے سامنے ذبح کیا۔ اور یہوداہ کے سب شرفاء کو بھی قتل کیا اور اس نے صدقیہ کی آنکھیں نکال ڈالیں اور بابل کو لے جانے کے لیے اسے زنجیروں سے جکڑا اور کسدیوں نے شاہی محل کو اور لوگوں کے گھروں کو آگ سے جلادیا اور یروشلم کی تفصیل کو گرا دیا۔ اس کے بعد جلوداروں کا سردار بنوزراد ان باقی لوگوں کو جو شہر میں رہ گئے تھے اور ان کو جو اس کی طرف ہو کر اس کے پاس بھاگ آئے تھے یعنی قوم کے باقی سب لوگوں کو اسیر کر کے بابل کو لے گیا۔

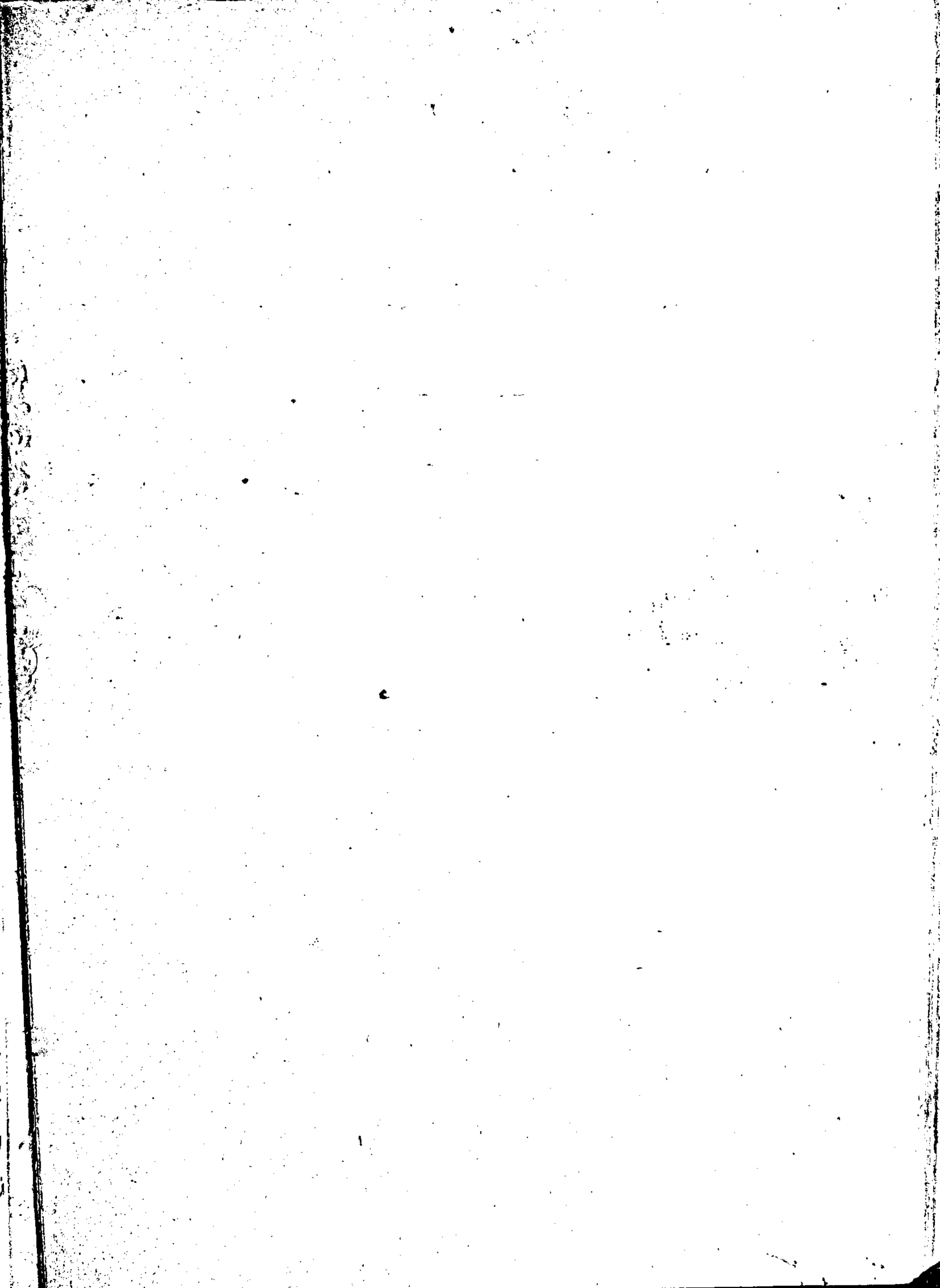
یرمیاہ کا حال معلوم ہوا تو انھیں قید خانے سے نکلوا یا اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ بادشاہ نے انھیں اپنے ساتھ چلنے کو کہا اور یقین دلایا کہ ان سے بہت اچھا سلوک رہا رکھا جائے گا، مگر وہ آمادہ نہ ہوئے اور یروشلم سے دو ایک جنگل میں رہنے لگے۔ یروشلم کی تباہی کے بعد بنی اسرائیل بابل میں غلامی اور ذلت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر قریباً ۵۳۹ ق م میں فارس کے بادشاہ کینخسرو نے بابل کے بادشاہ بیلشزار کو شکست دے کر ملک پر قبضہ کیا تو اس نے بنی اسرائیل کو آزاد کر کے بابلوں کے مظالم سے نجات دلائی اور انھیں یروشلم آنے کی اجازت مل گئی۔

کینخسرو بابل فتح کرنے کے بعد دس برس تک زندہ رہا۔ اس اثنا میں بنی اسرائیل نے واپس آ کر دوبارہ بیت المقدس کی تعمیر شروع کر دی تھی جو اردشیر بادشاہ کے زمانے میں مکمل ہو گئی۔

کہا جاتا ہے کہ یروشلم کی بربادی اور دوبارہ آبادی کے مابین جو طویل مدت ہے یہی وہ وقفہ ہے۔ اسی کے دوران میں حضرت یرمیاہ کو وہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر سورۃ بقرہ کی مذکورہ آیات میں کیا گیا ہے۔ انھیں واقعات کی روشنی میں حضرت یرمیاہ کی عمر کا اندازہ ڈیڑھ سو برس لگایا جاتا ہے۔

# حصہ چہارم

- پہلا باب : وحی ، نزول وحی اور صاحبِ وحی۔
- دوسرا باب : پیغمبروں کے اوصاف ، نشانیاں اور معجزے۔
- تیسرا باب : آسمانی کتابیں اور صحیفے۔
- چوتھا باب : پیغمبروں کی تعلیمات (اوامر و نواہی)
- پانچواں باب : پیغمبروں کے اقوال و ارشادات۔





# وحی، نزول وحی اور صاحب وحی

انبیائے کرام کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں کی تشریف آوری کا مقصد بنی نوع انسان کو رضائے الہی کے مطابق صحیح زندگی گزارنے اور نظام عالم کو اس کے صحیح طریقے پر چلانا تھا۔ چنانچہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف ان کی ضروریات، ان کے عادات و خصائل اور طاقت کے مطابق ایک لائحہ عمل لے کر آیا۔ یہ لائحہ عمل ان کا اپنا مرتب کیا ہوا نہ تھا، بلکہ احکام الہی کا مجموعہ تھا جو کتابوں کی صورت میں محفوظ ہوا۔ اس تبلیغ کے سلسلے میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام آتا ہے۔ وہی پہلے پیغمبر ہیں جن کی دعوت توحید کا تاریخی ریکارڈ موجود ہے۔ ان کے بعد آنے والے تمام پیغمبر ہی پیغام لے کر آئے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیغام خداوندی کی ابتدا اسی اعلان سے کی۔

پیغمبروں کو یہ تمام علم جس خاص ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اس کا نام "وحی" یا "الہام" ہے۔ یہ خاص ذریعہ علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان نبیوں اور رسولوں کے لیے مخصوص ہے اور اس کا تعلق براہ راست عالم قدس اور عالم غیب سے ہے۔ اسی بنا پر اگرچہ انبیاء و رسل کو وحی کی معرفت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کا یقین قابل آفتاب عالم تاب سے زیادہ بدیہی ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس کی حقیقی کیفیت کو دوسروں پر تشبیہ و تمثیل ہی کے ذریعہ واضح کر سکتے ہیں۔ ہدایت وحی کا یہ مرتبہ خدائے کی جانب سے ہر شے کی حقیقت کا علم و یقین عطا کرتا ہے۔ اور ہدایت وحی کے افاضہ کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی مقدس ہستی کو جو ہر قسم کے گناہوں اور عیوب سے معصوم ہوتی ہے، اس مقصد کے لیے چن لیتا ہے۔ کہ وہ اس کی جانب سے کائنات انسانی تک ہدایت وحی کو پہنچا دے۔ اس لیے یہ مقدس ہستی ایک جانب لازم بشریت کے ساتھ مقید رہ کر دوسرے انسانوں کی طرح "انسان" اور "بشر" کہلاتی ہے اور دوسری جانب عیوب و آثام سے "معصوم" رہ کر خدائے کے ساتھ وہ تعلق رکھتی ہے، جو دوسرے مقدس سے مقدس انسانوں کو بھی حاصل نہیں ہوتا اور اس طرح خدا اور اس کے بندوں کے درمیان افاضہ "ہدایت وحی" کے لیے ایلچی اور واسطہ بنتی ہے۔ ایسی حقیقت کا نام مذہب کی اصطلاح میں "نبوت و رسالت" ہے۔ وحی کی حقیقی کیفیت کو خدائے اور اس کے پیغمبروں کے مابین دوسرا

لے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول وحی کے متعلق سوالات کیے گئے تو آپ نے فرمایا کہی ایسا معلوم ہوتا ہے گویا گھنٹہ کی مسلسل گونج ہے۔ اور جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے گونج پیدا ہوتی ہے۔ کہی اسی طرح کی گونج محسوس کرتا ہوں اور کہی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر مجھ کو خطائے تعالیٰ کی وحی سناتا ہے اور میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں۔

کوئی نہیں پاسکتا اور پیغمبر اس حقیقت کا اذعان اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر غیر متعین یقین تو رکھتا ہے مگر غیر نبی پر حقیقی کیفیت واضح کرنے سے معذور ہے۔

سے عربی میں وحی کے معنی معنی اشارہ کے ہیں گویا یہ نظرت الہی کی وہ سرگوشی ہے جو ہر ایک مخلوق پر اس کی راہ عمل کھولتی ہے۔ چنانچہ قرآن نے شہد کی مکھی کے نظام بیت کے متعلق فطری ہدایت کو لفظ "وحی" ہی سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ه (النحل)

اور تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان کی ٹہنیوں میں جو اسی غرض سے بلند کی جاتی ہیں اپنے لیے چھتے بنائے۔

وحی مذہب و دین کی اصطلاح میں اس الہام کو کہتے ہیں جو خدا نے برتر کی جانب سے نبی اور پیغمبر پر اسی طرح انعام یا فرشتہ کے ذریعہ نازل کیا جاتا ہے کہ اس مقدس ہستی کو اس کے منجانب اللہ ہونے کا روز روشن سے بھی زیادہ یقین حاصل ہو جاتا ہے اور کسی قسم کے بھی شک و شبہ اور تردید کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور اس لیے وہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ خدا کی وحی اور اس کا بشارت ہوا "علم یقین" ہے۔

نزول وحی کی یہ صورت کیسے پیش آتی ہے، کن طریقوں سے نبی کو خدا تعالیٰ کی وحی کا علم ہوتا ہے اور وحی کے ذریعہ پیغمبر کی صداقت کا کس طرح اعلان ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں قرآن کے الفاظ میں ملاحظہ ہوں :-

پارہ	سورۃ	رکوع	الوحی و اثبات النبوة	وحی اور پیغمبری کا ثبوت
۱	البقرة	۱۴	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ	ہم نے تجھ کو مسلمانوں کی خوشخبری دینے والا اور رکافروں کو ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے اور روزِ جزا کی پوچھتجھ سے نہیں ہوگی۔
۲	"	۱۸	كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ	جیسے ہم نے ایک رسول بھیجا تمہاری طرف تمہاری قوم میں سے جو ہماری آیتیں پڑھ کر تم کو سنا رہا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور قرآن و حدیث سکھاتا ہے اور وہ باتیں بتلاتا ہے جو تم اپنی عقل سے معلوم نہ کر سکتے تھے۔
"	"	۲۶	كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ	پہلے، لوگ ایک ہی طریق (دین) پر تھے پھر لگے اختلاف

لے قصص القرآن، جلد چہارم کے بیانات کی تلخیص۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اُخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اُخْتَلَفَ بِهِ إِلَّا الَّذِينَ أُولُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تَهُمُ الْبَيِّنَاتُ لَعَلَّيْذُنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اُخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ</p>	<p>کرنے) تو اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا (مومنوں کو) خوشی سناتے ہوئے اور کافروں بدکاروں کو ڈراتے ہوئے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری اس لیے کہ جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں انکا فیصلہ کر دے اور صاف صاف حکم پہنچنے کے بعد آپس کی نند سے انہی لوگوں نے اختلاف کیا جنکو یہ کتاب دی گئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ایمان والوں کو ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کر رہے تھے سچی بات بتلا دی اور اللہ سبحانہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے سچی راہ بتلاتا ہے۔</p>
۲	البقرة	۲۳	<p>تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَزَلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لِمِنَ الرُّسُلِينَ ؕ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ أَيُّدِنَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا قَتَلْنَا الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنْ اُخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا قَتَلْنَا قَوْمًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ؕ</p>	<p>یہ اللہ تعالیٰ کی سچی آیتیں ہیں (یعنی سب سچے تھے ہیں) جو ہم تجھ کو سناتے ہیں اور تو بیشک پیغمبروں میں سے ہے کہ ان پر وہ ہو کر ایسے سچے واقعے بیان کرتا ہے یہ پیغمبر ریاسب پیغمبر ان میں ہم نے ایک دوسرے پر بڑائی دی۔ ان میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعضوں کے درجے بلند کیے اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی کھلی نشانیاں دیں۔ اور روح القدس (جبریل) سے اس کی مدد کی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بعد والے لوگ کھلی نشانیاں آجانے پر اختلاف نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا انہوں نے اختلاف کیا کوئی مومن ہوا کوئی کافر اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ پھوٹ نہ پڑتی لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔</p>
۴	ال عمران	۱۵	<p>وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَأَنْتُمْ مَاتُمْ أَوْ قُتِلْتُمْ</p>	<p>اور محمد تو صرف رسول ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا بندہ) اس سے پہلے اور کئی رسول ہو گزرے ہیں کیا اگر وہ</p>

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>اَنْقَلَبْتُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِكُمْ ط وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰۤی عَقْبَيْهِ فَلَنْ يُّصْرَ اللّٰهُ شَيْئًا وَّ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝</p>	<p>مر جائے یا مارا جائے تو تم اٹنے پاؤں را سلام سے کفر کی طرف پھر جاؤ گے اور جو کوئی اٹنے پیروں کفر کی طرف پھر جائے تو خدا تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ تم شکر کرنے والوں کو جلد بدل دیگا۔</p>
۴	ال عمران	۱۷	<p>لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلٰۤی الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَّ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝</p>	<p>اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا نفع کیا ان میں ایک پیغمبر بھیجا انہی میں کا (یعنی آدمی نہ فرشتہ یا جن) جو اس کی آیتیں پڑھ کر ان کو سنا تا ہے اور رشرک کی گندگی سے ان کو پاک کرتا ہے اور قرآن اور حدیث ان کو سکھاتا ہے اور بیشک وہ تو اس رہی کے آنے سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔</p>
۵	النساء	۶	<p>فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ حُلٍّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰۤی اَهْلٍ شَهِيدًا ۗ اِنَّ يَوْمَئِذٍ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَّ عَصَوْا الرَّسُوْلَ لَوْ نَسُوْا بِهِمُ الْاَرْضَ ط وَّلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهُ حَدِيْثًا ۙ</p>	<p>پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت پر ایک گواہ رہنا کر لائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر گواہ رہنا لائیں گے اس دن جن لوگوں نے کفر کیا اور پیغمبر کی قرآنی کی وہ آرزو کریں گے کاش وہ زمین میں سما جائیں اور زمین ان پر برابر ہو جائے اور اللہ تم سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے (ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے)</p>
۵	النساء	۱۱	<p>وَاَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَّ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۙ</p>	<p>اور (اپے پیغمبر) ہم نے تجھ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں کو پہنچانے والا رہنا بھیجا اور اللہ تم کی گواہی دیتی پیغمبر پر اس کرتی ہے۔</p>
"	"	۱۷	<p>وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلٰیكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طٰٓئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يُضِرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَاَنْزَلْنَا اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَّ</p>	<p>اور (اپے پیغمبر) اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کی رحمت تجھ پر نہ ہوتی تو ان میں کا ایک گروہ (یعنی طعمہ کی توہم کے لوگ) تجھے ہکا دینے پر مستعد ہو ہی گیا تھا اور (درحقیقت) وہ اپنے تئیں ہکا رہے ہیں اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب آماری</p>

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۵	النساء	۲۳	وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَكُ الْمُرْسَلُونَ وَكُفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَاصْبِرُوا خَيْرَ لَكُمْ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا	قرآن شریف، اور حدیث شریف، اور جو تو نہیں جانتا تھا وہ تجھ کو سکھایا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا فضل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو اس نے تجھ پر اتارا اس کی گواہی دیتا ہے اس میں اس کا علم ہے اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گواہی بس کرتی ہے۔ لوگو! یہ پیغمبر یعنی محمد تمہارے مالک کی طرف سے سچی بات لے کر آیا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم نہ مانو تو اللہ تعالیٰ کو کیا پروا ہے اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے حکمت والا۔ اے پیغمبر تیرے پروردگار کی طرف سے جو تجھ پر اترا وہ لوگوں کو دے کھٹکے پہنچا دے) سنا دے اور اگر تو ایسا نہ کرے تو گویا، تو نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ربا بکل نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو لوگوں سے بچائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا۔ پیغمبر کے ذمے کچھ نہیں مگر خدا کا حکم، پہنچا دینا۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کھولتے ہو اور جو تم ہسپاتے ہو۔
۶	المائدة	۱۰	يَأْتِيهَا الرَّسُولُ بَلِغًا مَّا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ نَلْمَأْ بِلُعْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ	اور اگر تو ایسا نہ کرے تو گویا، تو نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ربا بکل نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو لوگوں سے بچائیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا۔ پیغمبر کے ذمے کچھ نہیں مگر خدا کا حکم، پہنچا دینا۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کھولتے ہو اور جو تم ہسپاتے ہو۔
۶	المائدة	۱۳	مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ	اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کھولتے ہو اور جو تم ہسپاتے ہو۔
۷	الانعام	۲	وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ هَٰذَا الْقُرْآنِ لِتُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ	اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر اتارا گیا ہے اس لیے کہ میں تم کو اور جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے رہیامت تک اڈراؤں۔
۷	"	۵	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَاتَّخَذْتُم بِالْبُيُوتِ وَالضَّرَائِعِ لَعَلَّكُمْ يَتَضَرَّعُونَ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ	اور اے پیغمبر! ہم تجھ سے پہلے کتنی امتوں کے پاس پیغمبر بھیج چکے ہیں۔ پھر جب انہوں نے اپنے پیغمبروں کو حبطا یا تو ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں اس

پارہ	سورہ	دکوع	آیات	ترجمہ
			<p>بِأَسْمَاءٍ تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَلْعَتَهُ فَأَذَاهُمْ مُبْلِسُونَ ۝ نَقِطِعُ دَايِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝</p>	<p>یہ گرفتار کیا کہ وہ عاجزی کریں پھر جب ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کیوں نہ کی۔ مگر ان کے دل سخت ہو گئے تھے اور شیطان نے ان کے (بڑے) کاموں کو ان کے نزدیک اچھا کر دکھایا۔ پھر جب وہ اس مصیبت کو بھول بیٹھے جو خبردار کرنے کے لیے ان پر آئی تھی ہم نے بھی ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ وہ ان چیزوں (نعمتوں میں) جو ان کو ملی تھیں مست ہو گئے اس وقت ایک دم سے ہم نے ان کو پکڑ لیا اور نامید ہو کر رہ گئے آخر ان ظالموں کی جڑ کٹ گئی اور شکر ہے خدا کا جو سارے جہان کا مالک ہے۔</p>
۷	الانعام	۵	<p>وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۝</p>	<p>اور ہم پیغمبروں کو اسی لیے بھیجتے ہیں اور کچھ نہیں کہ (نیکوں کو) خوش خبری سنائیں اور منکر دن کو ڈرائیں آدمیو! جب تمہارے پاس تم میں ہی سے (یعنی آدمی) پیغمبر آئیں اور میری آیتیں تم کو سنائیں تو جو لوگ گناہوں سے بچیں گے اور نیک کام کریں گے ان کو نہ ڈر ہوگا نہ غم</p>
۸	اعراف	۴	<p>يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ اِمَّا يٰۤاَتَيْتُكُمْ رُسُلًا مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمُ اٰيٰتِي ۝ فَمِنْ اَتٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝</p>	<p>اور ہم نے جب کسی بستی میں کوئی پیغمبر بھیجا تو وہاں کے رہنے والوں پر ہم نے محتاجی (مثلاً قحط وغیرہ) اور بیماری (طاعون وغیرہ) بھیجی اس لیے کہ وہ گڑبگڑ پھر ہم نے مصیبت کی جگہ ان کو آرام دیا یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے اور کہنے لگے ہمارے باپ دادا پر بھی رنج اور خوشی (دونوں) آئے ہیں۔ آخر ایک ایک ہی ہم نے ان کو دھریکڑا اور ان کو خبر نہ تھی اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور بچے رہتے تو ہم اپنی آسمان</p>
۹	الاعراف	۱۳-۱۶	<p>وَمَا اَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاسِ ۝ وَالضَّرَّاءُ لَعَلَّهُمْ يَضُرُّعُونَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا ۝ وَ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَاؤُنَا الضَّرَّاءُ وَ الضَّرَّاءُ فَاخَذْنَاهُمْ بَلْعَتَهُ ۝ وَ هَمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقَرْيٰ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا</p>	

بارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَ لَكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ أَمْ أَمِنَ الْقَرَأَىٰ أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ أَوْ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يُلْعَبُونَ ۝ أَمْ أَمِنُوا مَكَرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْخَاسِرُونَ ۝ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّو نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ بَلَىٰ الْقُرَىٰ تَفَصَّ عَلَيْكَ مِنْ أَبْنَائِنَا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ كَذَّبَكَ يُطِغِعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ وَ مَا وَجَدْنَا إِلَّا كَثْرَهُمْ مِن عَهْدِ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمُ الْفَاسِقِينَ ۝</p>	<p>اور زمین کی برکتیں کھول دیتے مگر انھوں نے جھٹلایا تو ہم نے بھی، ان کے کاموں کی سزا میں ان کو دھڑکا دیا کیا یہ بستیوں والے اس سے نہیں ڈرتے کہ ہمارا عذاب راتوں رات ان پر آ پڑے اور وہ سو رہے ہوں یا یہ بستیوں والے اس سے نہیں ڈرتے کہ دن دھاڑے ان پر مہلرا عذاب، ان پرے اور وہ کھیل رہے ہوں کیا اللہ تعالیٰ کے داؤں سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ کے داؤں سے وہی لوگ نہیں ڈرتے جو تباہ ہونے والے ہیں۔ کیا جو لوگ ایک ملک والوں کے تباہ ہوئے پیچھے ان کی جاگتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اگر تم چاہیں تو ان کو بھی ان کے گناہوں کے بدل مصیبت میں ڈال دیں اور تم ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔ وہ نہیں سننے۔ اسے پیغمبر، یہ وہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حال ہم تجھ کو سناتے ہیں اور بیشک ان کے پیغمبر ان کے پاس نشانیوں لیکر آچکے، وہ ان باتوں پر ایمان لانے کے لائق نہ ہوئے جن کو پہلے جھٹلایا چکے تھے اللہ تعالیٰ ایسے ہی کافروں کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور تم نے ان لوگوں میں اکثر لوگوں کو اپنے اقرار پر قائم نہ پایا اور تم نے ان میں اکثر لوگوں کو نافرمان توالبتہ پایا۔</p>
۹	الاعراف	۲۰	<p>قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ مَن فَاهِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيُّ الَّذِي يَأْتِي مِنَ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ</p>	<p>راہے پیغمبر، کہہ دے میں تو تم سب لوگوں کی رت و عرب ہوں یا محمد، اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی آسمان اور زمین سب جگہ، بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں، وہی جلتا ہے وہی مارتا ہے تو لوگو اللہ تعالیٰ پر اس کے ان پڑھ پیغمبر پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلاموں</p>

پان	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
				ایتن رکھتا ہے، ایمان لاؤ اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔
۱۰	التوبة	۵	مَوَالِدِي اُرْسَلَتْ رَسُوْلَهٗ بِالْمُهْدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلٰى الدِّيْنِ كَلِمَةً وَاَوْكِيْرَهٗ الْكُفْرِ مِنْ هٗ	وہی خدا تعالیٰ جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی باتیں اور سچا دین لا اسلام ادا کر بھیجا اس لیے کہ اس کو ہر دین پر غالب کرے، گو مشرک برا ہی مانیں۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو ستاتے ہیں ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا۔
۱۱	التوبة	۱۶	لَقَدْ جَاؤَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ خَزِيْرٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رُوْفٌ رَّحِيْمٌ	دو گوا، تمہارے پاس تم ہی میں کا ایک پیغمبر آچکا، تمہاری تکلیف اس کو ناگوار ہے، تمہاری بھلائی کی اس کو لو لگی ہے۔ مسلمانوں پر بہت شفقت کرتا ہے مہرباں۔
۱۱	یونس	۱	اَكٰنَ لِلنَّاسِ نَجۡبًا اَنْ اُوْحِيْنَا اِلَى رَسُوْلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اُنۡذِرَ النَّاسَ وَبَشِّرِ الدّٰوۡنِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ لَهُمْ قَدَمٌ صِدُقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمْ قَالِ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا السَّجۡرُ مَبِيْنٌ	کیا لوگوں کو (کافروں کو) اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈرا اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا کہ ان کو ان کے مالک کے پاس سچائی کا مرتبہ ملیگا۔ کافروں نے کہا یہ پیغمبر کھلا جادوگر ہے۔
		۵	وَ بِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌۭ جَۡاۤءَ رَسُوْلُهُمْ قَضٰۤی بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَا هُمْ لَا يَظْلَمُوْنَ	اور ہر قوم کی طرف ایک پیغمبر بھیجا گیا پھر جب ان کا پیغمبر آیا تو انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ ہو گیا اور ان پر ظلم نہیں ہوتا۔
		۱۰	ثُمَّ نُنۡجِيْ رَسُوْلَنَا وَالدِّيْنِ اٰمَنُوْۤا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنۡجِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّا اُوْحِيْنَا اِلَيْكَ كَمَا وَاوْحِيْنَا اِلَى نُوْحٍ وَّ النَّبِيِّۙنَ مِنْۢ بَعْدِهٖۙ جَۡ	پھر ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کو بچا دیتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارا ذمہ ہے ہم ایمان والوں کو بچا دیں گے۔ بیشک ہم نے تیری طرف اسی طرح وحی بھیجی، جیسے ہم نے نوح اور اس کے بعد دوسرے پیغمبروں کو بھیجی۔



پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۳	یوسف	۱۱	ذٰلِكَ اَنْبَاءُ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذَا جَمَعُوا اَمْرًا وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۝ وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَاَوْحَرُ سِتِّ بِمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنَّ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝	یہ غیب کی چند خبریں تھیں جو تم نے تجھ کو بھیجیں۔ اور تو ان کے پاس نہ تھا جب انہوں نے مل کر ایک بات ٹھیرالی تھی وہ ایمان نہ لائیں گے اور تو ان سے قرآن سنانے پر کچھ بدلہ (مزدوری) نہیں مانگتا۔ قرآن تو اور کچھ نہیں سارے جہان کے لیے نصیحت ہے۔
۱۳	یوسف	۱۲	وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُورِيَ اِلَيْهِمْ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى اَنۡلَمْ يَسْبُرُوۡا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوۡا كَيْفَ فَاَنۡ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اَفَلَا تَهْتَلُوۡنَ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْسَسَ الرَّسُوْلُ وَطَنُوۡا اَنۡتَهُمۡ قَدْ كٰذَبُوۡا جَاۡوَهُمۡ نَصْرًا مِّنَّا فَتَجٰى مِنْ نَّشَآءِطٍ وَّلَا يَرُدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝	اور ہم نے تجھ سے پہلے جو پیغمبر بھیجے وہ مرد ہی تھے۔ بستیوں کے رہنے والے کیا یہ لوگ (کافر) ملک میں نہیں پھرے (اگر پھرتے) تو (آنکھ سے) دیکھ لیتے کہ اگلے لوگوں کا انجام کیا ہوا اور اس میں شک نہیں کہ پرہیزگاروں کے لیے آخرت کا گھر بہتر ہے کیا تم کو عقل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور ان کی قوم کے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ پیغمبر جھوٹے ہیں (ایک ہی ایک) ہماری مدد ان کے پاس آپہنچی پھر جس کو ہم نے چاہا بچا دیا اور گناہگار لوگوں سے ہمارا عذاب ٹل نہیں سکتا۔
۱۳	الرعد	۱	اِنَّمَا اَنْتَ مُنۡذِرٌ وَّكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ كٰذِبِكَ اَدۡرَسَلْنَاكَ فِيۡ اُمَّةٍ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَّمٌ لَّا تَسۡتَلُوۡ عَلَيْهِمُ الدِّيۡنُ اَوْ حِيۡنَا اِلَيْكَ وَّهُمْ يَكْفُرُوۡنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ جَعَلَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابٌ ۝	تو تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کو ایک راہ بتانے والا ہے جیسے ہم نے اور پیغمبروں کو بھیجا (اسی طرح تجھ کو بھی) ایک گروہ کی طرف بھیجا جس سے پہلے کئی گروہ گذر چکے ہیں اس لیے کہ تو ان کو وہ (قرآن) پڑھ کر سادے جو ہم نے تجھ کو بھیجا حالانکہ وہ (حق) کو نہیں مانتے اسے پیغمبر کہہ دے وہ میرا مالک ہے اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف مجھ کو لوٹ کر جانا ہے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۳	الرعد	۶	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمُ آزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ط وَ مَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ يَكْفُلُ أَجَلٌ كِتَابٌ ۝	اور بیشک ہم نے تجھ سے پہلے کئی پیغمبر بھیجے اور ہم نے انکو بیویاں اور اولاد دیں اور کسی پیغمبر سے یہ نہیں ہو سکا کہ کوئی نشانی دکھلائے مگر خدا تعالیٰ کے حکم سے ہر چیز کی میعاد لکھی ہے۔
"	"	"	وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ تُتَوَقَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝	اور جس عذاب کا وعدہ ہم ان کافروں سے کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تجھ کو دکھلا دیں یا تجھ کو عذاب آنے سے پہلے اٹھالیں بات یہ ہے کہ تیرا کام صرف پہنچا دینا ہے اور ان سے حساب لینا ہمارا کام ہے۔
۱۳	ابراہیم	۱	وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ تَرَاهُ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۝ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝	اور ہم نے جب کوئی پیغمبر بھیجا تو اس کی بولی والا تاکہ ان کو سمجھا سکے۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لگاتا ہے اور وہ زبردست ہے حکمت والا۔
"	"	۲	قَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَيُرِيدُونَ أَنْ نَعْبُدَهُمْ وَنَأْمُرَهُمْ كَمَا نَعْبُدُ آبَاءَنَا فَأَنزَلْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لَكِنِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ط	وہ لگے کہنے تم تو اور کچھ نہیں ہماری طرح ایک آدمی ہو، تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے باپ دادا جن کو پوجتے رہے ان سے ہم کو روک دو (اگر تم سچے ہو) تو ایک کھلی نشانی رحیمہم چاہتے ہیں ہم کو لا دکھاؤ۔ ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا یہ تو تم سچ کہتے ہو، بیشک ہم اور کچھ نہیں تمہاری طرح آدمی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔
۱۳	الحجبر	۱	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِعْبِ الْأَوَّلِينَ ۝	اور ہم تجھ سے پہلے اگلے کئی فرقوں میں پیغمبر بھیج چکے ہیں۔
"	النحل	۱	يُنزِلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أُنذِرُوهُ	وہی اپنے حکم سے فرشتوں کو وحی دیکر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے

کتاب  
شعوب کے ذریعے

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			اِنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝	ہے کہ لوگوں کو، جسٹلا دو کہ میرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو مجھ سے ڈرتے رہو۔
۱۳	النحل	۵	وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاسْتَنِبُوا الطّٰغُوْتُ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدٰى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَمَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الْمُكْذِبِيْنَ ۝	اور ہم تو ہر قوم میں ایک پیغمبر کو یہ حکم دے کر بھیج چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پوجو اور طاغوت سے بچے رہو تو پیغمبروں کے سمجھانے سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے راہ پر لگا دیا اور کسی پر گمراہی جم گئی۔ تو اسے قریش کے کافرو! ذرا ملک میں سیر کرو دیکھو تو پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔
"	"	۶	وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اَيْلَيْهِمْ فَاَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۝ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اَيْلَيْهِمْ وَلَعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ ۝	ہم نے تجھ سے پہلے (بھی) مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ان کو وحی بھیجتے رہے (لوگو) اگر تم نہیں جانتے تو کتاب والوں (سید اور نصاریٰ کے عالموں سے) پوچھ لو (اور ان پیغمبروں کو) معجزے اور کتابیں دے کر بھیجا اور (اسی طرح) ہم نے تجھ پر (بھی) قرآن اتارا کہ تو لوگوں کو سمجھائے جو ان کی طرف اُترا اور اس لیے کہ وہ (خود بھی) غور کریں۔
"	"	۸	تَاَللّٰهُ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اٰمِمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاٰتٰىهُمْ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَاَهُوْا وَلِيَتْهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝	قسم اللہ کی ہم تجھ سے پہلے کئی قوموں کی طرف پیغمبر بھیج چکے ہیں پھر شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے وہی ان کو اچھے کر دکھائے۔ اب آج (دنیا میں) شیطان ہی ان کا رفیق ہے اور ان کو (آخرت میں) تکلیف کا عذاب ہونے والا ہے۔
"	"	۱۲	وَلِيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا ۝	اور (وہ دن یاد کر) جس دن ہم ہر امت سے ایک گواہ اٹھائیں گے۔
"	"	۱۳	وَلِيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلٰى هٰؤُلَاءِ ۝	اور (وہ دن یاد کر) جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۵	بنی اسرائیل	۲	وَمَا كُنَّا بِمُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا	اور ہم اس وقت تک کسی کو عذاب کرنے والے نہیں، جب تک کوئی پیغمبر نہ بھیجیں۔
۱۵	"	۶	وَلَقَدْ فَضَّلْنَا لِبَعْضِ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا	اور ہم تو ایک پیغمبر کو دوسرے پیغمبر پر بزرگی دے چکے ہیں اور ہم نے داؤد کو زبور عنایت کی۔
۱۵	"	۱۱	وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۗ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ مُّسَبِّحُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ۗ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا	اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آچکی (تو ان کو ایمان لانے سے اسی بات نے روکا کہ وہ کہنے لگے کیا اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ کہہ دے اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے ہوتے تو بیشک ہم (ان کی ہدایت کے لیے) آسمان سے ایک فرشتہ کو پیغمبر بنا کر ان پر اتارتے۔ اے پیغمبر! کہہ دے اللہ تعالیٰ کی گواہی مجھ میں اور تم میں بس ہے بیشک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار ہے اور ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور ہم تو پیغمبروں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں کہ (مومنوں کو نجات کی) خوش خبری دیں اور (کافروں کو عذاب سے) ڈرائیں اور کافروں کو جھوٹی باتیں بنا کر سچ کو میٹ دینے کے لیے (یا اپنی جگہ سے راکھڑا یا ڈگدگادینے کے لیے) جھگڑا کرتے ہیں اور ان لوگوں نے ہماری آیتوں اور ہمارے ڈرائیکوریاں چیزوں کو جن سے وہ ڈرائے گئے ہنسی کھیل بنا لیا۔
۱۵	الکھف	۸	وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۗ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا	اور ہم نے تو تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے وہ مرد (آدمی) ہی تھے۔ ہم ان پر وحی اتارا کرتے تھے (انے کافروں) اگر تم کو اس بات کا علم نہیں تو علم والوں سے پوچھ لو اور ہم نے ان پیغمبروں کے بدن ایسے بنائے تھے جو کھانا کھائیں اور نہ وہ (دنیا میں) سدا رہنے والے
۱۰	الانبیاء	۱	وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۗ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا أَلَّا يَكُونُ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا أَخِلْدِينَ ۗ نَقَرْنَا لَهُمْ الْوَعْدَ فَأَنْجَبْنَاهُمْ	اور ہم نے تو تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے وہ مرد (آدمی) ہی تھے۔ ہم ان پر وحی اتارا کرتے تھے (انے کافروں) اگر تم کو اس بات کا علم نہیں تو علم والوں سے پوچھ لو اور ہم نے ان پیغمبروں کے بدن ایسے بنائے تھے جو کھانا کھائیں اور نہ وہ (دنیا میں) سدا رہنے والے

پارہ	سورہ	دکوع	آیات	ترجمہ
			وَمَنْ تَشَاءُ وَاهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝	تھے پھر جو وعدہ ہم نے کیا تھا ان کو سچ کر دکھایا انہیں اور جن کو ہم نے چاہا بچا دیا اور حد سے زیادہ بڑھ جانے والوں (کافروں) کو تباہ کر دیا۔
۱۷	الانبیاء	۲	وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ	اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس پر بھی وحی بھیجتے رہے دیکھو میرے سوا کوئی سچا خدا نہیں تو مجھ ہی کو پوجتے رہنا۔
"	"	۲	قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ۝	(اے پیغمبر) کہدے میں تم کو وحی سے (خدا کے حکم کے موافق) ڈراتا ہوں اور جوہرے ہیں وہ تو ڈراتے وقت پکار تک نہیں سنتے (وہ کیا خاک ڈریں گے)
"	"	۷	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝	اور رے پیغمبر ہم نے تو تجھ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
۱۷	الحج	۷	قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نَدِيرٌ مِّنْ رَبِّي ۝	کہہ دے لوگو میں تم کو خدا کے عذاب سے (کلمہ کھلا ڈرانے والا ہوں اور کوئی بات نہیں۔
"	"	"	وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ أَيْنَ ط	اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول یا نبی ایسا نہیں بھیجا مگر اس کو یہی بات پیش آئی (جب اس نے کوئی خیال باندھا تو شیطان نے اپنی طرف سے) اس کے خیال میں کچھ ملا دیا پھر جو شیطان ملا دیتا ہے اس کو اللہ منسوخ کر دیتا ہے اور اپنی (سچی) باتوں کو زور دیتا ہے (قائم رکھتا ہے) اور اللہ تم (سب کچھ) جانتے والا حکمت والا ہے۔ اس سے یہ غرض ہے کہ شیطان جو اپنی طرف سے) ملا دیتا ہے اس کی وجہ سے ان لوگوں کو آزمائے جن کے دل میں رشک اور نفاق کی بیماری ہے اور ان کے دل سخت ہیں اور بیشک یہ ظالم (کافر) پر لے سرے کی ضد (مہٹ
"	"	"	وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُذِلُّوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ	

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			مُسْتَقِيمٌ	دھرمی میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ غرض ہے کہ جو لوگ علم والے ہیں وہ جان لیں کہ وحی برحق ہے یعنی قرآن شریف تیرے مالک کی طرف سے پھر اس پر ایمان لائیں اور ان کے دلوں کو اس پر اطمینان ہو اور بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضرور سیدھا راستہ دکھائے گا۔
۱۷	الحج	۱۰	اللَّهُ يُصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ	اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والے چھانٹ لیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔
۱۸	المومنون	۳۰۲	ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ آلِهِ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۚ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ لَأَنْتُمْ إِذَا الْخَسِرُونَ ۚ أَلَيْدُكُمْ أَنْتُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّكُمْ تُخْرَجُونَ مِنْ هَاهُنَا هَاهُنَا رِسْمًا تُوَعَّدُونَ ۚ إِنَّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ كَذَّبَ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۚ قَالَ رَبِّ النُّصْرَتِي بِمَا كَذَّبْتَنِي ۚ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصِيبَنَّ نَدِمِينَ ۚ فَأَخَذَتْهُمُ	پھر نوح کی قوم کے بعد ہم نے ایک اور قوم پیدا کی اور انہی میں سے ایک شخص کو پیغمبر بنا کر ان کی طرف بھیجا اور یہ کہلایا کہ اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمہارا سچا خدا نہیں کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے اور اس کی قوم کے سردار جنہوں نے پیغمبر کو نہ مانا اور قیامت آنے کو جھٹلایا اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو معصیت کر دیا تھا خوب چین سے بسر کرتے تھے، یوں کہنے لگے یہ ہے کیا ایک آدمی ہے تم جیسا جو تم کھاتے ہو وہ بھی کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو وہ بھی پیتا ہے اور اگر تم ایک آدمی کے کچے پر چلے جو تمہاری طرح ہے تو بیشک اس صورت میں تم خراب ہوئے کیا یہ پیغمبر، تم کو بھرا دیتا ہے (دو وعدہ دیتا ہے) جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے پھر دوبارہ تم زمین سے نکالے جاؤ گے یہ بہرا جو تم کو دیا جاتا ہے کہیں ہو سکتا ہے۔ بھلا کہیں ہو سکتا ہے (کچھ عقل کی بات ہے) بس یہ ہماری زندگی ہے دنیا کی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر کبھی اجی اٹھنا نہیں ہے اس مرد نے

بارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>الصَّيْحَتِ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ عَتَاةً ج فَبَعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجْلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ۝ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثًا فَبَعْدًا لِلْقَوْمِ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ ۝</p>	<p>اور کچھ نہیں خدا پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم تو اس کا کمانے والے نہیں پیغمبر رہو وہ یا صالح یا شعیب) نے کہا، یا پروردگار انہیں نے مجھ کو جھٹلایا اس وجہ سے میری مدد کر، خدا تعالیٰ نے فرمایا (فدا صبر کر) تھوڑی ہی مدت میں شرمندہ ہونگے آخر راہیا ہی ہوا) انصاف کے ساتھ ایک چنگھاڑنے ان کو آپکڑا پھر ہم نے ان کو کوڑا کچرا کر دیا رکوٹے کی طرح پامال ہو گئے) اور ظالم لوگ خدا کی رحمت سے دور پڑ گئے پھر ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں پیدا کیں جیسے ابراہیم اور لوط کی قومیں) کوئی قوم اپنی مدت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ پھر ہم اپنے پیغمبر لگانا بھیجتے رہے اور راہیا ہوا) کہ جب کسی قوم کے پاس اس کا پیغمبر آیا وہ اس کو جھٹلاتے رہے اور ہم بھی ایک قوم کو دوسری قوم کے بعد ہلاک کرتے گئے اور انکو نسبت نالود کر کے) کہانیاں بنا دیا ان کے قصے رہ گئے، اور بے ایمان لوگ خدا تعالیٰ کی رحمت سے دور پڑ گئے۔ بڑی برکت والا ہے وہ خدا تعالیٰ جس نے اپنے بندے (حضرت محمد) پر قرآن اتارا اس لیے کہ وہ سارے جہان کو ڈرانے والا ہو۔</p>
۱۹	الفرقان	۱	<p>تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ ۙ لِيَكُوْنُ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝</p>	<p>اور اسے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے جنے پیغمبر بھیجے وہ سب) کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم سب) کو ایک دوسرے کی جانچ اور پڑتال) کے لیے بنایا ہے (دیکھیں)</p>
		۲	<p>وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لِيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۙ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۙ اَتَصْبِرُوْنَ ۙ وَكَانَ رَبُّكَ</p>	

بارہ	سورۃ	دکو ع	آیات	ترجمہ
			بَصِيرًا	تم صبر کرتے ہو یا نہیں اور (اے پیغمبر) تیرا مالک رب کا حال دیکھ رہا ہے۔
۱۹	الفرقان	۳	وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا وَإِنَّ الْمُجْرِمِينَ طَوْفًا بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا	اور پیغمبر (اس وقت) یہ عرض کر گیا، مالک میرے (میں کیا کروں) میری قوم اس قرآن کو چھوڑ بیٹھی اور (جیسے یہ کافر اے پیغمبر تیرے دشمن ہیں) ایسے ہی تم نے گنہگاروں کو ہر ایک پیغمبر کا دشمن بنایا اور لوگوں کو راہ بتلانے اور پیغمبروں کی مدد کرنے کو تیرا مالک بس کرتا ہے۔
"	"	۵	وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا	اور اگر ہم (تیرے زمانے میں) چاہتے تو ہر سٹی میں ایک ڈرانے والا (پیغمبر) بھیجتے۔
			وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا	اور اے پیغمبر ہم نے تجھ کو بس اسی لیے بھیجا کہ لوگوں کو بہشت کی خوش خبری دے اور کافروں کو خدا تم کے عذاب سے ڈرانے۔ (اے پیغمبر) کہہ دے میں تم سے اس خوشخبری سنانے اور ڈرانے پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر جس کا جی چاہے وہ اپنے مالک تک پہنچنے کا راستہ کر لے۔
۲۱	الاحزاب	۶	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرًا جَاهِمِيًّا	اے پیغمبر ہم نے تجھ کو گواہ بنا کر بھیجا اور مسلمانوں کو بہشت کی خوش خبری دینے والا اور کافروں کو خدا کے عذاب سے ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ۔
۲۲	النبا	۳	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ	اور اے پیغمبر ہم نے تو تجھ کو ساری دنیا کے لوگوں کو خوش خبری سنانے اور عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا ہے پر اکثر لوگ نادان ہیں۔



پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۲	النبا	۲	وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝	اور جب ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) بھیجا تو وہاں کے آسودہ لوگ (پیغمبر سے) یہی کہتے رہے تم جو دیکر بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے۔
"	فاطر	۳	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝	ہم نے تجھ کو سچا خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں (کوئی نہ کوئی) ڈرانے والا (پیغمبر) نہ گذرا ہے۔
"	یس	۱	إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝	بیشک تو پیغمبروں میں سے (ایک پیغمبر) ہے سیدھے رستے پر۔
۲۳	والصّٰفّٰت	۲	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّنذِرِينَ ۝	اور ان کے پاس بھی ہم ڈرانے والے (پیغمبر) بھیج چکے ہیں
۲۵	الشوریٰ	۱	حَمْدٌ مَّا سَبَقَ لَكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝	ایسے ہی (جیسا مضمون اس صورت میں ہے) اللہ تم زبردست حکمت والا تجھ پر اور تجھ سے پہلے پیغمبروں پر وحی بھیجتا ہے۔
"	"	۵	وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا ۖ أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ ۖ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بَأْذَنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ وَمَا أَنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝	اور آدمی کا یہ حوصلہ نہیں کہ اللہ تم اس سے بات کرے، مگر وحی کے ذریعے سے، پردے کی اڑ سے یا وہ ایک پیغام پہنچانے والا (فرشتہ) بھیجتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو اس کو منظور ہے پہنچا دیتا ہے بیشک وہ (سب) اوپر ہے اپنے عرش پر حکمت والا۔
"	الفتح	۱	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ تَتُوبُ مَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَاللَّعْرُودَةُ ۚ وَتُوقِرُودَةُ ۚ وَتُسَبِّحُودَةُ ۚ وَتُكْرَهُ ۚ وَتُجِيلُهُ ۚ	اے پیغمبر ہم نے تجھ کو تیری امت پر (گواہ اور ایمان والوں کو خوشخبری دینے والا اور (کافروں کو) ڈرانے والا بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کا ادب کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔
"	"	۲	مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۖ	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے۔
۲۶	النجم	۱	مَا خَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۚ وَمَا يَنْطِقُ	تھارا ساتھی (یعنی پیغمبر) نہ تو بہکا ہے نہ بھٹکا اور نہ (اپنے)

پارہ	سورۃ	آیات	ترجمہ
		عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنَّ هُوَ الْإَوْحَىٰ يُوحِي ۖ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۖ ذُو مِرَّةٍ ۖ فَاسْتَوَىٰ ۖ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۖ ثُمَّ دَنَىٰ فَقَدَىٰ ۖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۖ فَأُوْحِيَ إِلَىٰ عَبْدِهِ ۖ مَا أُوْحِيَ ۖ مَا كَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۖ أَفَمُرُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۖ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۖ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۖ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۖ إِذْ يَخْشَى السِّدْرَةَ مَا يَخْشَى ۖ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۖ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۖ	دل کی خواہش سے وہ رکوتی بات کرتا ہے اس کی جو بات ہے وہ وحی ہے جو اس پر بھیجی جاتی ہے۔ اس کو بڑے زور والے (فرشتے جبریل) نے سکھائی ہے بڑے خوبصورت نے، پھر اوپر چڑھ گیا آسمان کے اوپر کے کنارے میں۔ پھر وہ اتر اور پیغمبر کے پاس آگیا اور اتنے کہ دو کمان کا یا اس سے بھی کم پیغمبر جبریل میں) فاصلہ رہ گیا پھر اس نے اللہ کے بند رحضرت محمد کو جو جتنا نا تھا وہ بتلایا۔ پیغمبر نے جو دیکھا تھا اس میں دل سے جھوٹ نہیں ملایا کیا۔ پیغمبر نے جو دیکھا تم اس باب میں اس سے جھگڑتے ہو حالانکہ پیغمبر تو اس کو (جبریل کو) ایک بار اور دیکھا چکا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس اس کے پاس بہشت ہے جو رنگ بندوں کا ٹھکانا ہے جب اس سدرے پر کچھ چھارہا تھا پیغمبر کی نگاہ چوکی نہیں حد سے بڑھی بیشک پیغمبر نے اپنے مالک کی بڑی نشا دیکھیں۔
۲۷	النجم	۳	هَذَا نَذِيرٌ ۖ مِنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ۖ
۲۹	الطلاق	۲	قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۖ رَمَضًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّخُرُوجِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ
			اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس قرآن بھیجا دیا تھا سمجھانے کو پیغمبر بھیجا جو اللہ تعالیٰ کی کھلی کھلی آیتیں تم کو پڑھ کر سنانا ہے اس لیے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو (جہالت اور کفر) اندھیروں سے نکال کر ایمان اور نیک اعمال روشنی میں لائے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۹	المزمل	۱	إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ	(لوگو!) ہم نے تمہارے پاس ایک پیغمبر (یعنی حضرت محمدؐ) کو بھیجا ہے جو (قیامت کے دن) تم پر گواہی دیگا۔
۲۷	الحديد	۱	هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَيْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ -	وہی تو اللہ تمہارے جو اپنے بندے (محمدؐ) کو علیہ وآلہ وسلم پر صاف صاف آیتیں (قرآن کی) آماتا ہے۔
۲۸	الصف	۱	هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ	وہی خدا تمہارے جس نے اپنے پیغمبر (محمدؐ) کو ہدایت (قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا۔
"	الجمعة	۱	هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ	وہی خدا ہے جس نے عرب کے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔

# پیغمبروں کے اوصاف، نشانیاں اور معجزے

کسی تعلیم کے حسن و قبح میں معلم کی شخصیت کو بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اچھی تعلیم کا معلم بد عمل انسان ہو اور بری تعلیم کا معلم نیکو کار اور جبکہ یہ حقیقت ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ ہر ایک انسان کے ساتھ براہ راست ہم کلام نہیں ہوتا تو از بس ضروری تھا کہ کائنات انسانی کی ہدایت کے لیے ایک انسان ہی کو معلم بنایا جائے اور وہی خدا کی جانب سے رسالت اور پیغامبری کا فرض انجام دے۔

پس بشری اوصاف سے متصف یہ انسان نہ خدا ہوگا، نہ خدا کا بیٹا یا خدا کا اوتار، بلکہ بشر اور انسان ہی رہے گا۔ نیز خدائے کے پیغام بر ہونے کی وجہ سے پاکی اور تقدس کا جو رشتہ اس کو خدائے کی درگاہ سے وابستہ کیے ہوئے ہے اس کے پیش نظر اس کی ہستی کا نہ انکار کیا جاسکتا ہے نہ اس کو دوسرے انسانوں کے مساوی کہا جاسکتا ہے اس لیے قرآن نے جبکہ جگہ جگہ مسیح ابن مریم اور عزیر علیہ السلام کے متعلق اس حیثیت کو واضح کیا کہ وہ خدائے کے مقدس رسول ہیں۔ خدا یا خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی بتلایا گیا کہ اگر ایک انسان تمھاری طرح کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی اور بازاروں میں چلتا پھرتا، خرید و فروخت کرتا اور گھر میں اہل و عیال کے ساتھ معاشرتی زندگی بسر کرتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ وہ خدا کا فرستادہ "رسول" نہیں ہے۔ اور کس طرح یہ جائز ہے کہ ایک صادق و امین ہستی کے اس دعوے کو تم محض قیاس کی بنا پر جھٹلا دو کہ وہ خدا کا رسول نہیں ہے۔

نبی اور رسول کی بعثت کا مقصد کائنات کی رشد و ہدایت اور دین و دنیا کی فلاح و خیر کی رہنمائی ہے اور وہ منجانب اللہ وحی کی روشنی میں اس فرض منصبی کو انجام دیتا ہے اور علم و برہان اور حجتہ حق کے ذریعہ راہِ صداقت دکھاتا ہے۔ وہ یہ دعوے نہیں کرتا کہ فطرت اور وارثے فطرت امور میں تصرف و تغیر بھی اس کا کارِ منصبی ہے۔ <sup>بہت سے لوگوں کی طرف سے اس پیغمبر کو معبود کیا جاتا ہے</sup> وہ بعض اوقات اس کی صداقت و بطالت کے امتحان کے لیے اس سے کسی ماوراء فطرت یا خارق امر کی خواہش کرتے ہیں تاکہ انہیں سمجھنے میں آسانی رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو بعض معجزے بھی عطا کیے جاتے ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ انہیں دکھاتے پھریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام کو منطق الطیر اور تسخیر ہوا، طہور و جن کے نشانات دے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسع آیات بینات (لو کھلے نشان) عطا ہوئے۔ جن میں سے دو نشان عصا اور ید بیضا کو قرآن نے بڑے نشان کہا ہے اور بحر قلزم میں غرق فرعون اور نجات قوم موسیٰ کا عجیب و غریب واقعہ مستقل ایک "نشان عظیم" ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر دہکتی آگ کے شعلوں کو برد و سلام بنا دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے لیے ناقہ صالح کو نشان بنایا کہ جو نہی اس کو کسی نے ستایا اسی وقت خدا تعالیٰ کا عذاب قوم کو تباہ و برباد کر جائیگا۔ چنانچہ ٹھیک اسی طرح پیش آیا حضرت ہود اور حضرت نوح علیہم السلام سے ان کی قوموں نے عذاب طلب کیا اور کافی سمجھانے کے بعد بھی جب ان کا اصرار قائم رہا تو ان پیغمبروں نے عذاب الہی کی جو وعیدیں سنائی تھیں وہ ٹھیک اپنے وقت پر پوری ہوئیں حالانکہ ان سب مواقع میں یہ ظاہر اسباب نازل عذاب اور وقوع حوادث و ہلاکت کے کوئی سامان نہیں تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مختلف معجزات دیے گئے انھیں بھی قرآن نے صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علی معجزہ قرآن عطا کیا گیا جس کے مقابلے کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

قرآن عزیز نے مختلف مقامات پر ان تمام امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پاہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۴	ال عمران	۱۷	وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغْلِبَ وَ مَنْ يَغْلِبْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثَّةً تُؤْفَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ	اور پیغمبر کا کام نہیں کہ لوٹ کے مال میں چوری کرے اور جو کوئی چوری کرے وہ قیامت کے دن چرائی چیز لیے آئیگا پھر ہر شخص کو اس کے کپے کا پورا بدلہ ملیگا اور ان کا حق مارا نہ جائیگا۔
۷	الانعام	۵	قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَيْتُمْ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ	راے پیغمبر کہہ دے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور یہ بھی کہہ دے میں غیب نہیں جانتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی پر چلتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو حکم ہوتا ہے۔
۷	"	۷	قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَ كَذَّبْتُمْ بِهِ ط مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ط إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ط يَقْضُ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ قُلْ تَوَاتَتْ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ	راے پیغمبر کہہ دے میں تو اپنے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل پر (قرآن پر) قائم ہوں اور تم اس کو جھٹلاتے ہو جس (عذاب) کی تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے اللہ تم کے سوا کسی کو اختیار نہیں وہ سچی بات بیان کرتا ہے اور وہی سب فیصلہ کرنے والوں میں

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			لَقَضِيَ الْأَمْرُ رَبِّنِي وَبَنِيكُمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۝	بہتر رہی ہے اسے پیغمبر کہ دے اگر تم جس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس (میرے اختیار میں) ہوتا تو میرا تمہارا جگر داک کا فیصلہ ہو چکتا اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو خوب جانتا ہے۔
۷	الانعام	۱۳	وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا وَمَا أَنتَ عَلَيْهِمْ بِوَعِيلٍ ۝	اگر اللہ تم چاہتا، تو وہ شرک نہ کرتے (بلکہ سب ایمان لاتے) اور ہم نے تجھ کو ان پر داروغہ نہیں کیا اور نہ تو ان کا پاس بان ہے ان پر تعینات ہے کہ وہ بھٹکنے نہ پائیں
۸	"	۱۳	أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝	اور یہ دیکھ کے کافر سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک نشانی لیکر آئے تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے (اے پیغمبر) کہ وہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور اے مسلمانو! تم کیا جانو شاید جب یہ نشانیاں آئیں تو یہ ایمان دلائیں یا نہ لائیں۔ ۵
۹	الاعراف	۲۳	أَذَلَّمْتُمْ مَكَرُوا كَمَا بِأَصَابِهِمْ مِنْ جَنَّةٍ ط إِنَّ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝	کیا ان لوگوں نے سوچا نہیں ان کے ساتھی (محمد) کو کو نسا جنوں ہے وہ تو کوئی نہیں مگر اللہ کے عذاب کے کھلا ڈرانے والا ہے۔
۱۰	التوبة	۶	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝	(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں کا ایک پیغمبر آچکا۔ تمہاری تکلیف اس کو ناگوار ہے۔ تمہاری بھلائی کی اس کو لو لگی ہے مسلمانوں پر بہت شفقت کرتا ہے، مہربان ہے۔
۱۱	الرعد	۶	وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۝	اور کسی پیغمبر سے یہ نہیں ہو سکا کہ کوئی نشانی دکھائے مگر خدا کے حکم سے۔ ۵
۱۲	ابراہیم	۲	وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَنٍ إِلَّا	اور اب رہی نشانی، نشانی بغیر خدا کے حکم کے ہم

پارا	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝	تھارے پاس نہیں لا سکتے تم کو دکھلا نہیں سکتے اور ایمانداروں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔ اور ہم کو کیا ہوا جو ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ وہ ہم کو ہماری (ہدایت کے) رستے بتا چکا اور تم نے جو ہم کو تکلیف دی ہے۔ بیشک ہم اس پر صبر کیے رہیں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ، تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا۔ نہ ہروں کو جب وہ پیٹھ موڑ کر چلے ہیں (اپنی) آواز سنا سکتا ہے اور نہ اندھوں کو جب وہ بہک جائیں رستے پر لگا سکتا ہے تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں پھر ایسے ہی لوگ (تیرا کہنا) مائیں گے۔
۲۰	النمل	۶	إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الْقَتْمَ الدُّعَاءَ إِذَا دَعَاؤُا مَدَّ بِرَيْنَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمَىٰ عَنْ صَلْبَتِهِمْ ۝ إِنَّ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْمِعُونَ ۝	راے پیغمبر، تو جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ نہیں لگا سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جس کو چاہے راہ پر لانا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون راہ پرانے کے لائق ہے۔ تو اے پیغمبر تو مردوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتا اور نہ ہروں کو سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ موڑ کر چلے ہیں اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے نجات دیکر راہ سوجھا سکتا ہے تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں اور (تیری بات) مان لیتے ہیں۔
۲۱	الزوم	۵	فَإِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الْقَتْمَ الدُّعَاءَ إِذَا دَعَاؤُا مَدَّ بِرَيْنَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمَىٰ عَنْ صَلْبَتِهِمْ ۝ إِنَّ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْمِعُونَ ۝	پیغمبر، تو مسلمانوں پر خود ان سے زیادہ مرمان ہے اور پیغمبر کی بیسیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ پیغمبر کو اس کام کے کرنے میں جو اللہ نے اس کے
	الأحزاب		الَّذِينَ آذَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَلْفِهِمْ وَأَزْدِ أَجْحِهِمْ أَمْهَلْتَهُمْ ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرْجٍ فَبِمَا فَرَضَ	
۲۲		۵		

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>اللَّهُ لَهُ طَسَنَةُ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَ يُحْشَوْنَهُ وَلَا يَحْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكُفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا</p>	<p>یہ ٹھیرا دیا، کچھ مضائقہ نہیں ان (پیغمبروں) میں جو پہلے گذر چکے ہیں اللہ تعالیٰ کی یہی عادت رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ (روز ازل میں) ٹھیر چکا ہے مقرر ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیغام (لوگوں کو) پہنچانے رہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے رہے اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بس لے حساب لینے والا۔</p>
۲۲	الاحزاب	۵	<p>مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا</p>	<p>لوگو! محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ البتہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے (یعنی روحانی نسبت سے تم سب کا باپ ہے) اور تمام نبیوں کا خاتم ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔</p>
"	"	۶	<p>يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي آمَنَتْ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لَسْ كَيْلًا يَكُونُ عَلَيْكَ حَرْجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا تَرْجِيهِمْ مِنْ نِّسَاءٍ مِنْهُنَّ وَ لَوْ دَرَسْتَ إِلَيْكَ مِنْ نِّسَاءٍ وَمِنْ ابْتِغَايَتِ</p>	<p>راے پیغمبر! ہم نے تیرے لیے وہ بیٹیاں حلال کر دی جن کا ہر تو نے ادا کر دیا اور جن لونڈیوں کا تو مالک ہے جو خدا تعالیٰ نے تجھ کو (لڑائی میں) دلوائیں اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیری پھوپھی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ (مدینہ میں) ہجرت کی اور کوئی مس مسلمان عورت اگر وہ اپنے تئیں تجھ کو دمنت ہے کے دے ڈالے بشرطیکہ پیغمبر اس سے نکاح کرنا چاہے یہ حکم خاص تیرے لیے ہے مسلمانوں کے لیے نہیں۔ ہم کو معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر ان کا بیٹیوں اور لونڈیوں کے باب میں ٹھیرا دیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ تجھ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (تجھے یہ بھی اختیار ہے</p>



بارہ	سورۃ	دکوع	آیات	توجیہ
			<p>مَنْ عَزَلَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ أَذَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَخْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْنَهُنَّ كُلَّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا لَا يَجِلُّ نَكَاحُ النِّسَاءِ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَجْنَبْتِكِ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا</p>	<p>تو ان عورتوں میں سے جس کو چاہے پیچھے رکھ دے اس کی باری ٹال دے اور جس کو چاہے اپنے پاس جگہ دے (گو اس کی باری نہ ہو) اور جن عورتوں کو تو پیچھے ڈال دے اگر ان میں سے (پھر) کسی کو بلا لے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں یہ جو اختیار تجھ کو دیا گیا اس سے زیادہ امید ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ اور ان کو رنج نہ ہوگا اور جو تو ان کو دے گا اس سے وہ سب راضی رہیں گی۔ اور اللہ تم جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا ہے تحمل والا۔ راہے پیغمبر اب سے تجھ کو اور عورتیں درست نہیں اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بدل دوسری بیبیاں کر لے گو ان کی صورت تجھ کو بھلی لگے البتہ لوندیاں جن کا تو مالک ہو رکھ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔</p>
۲۲	الاحزاب	۷	<p>إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا</p>	<p>اللہ تعالیٰ پیغمبر پر اپنی رحمت اتارتا ہے اور فرشتے (پیغمبر پر) درود بھیجتے ہیں مسلمانو! تم بھی پیغمبر پر درود بھیجو اور سلام بھیجو سلام۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں پھٹکار کی اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔</p>
۲۳	فاطر	۳	<p>وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ إِنَّ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَائِكَةِ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۚ إِنَّ لِيُوحِي رَبِّي الْأَلَىٰ</p>	<p>اور تو ان لوگوں کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔ تو تو اور کچھ نہیں مگر ایک ڈرانے والا ہے۔ بھلا اوپر والے لوگ فرشتے جب جھگڑنے لگے تو مجھے تو کچھ معلوم نہ تھا۔ مجھ کو تو وحی کی جاتی ہے اور</p>

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۳	الزمر	۲	أَتَمَّأَذَنْذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَفَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ تُنقِذُ مَنْ فِي النَّارِ	کچھ نہیں میں کھلا ڈرانے والا پیغمبر ہوں۔ بھلا جس شخص پر عذاب کا فرمودہ پورا ہوا تو کیا ایسے شخص کو دوزخ سے نکال باہر کر سکتا ہے۔
۲۴	المومن	۸	وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ جَ فَإِذَا جَاءَ أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ نُقِضَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝	اور کسی پیغمبر کا یہ مقدور نہیں کہ بے حکم خدا کے کوئی نشانی (معجزہ) دکھلائے۔ پھر جب خدا کا حکم آن پہنچے گا تو پیغمبروں اور ان کی امتوں کا انصاف سے فیصلہ کر دیا جائیگا اور اس وقت جھوٹے بدکار گھائٹے میں پڑ جائیں گے۔
	حکم السجدة	۱	قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَتَمَّأَذَنْذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَتَمَّأَذَنْذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُ لَهُ ۝	کہندے میں اور کچھ نہیں، تمہاری طرح ایک آدمی ہوں مجھ پر (خدا کی طرف سے) حکم آتا ہے سب کا، خداتہ ایک ہی خدا ہے سیدھے اسی کی طرف منہ کیے رہو (اسی کی پوجا کرو) اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔
۱۳	ابراہیم	۲	إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۝	بیشک ہم اور کچھ نہیں تمہاری طرح آدمی ہیں مگر خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔
۲۵	الشوریٰ	۵	وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط آلا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ۝	تو ہی سیدھی راہ (لوگوں کی دکھلا تا رہتا ہے اس خداتہ کی راہ جس کا (سب کچھ ہے) جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں (سب کا مالک وہی ہے) سن لے اللہ تم ہی تک سب کام پہنچیں گے۔
۲۵	الزخرف	۲	أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمَىٰ وَ مَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝	تو (اے پیغمبر) کیا تو بہرے کو سنا سکتا ہے، یا اندھے کو جو کھلی گمراہی میں ہے اس کو راستہ پر لا سکتا ہے۔
۲۶	الاحقاف		قُلْ مَا كُنْتُ بِدَاعٍ مِنَ الرُّسُلِ وَمَا	(اے پیغمبر) کہہ دے میں کوئی نیا پیغمبر تھوڑا ہی ہوں

رقبہ	آیات	رکوع	سورۃ	د
اور مجھے معلوم نہیں (آئندہ دنیا میں) مجھ سے کیا سلوک، کیا جائیگا اور تم سے کیا سلوک، کیا جائیگا میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو (خدا تم کی طرف سے) حکم ہوتا ہے اور میں کچھ نہیں ایک کھلا ڈرانے والا (بندہ) ہوں۔	أَذْرِي مَا فَعَلُ بِي وَلَا يَكُطَانُ أُتْبِحُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ			
تو اپنے مالک کے فضل سے (خدا نخواستہ) دیوانہ نہیں ہے (جیسے کافر تجھ کو سمجھتے ہیں) اور تجھ کو بے انتہا نیک راجر) ملے گا اور تو بیشک بڑے خلق والا ہے۔	مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَسْنُونٍ إِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ		القلم	۲۹
(اے پیغمبر) کہہ دے میں نہیں جانتا جس (عذاب) کا تم سے وعدہ ہے وہ نزدیک ہے یا ابھی میرا مالک ایک مدت میں اس کو بھیجے گا۔	قُلْ إِنْ أَدْرِي مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا	۲	الجن	"
(پیغمبر نے) تیوری چڑھائی اور نہ پھیر لیا اس بات پر کہ اندھا اس کے پاس (دین کی باتیں پوچھنے کو آیا) اور تجھ کو کیا معلوم شاید وہ (دین کی باتیں تجھ سے سیکھ کر) سنور جاتا یا نصیحت مان لیتا اور نصیحت اس کو فائدہ دیتی لیکن تو جو بڑا امیر ہے اس کی طرف مخاطب ہو جاتا ہے (اس پر خوب توجہ کرتا ہے) حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تجھ پر کوئی الزام نہیں اور جو کوئی (بیچارہ خدا سے) ڈر کر تیرے پاس دڑ کر آتا ہے اس کی طرف تو خیال ہی نہیں کرتا۔	عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ۖ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ وَمَا يَدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزْكِي ۖ أَوْ يَذَّكُرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ۖ أَمَّا مَنْ اسْتَعْزَىٰ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ۖ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزْكِي ۖ وَ أَمَّا مَنْ جَاءَكَ كَسِيحًا وَهُوَ يُخْشَىٰ ۖ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ۖ	۱	عبس	۳۰
اور (اے مکہ والو!) تمہارا ساتھی (محمد) باؤلا نہیں ہے (جیسے تم سمجھتے ہو) اور محمد نے اس فرشتے کو آسمان کے صاف کھلے ہوئے کنارے میں دیکھا ہے اور وہ جو باتیں غیب کی (اس کو معلوم ہوتی) ہیں اللہ تمہارے	وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ۖ وَلَقَدْ رَأَاهُ بِالْأُنْفِ الْمُبِينِ ۖ وَمَا هُوَ عَلَىٰ الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۖ	۱	التكوير	"

پاہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۳۰	الفاشیہ	۱	لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصِيطِرٍ ۝	تلا تا ہے ان کے بیان کر دینے میں نخل نہیں ہے۔
۳۰	الضحیٰ	۱	مَا وَدَّ عَكَ رَبُّكَ وَمَا نَعَىٰ ۝	تو ان پر کوئی گرد و ٹری (وارد غم) نہیں ہے۔
"	الضحیٰ	۱	أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۝	راے پیغمبر تیرے مالک نے تجھ کو نہ چھوڑا نہ تجھے ناراض ہوا۔
۳۰	الانشراح	۱	أَلَمْ نُشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَ وَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ إِنَّا أَنعَمْنَا بِكَ الْكُوفِرُ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝	راے پیغمبر (۲) کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا اور ہم نے تیرا بوجھ تجھ پر سے اتار دیا جس نے تیری پیٹھی توڑ رکھی تھی۔ اور ہم نے تیرا نام بلند کر دیا (تو گھبراتا کیوں ہے) راے پیغمبر ہم نے تجھ کو کوثر دیا۔
۳۰	الکوثر	۱	إِنَّا أَنعَمْنَا بِكَ الْكُوفِرُ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝	بیشک تیرا دشمن (عاص بن وائل یا کعب بن اشرف یا الوجہل) وہی نکوڑا ناٹھا ہے (دم گنا)

اسی ضمن میں پیغمبر کی تسلی و تسفی اور بعض پیغمبروں کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

۴	ال عمران	۱۹	فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝	راے پیغمبر، اگر یہ لوگ تجھ کو جھٹلا دیں تو تجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر جھٹلائے گئے جو معجزے اور چھوٹی کتابیں اور چمکتی کتاب لے کر آئے
"	الانعام	۱	وَلَقَدْ آتَيْنَا هَٰؤُلَاءِ مِنْ قَبْلِكَ نَحَاقًا بِالذِّبْنِ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤْنَ ۝	اور (راے پیغمبر) تجھ سے پہلے کئی پیغمبروں پر ٹھٹھا چکا ہے۔ پھر جنہوں نے ان سے ٹھٹھا کیا ان پر وہی جس پر ٹھٹھا مارتے تھے الٹ پڑا۔
"	"	۲	قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لِيَحْزُنَكَ الَّذِي	راے پیغمبر ہم جانتے ہیں کہ ان کی دکاہوں کی باتوں

پاہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
			<p>يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا بِكَدِّ لُبِّكَ وَالْكَفَّ الْعَلِيِّينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَبْحَدُونَ ۚ وَلَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كَذَّبُوا ۚ وَإِذَا وَجَاكُمُ الشُّهُمُ نُصِرْتُمْ ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن تَبَآئِي الْمُرْسَلِينَ ۚ وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنْ امْتِطَعَتْ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ وَادٌ مُّسَلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَاتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَلَوَّنَّ مِن الْجَاهِلِينَ ۚ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۚ</p>	<p>سے تجھ کو رنج ہوتا ہے راور جو تجھ کو جھٹلاتے ہیں، تو وہ تجھ کو (اصل میں) نہیں جھٹلاتے۔ لیکن یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا (ظاہر میں) انکار کرتے ہیں اور تجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں۔ پھر انہوں نے جھٹلائے جانے اور ستائے جانے پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ ہماری مدد ان کے پاس پہنچی اور اللہ تم کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور (دوسرے پیغمبروں کے کچھ قصے) تو تجھ کو معلوم ہو چکے ہیں اور اگر تجھ پر کافروں کا منہ پھیرنا (ایمان نہ لانا) سخت گزرتا ہے تو اگر تجھ سے ہو سکتا ہے کہ زمین میں ایک مرنگ یا آسمان تک ایک سیڑھی ڈھونڈ لکالے اور ان کو ایک نشانی دکھاتے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو راہ پر لگا دیتا کفر کا نام باقی نہ رہتا) دیکھو تو ہرگز نادانوں میں شریک نہ ہو۔ (اے پیغمبر تیری بات) وہی لوگ مانتے ہیں جو سمجھ کر سننے ہیں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) جلالاً اٹھائے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو لوگ کفر پر دوڑے پڑتے ہیں ان پر رنج ہو کر۔ رے پیغمبر) اس پر بھی اگر یہود (یا مشرک) تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ دے تمہارے مالک کی رحمت بت کشادہ ہے اور اس کا عذاب (جب آئے گا) تو گنہگاروں سے ٹلنے والا نہیں۔ اور (اے پیغمبر) تو ان کافروں کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہو۔ کیونکہ ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور</p>
۶	المائدہ	۶	<p>يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُكَفِّرُونَ فِي الْكُفْرِ</p>	اے پیغمبر رصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو لوگ کفر پر دوڑے پڑتے ہیں ان پر رنج ہو کر۔
۸	الانعام	۱۸	<p>فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبِّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۚ</p>	رے پیغمبر) اس پر بھی اگر یہود (یا مشرک) تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ دے تمہارے مالک کی رحمت بت کشادہ ہے اور اس کا عذاب (جب آئے گا) تو گنہگاروں سے ٹلنے والا نہیں۔
۱۱	یونس	۷	<p>وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۚ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ</p>	اور (اے پیغمبر) تو ان کافروں کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہو۔ کیونکہ ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور

پارہ	سورۃ	دکھ	آیات	ترجمہ
۱۲	ہود	۲	فَلَعَلَّكَ نَارِكُ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَ صَالِحٌ أَيْدِيهِ صَدْرُكَ أَنْ يَتَوَلَّوْا لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ كُتُبًا أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ ذَكِيرٌ	وہ (سب) سنا جاتا ہے۔ تو (اے پیغمبر) کیا تو اس وحی میں سے جو تجھ پر آتی ہے کچھ چھوڑ دینا چاہتا ہے اور کیا تیرا دل اس بات پر خفا ہوتا ہے کہ وہ کہہ اٹھیں تو اس پر ایک خزانہ کیوں نہ اترتا یا ایک فرشتہ اس کے ساتھ کیوں نہ آتا تو تو اور کچھ نہیں صرف ڈرانے والا ہے اور رہا تو سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔
"	"	۱۰	وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُجُورًا ۚ	اور ہم (اگلے) پیغمبروں کی سب وہ خبریں جن سے ہم تیرا دل مضبوط کرنے میں تجربے سے بیان کرتے ہیں۔
۱۳	الرعد	۵	وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْتُمْ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَمَلَيْتُمُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۚ	اور (اے پیغمبر) تجھ سے پہلے بھی کئی پیغمبروں پر ٹھٹھا اڑ چکا ہے تو میں نے کافروں کو (چند روز تک) ڈھبلا چھوڑ دیا ہے پھر ان کو دھر کر ڈالو میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔
۱۴	الحجر	۶	إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۗ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۚ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۗ	ہم نے تیری طرف سے ٹھٹھا مارنے والوں کا کام تام کر دیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک کرتے ہیں اب آگے چل کر ان کو اس ٹھٹھے اور شرک کا جو انجام ہے وہ (معلوم ہو جائیگا اور ہم جانتے ہیں کہ کافر جو باتیں کرتے ہیں اس سے تیرا دل تنگ ہوتا ہے
۱۵	الکہف	۱	فَدَعَلَّكَ بِأَخْرَجْنَا نَفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَاطِيرَ	تو (اے پیغمبر) اگر یہ (کافر) اس قرآن پر یقین نہ لائیں تو ان کے پیچھے رنج کے مارے شاید تو اپنی جان گنوا بیگا (اپنے تئیں ہلاک کرے گا)۔
۱۶	الانبیاء	۳	وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْتُمْ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَنَحَاقَ بِالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ مَأْكَالًا وَلَقَدْ يَسْتَهْزِئُونَ ۗ	اور تجھ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ان کو (بھی) مسخرہ بنایا آخر جو لوگ ان میں سے ٹھٹھا کرتے تھے ان پر خود ہی اُلٹ پڑا جس کا ٹھٹھا کرتے تھے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۷	الحج	۶	وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ وَ قَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ وَ أَصْحَابُ مَدْيَنَ وَكَذَّبَ مُوسَى فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ لَمَّا أَخَذَتْهُمُ كَيْفَ كَانَ نَكِيرِہ	اور اگر یہ کافر تجھ کو جھٹلائیں (تو کچھ رنج کی بات نہیں) ان سے پہلے نوح اور عاد و ثمود کی قومیں بھی اپنے اپنے پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں اور ابراہیم اور لوط کی قومیں بھی اور مدین والے (یعنی شعیب کی قوم بھی) اور موسیٰ بھی جھٹلا یا گیا تو میں نے (چند روز تک) کافروں کو مہلت دی پھر ان کو دہر بکڑا تو (تو نے دیکھا) میرا پلٹنا کیسا ہوا (کس بلا کا پلٹنا تھا)
۱۹	الشعراء		لَعَلَّكَ بَاحِعٌ لِّفَسَاكَ إِلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ	(اے پیغمبر تو تو ایسا رنجیدہ معلوم ہوتا ہے) شاید تو اس بات پر کہ وہ (یعنی مکہ کے کافر) مسلمان کیوں نہ ہوئے اپنے تئیں گھونٹ کر مار ڈالے گا۔
۲۰	العمل	۶	وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ	اور (اے پیغمبر) تو ان کافروں (کے جھٹلانے) کا رنج مت کر اور ان کے دلوں سے جو وہ کرتے ہیں تنگ ہو۔
۲۰	العنكبوت	۲	وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْبَيِّنُ	اور اگر تم مجھ کو جھٹلاؤ تو تم سے پہلے کئی امتیں اپنے پیغمبروں کو جھٹلا چکی ہیں اور پیغمبر کا کام اور کچھ نہیں کھول کر اللہ کی گائی کا پیغام پہنچا دینا ہے۔
۲۱	لقمن	۲	وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ هَٰذَا إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا هَٰذَا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ه يَمْتَعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ تَقَطَّرُ هُمُومًا عَذَابٍ غَلِيظٍ	اور جو شخص کفر کرے تو (اے پیغمبر) تو اس کے کفر سے رنجیدہ نہ ہو تو ایسے لوگوں کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے ہم ان کے کام ان کو (مزد سے کر) بتا دیں گے بیشک اللہ تعالیٰ دلوں کی بات جانتا ہے۔ ہم ان کو تھوڑا سا (دنیوی) مزہ اٹھائے دیں گے پھر ان کو سخت عذاب میں پکڑ لے جائیں گے۔
۲۲	فاطر		وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ هَٰذَا وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ	اور (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تجھ کو جھٹلائیں (تو کچھ تعجب کی بات نہیں) تجھ سے پہلے بہت پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں اور اللہ ہی تک سب کاموں کو پہنچاتا ہے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۲	فاطر	۲	أَقْمِنُ زُرِّيْنَ لَهُ سُوْءُ عَمَلِهِ فَرَأَاهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ سَبِيْلَهُ وَلَا تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ	کیا وہ شخص جس کو اس کا کام بھلا سوچایا گیا وہ اس کو بھلا سمجھنے لگا اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے رستے پر لگاتا ہے راے پیغمبر تو لوگوں پر افسوس کر کے اپنی جان مت کھو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔
"	"	۳	وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مَنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِي	اور اگر راے پیغمبر، یہ کافر تجھ کو جھٹلا میں تو کچھ رنج نہ کر، ان سے پہلے کافروں نے ان پیغمبروں کو جھٹلایا جو ان کے پاس کھلی نشانیاں (معجزے) اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر آئے تھے۔ پھر جب ان کافروں نے نہ سنا تو میں نے ان کافروں کو عذاب میں گانتھ لیا اور کس طرح ان کو تباہ کر دیا۔
۲۳	یس	۵	فَلَا يَخْرُجُكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ	تو راے پیغمبر، تو ان کی باتوں سے رنج مت کر ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں
۲۴	حم السجدة	۵	مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ط إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ	راے پیغمبر، تجھ سے وہی کہا جاتا ہے جو تجھ سے پہلے راگے، پیغمبروں سے کہا جا چکا ہے۔ بیشک تیرا مالک بخشنے والا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی تکلیف کا عذاب دینے والا بھی ہے۔
۳	ال عمران		إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرٰهِيْمَ وَآلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ	بیشک اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے لوگوں میں آدم اور نوح کو اور ابراہیم اور عمران کی اولاد کو چن لیا ہے (یا پسند کر لیا ہے) ایک خاندان دوسرے خاندان کی نسل سے اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔
"	"	۹	وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ	اور راے پیغمبر ان لوگوں کو وہ وقت یاد دلاؤ جب اللہ تعالیٰ نے ربی اسرائیل کے پیغمبروں سے اقرا



پادہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتُنصُرُنَّهُ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ أَخَذْتُمْ عَلَيَّ ذَلِكُمْ اِصْرِي ط قَالُوا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوا ؕ اِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشُّهَدَاءِ ؕ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ؕ	ریا ہر ایک پیغمبر سے، میں جو تم کو کتاب اور شریعت دیتا ہوں تو اگر کوئی رسول ایسا آئے جو تمہاری کتاب کو سچ بتائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اللہ تم نے فرمایا کیا تم نے یہ اقرار کیا اور میرے اس عہد کو قبول کیا یہ بوجھ اپنے ذمہ لیا، انہوں نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا فرمایا زد کیجیو گواہ رہو ایک دوسرے پر یا فرشتو تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد یعنی اس قدر پکا اقرار ہونے کے بعد جو کوئی اپنے عہد سے پھر جائے تو ایسے ہی لوگ نا فرمان ہیں۔
۶	النساء	۲۳	اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰ نُوْحٍ وَالنَّبِيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ ؕ وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَالْيٰقُوْبَ وَاِلٰسْبٰطِ وَاٰدَمَ وَاٰدَمَ وَالْيُوْسُفَ وَهٰرُونَ وَسُلَيْمَانَ ؕ وَاَتَيْنَا دَاوُدَ زُلْفَرٰجًا وَّرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَّرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَاَكَلَمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْوِيْمًا رُّسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنذِرِيْنَ لِيْلَّا يَكُوْنُ لِلنَّاسِ عَلٰى اللّٰهِ حُجَّةٌ مَّ بَعْدَ الرُّسُلِ ط وَاَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ اٰخِيْمًا	بیشک ہم نے تیری طرف اسی طرح وحی بھیجی جیسے ہم نے نوح اور اس کے بعد دوسرے پیغمبروں کی طرف بھیجی اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی وحی بھیجی اور ہم نے داؤد کو زبور عنایت کی۔ اور ہم نے کئی پیغمبر بھیجے جن کا حال ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیا اور موسیٰ سے تو اللہ تعالیٰ نے بول کر باتیں کیں ہم نے یہ سب پیغمبر جو نیکوں کو خوشی سنانے والے اور بدکاروں کو ڈرانے والے تھے۔ اس لیے بھیجے کہ پیغمبروں کے آجانے کے بعد پھر کوئی عذر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے باقی نہ رہے۔ اور اللہ تو زبردست حکمت والا ہے۔
۷	الانعام	۱۰	وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِسْحٰقَ وَاِلٰى يٰقُوْبَ ؕ وَاَكَلَمَ	اور ہم نے ابراہیم کو (بیٹا) اسحاق اور یوسف اور یعقوب

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۵	بنی اسرائیل	۸	<p>هَدَيْنَا جَدَّ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ  مِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ وَ  اَيُّوبَ وَ يُوسُفَ وَ مُوسَى وَ هَارُونَ  وَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ ذَكَرْنَا  وَ يَحْيَى وَ عِيسَى وَ اِلْيَاسَ ط كُلُّ مِّنْ  الصَّالِحِينَ ۝ وَ اِسْمَاعِيلَ وَ الْيَسَعَ وَ  يُونُسَ وَ لُوطًا وَ كَلَّا فَضَلْنَا عَلَيَّ  الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ مِنْ اٰبَائِهِمْ وَ ذُرِّيَّتِهِمْ  اِخْوَانِهِمْ جَدَّ اَجْتَبَيْنَاهُمْ وَ هَدَيْنَاهُمْ  اِلَى صِرَاطٍ مُّبِيْنٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى  اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ  وَ لَوْ اَشْرَكَوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا  يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَتَيْنَاهُمُ  الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَ وَ التَّوْبَةَ جَافِيْنَ يَكْفُرُوْا  بِمَآ هُوَ لَآءٍ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا  لَّيْسُوْا بِبَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ  هَدَى اللّٰهُ فَبِمَآ هُمُ اقْتَدٰٓءُ ط قُلْ  لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ  اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝</p>	<p>وہیے اور ہر ایک کو راہ پر لگایا اور نوح کو تو ہم پہلے  ہی راہ پر لگا چکے تھے اور ابراہیم (یا نوح) کی اولاد میں  سے ہم نے) داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یونس  اور موسیٰ اور ہارون کو راہ پر لگایا اور نیک کرنے  والوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور زکریا اور یحییٰ ابن  زکریا اور عیسیٰ ابن مریم بنت عمران اور الیاس کو یہ  سب نیک بختوں میں سے تھے اور اسمعیل ابن ابراہیم  اور الیسع اور یونس ابن متی اور لوط ابن ہارون کو  اور ان سب کو ہم نے سارے جہان پر بزرگی دی۔  اور ان کے بعضے باپ دادوں اور اولاد اور بھائیوں  کو بھی اور ہم نے ان کو چن لیا اور ان کو سیدھی راہ  بتلائی یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں  سے جس کو چاہے سو چھائے اور اگر وہ لوگ شرک  کرتے تو ان کا کیا کرنا سب اکارت ہوتا۔ انہی لوگوں  کو پیغمبروں کو ہم نے کتاب اور شریعت اور پیغمبری  دی اگر یہ لوگ ان چیزوں کو نہ مانیں (تو کچھ پروا نہیں)  ہم نے ان پر ایمان لانے کے لیے ایسے لوگوں کو تیار  کر دیا ہے جو ان کا انکار نہیں کرتے۔ یہی راہ تھارہ پیغمبر  وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ پر لگایا تو بھی انہی  کی راہ پر چل رہے پیغمبر) کہ دے میں قرآن سنانے  پر تم سے کچھ اجرت (مزدوری) نہیں مانگتا قرآن تو  اور کچھ نہیں سارے جہان کے لیے نصیحت ہے۔  تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر ہم نے بھیجے ان کا یہی قاعدہ ہا  ہے اور تو ہمارا قاعدہ بدلتا نہ پائے گا۔</p>
			<p>سُنَّتُهُ مَن قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ  رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝</p>	

پاٹھ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۶	مریم	۴	<p>أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَ مِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَابْتَدَيْنَا إِذْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْبُحُرَ الْمُحْسِنِينَ وَ اسْعَدْنَا إِذْ بَدَّلْنَا</p>	<p>پنجمبر، وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا آدم کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کی (اولاد میں سے) جنکو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) چڑھا لیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت کی (سچی راہ بتلائی) اور ان کو ساری خلقت میں پنجمبر کے لیے (جن لیا جب ان لوگوں کو اللہ تم کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے جاتے۔</p>
۱۷	الانبیاء	۶	<p>وَ إِسْمَاعِيلَ وَ إِدْرِيسَ وَ ذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَ ادْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝</p>	<p>اور اے پنجمبر اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل پنجمبروں کو) یاد کرو یہ سب صبر کرنے والوں میں تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ نیک بختوں میں تھے۔</p>
۱۸	المؤمنون	۴	<p>يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ اعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝</p>	<p>اے پنجمبر ہم نے ہر زمانہ میں پنجمبروں کو یہی حکم دیا ہے پنجمبرو! ستھری (پاکیزہ) چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرتے رہو جو شرع کے موافق ہوں جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔</p>
۲۱		۵	<p>وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَأَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَعْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝</p>	<p>اور اے پنجمبر ہم تجھ سے پہلے کئی پنجمبر ان کی طرف بھیج چکے ہیں وہ نشانیاں (معجزے) لے کر ان کے پاس آئے (مگر انھوں نے نہ مانا) آخر گناہگاروں (ظالموں) سے ہم نے بدلہ لیا اور ایمان والوں کی مدد ہم کو ضرور تھی۔</p>
۲۱	الاحزاب	۱	<p>وَ إِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ مَنَّاكَ وَ مِن نُّوحٍ وَ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَىٰ وَ عِيسَىٰ بَنِ مَرْيَمَ وَ أَخَذْنَا مِنْهُمُ</p>	<p>اور اے پنجمبر وہ وقت یاد کر جب ہم نے پنجمبروں سے ان کا اقرار لیا اور (خاص) تجھ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ مریم کے بیٹے سے</p>

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			مِيثَاقًا غَلِيظًا ۙ لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۗ وَاَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝	بھی اور ہم نے ان سے پکا اقرار لیا اس سے یہ مطلب تھا کہ قیامت کے دن (سچوں پیغمبروں) سے ان کے سچ کا حال پوچھے اور کافروں کے لیے تکلیف کا عذاب تیار رکھے۔
۲۳	والصفت	۵	وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۗ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمُتَوَدُّوْنَ ۗ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝	اور ہم تو پہلے ہی اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے پیغمبروں کے (باب میں فرما چکے ہیں کہ) (آخر ایک روز) ضرور ان کو (ہماری) مدد پہنچے گی اور ضرور ہمارا ہی شکر غالب ہوگا۔
			وَسَلَّمَ عَلٰی الْمُرْسَلِيْنَ ۗ	اور سلام ہے پیغمبروں پر۔
۲۴	المؤمن	۸	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط	اور ہم تجھ سے پہلے بہت پیغمبر بھیج چکے ہیں ان میں کوئی ایسے میں جن کا حال ہم نے تجھ کو سنایا اور کوئی ایسے میں جن کا حال ہم نے تجھ کو نہیں سنایا۔
۲۵	الزخرف	۱	وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝	اور ہم نے اگلے لوگوں میں بہت سے پیغمبر بھیجے۔
۲۶	ت	۱	كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّاَصْحَابُ الرَّسِّ وَّثَمُوْدُ ۗ وَّعَادُ ۗ وَّفِرْعَوْنُ وَ اٰخْوَانُ لُّوطٍ ۗ وَّاَصْحَابُ الْاَيْكَةِ ۗ وَّ قَوْمِ ثُبَيْعٍ ط كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدُهُ ۝	ان رکن کے (کافروں سے پہلے نوح کی قوم نے اور کوثر والوں (شعیب کی قوم سے) اور ثمود اور عاد نے اور فرعون اور لوط کی قوم والوں نے اور مدین کے رہنے والوں نے اور تبع کی قوم والوں نے جھٹلایا۔ ان میں سے ہر ایک نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ آخر ہمارا عذاب ان پر اتر کر رہا۔
۲۷	الحديد	۳	لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا بِالْبَيِّنٰتِ وَّ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۗ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنْعُ لِلنَّاسِ وَّلِيْعَلَّمَ اللّٰهُ مَن يَشْرٰكُ وَّ	ہم تو اپنے پیغمبروں کو کھلی کھلی نشانیاں دیکھ بھیج چکے اور ان کے ساتھ کتاب (تاری) اور ترازو (میزان) بھیج دیے قرآن وغیرہ) اور انصاف کا ترازو اتارا۔ اس لیے کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم ہی نے لوہا پ کیا اس سے توڑی رطانی کا سامان بنتا ہے اور

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			رُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۚ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۚ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا ۚ	لوگوں کو بہت فائدے ہوتے ہیں اور اس کے پیدا کرنے سے یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کون بن دیکھے اللہ تم کی اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتا ہے بیشک اللہ تم زور والا ہے زبردست۔ اور ہم نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیج چکے ہیں اور ان کی اولاد میں ہم نے پیغمبری اور کتاب کو جاری رکھا اس پر بھی ان کی اولاد میں سے بعضے تو راہ پر آئے اور بہترے نافرمان ہی رہے۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے پیغمبروں کا تار باندھ دیا۔
۲۵	الزخرف	۲	وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مَنْ رُسُلِنَا ۚ	اور راسے پیغمبر تجھ سے پہلے جو ہم پیغمبر بھیج چکے ہیں۔ ان سے پوچھ لے۔

# آسمانی کتابیں اور صحیفے

پیغمبروں پر کل ایک سو چار کتابیں نازل ہوئیں، صحیفے ان کے علاوہ ہیں۔ جن کی صحیح تعداد کا علم نہیں۔ ان تمام کتابوں کا خلاصہ تورات، انجیل اور زبور کے اندر رکھا گیا۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ پھر ان تینوں کتابوں کا پچوڑ اور وہ ضروری احکام و فرائض جو رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لیے ضروری سمجھے گئے قرآن کے اندر جمع کر دیے گئے، جو پیغمبر آخر الزماں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتابوں کی طرح قرآن کریم پر ایمان لانا بھی مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا گیا۔ قرآن عزیز میں مختلف مقامات پر ان آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے متعلق جتنا بھی ذکر آیا ہے وہ سہ ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ انماہی کتابوں کے متعلق قرآن کی تصریحات پوری طرح سمجھ میں آجائیں:

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱	البقرہ	۱	الَّذِينَ هَدَىٰ لِلْمُتَّقِينَ ۗ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۗ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۗ	اس کتاب میں (یعنی اس کے سچے ہونے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کوئی شک نہیں ہے۔ راہ بتاتی ہے۔ دین کی طرف سے جو ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو یقین کرتے ہیں اس پر جو اترنا تجھ پر اور جو اترنا تجھ سے پہلے اور آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں (قیامت کا حشر و لشکر کا) اور اگر تم کو شک ہے اس کلام میں جو ہم نے تمہارا اپنے بندے پر (یعنی قرآن میں) تو ایک ہی سورت اس کے جوڑ کی بنا لاؤ اور جو حوائج تمہارے اللہ کے سوا ہوں ان کو بھی بلاؤ اور ان سے مدد لو اس سورت کے بنانے میں) اگر تم سچے ہو۔ اگر ایسا نہیں کرتے اور
"	"	۳	وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ سُلَيْمَانَ فَاتْلُوا سُورَةَ الْقَمَرِ ۚ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۗ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا	اور اگر تم کو شک ہے اس کلام میں جو ہم نے تمہارا اپنے بندے پر (یعنی قرآن میں) تو ایک ہی سورت اس کے جوڑ کی بنا لاؤ اور جو حوائج تمہارے اللہ کے سوا ہوں ان کو بھی بلاؤ اور ان سے مدد لو اس سورت کے بنانے میں) اگر تم سچے ہو۔ اگر ایسا نہیں کرتے اور

پارہ	سورہ	رکوع	آیات	ترجمہ
			النَّاسِ وَالْحِجَارَةَ مَعِدَّةً لِلْكَافِرِينَ	البتہ نہ کر سکو گے تو اس آگ سے پو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (بجائے لکڑیوں کے اس میں جلیں گے) وہ منکروں کے لیے تیار ہے۔
۱	البقرہ	۱۲	وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ۝	اور (محمد) ہم نے تجھ پر کھلی (اور صاف) آیتیں اتاریں اور ان کو وہی نہیں مانتے جو نافرمان ہیں۔
"	"	۱۳	مَا نُنسخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِئُهَا فَأَتَّ بِتَّ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝	ہم جو آیت منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی دوسری لے آتے ہیں کیا تجھ کو معلوم نہیں اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔
۲	ال عمران	۱	نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۗ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝	اس نے (تھوڑا تھوڑا کر کے) تجھ پر سچی کتاب اتاری (قرآن مجید) جو اگلی کتابوں کو سچ بتاتی ہے اور اسی نے لوگوں کی ہدایت کے لیے قرآن مجید اترنے سے پہلے تورات شریف اور انجیل مقدس اتاری اور اسی نے فیصلہ اتارا، جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے (جو کوئی اس کی کتاب اور پیغمبر کو نہ مانے اس سے بدلہ لینے والا۔
"	"	"	هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۗ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ۗ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو	اسی نے تجھ پر کتاب اتاری (یعنی قرآن شریف) اس میں کی بعضی آیتیں کھلی صاف مضمون کی ہیں وہ تو قرآن شریف کی جڑ ہیں اور بعضی آیتیں گول گول مضمون کی ہیں۔ پھر جن کے دل پھر سے ہوئے ہیں وہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور اصلی حقیقت دریافت کرنے کی نیت سے گول گول آیتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ اصلی حقیقت ان کی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو بچے عالم ہیں (نہ کٹھ ملا) وہ کہتے ہیں ہم

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			الْأَلْبَابِ	ان پر ایمان لائے یہ سب آیتیں ہمارے پروردگار کی طرف سے (اتری) ہیں اور جن کو عقل ہے وہی سمجھائے سمجھتے ہیں۔
۲	ال عمران	۱۱	تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظَلَمًا لِلْعَالَمِينَ	وہی (جبریل کی زبان سے) پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ جہان کے لوگوں پر ذرہ بھی ظلم نہیں کرنا چاہتا۔
۳	"	۱۲	هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ	(عام) لوگوں کے واسطے تو یہ ایک تاریخی بیان ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے لیے ہدایت اور نصیحت بھی ہے۔
۵	النساء	۱۱	أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ط وَكَوْكَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا	کیا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر وہ خدا کے سوا اور کہیں سے آیا ہوتا جیسے کافر اور منافق سمجھتے تھے تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔
۶	النساء	۲۲	يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ كُفْرًا مِنْ رَبِّهِمْ فَمِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمًا	لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل آچکی اور ہم نے تم پر ایک جگمگاتا نور بھیجا۔ پھر جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کا سہارا لیا ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (جنت) اور فضل (دیدار الہی) میں داخل کرے گا۔ اور اپنے تک پہنچنے کی سیدھی راہ ان کو سوجھائے گا۔
۶	المائدہ	۳	قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَ يَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے اور قرآن جو بیان کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ اس سے (یعنی اس نور یا کتاب سے) ان لوگوں کو جو اس کی مرضی پر چلتے ہیں (دوزخ سے) بچاؤ کی راہیں دکھاتا ہے اور اندھیرے (کفر) سے ان کو نکال کر اپنے حکم سے اجالے (اسلام) میں لاتا ہے



پاراہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۷	الانعام	۱۱	وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مَبْرُوكٌ مُّصَدِّقًا الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝	اور ان کو (شرعیّت کا) سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ اور یہ کتاب بھی یعنی قرآن مجید، ہم نے اتاری برکت والی اگلی کتابوں کو سچ بتانے والی اس لیے کہ تو مکہ اور اس کے گرداگرد تمام جہان کے لوگوں کو ڈرائے اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں وہ قرآن پر دبھی ضرور ایمان لائیں گے اور وہ اپنی نماز کا بھی ضرور خیال رکھیں گے۔
"	"	۱۳	قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝	تمہارے مالک کی طرف سے تم کو دل کی آنکھیں دلیں پہنچ چکیں اب جو کوئی دیکھے تو اپنا ہی فائدہ کرے گا اور جو اندھا بن جائے تو اپنا ہی بُرا کرے۔ نگہدار میں تم پر واروغہ (کر ڈری) نہیں ہوں۔
"	"	۱۳	وَكذٰلِكَ نَصَرَفَ الْاٰیٰتِ لِیَقُوْلُوْا ذَرَسَتْ وَ لِنَبِیِّنَا لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝	اور ہم اسی طرح آیتوں کو پھیر پھیر کر لاتے ہیں اور اس لیے کہ وہ کہیں تو پڑھا ہوا ہے اور اس لیے کہ جو علم والے ہیں ان کو صاف سمجھا دیں
"	"	۱۴	اَفَعِیْرَ اللّٰهِ اَبْتَعِیْ حٰكِمًا وَ هُوَ الَّذِی اَنْزَلَ اِلَیْكُمْ الْكِتٰبَ مَفْصَّلًا وَ الَّذِیْنَ اَتٰیهِمْ الْكِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ مَنْزَلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُتَّعِیْنِ ۝	(اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دے) کیا میں اللہ کے سوا اور کسی فیصلہ کرنے والے کو ڈھونڈتا ہوں اور اسی نے تم پر یہ کتاب (قرآن) اتاری جس میں کھلا بیان ہے اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ دل میں خوب جانتے ہیں کہ قرآن سچ تیرے مالک کی طرف سے اترا ہے خیر تو ہرگز شک کرنے والوں میں مت ہو۔
"	"	۱۵	وَهٰذَا صِرَاطٌ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّدْرُسُوْنَ ۝	اور (اے پیغمبر) یہ تیرے مالک کی سیدھی راہ ہے جو لوگ سمجھتے ہیں ان کے لیے ہم نے کھول کر (اپنی) آیتیں بیان کر دی ہیں۔

پاہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۷	الانعام	۲۰	وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَنْزَلَ إِلَهُكُمُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۚ وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا لَوْلَا أَنَا أَنْزَلْنَا عَلَيْنَا الْكِتَابَ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ	اور یہ کتاب (قرآن) برکت والی ہم نے اس کو اتارا تو رے مکہ والی اس پر چلو اور اس کے جھٹلانے سے بچے رہو اس لیے کہ تم پر (اللہ کی) رحمت ہو۔ کہیں تم ایسا نہ کہو ہم سے پہلے دو ہی گروہوں (یہود اور نصاریٰ) پر کتاب اتری اور ہم تو ان لوگوں کے پرٹھنے پڑھانے سے بیخبر تھے۔ یا ایسا نہ کہو اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے بڑھ کر راہ پاتے۔ لو اب تو تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف سے دلیل اور ہدایت اور رحمت (سب چیزیں) آچکیں۔ یہ کتاب تجھ پر اتاری گئی ہے اس لیے کہ تو اس سے (کافروں کو) ڈرائے اور ایمان والوں کو نصیحت کرے اس لیے اس کے پہنچا دینے میں تیرا دل تنگ نہ ہو۔
۸	"	۶	وَلَقَدْ جِئْتُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝	اور ہم نے تو ان (کافروں) کو ایک کتاب بھی پہنچا دی جس میں ہم نے جانکر تفصیل سے (ہر ایک حکم) بیان کیا ہے وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔
۹	"	۲۲	هَذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝	یہ (قرآن) کیا ہی سوجھ بوجھ کی باتیں ہیں جو تمہارے مالک کی طرف سے آئیں اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سناؤ اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔ یہ کئی کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں۔
۱۱	یونس	۱	الَّذِي تَتْلُو آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۝ وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ	اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو اپنے دل سے بنالے بلکہ وہ اگلی کتابوں کو

پاراہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			يَدِيهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ طَغْلًا فَاثُو السُّورَةَ مِثْلَهُ ۝ وَاذْعُوا مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝	سچ بتاتا ہے اور ان کو کھول کر بیان کرتا ہے، کوئی شبہ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اُتارا ہے) جو سارے جہان کا مالک ہے کیا یہ لوگ (قرآن کی نسبت) کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے بنا لیا ہے کہ دے اگر تم سچے ہو تو ایک سورت تو اس کی سی بنا لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو تم بلا سکو اپنی مدد کے لیے بلا لو۔
	یونس	۶	يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ ۚ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۚ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝	لوگو تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف سے نصیحت آئی (یعنی قرآن) اور دلوں میں جو بیماریاں ہیں ان کی دوا اور ہدایت اور رحمت ایسا نثاروں کے لیے (وہ) پیغمبر (کہ) دے اللہ کے فضل اور رحمت پر ان ہی (دو) چیزوں پر خوش ہونا چاہیے یہ اس سے بہتر ہے جو وہ سمیٹتے ہیں
	"	۱۰	وَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يُقْرَأُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ ۖ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝	تو راہ پیغمبر (ہم نے جو تجھ پر انار (یعنی قرآن) اس میں اگر تجھ کو شک ہو تو ان لوگوں سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کی کتاب (توریت) پڑھتے ہیں بیشک تیرے مالک کی طرف سے تجھ سے کتاب پہنچ گئی تو ہرگز شک کرنے والوں میں سے مت ہو، ان لوگوں میں مت ہو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا (ایسا کرے گا) تو پھر تو ٹوٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔
	"	۱۱	قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْنَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِكَلِيلٍ ۝	(اے پیغمبر) کہ دے لوگو تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف سے سچ آچکا۔ پھر جو کوئی راہ پر لگ جائے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے راہ پر لگتا ہے۔ اور جو کوئی بھٹک جائے وہ بھٹک کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور میں تمہارا کر ڈری نہیں ہوں۔

پارہ	سورۃ	آیات	ترجمہ
۱۱	ہود	الَّتِزْتِ كِتَابٍ أَحْكَمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنِّ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝	یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں جانچ لی گئیں ہیں پھر کھول کر بیان کی گئی ہیں حکمت والے خبردار کی طرف سے (اتری ہے)
"	"	أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ طَاقِلٌ فَاَلَوْ لَاعَشَى سُوْرٌ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيْتٍ وَاذْعُوْا مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنْمَآ اَنْزَلَ بِلِیْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝	بلکہ وہ کافر کہتے ہیں کہ اس نے قرآن کو دھوٹا بٹ لیا ہے کہہ دے اگر تم سچے ہو تو قرآن کی طرح دس بنی ہوئی سورتیں بنا کر لے آؤ اور خدا تعالیٰ کے سوا تم جن کو بلا سکتے ہو بلا لو۔ پھر اگر یہ کافر جو تم نے چاہا وہ نہ کر سکیں تو تم یقین کر لو کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا علم لیکر اترا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے تو کیا اب بھی تم مانتے ہو یا نہیں)
"	"	وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرّٰسُلِ مَا نُحِیْتُ بِهٖ فَاِذْ جَاءَكَ فِي هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّاذْكُرِ لِلَّذِيْنَ اَلَمُوْا مِنْ نَبِيِّنَا ۝	اور ہم رانگے پیغمبروں کی سب وہ خبریں جن سے ہم تیرا دل مضبوط کرتے ہیں تجھ سے بیان کرتے ہیں اور اس سورت میں جو حق بات تھی وہ تجھ کو پہنچ گئی اور مسلمانوں کو نصیحت اور عبرت ہو گئی۔
۱۲	یوسف	الَّتِزْتِ تِلْكَ اٰیٰتِ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا اَنْزَلْنٰهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ لَمَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ مِمَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ هٰذَا الْقَصَّانِ ۝ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ اَلْعٰوِلِيْنَ ۝	یہ آیتیں کھلی کتاب (قرآن) کی ہیں ہم نے اس کتاب کو اتنا جو عربی زبان میں پڑھی جاتی ہے اس لیے کہ تم سمجھو، ہم یہ قرآن تیرے پاس بھیج کر اچھے سے اچھا ایک قصہ تجھ کو سناتے ہیں اور تو اس (سورت) کے اترنے سے پہلے اس قصہ سے بے خبر تھا۔
۱۳	"	لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِيْ الْاَلْبَابِ ۝ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُفْتَرٰى وَّلٰكِنْ تَّصَدِيْقًا لِّ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ لِّ كُلِّ شَيْءٍ ۝ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝	جو لوگ عقل والے ہیں ان کو بے شک ان لوگوں کے قصوں سے عبرت ہوتی ہے قرآن کوئی بڑی ہوئی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ قرآن اگلی کتابوں کا سچا والا اور ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والا اور ایمان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۳	الرعد	۱	الْمَرَاتِفِ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝	راہے پیغمبرؐ، یہ قرآن (شریف) کی آیتیں ہیں اور تیرے مالک کی طرف سے جو تجھ پر اترا وہ حق ہے (سرتاپا سچ ہے) مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔
"	"	۲	وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۝	اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس سے پہاڑ مرک جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا اس کی مسافت طے ہو جاتی، یا مردے بات کرنے لگتے۔
"	"	۵	وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا وَعَرَبِيًّا وَ لَنْ نَبْعَثَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ دَلِيلٍ يُوقِئُكَ	اور ایسے ہی ہم نے قرآن کو حکمت سے بھرا ہوا عربی زبان میں اتارا اور اگر علم تیرے پاس آ جانے کے بعد (پھر) تو انکی خواہش پر چلے تو خدا تم سے تیرا حمایتی اور بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔
"	ابراہیم	۱	الَّذِي كُتِبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۗ اللَّهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ	یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تجھ پر اس لیے اتاری کہ تو لوگوں کو ان کے مالک کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی (رودشنی میں لائے یعنی اس زبردست خوبیوں والے خدا کی راہ پر جس خدا تم کا سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔
"	"	۷	هَذَا بَلَاءٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَ لِيَذُكَّرُوا أَلْوَابًا ۝	یہ قرآن لوگوں کو نصیحت کرنے کے لیے اور ڈرانے کے لیے اور یہ جاننے کے لیے کہ اللہ تم ہی ایک سچا معبود ہے اور بس اور علمند لوگوں کو غور کرنے کے لیے کافی ہے۔
۱۴	الحجر	۱	الْمَرَاتِفِ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝	یہ کتاب اور کھلے قرآن کی آیتیں ہیں۔ بیشک قرآن ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔
"	"	۶	وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝	اور ہم نے تجھ کو سات (سورتیں یا آیتیں) دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور بڑا قرآن دیا۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۲	الحجر	۶	كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ۝ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝ فَوَرِّدْكَ لَنَسْتَلْتَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	جیسا (عذاب) ہم نے ان قسم کھانے والوں پر اتارا جنہوں نے قرآن کی تکیے بوٹیاں کر لیں۔ تو قسم تیرے مالک کی ہم ان سب سے (ان کاموں کی) پرسش کریں گے جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔
"	النحل	۸	وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا تَبَيِّنًا لَّهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۝ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝	اور (اے پیغمبر) ہم نے تجھ پر یہ کتاب اس لیے اتاری ہے کہ تو لوگوں سے وہ باتیں کھول کر بیان کرے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور یہ کتاب ایمان والوں کو راہ سوجھانے والی اور رحمت ہے۔
"	"	۱۲	وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝	اور ہم نے تجھ پر کتاب اتاری (یعنی قرآن) جس میں ہر چیز کا اچھا بیان ہے اور مسلمانوں کو (دین کی) سچی راہ بتانے والی اور رحمت اور خوشخبری ہے۔
"	"	۱۳	فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝	تو جب تو قرآن پڑھنا چاہے تو شیطان مردود (کے دوسوں) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کر۔
"	"	۱۴	وَإِذْ بَدَلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ۝ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتِرٌ طَبَلُ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا ۝ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَقَدْ نَعَلْنَا أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۝ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُهُ ۝ إِلَيْهِ أَعْجِبِي ۝ وَ هَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ۝	اور جب ہم ایک آیت کے بدلے دوسری آیت اتارتے ہیں اور اللہ تم جو اتارتا ہے اس کو اس کی مصلحت کو (خوب جانتا ہے) تو کہتے ہیں تو تو بس اپنے دل سے (آیتیں) بنا لیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کافروں پر اکثر بے علم ہیں۔ کہہ سے اس قرآن کو تو پاک روح (حضرت جبریل نے) سچائی کے ساتھ دیا حکمت کے ساتھ (تیرے مالک کے پاس سے اتارا ہے) اس لیے کہ ایمان والوں کو (ان کے دلوں کو ایمان پر) مضبوط کرے اور مسلمانوں کو ہدایت اور خوشخبری ہو اور ہم کو خوب معلوم ہے وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اس کو (یعنی پیغمبر کو) سکھا جاتا ہے (ان بے وقوفوں نے

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۵	بنی اسرائیل	۱	إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِينَ هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۗ أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَغْتَابْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا	اتنا بھی نہ سمجھا جس کا نام لگاتے ہیں اس کی تو زبان عجمی ہے۔ اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو بہت ٹھیک ہے اور جو ایسا نادر لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کو یہ خوش خبری دیتا ہے کہ انکو (آخرت میں) بڑا اجر ملے گا یعنی بہشت) اور اس بات کی بھی خبر دیتا ہے کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے تکلیف کا عذاب تیار رکھا ہے۔
"	"	۵	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۗ	اور ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر بیان کیا اس لیے کہ یہ لوگ سمجھیں اور (الٹا) یہ ہو رہا ہے کہ ان کو نفرت بڑھ رہی ہے۔
"	"	"	وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَجَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ۗ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۗ وَإِذَا ذُكِرْتُ رَبُّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدًا ۗ وَكَلَّمَا عَلَى أَذْوَابِهِمْ نَفُورًا ۗ	اور اے پیغمبر جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تجھ میں اور ان لوگوں کے بیچ جھکو آخرت پر یقین نہیں ایک گاڑھا پردہ ڈالتے ہیں اور انکے دلوں پر ہم غلاف ڈالتے ہیں اس لیے کہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈالتے ہیں اور جب تو قرآن میں اکیلے اپنے مالک کا ذکر کرتا ہے انکے معبودوں کا نام تک نہیں لیتا، تو نفرت سے پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔
"	"	۹	وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَاءً مَوْسِمًا لَكُمْ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۗ وَلَا يَزِيدُ الْظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۗ	اور ہم قرآن میں سے جو اتارتے ہیں، وہ تندرستی اور رحمت ہے مسلمانوں کے لیے اور کافروں کو تو اور زیادہ نقصان دیتا ہے۔
"	"	۱۰	وَلَقَدْ سَبَّحْنَا لَكَ بِالنِّسَاءِ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْكَ شِعْرًا لَا تَجِدُكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكَيْلًا إِلَّا رَحْمَةً مِن رَّبِّكَ ط إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۗ	اور اگر ہم چاہیں تو قرآن روحی کے ذریعہ سے ہم نے تجھ کو بھیجا ہے اس کو اٹھالیں پھر تو کوئی حمایتی ہمارے مقابلہ میں نہ پائے گا (جو قرآن کو دوبارہ لوٹائے) مگر تیرے مالک کا رحم ہے بیشک تجھ پر اس کا بڑا فضل

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۵	بنی اسرائیل	۱۰	<p>قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ      أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ      بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ      ظَهِيرًا وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي      هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّ      نَأْتِي أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كَفُورًا ه</p>	<p>راے پیغمبر اکرم (ایک دو شخص تو قرآن کیا بنا سکتے      ہیں) اگر سارے آدمی اور جن مل کر یہ چاہیں کہ اس      طرح کا قرآن (بنا) لائیں تو بھی اس طرح کا دنیا کی نہ      لاسکیں گے پڑے ایک کی ایک مدد بھی کریں اور      لے لو اس قرآن میں ہر ایک مطلب مثال کی طرح      لوگوں کے دسمجانے کے لیے پھیر پھیر کر بیان کیا ہے      اس پر بھی اکثر لوگ انکار کے سوا کچھ نہیں مانتے۔      اور قرآن کو ہم نے سچائی کے ساتھ اتارا اور اترا بھی سچائی      کے ساتھ اور ہم نے تجھ کو اے پیغمبر اور کچھ نہیں صرف      مومنوں کو خوشخبری سنانے والا اور دکافروں کو ڈرانے      والا بنا کر بھیجا اور قرآن کے ہم نے حصے حصے کر دئے      اس لیے کہ تم اسے پھیر پھیر کر کے لوگوں کو سناؤ اور      (اسی لیے) ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اتارا اے پیغمبر ان      کافروں سے) کہ دے تم قرآن کو مانو یا نہ مانو جو لوگ      قرآن اترنے سے پہلے علم وٹے گئے تھے۔ ان کو      جب پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو ٹھڈیوں کے بل      وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں۔      ہمارا مالک (خلاف وعدگی سے) پاک ہے بیشک      جو وعدہ ہمارے مالک کا تھا وہ پورا ہوا اور ٹھڈیوں      کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں اور قرآن رسنے      سے اور زیادہ ان کو ڈر پیدا ہوتا ہے۔</p>
"	"	۱۲	<p>وَ بِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ ط      وَ مَا أَدْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا ه      وَ قُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِيُعْرَفَ آه عَلَى النَّاسِ      عَلَى مُلْكٍ وَ نَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا قُلْ أَمِنُوا      بِهِ لَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا      الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ      لِلْآذَانِ سُجَّدًا ه وَ يَقُولُونَ سُبْحَانَ      رَبِّنَا إِنَّ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا وَ      يَخِرُّونَ لِلْآذَانِ لِئَلَّا يَكُونَ وَيْزِيدُ      هُمْ خَشْيَةَ ه</p>	<p>اور راے پیغمبر تیرے مالک کی کتاب جو تجھ کو بھیجی      گئی ہے اسکو پڑھتا رہ اس کی باتوں کو کوئی بدل      نہیں سکتا اور تجھ کو اس کے سوا اور کہیں نیا نہ ملے گا۔</p>
"	الکھف	۴	<p>وَ اٰتٰى مَا اَوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ كِتٰبٍ رَبِّكَ      لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهِ تَجِدُ وَلٰكِن تَجِدُ      مِنْ دُوْنِهِ مَلٰٓئِكَةً ه</p>	



پاہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۵	لکھف	۸	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنشَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا	اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے سمجھنے کے لیے ہر طرح کی مثالیں بار بار بیان کی ہیں مگر بات یہ ہے کہ آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔
۱۶	مریم	۶	فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَدُنَّا	اے پیغمبر! ہم نے تو قرآن کو تیری زبان میں اس لیے آسان کر دیا کہ تو اس کو سنا کر پرہیزگاروں کو خوشخبری دے اور اکھڑا جھگڑالو لوگوں کو ڈراٹے۔
"	طہ	۵	وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا مِمَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا خَلِيدًا فِيهِ ط وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا	اور ہم نے تجھ کو اپنے پاس سے قرآن دیا۔ جو لوگ اس سے (یعنی قرآن سے) منہ پھیر لیں وہ قیامت کے دن (گناہوں کا) بوجھ لادے ہونگے۔ ہمیشہ اس میں رد ہے) رہیں گے اور قیامت کے دن یہ بوجھ ان کو بڑا لگے گا۔
"	طہ	۶	وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَ صَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا فَتَعْلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ذَرِّطُ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا	اور جیسے ہم نے تجھ سے اگلی خبریں بیان کیں ایسے ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا اور اس میں ڈر کی باتیں بار بار سنائیں (جبکہ جبکہ عذاب کا ذکر ہے اس لیے کہ لوگ ڈرین (گناہ سے بچے زمین) یا یہ قرآن ان میں سوچ بچار پیدا کر دے تو اللہ کی شان بند ہے جو سچا بادشاہ ہے وہی مالک حقیقی ہے اور (اے پیغمبر) جب تک تجھ پر قرآن کا اترا پورا نہ ہو (وحی ختم نہ ہو) اس (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرو کہ مالک میرے مجھ کو اور زیادہ علم دے۔
۱۷	الانبیاء	۱	مَا يَا تِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِنْ رَبِّهِمْ مُخَدَّبِ الْأَسْمَاعِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۚ لَأَهِيَّةٌ قُلُوبُهُمْ	ان کے مالک کے پاس سے ان پر جب کوئی نیک نصیحت آتی ہے تو اس کو کھیل بنا کر سنتے ہیں۔ ان کے دل کھیل میں لگے ہیں۔
"	"	"	لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ	اے قریش کے لوگو! بیشک ہم نے تم پر ایسی کتاب

پاہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۷	الانبیاء	۲	أَلَّا تَعْقِلُونَ وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبْرَكٌ أَنْزَلْنَاهُ وَأَنْتُمْ لَهُ مُكْرِفُونَ	اتاری ہے جس سے تمہاری عزت ہے کیا تم کو عقل نہیں اور یہ قرآن (بھی) نصیحت ہے برکت والا اس کو ہم نے اتارا کیا تم اس کو نہیں مانتے۔
"	"	۷	إِنَّ فِي هَذَا بَلَاغًا لِقَوْمٍ عِبَادِينَ	جو لوگ (اللہ تعالیٰ کی) بندگی کرنے والے ہیں ان کو یہ نصیحتیں کافی ہیں۔
"	الحج	۲	وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِيَ مَنِ يَشَاءُ	اور ہم نے قرآن کو اسی طرح اتارا کھلی کھلی آیتیں اور رہایت تو جسکو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔
۱۸	النور	۱	سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ	یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے اتارا اور اس پر پلنا ہم نے لازم کیا اور اس میں کھلی کھلی باتیں اتاریں اس لیے کہ تم (ان کو) یاد رکھو۔
"	"	۲	وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا لِّلَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ	(مسلمانو) ہم تو تم کو کھلی کھلی آیتیں اور جو لوگ تم سے پہلے گذر گئے ان کے حال اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت (کی باتیں) بھیج چکے۔
"	"	۶	لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنِ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	ہم تو اپنے پیمانے کے لیے، کھلی کھلی نشانیاں اتار چکے ہیں اور (اس پر بھی) اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھے رستے پر لگاتا ہے۔
۱۹	الفرقان	۲	وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذَا نُنزَّلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةٌ وَّاحِدَةٌ	اور کافر کہتے ہیں اس پیغمبر (یعنی حضرت محمد) پر قرآن سب کا سب ایک بارگی کیوں نہیں اُترا۔
"	"	۲	وَقَالَ الرَّسُولُ يُذَبُّ عَنْ قَوْمِي أَن أَخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا	اور پیغمبر (اس وقت) یہ عرض کر لیا مالک میرے میں کیا کروں (میری قوم اس قرآن کو چھوڑ بیٹھی۔
"	"	۵	وَلَقَدْ حَسَرْنَا بِهِمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا فَاعْبَادُوا الْكُفْرَ إِلَّا كَفُورًا	اور ہم نے بارش کو ان لوگوں میں پھرایا اس لیے کہ وہ اللہ تم کی قدرت کو سمجھیں (اور) اس کی نعمت کا شکر کریں تو بھی اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوا کچھ

آرہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۹	الشعراء	۱	طَسَمَۃٌ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحَدِّثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۝	(احسان) نہ مانا۔ یہ (سورت) کھول کر سنانے والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ اور ان کا تو یہ قاعدہ ہے، جب خدا کی طرف سے ان کے پاس کوئی نئی نصیحت کی بات آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔
"	"	"	وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝ أَوَلَمْ نَكُنْ نَعْلَمُ آيَةَ أَنْ يُعَلِّمَهُ عَلٰمُؤُنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۚ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْيُنِينَ ۚ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۚ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۚ فَيَأْتِيهِمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ۚ	اور بیشک یہ قرآن اسی کا اتارا ہوا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اس کو سچی (امانت دار) روح (یعنی جبریلؑ) صاف عربی زبان میں لیکر تیرے دل پر اتاری ہے اس لیے کہ تو لوگوں کو خدا تم کے عذاب سے ڈرائے۔ اور یہ (یعنی قرآن)، اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں بھی موجود ہے کیا ان کافروں کو یہ نشانی (دبس) نہیں ہے کہ نبی اسرائیل کے عالم لوگ اس کو جانتے ہیں اور اگر ہم اس قرآن کو (جو عربی زبان میں ہے) کسی دوسرے ملک والے پر اتارتے (جس کی زبان اور ہوتی، اور وہ پیغمبران کو پڑھ کر (اس زبان کا قرآن) سنا تا تو بھی یہ اس پر ایمان نہ لاتے۔ ہم نے کافروں کے دلوں میں ایسا ہی شبہ اور انکار ڈال دیا ہے وہ اس پر ایمان لانے والے نہیں جب تک تکلیف کا عذاب نہ دیکھیں (یعنی موت یا قیامت کا) وہ تو ایک ہی ایجا ان پر آ پڑے گا اور ان کو خبر نہ ہوگی اس وقت کہیں گے کیا ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے۔
"	"	"	وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَمَا يُبْعَثُ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ۚ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ الْمَعْرُوفُونَ ۚ	اور شیطان یہ لیکر نہیں اترے (جیسے کافر مردود خیال کرتے تھے)، اور نہ ان کے لائق یہ کام ہے اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ تو بیشک قرآن سننے سے ہٹا دیے گئے ہیں۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۹	الفمل	۱	طَسَّ تَف تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ هُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ وَآتَاكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝	یہ سورت قرآن اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں ایمان والوں کے لیے ہدایت اور خوش خبری ہے جو نسا ز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت کا وہ یقین رکھتے ہیں۔
"	"	"	وَآتَاكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝	اور (اے پیغمبر) مجھے تو قرآن اس کے پاس سے ملتا ہے جو حکمت والا خبردار ہے۔
۲۰	"	۶	إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝	بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو وہ بہت سی باتیں بتا دیتا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور بیشک یہ قرآن مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔
"	"	۷	وَإِنْ أَتَلَوْا الْقُرْآنَ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝	اور قرآن پڑھ کر لوگوں کو سنا تا رہوں اب جو کوئی راہ پر لگ جائے وہ اپنے ہی رہنے کے لیے راہ پر لگتا ہے اور جو کوئی بھٹک جائے (میرا کمانہ مانے، تو کہہ دے میں تو راہ ڈرا نیوالے پیغمبروں کی طرح) بس ایک ڈرا نیوالا ہوں۔
"	القصاص	۱	طَسَّ تَف تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝	یہ سورت آیتیں ہیں کھلی کتاب کی۔
"	"	۹	وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَاهِرًا تَلْكَفِيهِمْ ۝	(اور) اے پیغمبر پیغمبری سے پہلے تجھ کو یہ امید کہاں تھی کہ تجھ پر کتاب اترے گی مگر یہ تو تیرے مالک کی مہربانی ہوئی کہ تجھ پر قرآن شریف اترا، تو کافروں کی رعایت مت کر ان کو صاف صاف اللہ تعالیٰ کا حکم سننا اور (اے پیغمبر) جیسے ہم نے اگلے پیغمبروں پر کتابیں اتاریں، اسی طرح تجھ پر بھی ہم نے کتاب اتاری۔
۲۱	العنکبوت	۵	وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۝	اور (اے پیغمبر) قرآن (اترنے) سے پہلے نہ تو تو کوئی کتاب پڑھ سکتا تھا اور نہ اپنے ہاتھ سے اس کو لکھ سکتا تھا کیونکہ تو اُمی تھا نہ پڑھا نہ لکھا، اگر پڑھا لکھا
"	"	"	وَمَا كُنْتَ تَسْتَلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذْ لَا تُدْرِكُ الْمُبْطِلُونَ ۝ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ	

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			أَوَلَوْ عَلِمْتَ مَا يَجْعَدُ بَابِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۝	ہوتا تو یہ جھوٹے (وغا باز) ضرور شبہ کرتے۔ بات یہ ہے کہ قرآن کیا ہے کھلی کھلی آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنکو خدا کی طرف سے علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کو وہی نہیں جانتے جو بے انصاف ہیں۔
۲۱	العنکبوت	۵	أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ فَإِنِ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةٌ وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝	کیا ان لوگوں کو یہ نشانی بس نہیں کہ ہم نے تجھ پر قرآن اتارا جو ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے اس میں ایمان لوگوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔
"	الزّوم	۶	وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِن مَّثَلٍ مِّثْلَ طُولِ بَيْتِهِمْ وَإِن كَانُوا لَنَاقِلِينَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يُطَعَّرُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝	اور ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے سمجھانے کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں اور اے پیغمبر! اگر تو ان دکافروں کو کوئی معجزہ دکھلائے تو یہ کافر رنجھ کو اور تیرے ساتھ والے ایمانداروں کو کہیں گے تم تو مکار (فریبی) ہو اللہ تعالیٰ جاہلوں کے دلوں پر اسی طرح مہر لگا دیتا ہے۔
۲۱	لقمن	۱	الَّذِي هَدَىٰ آلَ لُقْمَانَ إِلَىٰ الْإِسْلَامِ وَالَّذِي هَدَىٰ آلَ لُقْمَانَ إِلَىٰ الْإِسْلَامِ وَالَّذِي هَدَىٰ آلَ لُقْمَانَ إِلَىٰ الْإِسْلَامِ ۝	یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں اس میں نیکوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو نماز کو درستی سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت کا وہ یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے مالک کی سیدھی راہ پر ہیں اور یہی مراد پائیں گے۔
	السجده	۱	الَّذِي هَدَىٰ آلَ لُقْمَانَ إِلَىٰ الْإِسْلَامِ وَالَّذِي هَدَىٰ آلَ لُقْمَانَ إِلَىٰ الْإِسْلَامِ وَالَّذِي هَدَىٰ آلَ لُقْمَانَ إِلَىٰ الْإِسْلَامِ ۝	یہ کتاب اس طرف سے اتنی ہی ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اس میں کوئی شک نہیں کیا کتنے ہیں اس نے قرآن جمیٹ بنا لیا ہرگز نہیں وہ سچ ہے تیرے مالک کی طرف سے اس لیے اترا ہے کہ تو ان لوگوں کو ڈرانے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا (پیغمبر نہیں آیا تا کہ وہ راہ پائیں) انکو ہدایت ہو

پانہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۲	السابا	۱	وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا أَمْلًا أَلَدًا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ يَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝	اور راسے پیغمبر جن لوگوں کو (اگلی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ تجھ پر تیرے مالک کی طرف سے جو اتر رہا ہے (یعنی قرآن) اس کو ہر حق اور زبردست خوبوں والے (خدا) کا راستہ دکھلائیو والا سمجھتے ہیں۔
"	فاطر	۴	إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَ عَلَانِيَةً يَسْرُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبْوَؤَهُ	جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پڑھتے رہتے ہیں اور نماز درستی سے ادا کرتے ہیں اور جو (مال) ہمیں ان کو دیا ہے پوشیدہ اور کھلم کھلا خرچ کرتے رہتے ہیں انکو ایسے بیوپار کی امید رکھنا چاہیے جس میں گھانا ہرگز نہیں ہو سکتا۔
"	"	"	وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ لَبِيعَادٌ ۝ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۝	اور راسے پیغمبر) یہ کتاب جو ہم نے تیری طرف بھیجی ہے (بائیں سچی ہے) اور اگلی کتابوں کو سچ بتاتی ہے بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے (ان کو) دیکھ رہا ہے پھر ہم نے تیرے بعد اس قرآن کا وارث اپنے ان بندوں کو کیا جن کو ہم نے چن لیا۔ راے مرد) حکمت والے قرآن کی قسم۔
"	یس	۱	يَس ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ تَنْزِيلِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ لِتُنذِرَ تَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاءَهُمْ فَهُمْ غٰفِلُونَ ۝	یہ قرآن زبردست رحم والے (خدا) کا اتارا ہوا ہے اس لیے کہ تو (عرب کے) ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔
"	"	۵	وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ ۝ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ۝ لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيُحِقِّ الْقَوْلَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝	اور ہم نے اس پیغمبر (حضرت محمد) کو شاعری نہیں سکھلائی اور نہ شاعری اس کے لائق ہے (قرآن شعر نہیں ہے) وہ تو نصیحت اور صاف صاف پڑھنے کے لائق ہے (وہ اس لیے اترا ہے کہ جو زندہ (دل) ہو اس کو ڈرانے اور منکروں پر اللہ کا فرمانا یورا ہو۔

بارہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
۲۳	ص	۱	ص قف وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ	قسم ہے قرآن کی جس میں نصیحت ہے۔
"	"	۳	كُتِبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبْرَكًا لِيَذَّبَ بُرْدًا آيَاتِهِ وَيَلْتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ	راے پیغمبر (یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے تجھ پر اتارا رطبی) برکت والی اس لیے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقل والے اس سے نصیحت لیں۔
"	"	۴	هَذَا ذِكْرٌ	یہ تو دنیا میں ان کا ذکر (خیر) ہے
"	"	۵	إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ه وَتَعَلَّمْنَ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ه	قرآن اور کچھ نہیں سارے جہان (جن اور آدمیوں) کے لیے نصیحت ہے اور تمکو (اے کافر) کچھ دنوں بعد اس کی حقیقت ضرور معلوم ہو جائے گی۔
"	الزمر	۱	تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ	اس کتاب (یعنی قرآن) کا اتارا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہم نے یہ کتاب سچائی کے ساتھ تجھ پر اتاری۔
"	"	۳	اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِي ه تَقَشُّرُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يُخِشُونَ رَبَّهُمْ ه ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ه	اللہ تعالیٰ نے بہت اچھی کتاب اتاری یعنی یہ قرآن کی آیتیں (مٹی جلی رہیں) دوہرائی گئی۔ جو لوگ اپنے مالک سے ڈرتے ہیں ان کی کھال کے روئیں (اس کو پڑھ کر) کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ کی یاد کی طرف ان کے رہن کے پوست اور دل نرم ہو جاتے ہیں۔
۲۳	"	"	وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ه قُرْآنًا غَرِيبًا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ه	اور ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے سمجھانے کے لیے دین کی ہر ایک مثال بیان کر دی ہے کسی طرح ان کو نصیحت ہو۔ یہ قرآن عربی زبان میں ہے اس میں کوئی ایسے پیچ نہیں اس لیے کہ لوگ سمجھیں اور کفر سے بچے رہیں۔
"	"	"	إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ه	راے پیغمبر ہم نے لوگوں کے سمجھانے کے لیے

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۴	المؤمن	۱	حَمْءٌ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝	تجھ پر سچی کتاب اتاری (قرآن)۔ اس کتاب (قرآن) کا اتار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے علم والا۔
"	حم السجدة	۱	حَمْءٌ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ كِتَابٌ نُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۝ فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝	یہ بہت رحم والے مہربان (خدا تعالیٰ) کی اتاری ہوئی کتاب ہے جس کی آیتیں جدا جدا ہیں عربی قرآن سمجھ دار لوگوں کیلئے جو ماننے والوں کو خوش خبری سنا تا ہے اور دکافروں کو ڈراتا ہے لیکن اکثر لوگوں نے منہ موڑ لیا ہے پھر وہ سنتے ہی نہیں۔
۲۴	"	۵	إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۝ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝	بیشک جن لوگوں نے قرآن کو نہ مانا جب ان کے پاس پہنچا اور بیشک قرآن عزت والی کتاب ہے جو ٹھٹھکا تو اس میں دخل ہی نہیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے حکمت والے تعریف کے لائق (خدا) نے اتاری ہوئی ہے۔
"	"	"	وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبًا لَقَالُوا آلَؤُا لَآ نُنصِّلُ آيَاتِهِ ۝ عَجَبًا ۝ وَعَرَبِيٌّ قُلٌ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۝ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ دُفُؤًا ۝ وَهُوَ عَلَىٰ عِمْمَاتٍ أُولَٰئِكَ بُنَادُ الَّذِينَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ۝	اور اگر ہم اس قرآن کو دوسری زبان میں کرتے تو یہ لوگ (عرب کے کافر) کہتے اس کی آیتیں صاف کیوں نہیں ہوئیں کیا (تجربہ کی بات ہے) دوسری زبان کا تو قرآن اور پیغمبر (عرب کا) ایسے پیغمبر یہ قرآن ایمان والوں کے لیے تو ہدایت اور دل کی بیماری کے لیے تندرستی ہے اور جن لوگوں میں ایمان نہیں ان کے کانوں میں قرآن ایک بوجھ ہے اور وہ ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ ان لوگوں کو (جیسے) کوئی دور جگہ سے پکار رہا ہے۔
"	"	۶	قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنَ عِنْدِ اللَّهِ ثَمَرٌ كَقَرْطَبٍ لَمَّا هَمَّ مِنْ ضُلُّ مَسْئِنٌ	اے پیغمبر! ان کافروں سے کہدے بھلا بتاؤ تو سہی اگر قرآن اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا ہو



پارا	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۵	الشوری	۱	هُوَ فِي شِقَاقِ بَعِيدٍ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَ تُنذِرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَمُرِّتُوهُ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِّتُوهُ فِي السَّعِيرِ	پھر تم نے اس کو نہ مانا تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو دسبندھی (راہ) سے اتنی دور ضد میں پڑا ہوا ہو۔ اور ہم نے اسی طرح تجھ پر عربی زبان کا قرآن بھیجا اس لیے کہ تو مکہ والوں کو اور جو ان کے گرد رہتے ہیں ڈرائے اور اس دن کی خبر سناٹے جس دن لوگ اکٹھے ہونگے جس میں کوئی شک نہیں (اس دن) ایک گروہ بہشت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔
"	"	۵	وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكَلِمَةُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ط	اور اسی طرح (اے محمد) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تیری طرف بھیجی (اس سے پہلے) تجھ کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کتاب کیا چیز ہے اور نہ ایمان معلوم تھا۔ لیکن ہم نے قرآن ایک نور بنا یا ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں اس قرآن سے راہ پر لگا دیتے ہیں۔
"	الزخرف	۱	حَمْدٌ ۚ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۚ أَنَا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۚ وَ إِنَّهُ فِي أُمَّ الْكِتَابِ لَدُنَّا عِلْمٌ حَكِيمٌ ۚ	قسم ہے اس کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے ہم نے اس کتاب کو جو عربی زبان کا قرآن ہے لوح محفوظ میں لکھا اس لیے کہ تم سمجھو اور یہ قرآن بڑی کتاب میں (لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے) ہمارے نزدیک تو بلند درجے والا حکمت سے بھرا ہوا ہے۔
"	"	۳	وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ۚ وَقَالُوا لَوْلَا نَزَّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِيِّينَ عَظِيمٍ ۚ أَهْمُ لَيْسُمُونَ رَحْمَتِ رَبِّكَ	اور جب ان کے پاس سچا قرآن آپنپا تو کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے اور کہنے لگے (اگر یہ قرآن سچ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو دونوں بستانوں دکھا اور طائف) کے کسی بڑے (امیر) آدمی پر کیوں نہیں اترا۔ کیا تیرے مالک کی رحمت بانٹنا ان کا کام ہے (نبوت بھی ایک اللہ کی رحمت ہے)

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۵	الزخرف	۴	وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝	اور یہ قرآن (خود) تیرے اور تیری قوم کے لیے نصیحت ہے اور (لوگو) آگے چل کر تم سے پوچھے ہوگی۔
"	الدخان	۱	حَمْرُوهٗ وَاللَّيْلِ الْمَسِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْراً مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝	قسم ہے اس کتاب (قرآن) کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے ہم نے اس کو برکت کی رات میں اتارا۔ ہم کو یہ منظور تھا کہ (لوگوں کو اپنے عذاب سے) ڈرائیں۔ اسی رات کو ہر ایک انتظامی کام کا فیصلہ ہوتا ہے۔ ہمارے پاس سے حکم لیکر بیشک ہم (پیغمبروں کو) بھیجتے ہیں یہ تیرے مالک کی مرہانی ہے وہ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے۔
"	"	۳	فَإِنَّمَا يَسْتَرْئِيهِ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَفْتَدُواكَ ۝	راے پیغمبر (ہم نے) تو اس قرآن کو تیری زبان (عربی) میں آسان کر دیا اس لیے کہ عرب لوگ اس کو یاد رکھیں۔
"	الجماسیہ	۱	حَمْرُوهٗ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝	اس کتاب (قرآن) کا اتارنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا۔
"	"	۱	تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَنْزِيلُهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۝ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ۝	راے پیغمبر (یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو ہم تجھ کو ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد اور) کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔
"	"	"	هٰذَا هُدًى ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِالآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رَّحْمَةِ الْيَوْمِ ۝	یہ قرآن تو (سچی) راہ بتلاتا ہے اور جو لوگ اپنے مالک کی آیتوں کو نہیں مانتے ان کو بلا کا زکلیف کا عذاب ہونا ہے۔
"	"	"	هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝	یہ قرآن کیا ہے لوگوں کے لیے عقل کی باتیں ہیں اور جو لوگ (قیامت) پر یقین رکھتے ہیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔
۲۶	الاحقاف	۱	حَمْرُوهٗ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝	اس کتاب (قرآن مجید) کا اتارنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۶	الاحقاف	۱	قُلْ اَرَايْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كُفْرْتُمْ بِهِمْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهِمْ فَاَمَنْ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝	راے پیغمبر ان لوگوں سے کہدے، بتلاؤ تو سہی اگر یہ قرآن اللہ تم کے پاس سے آیا ہو اور تم نے اس کو نہ مانا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ ایسی ہی کتاب راترنے کی گواہی دے چکا اور وہ ایمان لے آیا لیکن تم اڑے رہے تو تمہارا حال کیا ہونا ہے بیشک اللہ بے فرمانوں کو راہ پر نہیں لگانا۔
"	"	۲	وَمِنْ قَبْلِهِ كِتٰبُ مُوسٰى اِمَّا مَا وَرَخْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسٰنَا غَرِيْبًا لِّبَشَرٍ اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْۢ وَّ لِبَشَرٍ لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝	حالانکہ قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب اتر چکی ہے جو پیروی کے لائق اور رحمت تھی اور یہ قرآن بھی ایک کتاب ہے جو اگلی کتابوں کو سچ بتلاتی ہے عربی زبان میں (اس لیے اتری ہے) کہ گنہگاروں کو ڈرائے اور نیکوں کو خوشخبری دے۔
"	"	۴	وَ اِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِبْتِ يَسْتَمْعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْا هٗ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلُوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ فَتَالُوْا لِقَوْمِنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنزِلَ مِّنْ اَبَدٍ مُّوسٰى مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلَى صِرٰطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰۤاَقْرَبُ اٰجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجْزِكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْيَوْمِ ۝ وَ مَنۢ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِى الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهُ مِنْ دُوْنِهَا اَوْلِيَاۗءُ ۝	اور یاد کر جب ہم کئی جنوں کو میرے پاس پھیر کر لائے وہ قرآن سننے لگے جب اس کے پاس پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے چپ رہو پھر جب قرآن کا پڑھنا ختم ہوا، تو اپنے بھائیوں کے پاس لوٹ گئے ان کو عذاب سے ڈرانے لگے کہنے لگے بھائیو! ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد اتری ہے وہ اگلی (آسمانی) کتابوں کو سچ بتاتی ہے اور سچا دین اور سیدھا راستہ دکھلاتی ہے۔ بھائیو اللہ تعالیٰ کی طرف، بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو تکلیف کے عذاب سے (آخرت کے عذاب سے) بچا دے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف، بلانے والے (اس پیغمبر) کا کہنا نہ مانے گا وہ اللہ تعالیٰ کو

پارہ	سورہ	رکوع	آیات	ترجمہ
			أُولَٰئِكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝	رکبیں ساری زمین پر تھک کا نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کا حمایتی نہیں ہو سکتا ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔
۲۶	محمد	۳	أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَمَلًا قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا	کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے نہیں بلکہ ان کے دلوں پر قفل پڑے ہیں۔
"	ق	۱	ق تَج وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ۝	قسم ہے قرآن کی جو بڑی شان والا ہے۔
"	"	۳	فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ۝	تو قرآن سے ان لوگوں کو نصیحت کر جو میرے عذاب سے ڈرتے ہیں (خدا کو مانتے ہیں)
۲۷	القمر	۲	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ ۝ فَهَلْ مِنْ مُدْرِكٍ ۝	اور ہم نے تو قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے لیکن کوئی نصیحت لینے والا بھی ہو۔
"	الرحمن	۱	الرَّحْمَنِ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝	بڑے رحم والے (خدا تم) نے قرآن (محمد کو) سکھایا
"	الواقعه	۲	إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۝	یہ قرآن عزت والا ہے چھپی ہوئی یا محفوظ کتاب میں (لکھا ہوا)
			لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۝ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝	اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں سارے جہان کے مالک کی طرف سے اُتر ہے۔
۲۸	الحشر	۳	لَوْ أَنزَلْنَاهُ ذَا الْقُرْآنِ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأُمُثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝	(اے پیغمبر) اگر ہم اس قرآن کو ایک پہاڑ پر اتارنے رحا لاندہ پہاڑ بہت سخت ہوتا ہے تو دیکھتا وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے جھک رہا ہے پھٹ رہا ہے اور ہم یہ مثالیں لوگوں سے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ سوچیں (اور سمجھیں)
۲۹	القلم	۲	وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝	حالانکہ قرآن سارے جہان کے لیے نصیحت ہے
"	الحاقہ	۲	إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۝ قَلِيلًا مَّا تُوْمَنُونَ ۝ وَلَا يَقُولُ كَا فِئ ۝ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝	بیشک یہ قرآن عزت والے (پیغمبر) کا لایا ہوا ہے اور وہ شاعر کا کلام نہیں ہے تم بہت کم یقین کرتے ہو اور نہ کاہن (نجومی) کا کلام ہے تم بہت کم

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			تَنْزِيلٍ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَكَوْنُ تَقْوَىٰ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَادِيلِ ۝ لَا خَدُّ نَامِنُهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَتَذِكْرٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكذِّبِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَخَبْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِينَ ۝ وَإِنَّهُ لِحَقِّ الْيَقِينِ ۝	غور کرتے ہو، سارے جہان کے مالک کا اتارا ہوا ہے اور اگر پیغمبر (محمد) کوئی بات ہم پر بٹ لیتا رعبوت بنالیتا، تو ہم رگنا ہنگاروں کی طرح، اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی شاہ رگ کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے آڑے نہ آتا اور بیشک یہ قرآن پر ہنگاروں کے لیے نصیحت ہے اور تم جانتے ہیں کہ تم میں بعضے لوگ اس کو جھٹلاتے ہیں اور بیشک یہ قرآن کافروں کو ذقیامت میں، افسوس دلائیگا۔ اور بیشک قرآن پورا یقینی ہے۔
۲۹	الجن	۱	إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يُّهْدِي إِلَى الرُّشْدِ -	ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو سچا راستہ بتاتا ہے۔
	المزمل	۱	وَرَقِيلِ الْقُرْآنِ تَرْسِيْلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ اخْتَدِ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيْلًا ۝ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ ذَكُرْهُ ۝ لَا تَحْرِيْكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قُرْآنُهُ قَاتَبَ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ -	اور قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر اچھی طرح پڑھا کر۔ کیونکہ ہم آگے چل کر تجھ پر ایک بھاری کلام (قرآن) اتاریں گے۔ یہ آئیں نصیحت کی باتیں ہیں پھر جس کا جی چاہے اپنے مالک کی طرف رستہ بنا لے۔ نہیں نہیں یہ قرآن بیشک (سراسر) نصیحت ہے پھر جس کا جی چاہے اس کو مان لے (یا یاد کر لے) (اے پیغمبر قرآن اترتے وقت) اس کو جلدی سے یاد کر لینے کے لیے اپنی زبان نہ ہلایا کر (تیرے دل میں) اس کا جمادینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے پھر جب ہم (فرشتے کے ذریعے سے تجھ کو) پڑھ کر سنا چکیں اس کے پڑھنے کے بعد تو پڑھا کر۔ پھر اس میں جو شکل پڑے اس کا کھول دینا بھی ہمارا کام ہے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۹	الذھر	۲	إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا	راے پیغمبر ہم نے تجھ پر قرآن تموڑا تھوڑا کر کے اتارا۔
"	"	"	إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا	یہ باتیں نصیحت ہیں پھر جس کا جی چاہے اپنے مالک تک پہنچنے کا راستہ (اختیار) کرے (توحید اور اسلام قبول کرے)
۳۰	عبس	۱	كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ ۖ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ ۖ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۖ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۖ	سن کے قرآن تو ایک (عام) نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس سے نصیحت لے۔ عرب والے درقوں میں لکھا ہوا جو اونچی جگہ رکھے ہوئے ہیں۔ پاک صاف ہیں۔ ایسے لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھوں میں جو عزت دار تالبدار ہیں۔
"	التکویر	۱	إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۖ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۖ مُطَاعٍ ثُمَّ أَمِينٍ ۖ	بیشک یہ قرآن عزت والے زور والے پیغامبر کا پہنچایا ہوا ہے۔ تخت والے خداوند کے پاس اس کا بڑا درجہ ہے۔ وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے۔ امانت دار ہے۔
"	"	"	وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۖ فَايُنْ تَذْهَبُونَ ط ۖ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۖ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۖ	اور قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں ہے تم لوگ کدھر (بہکے) جا رہے ہو (تمہارا کیا خیال ہے) یہ قرآن تو سارے جہان کے لیے نصیحت ہے (مگر) اسی کے لیے (مفید ہے) جو تم میں سے سیدھے رستے پر چلنا چاہے۔
"	الانفقاق	۱	وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۖ	اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔
"	البروج	۱	بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۖ لَوْ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۖ	یہ قرآن (کچھ معمولی کلام نہیں ہے) بلکہ بڑی بزرگی والا ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔
"	الطارق	"	إِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ ۖ وَ مَا هُوَ إِلَّا الْهَزْلُ	بیشک قرآن ایک فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۳۰	الاعلیٰ	۱	سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ۗ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ط	اور کچھ منسی دل لگی نہیں ہے۔ رے پیغمبر! تم تجھ کو اچھی طرح (قرآن) پڑھا دین گے پھر تو نہیں بھولنے کا مگر جو اللہ چاہیے۔
۳۰	القدر	۱	إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۖ	بیشک ہم نے قرآن کو رُوح محفوظ سے پہلے آسمان پر (شب قدر میں اتارا۔
"	البینۃ	۱	رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۚ فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ ۗ	اللہ تعالیٰ کا رسول جو پاکیزہ (مقدس) ورق ان کو پڑھ کر سناٹے ان میں کی معقول باتیں لکھی ہوں۔ اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر اتارا گیا ہے
<	الانعام	۲	وَأُوحِيَ إِلَىٰ هَٰذَا الْقُرْآنِ لِتُدْرِكُ بِهِ مَن بَلَغَ ط	اس لیے کہ میں تم کو اور جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے (قیامت تک ڈراؤں)

## قرآن عزیز

قرآن کریم میں کل چھ ہزار چھ سو چھیا سٹھ آیتیں ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیس سال کی مدت میں تدریج  
نازل ہوئیں۔ یہ آیات قیامت تک کے لیے ہیں ان میں کوئی تصرف ممکن نہیں اس لیے کہ جیسا کہ فرمایا گیا:

إِنَّا نَحْنُ نُزِّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۗ  
بے شک ہم نے ذکر (قرآن) اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔  
نزد قرآن سے اب تک سیکڑوں برس گزرے۔ اس دوران میں بے شمار قوموں اور ملتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ سیکڑوں  
حکومتیں مٹ گئیں مگر قرآن کا حرف حرف اسی طرح موجود ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ اس کے احکام، اس کی  
سورتیں حتیٰ کہ ہر شوشہ اور نقطہ اسی طرح قائم ہے اور تا قیامت قائم رہے گا۔

## انجیل

قرآن عزیز کے برعکس انجیل کے متعلق تمام اہل علم جن میں نصاریٰ بھی شامل ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ اناجیل اربعین  
سے کوئی ایک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل نہیں۔ پہلی صدی عیسوی سے چوتھی صدی عیسوی کے اوائل تک

عیسائیوں میں اکیس سے زیادہ اناجیل رائج تھیں اور الہامی خیال کی جاتی تھیں لیکن ۳۲۵ء میں نائسیا کی کونسل نے ان میں سے  
صرف چار کو منتخب کر کے باقی کو متروک قرار دے دیا۔

محققین یورپ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ابتدائی تین صدیوں میں سو سے زائد  
انجیلیں پائی جاتی تھیں جو بعد میں چار کو چھوڑ کر باقی متروک کر دی گئیں اور کلیسا کے فیصلہ کے مطابق ان کا پڑھنا حرام  
کر دیا گیا۔

مروجہ چاروں انجیلوں میں سب سے قدیم متی کی انجیل ہے۔ جس کا اصل عبرانی میں ہے اور بیشتر علمائے یورپ اس بات پر متفق ہیں کہ اس میں بھی تحریف ہوئی ہے۔

دوسری انجیل مرقس کی ہے جو یہودی تھا۔ یہ شخص الوہیت مسیح کا منکر تھا اور اس نے اپنی انجیل میں اس حصہ کو نہیں لیا، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پطرس کی مدح کرتے ہیں۔ یہ ۱۶۸ء میں سکندریہ کے قید خانہ میں قتل ہوا۔ یہ بھی علم نہیں کہ یہ انجیل کب تصنیف ہوئی۔ چنانچہ الفاروق کے مصنف رشدا الطالبین ص ۱۷۱ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ علمائے نصاریٰ کا خیال یہ ہے کہ یہ پطرس کی نگرانی میں ۱۶۸ء میں تصنیف ہوئی۔

تیسری انجیل سینٹ لوقا کی انجیل ہے۔ جس قدر اختلاف علمائے نصاریٰ میں متی کی انجیل سے متعلق ہیں اس سے بھی زیادہ لوقا کی انجیل کی صحت و عدم صحت کے متعلق اختلاف ہے۔

چوتھی انجیل یوحنا کی ہے۔ نصاریٰ کا عام عقیدہ ہے کہ یہ مسیح کے محبوب شاگرد یوحنا زبیری کی تصنیف ہے مگر زمانہ تصنیف میں مسیحی علماء کا اختلاف ہے بعض ۹۶ء اور ۹۸ء کی تصنیف بتاتے ہیں بیشتر مسیحی علماء سے یوحنا کی تصنیف ہی نہیں مانتے۔ چنانچہ کیتھولک میرٹلڈ جلد ۷ میں پروفیسر بن سے منقول ہے کہ انجیل یوحنا از ابتدا تا انتہا مدرسہ سکندریہ کے ایک طالب علم کی تصنیف ہے اور برٹش نیدر لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا اور رسائل یوحنا ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت مسیح کے شاگرد یوحنا کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ کسی شخص نے دوسری صدی کے اوائل میں اس کو تصنیف کر کے اسے یوحنا کی جانب منسوب کر دیا کہ وہ لوگوں میں مقبول و مشہور بن جائے۔

غرض موجودہ چاروں انجیلیں الہامی نہیں ہیں نہ ان کے الہامی ہونے کی روایتی سند ہے۔ البتہ ان تراجم میں مواظظ و نصائح اور مقامات حکمت کے سلسلہ میں ایک حصہ ایسا ضرور ہے جو حضرت مسیح کے ارشادات عالیہ سے ماخوذ ہے اس لیے نقل میں کہیں کہیں اصل کی جھلک نظر آتی ہے۔ ہم نے زیر نظر کتاب میں پیغمبروں کے حالات بیان کرنے کے وقت ان انجیلوں کے ان حصوں پر کسی حد تک بھروسہ کیا ہے جو قرآن کے بیانات سے اختلاف نہیں رکھتے۔



## پیغمبروں کی تعلیمات

(اوامر و نواہی)

دنیا میں انبیائے کرام کی آمد کا مقصد دنیا سے شرک، جہالت اور ظلم کی تاریکیوں کو دور کر کے حق و صداقت اور نیکی کی شمع جلانا تھا۔ چنانچہ تمام انبیائے کرام کی تعلیمات میں ہی بنیادی اصول کار فرما رہا ہے۔ ترمذی، شرک اور اثبات توحید پر نبی، رسول اور پیغمبر کی تعلیم کا پہلا اصول تھا۔ ابتدائی انسان نے مظاہر قدرت ہی کو خدا سمجھ لیا تھا اور آندھی، بارش، زلزلہ، بجلی، بیماریوں غرض ہر بات کے لیے علیحدہ خدا بنا رکھا تھا۔ اور ان لاتعداد خداؤں کی پرستش ہوتی تھی۔ چنانچہ پیغمبروں نے ہننا پرستی کی مخالفت کی اور لوگوں کو ایک خدا کے سامنے جھکنے پر آمادہ کیا۔ پھر بتایا کہ خدا ہی ہر شے پر قادر ہے۔ انسان فاعل یا اختیار ہے، وہ ارادے کا اختیار رکھتا ہے اس کی تکمیل اس کے بس کی بات نہیں۔ دنیا آزمائش اور امتحان کی جگہ ہے، ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے عقل دی ہے جس سے اچھائی، بُرائی، نیکی، بدی، گناہ اور ثواب پر غور اور اس میں تمیز کر سکتا ہے پیغمبروں نے اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان فصیل قائم کرنے کے لیے خدا کی طرف مقرر کردہ قواعد و ضوابط دنیا کے سامنے پیش کیے اور بتایا کہ یہ نیکی کا راستہ ہے اور وہ بُرائی کا ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ مرنے کے بعد ہر انسان کو اپنے دنیوی افعال کا جواب خدا کے ہاں دینا ہوگا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے سلسلے میں پیغمبروں اور رسولوں نے اپنی اپنی قوموں کو آگاہ کیا اور اسی دور کے مطابق اخلاق اور معاشرتی اصول دنیا کے سامنے پیش کیے۔ دنیا میں اخلاق و انسانیت اور نیکی کی شمعیں جلائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خاص طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا عملی نمونہ پایا جاتا ہے۔ جسے ہم اوامر و نواہی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی آپ نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو بے نقاب کر کے رکھ دیا اور بتایا کہ دنیا میں ارفع و اعلیٰ زندگی بسر کرنے کے لیے انسان کو کن کن طریقوں پر عمل کرنا چاہیے۔ دنیا کے ساتھ ساتھ عاقبت کو بہتر بنانے کے گُر بھی سکھا دیئے۔ آپ نے خدا کا کوئی حکم ڈھکا چھپایا پوشیدہ نہیں رہنے دیا بلکہ صاف صاف اور واضح انداز میں دنیا کو نہ صرف بتایا بلکہ اس پر عمل کر بھی دکھا دیا۔ عقائد و عبادات کے علاوہ یہ بھی بتا دیا کہ انسان کو دنیا میں خود کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے اور دوسروں کی بہتری کے لیے کیا کچھ کرنا چاہیے۔ اپنے اہل و عیال دوستوں عزیزوں، والدین، اساتذہ، پڑوسیوں، ملازموں، افسروں، حاکموں غرض معاشرہ میں ہر درجہ کے لوگوں کے ساتھ سلوک روارکھنے کا ڈھنگ بھی بتایا۔ سلام، ملاقات، خط و کتابت، نشست و برخاست گفتگو، چلنے پھرنے کے طریقے، عبادت، نکاح، ماتم پرسی کے آداب، حد، بخل، ظلم، چوری، جھوٹ، زنا، ظلم، خیانت

بتان، حرص وغیرہ جیسی برائیوں کے بذمناج سے خبردار کرتے ہوئے نیکی، سچائی، رحمدلی، فیاضی، عفو و گزر، مروت، میانہ روی، عجز و انکسار، تواضع، شجاعت، صبر و استقلال غرض ہر قسم کی تعلیم دی اور خود ہر معاملے میں عملی نمونہ پیش کر کے دکھایا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن تھا یعنی قرآن کی تعلیمات کا آپ عملی نمونہ تھے۔ ان تمام ادا مرواوی کا ذکر قرآن عزیز میں مختلف مقامات پر آیا ہے۔ یہاں ہم ایسی تمام آیات کو یکجا کر کے پیش کرتے ہیں۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱	البقرۃ	۵	أَتَا مَرُودَ النَّاسِ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ الْفُكْمَ وَأَنْتُمْ تَثْلَوْنَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝	تم لوگوں کو تو کہتے ہو نیکی کرو اور اپنی خبر ہی نہیں لیتے اور کتاب پڑھتے ہو (توریت شریف) کیا تم کو عقل نہیں ہے۔
۴	ال عمران	۵	فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ ظَنًّا غَلِيظًا الْقَلْبِ لَا الْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْتَصِمْ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ إِنْ يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخُذْ لَكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرْكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَوَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝	اے پیغمبر! یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے کہ تو ان پر دینے مسلمانوں پر نرم دل ہے اگر کہیں تو اکھڑ سخت دل ہوتا تو تیرے گرد ایک بھٹکتا سب تیرے پاس) سے تتر بتر ہو جاتے۔ اب ان کو تصور معاف کر دے اور ان کے لیے بخشش کی دعا کرو اور معاملہ میں ان سے مشورہ لے پھر جب تو ایک بات پھیرا تو اللہ پر بھروسہ کر۔ بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر اور کون ہے جو اس کے بعد تم کو مدد دے اور مسلمانوں کو چاہیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔
"	"	۱۸	وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَتَاهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ بَلِّ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخَلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط وَ لِلَّهِ	اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ (مال) دیا ہے اور وہ اس میں بخیلی کرتے ہیں ان کے لئے اللہ سے بخل ہونا ان کے لئے خیر سے زیادہ خیر ہے۔ ان کو دینے بخیلی کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ وبال ہے جس (مال) میں

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			مِيزَاتُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ	انہوں نے بخیل کی ہے وہی قیامت کے دن ان کے کلمے کا طوق ہو چاہتا ہے اور آسمانوں اور زمین کا دارت (آخر) اللہ ہی ہوگا اور جو تم کرتے ہو سخاوت یا بخیل، اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔
۴	ال عمران	۱۹	لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْغُحُونَ بِمَا أَلْوَؤُا يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بِمَالِهِمْ لَعْنَةً تَحْسَبْتُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ	جو لوگ اپنے کئے پر پھول جاتے ہیں اور بن کیے چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو ان کو نہ سمجھنا ہرگز نہ سمجھنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے اور ان کو دکھ کا عذاب کا
	النساء	۳	وَلَا تَقْضُوا مِنْ لَدُنْهُ بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمْوهنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا	اور ان کو قید مت کرو اس نیت سے کہ جو تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ اڑالو۔ مگر جب وہ کھلی بدکاری کریں اور عورتوں سے اچھی گزارن کرو پھر اگر وہ تم کو نہ بہائیں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو نا پسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت برکت دے۔
	"	۶	وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مَخْتَالًا فَخُورَاهُ الَّذِينَ يُجْحَلُونَ يَا مَعْزُونَ النَّاسِ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا	اور ناطے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور نزدیک ہمسایہ اور غیر نزدیک ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور لونڈی غلام ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نہیں چاہتا جو اترتے بڑھاتے ہیں آپ بخیل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخیل سکھاتے ہیں اور جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کیا ہے۔
	"	۸	إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا	مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم کو حکم کرتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ۔
	"	۱۱	وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ	اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم (اس کے جواب میں)

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۴	النساء	۱۶	<p>مِنْهَا أَوْ رَدُّوهُنَّ إِلَى اللَّهِ كَمَا كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا</p> <p>وَلَا تَجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَالُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَافًا أَتِيمًا ۗ</p> <p>لِيَسْتَحْفُظُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَحْفُظُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّنُونَ مَا لَا يُرْغِيهِ مِنَ الْقَوْلِ ط وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۗ</p> <p>مَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَاءَلْتُمْ عَنْهُم فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَف فَمَنْ يُجَادِلِ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۗ</p>	<p>اس سے اچھا سلام کرو یا اتنا ہی کرو بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔</p> <p>اور جو لوگ اپنے تئیں آپ دعا دے رہے ہیں ان کی طرف سے مت جھگڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ دعا باز بدکار کو پسند نہیں کرتا لوگوں سے (اپنی چوری) چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپاتے اور جب وہ رات کو ایسی تجویز کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رہتا ہے اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ سنو جی تم لوگوں نے دنیا کی چند روزہ زندگی میں تو ان کی طرف ہو کر جھگڑا کر لیا اب (یہ تو کہو) قیامت کے دن ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے کون جھگڑا کرے گا یا کون ان کا وکیل بنے گا۔</p>
۵	"	۱۷	<p>لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۗ</p>	<p>اکثر ان کے صلاح و مشورے میں بھلائی نہیں ہوتی مگر وہ صلاح جو خیرات دینے یا اچھے کام کرنے یا لوگوں میں ملاپ کرنے کے لیے کی جائے (وہ بیشک اچھی ہے) اور جو کوئی خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے نہ ناموری کے واسطے، تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔</p>
۵	"	۲۱	<p>لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظَلَمَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۗ</p>	<p>اللہ تعالیٰ بری بات پکار کر کہنا پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم ہو اور اللہ مظلوم کی دعا سنتا ہے اور ظالم نے جو کیا وہ جانتا ہے۔</p>
۵	الانعام	۶	<p>وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۗ</p>	<p>اور جو لوگ اپنے مالک کو صبح اور شام پکارتے ہیں اسی کا منہ چاہتے ہیں ان کو اپنے پاس سے مت</p>

بارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۸	الانعام	۱۹	مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطْنًا	نکال (جیسے کافر کہتے ہیں) تجھ کو ان کا حساب دینا نہیں نہ تیرا حساب ان کو دینا ہے۔ اگر تو ان کو نکالے گا تو بے انصافیوں میں شریک ہوگا۔ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اور بے شرمی کی باتیں (جیسے زنا، لواطت وغیرہ) کھلی ہوں یا چھپی ان کے پاس نہ پھٹگو اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو گوناٹے والے کا مقدمہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا قول پورا کرو۔
۹	الاعراب	۲۴	خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ذَلِكُمْ كَانَ	(اے پیغمبر) درگزر اپنا طریق کر لے اور اچھی بات کا حکم کر اور جاہلوں سے الگ ہو جا۔ مسلمانو! اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔
۱۱	التوبة	۱۵	مَعَ الصَّادِقِينَ كُلُوا قُوا مِمَّنْ بِالْقِسْطِ شُهِدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَ الْأَقْرَبِينَ	انصاف پر قائم رہو خدا سے ڈر کر گو اسی دو (یعنی سچی بات کہو) اگرچہ خود تمہارے ماں باپ یا عزیزوں کے خلاف ہو۔
۱۲	هود	۱۰	وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ	اور (اے پیغمبر) صبر کر کیونکہ اللہ تمہاری نیکیوں کا ناپاؤں کا بدلہ برباد نہیں کرے گا۔
۱۳	الزلزل	۱۶	وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ط وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ	اور اگر بدلہ لو تو اتنا ہی جتنا تم کو نقصان پہنچا ہے اور جو تم (لوگوں کی ایذا پر) صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے (بدلہ لینے سے) بہتر ہے۔
۱۵	بنی اسرائیل	۳	وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط إِمَّا يَبُلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ط وَأُخْفِضْ لَهَا جَنَاحَ	اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) ان میں سے ایک (ماں یا باپ) یا دونوں بڑھاپے تک پہنچ جائیں تو ان سے ہوں تک نہ کرنا اور نہ جھڑکنا اور نرمی سے ان سے

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْنَا كَمَا رَّبَّنِي صَغِيرًا	بات کرنا (ادب سے) اور مہربانی سے اپنی عاجزی کا بازو ان کے لیے جھکا دے اور دعا کر مالک میرے ان پر رحم کر جیسے ان دونوں نے (مجھ پر رحم کر کے) بچنے میں مجھ کو پالا۔
۱۵	بنی اسرائیل	۳	ذَاتِ ذَالِ الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمُسْكِينِ ذَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا تَبْدِرُوا بَدْرَ يَرَاهُ الْمُبْدِرِينَ كَالْوَأِخْوَانِ الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا وَإِنَّمَا تُعْرِضُ عَنْهُمْ أَبْتَغَاءَ وَرَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَعَلَّ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوبَةً لِّالْعٰنِقِ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعَدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا	اور (اے پیغمبر) ناطے والے کا حق ادا کر اور مسکین کا اور مسافر کا اور بیجا مت اڑا پڑا مال، بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں (شیطان کے دوست اور اس کے تابع ہیں) اور شیطان اپنے مالک کا ناشکر ہے اور اگر تو ان غریبوں ناطے والوں اور مسکین اور مسافروں کی، اپنے مالک کے فضل کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہو خبر نہ لے سکے تو (غیر) بات تو ان سے نرمی سے کر اور اپنا ہاتھ اتنا سکیڑ بھی نہیں کہ گردن میں باندھ دے (ایک پیسہ خرچ نہ کرے) اور نہ اتنا پھیلا دے بالکل پھیلا نا رکھ جو کچھ تیرے پاس ہے سب اڑا دے) پھر تو جگ سے بڑا ریا، خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہے۔
۱	البقرۃ	۲	وَأَمَّا إِنَّمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ تَشْتَرُونَ بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا رَّغَائِبًا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ	اور جو میں نے (اب) اتارا (یعنی قرآن) اس پر کیا لاؤ وہ سچ بتاتا ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کی تصدیق کرتا ہے) اور تم اس کے پہلے منکر مت بنو اور میری آیتوں پر تھوڑا مول مت لو اور میرا ہی ڈر رکھو اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور حبان بوجھ کر حق بات کو مت چھوڑو۔ ایمان والو تم راغنا نہ کو نظر نہ لکھا کرو اور با مانو اور کافروں کو دکھ کی مار ہوگی۔
		۱۳	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا	

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱	البقرہ	۱۸	فَاذْكُرُونِي اذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝	تم میری یاد کرتے رہو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرتے رہو ناشکری نہ کرو۔
"	"	۱۹	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝	مسلمانو! صبر اور نماز سے مدد لو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔
"	"	۲۱	يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝	لوگو زمین میں جو چیزیں حلال پاکیزہ ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کی راہوں پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
"	"	"	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اكُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝	مسلمانو جو پاکیزہ چیزیں تم نے تم کو دی ہیں کھاؤ اور اگر تم خالص اللہ تعالیٰ کی بندگی کا دم بھرتے ہو تو اسی کا شکر بجالاؤ۔
"	"	۲۳	وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْءُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِنَأْكُلُوا فَرِيقًا مِمَّنْ آمَوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝	اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ مال کا مقدمہ حاکموں تک اس لیے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے ایک حصہ تم جان بوجھ کر ناحق مفتم کر لو۔
"	"	۲۵	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ خَلُّوا فِي السَّلَامِ كَافَّةً مِّنْ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝	مسلمانو پوری مسلمانوں میں آ جاؤ ریاسب مسلمان مل کر ایک ہو جاؤ اور شیطان کے راہوں پر مت چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اگر کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی تم پھسل جاؤ اور شیطان کے پھندے میں پھنس جاؤ تو یہ سمجھ رکھو بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا۔
۳	ال عمران	۲	لَا يَخْذِبُ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اٰدِلِيَّآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ جَ وَ مَنْ يَفْعَلْ نٰلِكَ	مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے (یعنی کافروں سے دوستی جوڑے)

پارہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
۳	ال عمران	۱۱	<p>فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَشْقُوا مِنْهُمُ ثِقَةً وَتُحِذِرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ</p> <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلَكِنْ مِمَّا مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوكَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَكَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَالِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝</p>	<p>تو اس کو اللہ تعالیٰ سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ مگر ہاں جب ایسے امر کا ڈر ہو جس سے بچنا ضروری ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات مقدس سے تم کو ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانا ہے۔</p> <p>مسلمانوں اللہ تعالیٰ سے جیسا ڈرنا چاہیے ویسا ڈرنا اور مرنے تک اسلام پر قائم رہو اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رستی کو رہیں اس کے دین یا عہد یا جماعت یا قرآن کو (تھامے رہو اور پھوٹ نہ کرو۔ جیسے کتاب والے الگ الگ فرقے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا وہ احسان یاد کرو زراے اوس اور خزر ج کے لوگوں جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے رات دن تم دونوں میں لڑائی رہتی پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل ملا دیئے تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے (دوزخ) کے کنارے آگے تھے داب اس میں گرنے والے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچایا اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم سچی راہ پر قائم رہو اور تم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف (لوگوں) کو بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور یہی لوگ (آخرت میں) بامراد ہوں گے اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے پھوٹ کر لی اور صاف صاف حکم آنے کے بعد اختلاف کرنے لگے۔ اور یہی لوگ ہیں جن کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔</p>



پارہ	سورت	رکوع	آیات	ترجمہ
۲	ال عمران	۱۲	كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْعَمْرِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط	لوگوں کے (فائدے اور اصلاح کے) لیے جتنی امتیں پیدا ہوئیں ان سب میں تم بہتر ہو تم اچھا کرنے کا حکم دیتے ہو اور بُرے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔
۲	ال عمران	۱۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الَا تَتَّخِذُوا الْبَغَائَةَ مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْتِيَنَّكُمْ خَبَائِلُ أُولَئِكَ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ حَدِيثًا مُبْدًى بِالْبُغْضَاءِ مِنْ أَوْلِيائِهِمْ مَنْ حَفِيَ صَدْرُهُمْ كَبُرُوطٌ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ هَآئِنْتُمْ أَوْلِيَائِهِمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لُمْتُمُوهُمْ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ وَإِذَا خَلَوْا عَصَوْا عَلَيْكُمْ أَلَا نَأْمُرُ مِنَ الْعَبِيدِ ط قُلْ مُؤْتُوا بَعْضُكُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ إِنْ تَسْتَكْبِرُوا حَسَنَةً تَسْؤُهُمْ وَإِنْ تُصَبِّحُوا سَيِّئَةً يَفْرِحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا أَلَا يَصْرُكُمْ كِيدُهُمْ شَيْئًا ط إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ لَخَبِيرٌ ط	رسلمانو جو مسلمان نہ ہوں ان کو اپنا ہمراز نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کچھ کمی نہیں کرنے کے۔ تمہاری تکلیف سے ان کو خوشی ہوتی ہے ان کی باتوں سے دشمنی کھل گئی ہے اور جو دشمنی ان کے دلوں میں چھپی ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے اگر تم سمجھ سکو تو ہم نے تم سے پتے کی باتیں کہہ دیں۔ سنتے ہو تم ان کے دوست ہو، وہ تمہارے دوست نہیں حالانکہ تم سب کتابوں کو مانتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں ہم بھی مومن ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصے کے مارے تم پر انگلیاں دانتوں سے چباتے ہیں۔ (اے پیغمبر) کہہ دے اپنے غصے میں جل مرو بیٹیک اللہ تعالیٰ دلوں کی بات جانتا ہے اگر تمہارا فائدہ ہو تو ان کو برا لگے اور جو نقصان ہو تو خوش ہوں اور اگر تم صبر اختیار کر لو اور ان (کی دوستی) سے بچے رہو تو ان کے فریب سے تمہارا کچھ بھی نہیں بگڑنے کا۔ (اس لیے) وہ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔
"	"	۱۳	وَسَارِعُوا إِلَى مَعْرِفَةِ رَبِّكُمْ وَذُرُوا جَنَّةَ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ ط أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ط	اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا چوڑاؤ آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ (تو لہاؤ کا کیا کتنا) ان پرہیزگاروں کے لیے تیار ہوئی ہے

پارہ	سورہ	رکوع	آیات	ترجمہ
۴	النساء	۱	<p>يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ج وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ه</p>	<p>لوگو! اپنے مالک سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اسی جان میں سے پہلے اس کی بی بی (حواء) کو پیدا کیا (آدم کی ایک پسلی سے حواء کو نکالا) اور ان دو کو لینے آدم اور حواء سے بہت سے مرد اور عورت پھیلا دیے اور اللہ تم سے ڈرتے رہو جس کا آپس میں واسطہ دبا کرتے ہو (مثلاً کہتے ہو خدا تم کے واسطے ہمارا یہ کام نکال دو) اور ناطہ توڑنے سے بیشک اللہ تم کو تک رہا ہے اور اپنے مال جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا سہارا بنا یا ہے بیوقوفوں کے حوالے مت کرو۔ اور ان میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور اچھی طرح زری سے ان سے بات کرو۔</p>
۴	"	۱	<p>وَلَا تُولُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ مِنْهُنَّ وَاصْبِرُوا لَهُمْ وَقَوْلُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا</p>	<p>اور اپنے مال جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا سہارا بنا یا ہے بیوقوفوں کے حوالے مت کرو۔ اور ان میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور اچھی طرح زری سے ان سے بات کرو۔</p>
۵	"	۵	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمُ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ بَرَاحٍ مِّنْكُمْ تَفْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ه وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدُوًّا وَإِنَّا وَظَلْمًا فَسَوْفَ نُصَلِّيهِ كَأْرًا ط وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا</p>	<p>(مسلمانو!) آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور سے مت کھاؤ۔ مگر سوداگری کر کے آپس کی خوشی سے اور اپنا خون نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے (وہ تمہاری ہلاکت نہیں چاہتا) اور جو کوئی ظلم رزق سے ایسا کرے (یعنی خون کرے یا کسی کا مال ناحق اڑائے) تو ہم ضرور اس کو (قیامت کے دن) دوزخ میں ڈالیں گے اور اللہ تعالیٰ پر یہ دوزخ میں ڈالنا آسان ہے</p>
"	"	"	<p>وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى الْبَعْضِ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبْنَ ط وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ه</p>	<p>اور اللہ تعالیٰ نے جو تم میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دیا ہے اس کی ہوس نہ کرو۔ مرد اپنی کمائی کا ثواب پائیں گے اور عورتیں اپنی کمائی کا ثواب پائیں گی اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بیشک اللہ تم سب کچھ جانتا ہے</p>

پارا	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۵	النساء	۱۲	فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وُجَرَاءَ وَلَا تَصِيرُوا	ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ۔ اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ۔
۶	النساء	۲۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكُفْرَانَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَتَّقُونَ اللَّهَ الَّذِي تَخْتَلَفُونَ عَلَيْهِ سُلْطَانًا مُبِينًا	مسلمانو! مسلمانوں کو چھوڑ کر تم کافروں کو دوست نہ بناؤ کیونکہ یہ منافقوں کا طریقہ ہے) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا کا صریح الزام اپنے اوپر لو۔
۷	النساء	۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ	مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرو۔
۸	النساء	۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَنْتَعُونَ فَضْلًا مِمَّنْ تَرَبَّهُمْ وَيَرْضَوْنَ آفَاطَ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نَقَوْمٍ أَنْ صَدُّوا عَنْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاذُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاذُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَالْقَوْلُ لِلَّهِ طَائِقٌ اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ	مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (اور اس کے حکموں کی) بے عزتی نہ کرو۔ نہ حرمت والے جینے کی، نہ نیاز کے جانور کی، نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں شکن ہیں نہ ان لوگوں کی جو عزت والے گھر (خانہ کعبہ) کو جا رہے ہوں اپنے مالک کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے ہوں۔ اور جب احرام کھول ڈالو تو شکار کرو اور جن لوگوں نے تم کو (حدیبیہ کے سال) مسجد حرام میں آنے سے روکا تھا ان کی دشمنی تم سے زیادتی نہ کرائے اور آپس میں ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیزگاری میں مدد کرو اور گناہ اور ظلم میں مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔
۹	النساء	۵	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ	مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس تک (پہنچنے کا) وسیلہ ڈھونڈو اور دین کے دشمنوں سے) اس کی راہ میں لڑو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔
۱۰	النساء	۸	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ مَن يَتَوَلَّهُمْ فإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ	مسلمانو! یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ تمہارے خلاف میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی ان سے دوستی رکھے وہ ان ہی میں کا ایک ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو (کبھی) راہ پر نہیں لانے کا۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۶	المائدہ	۹	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَا لَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَالْقَوَالَ اللَّهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝	مسلمانو! جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا یا اگلی کتاب ولے اور کافر مشرک یا منافق، ان کو دوست مت بناؤ اور اگر تم ایمان ہے، تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔
۷	»	۱۲	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَالًا طَيِّبًا ۝ وَالْقَوَالَ اللَّهُ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝	مسلمانو! جو ستھری چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمکو حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے (بھی) مت بڑھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو اللہ تعالیٰ تم کو حلال ستھری روزی دے اس کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔
۸	»	۱۴	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَن شَيْءٍ أَنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ تَسْوِكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنزَلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّلَ لَكُمْ مَعَهَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ۝	(مسلمانو!) ایسی باتیں مت پوچھو جو اگر تم سے بیان کی جائیں تو تم کو بُری لگیں اور اگر ایسے وقت میں پوچھو گے جب قرآن اتر رہا ہے تو خواہ مخواہ تم سے بیان کی جائیں گی راب تو جو تم پوچھ چکے (اس سے) اللہ نے درگزر کی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بربار ہے ایسی باتیں کچھ لوگ تم سے پہلے (اپنے پیغمبروں) پوچھ چکے ہیں پھر جب بتادی گئیں، تو ان پر نہ چلے۔
۹	»	۱۴	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَبَيِّنَاتٍ لَكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝	مسلمانو! تم اپنے تئیں سنبھا لو اگر تم (خود) راہ پر رہو تو کسی کی گمراہی سے، تمہارا نقصان نہ ہو گا تم سب کو اللہ تم کے پاس لوٹ جانا ہے وہ تم کو جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے اس کا بدلہ دیکر بتا دیگا۔
۱۰	النساء	۳	وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيَسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا	حالانکہ اللہ تعالیٰ کتاب (قرآن مجید) میں تم پر یہ اتار چکا ہے کہ جب تم سنو رکھیں، اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ تَفِ اِنَّكُمْ اِذَا مِثْلَهُمْ	مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ دوسری کسی بات میں لگ جائیں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم بھی انہی کی طرح دکافر ہو جاؤ گے۔
۷	الانعام	۸	وَ اِذَا رَايْتِ الَّذِيْنَ يَخْضَعُونَ فِيْ اٰيَاتِنَا فَاَعْرَضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخْضَعُوْا فِيْ حَدِيْثِ غَيْرِهِ ط وَاِمَّا يَنْسِيْنٰكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ اِىَّ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لِعِبَادٍ لَّهُمْ وَغَرَّتْهُمْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكَرْتَهُ اِنْ نُبَسِّلْ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ اِنَّ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وِلٰىٌّ وَّلَا سَفِيْعَةٌ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذُ مِنْهَا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُتُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۱۰ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝	اور (اے پیغمبر) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں کو کر دیتے ہیں تو ان کے پاس سے سرک جاہیاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ کر دوسری بات میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان (یہ نصیحت) تجھ کو بھلا دے تو یاد آنے پیچھے (جیسے) ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ اور پرہیزگاروں کو ان لوگوں کا کوئی حساب نہیں دینا ہوگا۔ لیکن نصیحت تو کرنا چاہیے شاید وہ بھی داپنہ اس بڑے کام سے بچیں اور (اے پیغمبر) جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشاً بنا لیا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو فریب دے رکھا ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور قرآن کے ذریعہ سے نصیحت کرنا رہ، ایسا نہ ہو کوئی جان اپنی کثوت کے بدل ہلاکت میں پڑ جائے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی ہوگا اور اگر وہ سب طرح کی چھوڑا ہیاں (دیے) بھی دے تو بھی اس کی طرف سے قبول نہ ہوں یہی ہیں وہ لوگ جو اپنے کیے کے بدل آفت میں پھنس گئے ان کو پینے کے لیے گرم کھوٹا پانی ہے اور تکلیف کا عذاب کیونکہ وہ دنیا میں کفر کرتے رہے۔
۸		۱۳	اَتَّبِعْ مَا اُدْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝	جو تیرے مالک نے تجھ کو حکم بھیجا اس پر چل اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور مشرکوں کا خیال چھوڑ دے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۷	الانعام	۱۳	وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ يَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيْنًا يَكِلُ أُمَمٌ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	اور دائے مسلمانوں یہ مشرک جن کو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو برا مت کہو۔ ایسا نہ ہو وہ نادانی (اور گدھے پن) سے اللہ تم کو برا کہنے لگیں ایسے ہی ہم نے ہر فرقے کے کاموں کو ان کے نزدیک بھلا کر دیا ہے پھر ان (سب) کو اپنے مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ ان کو جو کرتے تھے جہاد کیا اور کھلا گناہ اور چھپا گناہ (دل کا گناہ) دونوں چھوڑ دو۔
۸	"	۱۲	وَذُرُّوا ظَاهِرَ الْأَثْمِ وَبَاطِنَهُ ط	راے بندو جب یہ پھلیں تو ان کا پھل کھاؤ اور جن دن
"	"	۱۷	كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝	کیٹیں ان کا حق ادا کرو۔ اور بیجا مت اڑاؤ اور اسراف نہ کرو (کیونکہ اللہ بیجا اڑا بیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔
"	"	۱۸	كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝	لوگو! خدا نے جو تم کو رزق دیا اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
"	"	۱۹	قُلْ أَعَالُوا أَمْ لِمَا حَرَّمَ رَبِّي كُنتُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِ تُشْرِكُونَ ۝ إِنَّهُ كَانَ لَذِي بَطْنٍ يَأْتِي مِنَ الْمَدْيَنَةِ ۝ إِذْ أَلْفَتَهُ الْمَلَأِيُّ ط فَمَنْ نَزَقَكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ط ذَلِكُمْ وَصَّوْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا أَمْوَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغُوا أَشُدَّهُ ۚ وَءَاذُ فُؤَادِكُمْ وَالْمِيزَانَ بِي الْقِسْطِ ۚ لَا تَكِلْفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُوا ۚ لَوْ كُنَّا ذَاتُ رُءُوفٍ	کہدے آؤ میں تم کو وہ باتیں سناؤں جو تمہارے مال نے تم پر حرام کی ہیں (تم کو لازم ہے) کہ تم کسی چیز کو خدا نے کا شرمیک مت بھیراؤ۔ ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اپنی اولاد کو محتاجی کے ڈر سے مار نہ ڈالو۔ ہم ہی تم کو روزی دیتے ہیں اور ان کو دیکھو دیں گے اور بے شرمی کی باتیں (جیسے زنا، لواطت وغیرہ) کھلی ہوں یا چھپی ان کے پاس نہ پھٹکو اور جس جان کو مار ڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو مت مارو مگر حق پر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا، اس لیے تم سمجھو اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ جب تک وہ جوان نہ ہو مگر اسی طرح سے کہ اس کی بہتری ہو

پارہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
			وَلْيَعْبُدِ اللّٰهُ اَوْفُوا ذٰلِكُمْ وَصَّكُمُ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاِنْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۝ وَلَا تَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ ۝ ذٰلِكُمْ وَصَّكُمُ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝	جب تک وہ پورا جوان نہ ہو اور باپ اور تول کو انصاف سے پورا کر دے ہم ہر شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو، گو ناطے والے کا مقدمہ ہو اور اللہ کا قول پورا کر دے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا تم کو خدا نے حکم دیا اس لیے کہ تم کو نصیحت ہو اور (خدا نے یہ بھی فرمایا ہے) یہ میری سیدھی راہ ہے اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو وہ تم کو خدا تم کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا اس لیے کہ تم ان کا خلاف کرنے سے بچے رہو۔
	الاعراف	۱	اتَّبِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ ۝ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝	لوگو! جو تمہارے مالک کی طرف سے تم پر اترا یعنی قرآن و حدیث اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا دوسرے چہتیوں کی پیروی مت کرو تم بہت کم نصیحت لیتے ہو۔
		۳	وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۝ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝	اور کھاؤ اور پیو اور اڑاؤ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اڑانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
		۷	وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَاَدْعُوْهُ خَوْفًا وَطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝	اور جب ملک سنور گیا ہو تو اس میں خرابی نہ مچاؤ اور اللہ تعالیٰ کو (اس کے عدل سے) ڈر کر اور (اس کے فضل کی) امید رکھ کر پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں سے نزدیک ہے۔
		۲۴	وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَا الْاَضَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝	اور (اپنے پیغمبر) اپنے دل میں صبح اور شام گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کر اور پکار کر بات کرنے سے کم آواز میں اپنے مالک کی یاد کرنا اور غافل نہ ہو۔
	الانفال	۳	وَالْقَوٰفِئَةُ لَا تَصِيْبُنَّ الَّذِيْنَ	اور اس عذاب سے ڈرتے رہو، جو تم میں سے خاص

پارہ	سورۃ	دکوہ	آیات	ترجمہ
۹	الانفال	۳	ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنَكُمْ وَآنْفُسَكُمْ تَعْلَمُونَ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ أُولَئِكَ فِتْنَةٌ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ	گنہگاروں پر نہیں پڑتا۔ اور جانے رہو کہ اللہ تم کا عذاب سخت ہے۔ مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور اپنی (اپس کی) امانتوں میں بھی جان بوجھ کر چوری نہ کرو اور یہ جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد بھی تمہارا خرابہ ہیں اور اللہ تعالیٰ پاس تم کو بڑا ثواب ملنے والا ہے۔
۱۰	"	۶	وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَإِن تَدْهَب رِجَالُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۚ بَطْرًا وَرِثَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُخِيطٌ	اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں جھگڑانہ کرو (اگر کرو گے) تو بوسے بن جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہیگی اور صبر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جو اپنے گھروں سے اترتے اور لوگوں کو دکھانے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے نکلے اور اللہ تم کا علم، ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔
"	التوبة		يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِن اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۚ	مسلمانو! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کو چھوڑ کر کفر کو پسند کریں تو تم ان سے بھی دوستی نہ رکھو رچہ جائیکہ غیر کافروں سے) اور جو کوئی تم میں سے ان کی دوستی رکھیں تو وہی بے انصاف ہیں۔
۱۱	یونس	۱۱	وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يُحْكَمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۚ	اور تیری طرف جو وحی آتی ہے اس پر چلتا رہ اور صبر کر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے اور اللہ سب فیصلہ کرنے والیوں میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔
۱۲	ہود	۱۰	وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۚ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا	تو راہے پیغمبر، تجھے جیسا حکم ہوا ہے اس پر چلے جا اور تیرے ساتھ جن لوگوں نے توبہ کی ہے اور حد سے مت بڑھو۔ بیشک وہ تمہارے کاموں کو دیکھ



پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			فَتَمْسِكُمْ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ آذٍ لِيَأْتِيَهُمْ قَوْلٌ مِّنْ لَّدُنْهُ يَسْمَعُونَ	رہا ہے اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مت جھکو پھر اگر ایسا کرو گے تو تم کو دوزخ کی آگ چھٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا تو تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ پھر تم کو مدد نہ ملے گی۔
۱۴	الحجر	۴	نَبِيِّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْتَهُمْ آزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۚ وَقُلْ إِنِّي أَنَا ذُرِّيَةُ الْبَشَرِ ۚ	میرے بندوں کو خبر کر دے کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں اور میرا عذاب (بھی) بڑی تکلیف کا عذاب ہے (تو) اپنی آنکھیں (بھی) ان چیزوں کی طرف مت اٹھا، جو تم نے کئی قسم کے کافروں کو مزہ اٹھانے کو دی ہیں اور نہ ان کے ایمان نہ لانے، کاسخ کر اور ایمان والوں کے لیے اپنا بازو جھکا دے اور کہدے میں تم کو کھول کر (اس عذاب سے) ڈرانے والا ہوں۔ تو جو حکم تجھ کو ملا ہے اس کو کھول کر سنا دے اور مشرکوں کا خیال نہ کر۔
			فَأَصْدَعْ بِمَأْتِهِمْ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۚ	تو اپنے مالک کی خوبیاں بیان کر (تسبیح اور تحمید کر) اور سجدہ کر لے والوں (نمازیوں) میں شریک رہ اور مرے تک اپنے مالک کو پوجتا رہ۔
			فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ دَكْنًا مِّنَ السَّجْدِ بُنًۢا وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۚ	اللہ تعالیٰ بیچ کی راہ چلنے اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو اپنے خرچ سے بیچ رہے وہ ناطے والوں کو دینے کا اور بے حیائی اور برے کام جو شرع کے خلاف ہوں اور ظلم سے منع کرتا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس لیے نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کا اقرار پورا کر جب تم اقرار کرو۔
	النحل	۱۳	إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيُنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۚ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ	اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو عہد کیا تھا اس کے بدل دنیا کا، تھوڑا سا فائدہ مت قبول کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
			وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ بِخَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ	

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			تَعْمَلُونَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۝ وَلَنَجْزِيَنَ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	کے پاس جو (ثواب ملنے والا ہے) وہ تمہارے لیے دنیا کے مال متاع سے کہیں بہتر ہے اگر تم سمجھو، تمہارے پاس جو ہے وہ بڑھنے والا ہے اور اللہ تم کے پاس جو ہے وہ ہمیشہ) باقی رہے گا۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا ان کو ہم ضرور ان کے بہتر کاموں کا بدلہ دیں گے۔
۱۲	النحل	۱۵	فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۝ أَشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِنسَاء ۝ تَعْبُدُونَ ۝	تو اللہ تم نے جو تم کو پاکیزہ حلال روزی دی ہے اس کو کھاؤ اور اگر تم خاص خدا تم کو پوجتے ہو تو اس کی نعمت کا شکر رکھی کرو۔
	"	"	وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۝	اور تمہاری زبانوں سے جو جھوٹ نکلتا ہے اس کے زبا ہننے کے لیے یوں مت کہو یہ حلال ہے یہ حرام ہے تاکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگو۔
	"	۱۶	أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۝ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مِمَّنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝	لوگوں کو حکمت (اور تدبیر) اور اچھی نصیحت سے جس میں سختی نہ ہو ملائمت سے سمجھا کر اپنے مالک کی راہ کی طرف بلا، اور ان سے بحث کرو اس طور سے جو پسندیدہ ہو بیشک تیرا مالک خوب جانتا ہے۔ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور جن لوگوں نے راہ پاٹی ان کو بھی وہ خوب جانتا ہے۔
	"	"	وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَلٰٓئِقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝	اور (اپنے پیغمبر) صبر کرو اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے تو صبر کر سکتا ہے اور ان کا رنج مت کرو اور نہ ان کے مکر اور فریب سے دل تنگ ہو۔
۱۵	بنی اسرائیل	۴	وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ إِمْلاقٍ ۝ كُنْ نَزْرُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۝ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاءً كَبِيرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا	اور محتاجی کے ڈر سے اپنے بچوں کو مار نہ ڈالو ہم ان کو اور تم کو دونوں کی روزی دیتے ہیں بیشک ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>الرِّزْقِ إِنَّهُ كَانَ فَاخِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۝ وَمَنْ قَتَلَ مَطْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيِّهِ سُلْطٰنًا فَلْيَبْرِئْ ۝ فِى الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۝ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۝ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۝ وَأَوْفُوا بِالْكَفْلِ ۝ إِذَا كَلَّمْتُمْ وَنَرْتُوا بِالْقِسْطِ ائْتُمُّوا بِالْحَقِّ ۝ وَإِنْ كُنْتُمْ لَمْ تَقْتُلُوا فَادْرَأُوهُ ۝ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عِنْدَهُ مَشْهُورًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۝ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۝ مَكْرُوهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۝ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُنْفِقُ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا</p>	<p>نہ پھٹکو بیشک زنا، بشرمی (بیجیانی) اور بڑا چلن ہے اور جس جان کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو مت مارو، مگر حق پر اور جو شخص ناحق مار ڈالا گیا تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار زور دیا ہے اب اگر وہ قصاص لینا چاہے تو خون کرنے میں زیادتی نہ کرے۔ اس کو تو مدد ملی ہے اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ اس میں تصرف نہ کرو، مگر اس طرح جو اس کے حق میں بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور اپنا اقرار پورا کر دیشک (قیامت کے دن) اقرار کی پرسش ہوگی۔ اور جب ماپ کرو تو پوری ماپ دو اور جب تول کر دینا چاہو ٹھیک ڈنڈی سے تولو یہ اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے اور جو بات تو نہیں جانتا اس کے پیچھے نہ پڑو، اس لیے کہ کان اور آنکھ اور دل سب سے قیامت کے دن پوچھ ہوگی اور زمین پر اگر نارا دیا اترا تا ہوا نہ چلے کیوں کہ تو زمین کو پھاڑ نہیں سکیگا اور نہ پہاڑوں کے برابر لمبا ہو سکے گا رکتنا ہی تن کر چلے جو جو باتیں اوپر بیان ہوئی ہیں ان میں جو بری ہیں وہ تیرے مالک کو پسند نہیں ہیں۔ یہ وہ دانشمندی کی باتیں ہیں جو تیرے مالک نے تجھ کو روحی کے ذریعے سے بھیجیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بنا دالیا کرے گا تو جگ سے بڑا خدا کی رحمت سے محروم ہو کر جہنم میں پڑے گا۔</p>
۱۵	بنی اسرائیل	۶	<p>وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ ۝ إِنَّ</p>	<p>اور میرے بندوں سے کہدے وہ بات منہ سے نکالیں جو اچھی ہے کیونکہ شیطان سخت کلامی کرا کر لوگوں کو</p>

پاہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۵	بنی اسرائیل	۹	الشَّيْطَانُ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا	لڑاتا ہے بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ اور راپے پیغمبر لوگوں سے کہہ دے سچا دین آگیا اور جھوٹا دین مٹ گیا، کیونکہ جھوٹ تو ایک دن ضرور مٹنے والا ہے۔
"	الکھف	۴	وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذْ السَّبْتِ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِي رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشْدًا	اور کسی بات کو مت کہہ میں کل اس کو کرونگا مگر یوں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر تو (انشاء اللہ کہنا) بھول جائے تو رجب خیال آئے، اپنے مالک کی یاد کر، و انشاء اللہ کہنے اور کہہ دے مجھ کو امید ہے کہ میرا مالک اس سے بھی زیادہ ہدایت کی بات مجھ کو بتلائے۔
"	"	"	وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالْغَدُوۡةِ وَالعِشِیِّ ۚ یُرِیۡدُوۡنَ وَجْهَہٗ ۚ وَلَا تَعۡدُ عِندَکَ عَنْہُمۡ ۚ تُرِیۡدُ رِیۡثَۃَ الحَیۡوۃِ الدُّنْیَا ۗ وَلَا تَطۡعُ مَنْ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ ۚ عَنۡ ذِکۡرِنَا ۗ وَاتَّبَعَ ہُوۡمَہٗ ۚ وَکَانَ اَمْرَہٗ فَرۡطَاہٗ ۚ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمۡ ۚ فَمَنْ شَاءَ فَلِیۡقُوۡمِ وَمَنْ شَاءَ فَلِیَکۡفُرْ ۚ	اور جو لوگ صبح اور شام اپنے مالک کو پکارتے ہیں اسی کی رضا مندی چاہتے (یعنی طالب مولیٰ ہیں نہ طالب دنیا) ان کے ساتھ اپنے تئیں روک رکھا دنیا کا ساز و سامان چاہنے کے لیے اپنی آنکھیں ان کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف مت دوڑا اور ایسے شخص کا کما مت مان جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اور راپے پیغمبر کہہ دے یہ قرآن حق ہے تمہارے مالک کی طرف سے (اترا ہے) پھر جس کا جی چاہے نہ مانے۔
۱۶	طہ	۸	فَاصْبِرْ عَلٰٓی مَا یَقُوۡلُوۡنَ ۚ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوبِہَا وَمِنۡ اَنۡآءِ الَّیۡلِ فَسَبِّحْ ۚ وَاَطۡرَافَ النَّہَارِ لَعَلَّکَ تَرۡضٰی ۚ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ ۚ اِلَیَّ	تو راپے پیغمبر، ان کافروں کی بات پر صبر کر اور سورج نکلنے سے پہلے اپنے مالک کی پاکی تعریف کے ساتھ یہ کر (یعنی صبح کی نماز پڑھ) اور سورج ڈوبنے سے پہلے (یعنی عصر کی نماز) اور رات کے وقتوں میں بھی پاکی یہاں

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			مَتَّعْنَاهُمْ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ذَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْسِنَهُمْ فِيهَا وَرِزْقٌ رَّبِّكَ خَيْرٌ وَّابْقَىٰ	اور دن کے کناروں میں۔ اس لیے کہ تو آخرت میں اس کا ثواب پا کر خوش ہو اور ہم نے جو کئی قسم کے کافروں کو دنیاوی زندگی کی رونق کا سامان دے رکھا ہے ان کو اس میں آزمانے کے لیے ربل میں ڈالنے کے لیے، تو اس کی طرف اپنی آنکھیں مت بڑھا اس کی خواہش مت کر اور تیرے مالک کا دین اس سے کہیں بہتر اور دیر پا ہے۔
۱۷	الحج	۴	وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝	اور جھوٹ بولنے سے بچے رہو۔
"	"	۸	ذٰلِكَ جَ وَ مَن عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوِّبَ بِهِ ثُمَّ بَغِيَ عَلَيْهِ لِيُصْرَفَهُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ۝	یہ تو سب ٹھیک ہے اور جو کوئی اتنا ہی بدلہ لے جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر ظالم کی طرف سے اس پر زیادتی ہو دو بارہ اس کو ستائے تو بیشک اللہ تم اس کی مدد کریگا کیونکہ وہ مظلوم ہے بیشک اللہ تم معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔
"	"	۱۰	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمُ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۝	ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو (یعنی نماز پڑھو) اور اپنے مالک کو پوجو اور نیکی کرتے رہو۔ اس لیے کہ تم مراد کو پہنچو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کوشش کرنے کا حق ہے ویسی کوشش کرو۔
۱۸	المؤمنون	۱	قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلذِّكْرِ كَافُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفِرْوَجِهِمْ يَحْفَظُونَ ۝ الْأَعْلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنْ ابْتغىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ	ایمان والے مراد کو پہنچ گئے، وہ جو اپنی نماز میں دل لگاتے ہیں اور جو نیکی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی خواہش کا مقام رشرمگاہ) تھا سے رہتے ہیں کسی سے اپنی خواہش پوری نہیں کرتے، مگر اپنی بیبیوں یا لونڈیوں سے ان پر کوئی الزام نہیں جو کوئی ان (دو) کے سوا اور طرح سے شہوت نکالنا چاہے تو ایسے ہی لوگ حد سے

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۸	المؤمنون	۶	<p>فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۚ وَالَّذِينَ  هُم لِمَنْتَرِهِمْ وَعَاهَدِهِمْ زَاعُونَ ۚ  الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۚ  إِذْ فَعَرَ بِاللَّيْلِ هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ نَحْنُ  أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۚ وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ  مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَأَعُوذُ بِكَ  رَبِّ أَنْ يُخَضِّرُونِ ۚ</p>	<p>بڑھے ہوئے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے  عہدوں کا خیال رکھنے اور جو اپنی نمازوں کی پابندی  کرتے ہیں۔  راے پیغمبر اگر کوئی تیرے ساتھ بُرائی کرے تو بُرائی  کا دفعیہ اس طرح سے کہ جو بہت اچھا ہے ہم خوب  جانتے ہیں جو یہ کافر کہتے ہیں اور (یوں) دعا کا مالک  میرے میں شیطانوں کے دوسو سوں سے تیری پناہ  چاہتا ہوں اور مالک میرے تیری پناہ مانگتا ہوں  اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔</p>
۱۸	النور	۳	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ  الشَّيْطَانِ ط وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ  فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَوْلَا  فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ  مَنْ أَحَدٌ أَبَدًا ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ  يَشَاءُ ط وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ</p>	<p>مسلمانو! شیطان کے قدم بقدم مت چلو اور اس کی  پیروی نہ کرو اور جو کوئی شیطان کی پیروی کرے وہ  گمراہ ہوگا، اس لیے کہ شیطان تو بیچیاٹی اور برے ہی  کام کرنے کو راہے کہیگا اور اگر اللہ تم کا فضل اور  کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی (گناہ) سے پاک  نہ رہ سکتا لیکن اللہ تم اپنے بندوں میں سے جس  کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (سب)  سنتا جانتا ہے۔</p>
"	"	"	<p>وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ  أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَ  الْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَلْيَعْفُوا  وَلْيَصْفَحُوا ۚ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ  لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ</p>	<p>اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور مالدار ہیں وہ اپنے  ناٹے والوں اور محتاجوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں  ہجرت کرنے والوں کو (خیرات) نہ دینے کے لیے قسم  نہ کھا بیٹھیں، بلکہ معاف کریں اور درگزر کریں،  کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو (تمہاری  خطاؤں کو) بخشے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان  ہے۔</p>

پاٹھ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۱۸	النور	۴	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بِيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَ تُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ هَ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ه لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ه قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيُحْفِظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ه قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيُحْفِظْنَ فُرُوجَهُنَّ</p>	<p>مسلمانو! تم اپنے گھروں کے سوا پرانے گھروں میں مت گھسو، جب تک ان گھروالوں سے اذن نہ لو اور رہا پرہ کر (سلام علیک نہ کر لو یہ راذن لینا اور سلام کر کے اندر جانا) تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو پھر اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ (اندر سے کچھ جواب نہ آئے) تو جب تک تم کو اذن نہ ہو اندر مت گھسو اور اگر (اندر سے) تم کو یہ جواب ملے کہ لوٹ جاؤ، تو لوٹ جاؤ۔ بہت عمدہ (تہذیب) ہے۔ تمہارے لیے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ جس مکان میں تمہارا اسباب دھرا ہو وہاں کوئی نہ رہتا ہو اس میں رے اذن لیے، جانا تم پر کوئی گناہ نہیں اور جو تم کھل کر کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو اللہ تعالیٰ (سب) جانتا ہے اسے پیغمبر مسلمانوں سے کہ دے اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو تھامے رہیں یہ ان کے لیے بہتر ہے (عمدہ بات ہے) وہ جو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے اور اسے پیغمبر (مسلمان عورتوں سے کہ دے اپنی نگاہ نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہ تھامے رہیں) (یا ڈھانپے رہیں)</p>
		۴	<p>وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا فَإِنَّ آلَتَهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ وَلَا تَكْرَهُوا فَتَيْبَتُمْ عَلَى الْبَغَاءِ إِنْ أَرَدْتُمْ تَحْصِنَ الْبَيْتَ تَغُوا</p>	<p>اور تمہارے غلاموں لونڈیوں میں سے جو مکاتب ہونا چاہیں ان کو اگر اس لائق سمجھو تو مکاتب کرو اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنا مال تم کو دیا ہے اس میں سے ان کو (بھی) دو اور تمہاری لونڈیاں اگر پاکدامن رہنا چاہیں تو ان سے دنیا کی زندگی کا سامان کمانے</p>

پارہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
			عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ مَنْ يَكْرِهْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِمْ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝	کے لیے (روپیہ پیدا کرنے کے لیے) زبردستی حرام کاری نہ کرنا اور جو کوئی ان پر زبردستی کریگا تو زبردستی کے بعد ان پر گناہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔
۱۸	النور	۸	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيْسَ أَذِنُكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَصُوعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظُّهَيْرِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ طَيْبٌ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝	مسلمانو! تمہارے غلام لونڈی اور چور (رکبان) تم میں سے ابھی جوان نہیں ہوئے وہ تین وقتوں میں تمہارے پاس آنے کی اجازت لے لیا کریں۔ (ایک تو) فجر کی نماز سے پہلے اور (دوسرے) دوپہر دن کو جب تم (سوئے) کے لیے اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور (تیسرے) عشا کی نماز کے بعد یہ تین تمہارے بے پردگی کے وقت ہیں ان وقتوں کے سوار بے اجازت آنے میں) نہ تم پر گناہ ہے نہ ان پر۔ تم ایک دوسرے پاس آتے جاتے رہتے ہو، یوں ہی اللہ تم (اپنے) حکم تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اچھی طرح سمجھ جاؤ اور ان پر عمل کرو، اور اللہ تعالیٰ (سب) جانتا ہے حکمت والا اور جب تمہارے (رکبان) کے جوان ہو جائیں تو جس طرح وہ لوگ (ہر وقت) اجازت لیتے ہیں جوان سے پہلے جوان ہو چکے ہیں یہ بھی اجازت لے لیا کریں۔ بونہی اللہ تم (اپنے) حکم تم سے کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ (سب) جانتا ہے حکمت والا۔
		۱۱	فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ	پھر جب تم گھروں میں (دکھانے کے لیے) گھسنے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو یہ ایک اچھی دعا



پاۓ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝	ہے خدا کی طرف سے (یعنی خدا تعالیٰ نے اس کا حکم دیا) برکت والی پاکیزہ اللہ تعالیٰ یونہی اپنے حکم تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اس لیے کہ تم کو عقل آئے (یا تم سمجھو)
۱۸	النُّور	۹	لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝	(مسلمانو!) جب رسول تم کو بلائے تو اس کا بلانا ایسا مت سمجھو جیسا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں آئیں بچا کر شک جاتے ہیں۔ پھر جو لوگ پیغمبر کا حکم نہیں مانتے ان کو ڈرنا چاہیے (دنیا میں) کوئی مصیبت ان پر آن پڑے یا (آخرت میں) کوئی تکلیف کا عذاب ان کو پہنچے۔
۱۹	الفرقان	۵	فَلَا تَطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۙ	تو کافروں کا کنا مت مان اور قرآن کے زور سے ان سے خوب جہاد کر۔
"	"	"	وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ۚ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۖ وَكَفَىٰ بِهٖ بِذُنُوبٍ عِبَادَةً خَيْرًا ۝	اور اے پیغمبر کافروں سے مت ڈر (اس خدا پر بھروسہ کر جس کو موت نہیں (ہمیشہ) زندہ ہے اور تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر اور اپنے بندوں کے گناہوں سے اس کا خبردار ہونا بس کرتا ہے وہ سب بند و بست کر لیگا)
"	"	۶	وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هٰوْنًا ۙ وَاِذَا خٰطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۙ	اور خدا تعالیٰ کے (نیک) بندے وہ ہیں جو عاجزی کے ساتھ (یا آہستگی اور وقار کے ساتھ) زمین پر چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے بھڑ جاتے ہیں تو کہتے ہیں (اچھا صاحب) سلام۔
"	الشعراء	۱۱	وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَ الْخٰفِضِ جَنَاحِكَ لِمَنْ اَتٰبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ	اور اپنے رشتہ کے رشتہ داروں کو ڈرا اور جو مسلمان تیرے تابعدار بن گئے ہیں ان کے سامنے

پاراہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝	بازو جھکاٹے رہے ان سے خاطر اور محبت سے پیش آنا تو واضح کے ساتھ پھر اگر وہ تیرا کتنا نہ مانیں تو کہہ دے میں تمہارے کاموں سے الگ ہوں اور زبردست ہر بان خدا پر بھروسہ رکھ جو تجھ کو نماز میں اکیلے کھڑے ہوتے وقت اور نمازیوں کے ساتھ (جماعت میں) تیرے اٹھنے بیٹھنے (بہر حرکت) کو دیکھ رہا ہے بیشک وہی سنتا اور جانتا ہے۔
۱۹	النمل	۶	فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝	تو (راے پیغمبر) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کیونکہ تو سچا حق پر ہے۔
۲۰	القصص		أُولَئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْعُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلكم أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِ الْجَاهِلِينَ ۝	ان لوگوں کو ان کی مضبوطی کے بدلے دوہرا ثواب دیا جائے گا اور یہ لوگ بُرائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی لغو بات (جیسے مشرکوں کی گالی گلوچ) سنتے ہیں تو انجان ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں (اچھا بھائی تم جانو) ہمارے کیسے ہمارے سامنے آئیں گے اور تمہارے کے تمہارے سامنے (اچھا بھائی) سلام ہم جاہلوں کو منہ نہیں لگاتے۔
۲۰	العنكبوت	۱	وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ذَلِكُمْ مَجْهُدُكُمْ فَلَنْ يَسْتَبِيحَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝	اور ہم نے آدمی کو یہ حکم دیا ہے کہ ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرے اور (یہ بھی کہہ دیا) اگر وہ زبردستی چاہیں کہ میرا شریک بنائے اس کو جس کو تو نہیں جانتا تو ان کا کتنا مت مان تم (سب کو) میرے پاس (ایک دن) لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم (دن میں) کرتے رہے ہیں تم کو جہلاؤں گا۔
۲۱	"	۵	وَلَا تَجَادُوا لَوَا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ	اور کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) سے جھگڑو

آیت	ترجمہ	رکوع	سورت	آیت
أَحْسَنُ مِمَّا إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأَنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَالْهِنَا وَالْهَكْمُ وَاجِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝	کرد، مگر اچھے طور سے۔ مگر جو ان میں شرارت کریں اور یوں کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہم اتر رہے ہیں قرآن پر) اور جو تم پر اترتا اور ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے تابع ہیں۔			
فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۝ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ مُبْتَلِينَ إِلَيْهِ وَالْقُوَّةَ وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا كُلٌّ حِزْبٌ بِمَالَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝	تو راسے پیغمبر ایک طرف کا ہو کر اپنا منہ دین پر قائم رہ کر اس دین پر جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی بناوٹ بدل نہیں سکتی یہی سچا ٹھیک دین ہے (جو فطرت کے موافق ہے) مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے اسی (ایک خدا کی طرف رجوع رہو اور اس سے ڈرنے رہو اور نماز کو درست سے ادا کرتے رہو اور شرک کرنے والوں میں شریک نہ ہو ان لوگوں میں جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور گئی ہو گئے (اور پھر) ہر گروہ اپنے (جھوٹے) اعتقاد پر پھولا ہوا ہے۔	۲	الروم	۲
فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝	تو راسے پیغمبر ناطے والے کو اس کا حق دے اور محتاج اور مسافر کو (ان کا حق) جو لوگ خدا کا منہ (دیکھنا) چاہتے ہیں ان کے لیے یہ بہتر ہے اور وہی مراد پائیں گے۔			
وَإِذْ قَالَ لُقْمَنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعِظُهُ يَبْنَىٰ لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝	اور اسے پیغمبر وہ وقت یاد کر جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک مت بنا کر کیونکہ شرک بڑا سخت گناہ ہے۔	۲	لقمن	
فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّعُونَ ۝	تو راسے پیغمبر اس دن کے آنے سے پہلے جو خدا کی طرف سے ٹل نہیں سکتا اپنا منہ (سچے اور) ٹھیک دین پر قائم رکھ اس دن (سب لوگ) الگ الگ	۵	الروم	

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۱	الروم	۵	فَانظُرْ اِلَىٰ اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ذٰلِكَ لَمُحِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	ہو جائیں گے (مومن خدا کا فریاد) تو اسے دیکھنے والے (اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اثر کو) زمین کو مرے بعد پھر کیونکر جلاتا ہے بیشک وہی خدا ہے جو زمین کو مرے پیچھے جلاتا ہے قیامت کے دن (مردوں کو بھی جلائیگا وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔
"	"	۶	فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَحْفِظُكَ الدّٰىنَ لَا يُوقِنُوْنَ	تو (اے پیغمبر) صبر کیے رہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (ایک روز تو ضرور غالب ہوگا) اور کہیں ایسا نہ ہو بے ایمان لوگ تجھ کو بے صبر بنا لیں (تو پھر پھر راجد باز ہو جائے
"	لقمن	۲	وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اِذْ شَكَرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ	اور ہم (تجھ سے پہلے) لقمان کو حکمت دے چکے ہیں اور ہم نے اس سے فرمایا، اللہ کا شکر کر اور جو کوئی شکر کر لگا وہ اپنے ہی بھلے کے لیے شکر کر لگا اور جو کوئی ناشکری کرے تو اللہ تو بے پروا ہے غم میں والا۔
"	"	"	وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصْلَةٌ فِىْ عَظْمِيْنَ اِنَّ اَشْكُرْ لِيْ وِلْوَالِدَيْكَ اِلَى الْمَصِيْرِ وَ اِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اَفَلَا تَطْعُمُهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الْبَدْنِ مَاحْضٌ وَّ فَاذْوَ اَتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيّْٰ ثُمَّ اِلَىٰ مَرْحَلِكُمْ فَا نَبِّئْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے لیے (اچھا سلوک کرنے کا) حکم دیا۔ ماں نے تو اس کو تھک تھک کر اپنے پہیٹ میں) اٹھایا اور دو برس میں (کہیں) اس کا دودھ چھوٹا۔ ہم نے آدمی کو یہ حکم دیا کہ میرا شکر کرنا رہ اور اپنے ماں باپ کا اور (آخر) تجھ کو (مرے بعد) میرے پاس لوٹ کر آنا ہے اور اگر تیرے ماں باپ زور زبردستی سے یہ کہیں کہ اللہ کے ساتھ اس کو شریک کر جس کے شریک ہونے کی تیرے پاس کوئی سند نہیں تو ان کا کٹنا مست مان اور دنیا میں ان کے ساتھ دستور کے موافق رہ اور (دین میں) اس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہے پھر میرے ہی پاس نمکو لوٹ کر آنا میں تمکو جو تم (دنیا میں) کرتے رہے (اسکا بدلہ دیکر) جلائیگا

پارہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
۲۱	لقمن	۲	يٰۤاِبْنِي اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَنْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا صَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزِيْمِ الْاُمُوْرِهِ وَلَا تَصْغُرْ خَدَكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرْحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَكْثَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ	بیٹا نماز کو درستی سے ادا کرتا رہ اور اچھی بات کرنے کا حکم کرتا رہ اور بُری بات سے منع کرتا رہ اور جو آفت تجھ پر آن پڑے اس پر صبر کر۔ بیشک یہ کام بڑے ضروری کام ہیں۔ اور لوگوں سے اپنی کمال نہ پھیلا اور زمین پر اترتا راکھتا، ہوا مت چل، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی اترنے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور بیچ کی چال چلا کر اور اپنی آواز آہستہ رکھ کیونکہ گدھوں کی آواز سب آوازوں میں بُری ہے۔
۲۲	الاحزاب	۱	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ وَتَوَكَّلْ عَلٰى اللّٰهِ ۙ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا	اے پیغمبر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا رہ اور کافروں اور منافقوں کا کنا مت مان، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا اور جو تیرے مالک کی طرف سے تجھ پر وحی اُترتی ہے اس پر چلتا رہ بیشک اللہ تعالیٰ کو تمھارے رہب کاموں کی خبر ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ اور وہ بس ہے کام بنانے والا۔
"	"	"	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اٰذِنَهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلٰى اللّٰهِ ۙ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا	مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کیا کرو اور صبح شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔
"	"	"	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بِمَيْمَتِ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرٍ لِّظُرِّيْنِ اِنَّهٗ لَا وَلٰكِنْ اِذَا رُعِيْتُمْ فَاَدْخُلُوْا فَاِذَا اطْعِمْتُمْ	اور راسے پیغمبر کافروں اور منافقوں کا کنا نہ مان اور وہ جو تجھ کو ستاتے ہیں کا خیال چھوڑ دے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھ اور اللہ تعالیٰ بس ہے کام بنانے والا۔
"	"	"	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بِمَيْمَتِ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرٍ لِّظُرِّيْنِ اِنَّهٗ لَا وَلٰكِنْ اِذَا رُعِيْتُمْ فَاَدْخُلُوْا فَاِذَا اطْعِمْتُمْ	مسلمانو جب تم کو کھانے کے لیے بلایا جائے تو پیغمبر کے گھر میں نہ جاؤ، مگر اجازت سے وہ بھی ایسے وقت میں جاؤ کہ اس کے پکے کا انتظار نہ کرنا پڑے بلکہ جب بلائے جاؤ اس وقت جاؤ۔ پھر کھانا

پارہ	سورت	رکوع	آیات	ترجمہ
			فَانْتَشَرُوا وَلَا مُسْتَأْسِنِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَعِجِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَعِجِي مِنَ الْحَقِّ ط وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ط ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ط وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا	کھا چکتے ہی وہاں سے چل دو اور باتوں میں نہ لگ جاؤ، کیونکہ ایسا کرنے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے وہ تم سے شرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سچ بات کہنے میں کوئی شرم نہیں اور جب پیغمبر کی بی بیوں سے کوئی سامان مانگو تو پرے کے باہر سے مانگو۔ اس سے تمہارے دل اور ان کے دل و شیطان کے وسوسوں سے خوب پاک ہو گے اور تمہارے لیے یہ زیبا نہیں کہ اللہ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ اس کے پیچھے اس کی عورتوں سے کبھی نکاح نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے۔
۲۲	الاحزاب	۹	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ الَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا	مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ستایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس رعب سے جو وہ کہتے تھے پاک کر دکھایا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک موسیٰ عزت دار تھا۔
"	"	"	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا تَوَّابًا سَدِيدًا ۙ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا	مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو اور سیدھی (صحیح) بات کہو ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے کام بنا دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کہے پر چلے اس نے بڑی مراد پائی۔
"	الاسبا	۶	قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبَدِيُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ دَقْلٌ إِنْ ضَلَلَتْ فَأَنَّمَا أَهْلُ عَلَىٰ نَفْسِي ج وَإِنْ أَهْتَدَيْتُ فَمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ	کہدے سچا دین (توحید کا) آن پہنچا اور جو باطل ربا نکل مٹ گیا، نہ وہ آسکتا ہے نہ پلٹ سکتا ہے۔ کہدے اگر میں بہک گیا ہوں تو بہک کر اپنا ہی برا کر ڈنگا اور جو میں ہدایت پر آ گیا ہوں تو میرے مالک

پارہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
۲۲	فاطر	۱	يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَمَا تَبْتَغُونَ بِاللَّهِ الْعُزْرَةَ	کی مجھ پر وحی بھیجنے سے بیشک وہ سن رہا ہے نزدیک ہے۔ لوگو اللہ تعالیٰ کا وعدہ (قیامت) برحق ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو دنیا کی زندگی دھوکا دے اور ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو اللہ تعالیٰ کے باب میں فریب دے۔
۲۳	والصفت	۱	فَأَسْتَفْتِيَهُمْ إِنْ هُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا	ان کا فروں سے پوچھو، ان کا دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے یا جو ہم پیدا کر چکے ہیں۔
"	"	"	فَأَسْتَفْتِيَهُمْ أَلَيْسَ الْبَنَاتُ وَلَهُنَّ	اب ان رکہ کے، کافروں سے پوچھو کیا تیرے مالک کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں۔
"	"	۵	فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّى حِينٍ ۚ وَالْبَصِيرُ هُمْ	تو چند روز تک ان مشرکوں کا خیال چھوڑ دے اور ان کو دیکھتارہ وہ آگے (اپنی ذات) دیکھ لیں گے۔
"	"	"	فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۚ	اور چند روز تک ان کا خیال چھوڑ دے اور دیکھتارہ یہ بھی آگے چل کر (اپنا نتیجہ) دیکھ لیں گے۔
"	"	۲	وَإِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ	راہے پیغمبر، ان کی باتوں پر صبر کیے رہو۔
"	"	۵	قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	راہے پیغمبر کہہ دے میں تو اور کچھ نہیں اللہ کے عذاب سے تم کو ڈرانے والا ہوں۔
"	"	"	قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ	راہے پیغمبر، لوگوں سے کہہ دے میں اللہ تعالیٰ کے حکم پہنچانے کا تم سے نیک نہیں مانگتا اور نہ میں اپنے تئیں بنانا چاہتا ہوں۔
"	"	"	وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۚ	تئیں بنانا چاہتا ہوں۔
۲۳	الزمر	۲	قُلْ لِعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمُ	راہے پیغمبر، کہہ دے میرے ایمان والے بند اپنے مالک سے ڈرتے رہو، جو لوگ اس دنیا میں اچھا کام کریں گے ان کے لیے آخرت میں اچھا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ ہے جو لوگ بلاؤں پر صبر کرتے ہیں ان کو آخرت میں ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۳	الزمر	۲	قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۚ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۚ	راے پیغمبر اکرم دے مجھے تو حکم ہوا ہے کہ اللہ کو پوجوں خالص اسی کی بزرگی کروں اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تم کا تالبدار ہوں۔
"	"	"	قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ قُلْ اللَّهُ أَعْبَدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۚ فَاَعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِمَّنْ دُونِهِ ۚ قُلْ إِنَّ الْخَيْرَ مِنَ الدِّينِ خَيْرٌ وَأَنَّ الْأَنْفُسَ وَأَهْلِيئَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُ ذَلِكُ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۚ	راے پیغمبر اکرم دے میں تو بڑے دن (قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اگر اپنے مالک کی نافرمانی کروں کہہ دے میں تو اللہ تم کو پوجتا ہوں، خالص اسی کی بندگی کرتا ہوں تم اس کے سوا جس کو چاہو پوجو، راے پیغمبر اکرم دے (دراصل) ٹوٹا اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے گھروالوں کو ہار سٹھیں گے سن لے یہی تو کھلا نقصان ہے راے پیغمبر اکرم دے بھائیو تم اپنی جگہ (جو کرتے ہو وہ) کیے جاؤ میں (جو کرتا ہوں وہ) کیے جاؤ گا تم آگے چل کر ضرور جان لو گے (دنیا میں) رسوا کرنے والی آفت کس پر آتی ہے اور ہمیشہ کا عذاب (آخرت میں) کس پر اترتا ہے۔
۲۴	"	۴	قُلْ لِيُقِيمُوا أَعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُجْزِيهِ وَيَجِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۚ	راے پیغمبر اکرم دے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نا امید نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے بیشک وہی (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم اپنے مالک کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اس کی فرماں برداری کرو، عذاب آئے بعد پھر کوئی تمہاری مدد نہ کر سکے گا اور تم پر بے خبری میں ناگاہ عذاب آجانے سے پہلے جو اچھا کلام تمہارے مالک کی طرف سے تم پر اترتا ہے (یعنی قرآن) اس پر چلو ایسا نہ ہو تم میں سے کوئی شخص یوں کہنے لگے ہائے
"	"	۶	قُلْ لِيُعْبَدِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ الْأَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۚ وَ أَنْبِئُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۚ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۚ إِنَّ تَقْوَىٰ	راے پیغمبر اکرم دے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نا امید نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے بیشک وہی (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم اپنے مالک کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اس کی فرماں برداری کرو، عذاب آئے بعد پھر کوئی تمہاری مدد نہ کر سکے گا اور تم پر بے خبری میں ناگاہ عذاب آجانے سے پہلے جو اچھا کلام تمہارے مالک کی طرف سے تم پر اترتا ہے (یعنی قرآن) اس پر چلو ایسا نہ ہو تم میں سے کوئی شخص یوں کہنے لگے ہائے



پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>نَفْسٌ يَحْسَرُتْ عَلَى مَا فَرَطَتْ فِي  جَنِبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنَ السَّخِرِينَ  أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ  الْمُتَّقِينَ ۗ أَوْ تَقُولُوا حِينَ تَرَى الْعَذَابَ  لَوْ أَنَّ لِي كَرْهٌ فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝  بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا  وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝</p>	<p>انسوس میں نے اللہ کی اطاعت میں کسی کوتاہی کی  اور میں تو بیشک دنیا میں دین کا مسخرہ بن ہی کرتا، یا  یوں کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو راستہ بتلاتا تو آج میں  بھی پرہیزگاروں میں ہوتا۔ یا جب عذاب دیکھ لے تو یوں  کہے کاش ایک بار (اور) میں دنیا میں بھیج دیا جاؤں تو  میں بھی نیکوں میں شامل ہو جاؤں اس وقت اللہ تعالیٰ  فرمائیگا کہ یوں نہیں رہے کافر دنیا میں تو میری آیتیں  تجھ تک پہنچی تھیں لیکن تو نے ان کو جھٹلایا اور شخی کرنے  لگا اور منکر بن بیٹھا۔</p>
۲۲	المومن	۶	<p>فَأَصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَاسْتَغْفِرْ  لِنَفْسِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِأَمْرِ  لَيْسَ بِكَ وَالْإِبْرَاهِيمَ  فَأَسْتَعِذُّ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ</p>	<p>تو اے پیغمبر صبر کیے رہ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ  سچا ہے اور اپنے قصور کی بخشش مانگنا اور صبح اور  شام اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرنا۔  تو اے پیغمبر اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہ سب کچھ  سننا دیکھتا ہے۔</p>
		۸	<p>فَأَصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَإِنَّمَا  نُزِيلُكَ بَعْضَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ أَوْ  نَتَوَفِّيكَ فَأَلَيْنَا يُرْجِعُونَ ۝</p>	<p>تو اے پیغمبر صبر کیے رہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا  ہے پھر جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے اگر اس میں سے  کچھ تجھ کو دکھلا میں یا ہم تجھ کو دنیا سے اٹھالیں تو  (بھی یہ کافر سچ نہیں سکتے آخر ان کو ہمارے پاس  لوٹ کر آنا ہے۔</p>
	حم السجدہ	۱	<p>فَأَسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ ۝</p>	<p>سیدھے اسی کی طرف منہ کیے رہو (اسی کی پوجا کرو)  اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔</p>
		۵	<p>إِذْ فَخَّرْنَا بِالنَّبِيِّ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي  بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ  حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا</p>	<p>بڑائی کا بدلہ اچھے سے اچھا کر دیا گیا تو دیکھ  لیگا جو تیرا دشمن تھا وہ ایک دم سے ایسا ہو گیا  جیسے (تیرا) دوسرے دوست اور یہ بات ان ہی کو حاصل</p>

پانہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			وَمَا يَلْقَاهَا إِلَّا ذُو أَحْظِ عَظِيمِهِ	ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور ان ہی کو اس کی توفیق ہوتی ہے جو نصیبے والے ہیں۔
۲۴	حم السجدہ	۵	وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ	اور رے پیغمبر، اگر شیطان کے گدگانے سے تجھ کو گدگی ہو تو اللہ تم کی پناہ مانگ روہ تجھ کو بچا لینگا) بیشک وہ (سب) سنتا جانتا ہے۔
"	"	"	لَا تَسْجُدْ لِلشَّمْسِ وَاللَّقَمَرِ وَ اسْجُدْ لِلَّهِ ط	سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو (وہ تمہاری طرح ایک مخلوق ہیں) اور خدا کو سجدہ کرو۔
۲۵	الشوری	۲	فَلِذَا لِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هَمَمٍ ۚ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ ۚ وَ أُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۚ إِنَّ اللَّهَ رَبَّنَا وَرَبَّكُمْ ط لَنَا أَعْمَالُنَا وَلكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حِجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ	اسی وجہ سے تو (لوگوں کو) بلاتا رہ اور تو خود بھی جس طرح تجھ کو حکم ہوا جہا رہ اور ان کی خواہشوں پر مت چل اور کہہ دے میں تو اللہ نے جتنی کتابیں تمہاری سب پر ایمان لایا اور مجھے یہ حکم ہے کہ تمہارے آپس کے جھگڑوں میں انصاف کروں۔ اللہ ہمارا مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے ہمارا کیا ہمارے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لیے، ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ تعالیٰ جھگڑا تمکو اکٹھا کرینگا اور اسی کی طرف (آخر سب کو) لوٹنا ہے۔
"	"	۳	قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى ط	کہدے (لوگو) میں تم سے خدا کا پیغام پہنچانے پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا، مگر ناطے کی محبت تو رکھو۔
"	"	۴	لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْأَسْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۚ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ	ان لوگوں کے لیے جو ایماندار ہیں اور اپنے مالک پر بھروسہ رکھتے ہیں اور یہ ثواب ان لوگوں کے لیے ہے) جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بھیبائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جو اپنے مالک کا حکم مانتے ہیں اور نماز کو درستگی کے ساتھ ادا کرتے

پارہ	سورۃ	دکوع	آیات	ترجمہ
			وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝	ہیں اور ان کا کام آپس کی صلاح (اور مشورے) سے چلتا ہے اور جو مال متاع، ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن پر کوئی ظلم کرتا ہے تو وہ (ظالم) سے بدلہ لیتے ہیں۔
۲۵	الشوری	۴	وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا مَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ۚ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ طُؤُلُوكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَنِ صَبَرَوْا وَعَفَوْا بِذَلِكَ لَمِنَ عِزِّ الْأُمُورِ	اور برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے اس پر بھی جو کوئی مٹا کر دے اور مل جائے (صلح کر لے) تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بیشک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جس پر ظلم ہوا وہ اگر بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں، الزام تو انہی لوگوں پر ہے جو شروع ہی سے، لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق دھوم مچاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تکلیف کا عذاب ہوگا۔ اور البتہ جو کوئی (دوسرے کے ظلم کرنے پر بھی) صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔
"	"	۵	أَسْتَجِيبُ الرَّبِّ كَمَا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ط مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلَاجٍ يَوْمَئِذٍ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيرٍ	(لوگو) اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ملنے والا نہیں اپنے مالک کا کہا مانو اس دن تم کو نہ تو کمیں پناہ ملے گی اور نہ تم کو اپنے گناہوں کا انکار کرنے کا۔
"	الزخرف	۲	فَأَسْتَمْسِكُ بِالَّذِي أُوْحِيَ إِلَيْكَ ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَعِيمٍ ۝	تو رہے پیغمبر (تجھ کو جو حکم آیا اس کو مضبوط تھام رہے) شریعت پر قائم رہے، بیشک تو سیدھے رستہ پر ہے۔
۲۵	الزخرف	۷	فَذَرَهُمْ يَحْضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يَلْمُوكَ يَا مَعْزُومِي الَّذِي يُوْعَدُونَ	تو رہے پیغمبر ان کو پڑا بکنے اور کھیلنے دے جب تک ان کا دن جس کا ان سے وعدہ ہے آنے پہنچے۔

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۵	الزخرف	۷	فَاَصْفَوْا عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَذَرُوهُمْ يَعْلَمُونَ ط	تو اے پیغمبر! ان سے منہ پھیر لے ریادہ گزر کر (ادکدے راچھا بھائی) سلام آگے چل کر ان کو معلوم ہوگا۔
"	المجادلہ	۲	قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بَعِثْنَا وَاللَّذِينَ لَا يَرْجُونَ آيَاتَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝	اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہدے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کاموں کی امید نہیں رکھتے ان سے درگزر کریں۔ تاکہ ان ہی لوگوں کو ان کے کاموں کا بدلہ دے۔
"	"	"	ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِّ أَلْيَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبَعْنَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّهُمْ لَنْ يَغْنُؤَ أَعْيُنَكَ مِنَ اللَّهِ تَشِينًا ۝ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَبَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝	پھر (موسیٰ کے بعد) ہم نے تجھ کو دین کے رستے میں پر لگا دیا تو اسی پر چلتا رہ اور نادانوں کی خواہشوں پر چل یہ (نادان) لوگ اللہ کے مقابلے میں تیرے کو کام نہیں آئیں گے اور (تجھ میں ان میں دوستی کیسے ہو سکتی ہے) گنہگار گنہگاروں ہی کے دوست ہوتے ہیں اور پرہیزگاروں کا اللہ تم دوست ہے۔
۲۶	الاحقاف	۲	وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ ادْرُبْ عَنِّي ۝ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتِكَ	اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے ماں نے تکلیف اٹھا کر (چھ مہینہ یا زیادہ اس کو پیٹ میں رکھا) اور تکلیف اٹھا کر اس کو خواہ اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جب اپنے زور کو پہنچا اور پھر (چالیس برس کی عمر ہوئی تو کہنے لگا مالک میرے مجھ کو ایسی توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر کروں۔
"	"	"	فَأَصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعُرْمِ مِنَ الرِّسَالِ وَلَا تَعْجَلْ لَهُمْ كَأَنْتُمْ يَوْمَ يَرُونَ مَا لَوْ عَدَّوْنَ ۝ لَكُمُ الْيُسْرَىٰ إِلَّا سَاعَةٌ مِّنْ نَّهَارٍ ۝ بَلِّغْ فَهَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ۝	تو اے پیغمبر! جس طرح ہمت والے پیغمبروں نے رکافروں کے ستانے پر صبر کیا تو بھی صبر کر اور ان کے (عذاب کے) لیے جلدی مت کر جس دن وہ اس (عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ ہے تو ان کو معلوم ہوگا) جیسے وہ دنیا میں رہے ہی نہیں مگر گنہ

بارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
				بھردن رہے ہوں تو رہے ہوں یہ قرآن کیا ہے خدا کا حکم، پہنچا دینا ہے اب خدا کے عذاب سے، وہی تباہ ہونگے جو نافرمان ہیں۔
۲۶	حمد	۲	فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ	تو اسے پیغمبر، اس (اعتقاد پر) جہارہ کو اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور اپنے گناہ کی بخشش کے لیے اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتوں کے لیے دعا مانگتا رہ۔ اور اللہ ہی جانتا ہے تم (دنیا میں) کیا کرتے رہو گے (اور آخرت میں) کہاں رہو گے۔
"	"	۴	فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ الْأَخْلَاقُ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتْرُكَكُمْ أَعْمَالَكُمْ	دائے مسلمانو جہاد سے بودے نہ بنو اور اپنی طرف سے صلح کا پیغام نہ دو اور آخر کار اللہ تم کے فضل سے تم ہی غالب ہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے کاموں کے ثواب میں تمکو گھانا نہیں دینگا۔
"	الحجرات	۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَمِيعٌ عَلِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ إِنَّ الَّذِينَ يَعْضُونَ أَسْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ فَإِنَّ إِلَيْكَ الَّذِينَ امْتَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِتَقُولُوا لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ	مسلمانو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ کر بات نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تم سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ مسلمانو پیغمبر کی آواز سے اپنی آوازیں کو اونچا نہ ہونے دو اور پیغمبر سے اس طرح پکار کر بات نہ کرو۔ جیسے تم ایک دوسرے سے پکار کر کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو تمہارے (نیک) اعمال غارت ہو جائیں (اکارت ہوں) اور تم کو خبر نہ ہو۔ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول کے سامنے اپنی آوازیں دبی (دھبی) رکھتے ہیں ان ہی کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری (کی کسوٹی) پر کس لیا ہے۔ ان کے لیے آخرت میں گناہوں کی معافی اور بڑا نیک (ثواب) ہے۔
			يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَمِيعٌ عَلِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ إِنَّ الَّذِينَ يَعْضُونَ أَسْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ فَإِنَّ إِلَيْكَ الَّذِينَ امْتَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِتَقُولُوا لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ	راہے پیغمبر، جو لوگ تجھ کو حجروں کے باہر سے (جن

بارہ	سورت	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلٰى مَا نَعَلْتُمْ فِي مِثْلِهِ ۝ وَإِعْلَمُوا أَنِّي كَثِيرٌ مِّنَ الْأَمْرِ لَعْنَتُهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَيْكُمْ الْإِيمَانَ وَزَيْنَةً فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضَلَّ مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝</p>	<p>میں آپ تشریف رکھا کرتے تھے، آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر یہ لوگ اُس دم تک دم لیتے جب تک تو ان کے پاس برآمد ہوتا تو ان کے لیے ردین اور دنیا و دنوں میں بہتر ہوتا اور اللہ ان کے اس تصور اور بے ادبی پر بھی اگر وہ توبہ کریں، بخشے والا مہربان ہے۔ مسلمانو! رعلدی مت کیا کرو، اگر کوئی بدکار شخص کوئی خبر لائے تو اس کو تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم بے جانے بوجھے کسی قوم پر چڑھ دوڑو پھر جب اصل حال معلوم ہو، تو اپنے کیے پر پختاؤ اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر تم میں موجود ہے اللہ تم اس کو ہر خبر کا حال تبلا دیگا، بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ تمہارا کماناں میں مان لیا کرے، تو تم آفت میں پھنس جاؤ۔ مگر عمدہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور تمہارے دلوں میں اس کو اچھا کر دکھایا، اور کفر اور نافرمانی اور گناہ سے تم میں نفرت ڈالی ہے۔ یہی لوگ تو اللہ کے فضل اور کرم سے ٹھیک رہنے پر ہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا۔ مسلمانو! مرد، دوسرے مردوں پر نہ نہیں شاید وہ اللہ تم کے نزدیک، ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر نہیں، شاید وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے اچھی ہوں اور ایک دوسرے پر طعنہ نہ مارو اور نہ کسی کو بڑے نام سے جس سے وہ چڑتا ہو، پکارو۔</p>
۲۶	الحجرات	۲	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِن نِّسَاءٍ مِّن نِّسَاءٍ مَّن تَسَاءَلُونَ عَنْ نِسَاءِ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّغَابِ بِسْمِ الْأَسْمِ</p>	

بارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝	ایمان لانے پیچھے ایسی بدبانی کرنی فسق (بدنامی) کی بات ہے اور جو لوگ ایسی حرکتوں سے توبہ نہ کریں وہ بڑے شریر ہیں۔
۲۶	الحجرات	۲	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُّبٌ أَحَدَكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۝	مسلمانو! اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ بہت گمانی کرنے سے بچے رہو کیونکہ بعضا گمان گناہ ہے اور کھوج نہ کیا کرو (توہ نہ لگا یا کرو) اور کوئی تم میں سے دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ بھلا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم (ضرور) اس سے گھن کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تم (بڑا) معاف کرنے والا مہربان ہے۔
"	ق	۳	فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الغُرُوبِ ۚ وَ مِّنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ أَذْبَارَ السُّجُودِ ۚ وَ اسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝	تو (اے پیغمبر) ان کافروں، کلماتوں پر صبر کیے رہ اور سورج نکلنے اور سورج ڈوبنے سے پہلے اپنے مالک کی خوبی تعریف کے ساتھ بیان کرنا رہ اور رات کے وقت اور نماز کے بعد بھی اس کی پاکی بیان کر اور (اے پیغمبر) کان لگا کر سن جس دن پکارنے والا (فرشتہ) جو مقام نزدیک ہے وہاں سے (مردوں) کو پکارے گا۔
۲۷	الذاریت	۳	فَصِرُّوا إِلَى اللَّهِ ط إِنَّ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ فَقَوْلٌ غَنُمُ غَمًّا أَنْتَ بِمَلُومٍ ۚ وَ ذَعْرَفَاتُ الذِّكْرِ الَّتِي تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝	تو (اے لوگو) اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو (اس کی پناہ لو) میں اس کی طرف سے تم کو کھول کر ڈراتا ہوں۔ تو ان کا رکچہ خیال نہ کر تجھ پر کیا عیب ہے اور رسب لوگوں کو نصیحت کیے جا بیشک ایمان والوں کو نصیحت فائدہ دے گی۔
"	الطور	۲	كَذَكَرْنَا نَمَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝ كَذَكَرْتُمْ حَتَّىٰ يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي	تو (اے پیغمبر) تو (لوگوں کو) نصیحت کیے جا اللہ کے فضل سے نہ تو تو کا من ہے نہ باؤلا ہے۔
"	"	"	كَلَّمَ اللَّهُ ط إِنَّ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝	تو (اے پیغمبر) ان کو اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			فِيهِ يُصْعَقُونَ ۗ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۗ	اس دن کو پائیں جس دن بیہوش ہو جائیں گے جس دن ان کا داؤں (فریب) ان کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ ان کو (کہیں سے) مدد ملیگی۔
۷۷	الطور	۲	وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۗ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۗ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ ۗ وَأَدْبَارَ النُّجُومِ ۗ	اور (اے پیغمبر) اپنے مالک کے حکم کا انتظار کرتا رہے کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور جب تو (بیٹھ کر) اٹھے تو اپنے مالک کی خوبی تعریف کے ساتھ جہاں کر اور رات کو بھی اس کی پاکی بیان کر اور جب ستارے ڈوب جائیں۔
۷۸	النجم		فَاعْرِضْ عَنْ مَن تَوَلَّى ۗ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۗ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۗ	تو (اے پیغمبر) جو کوئی ہماری یاد سے منہ موڑے (قرآن اور آخرت) کا خیال نہ کرے، اور صرف دنیا کی زندگی سے غرض رکھے تو اس کی طرف سے منہ پھیرے ان کی عقل میں تک پہنچی ہے۔
	"		فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ۗ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ اَنْتُمْ ۗ	تو اپنی پاکیزگی مت جتاؤ وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے۔
	"	۳	فَاَسْجُدْ لِلّٰهِ وَاَعْبُدْ ۗ وَاِهْتَمِمْ ۗ	تو اسے مومنوالہ کو سجدہ کرو اور اسی کی پوجا کرتے رہو۔
	القمر	۱	فَسَوَّلْ عَنْهُمْ ۗ	تو (اے پیغمبر) ان کا خیال چھوڑ دے۔
	الرحمن	۱	اَلَا تَطْعَمُوْنَ اِنِّى الْمِيزَانُ ۗ وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۗ	اس لیے کہ تم انصاف کی حد سے نہ گذر دو ریا تو نے میں فرق نہ کرو، اور ٹھیک تو لا کر اور ترازو مت مارو۔
	الواقعه	۲	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۗ	تو (اے پیغمبر) اپنے مالک کے نام کی تسبیح کرتا رہو سب سے بڑا ہے۔
	الحديد	۱	اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَلْفِيْنَ فِيْهِ ۗ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۗ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ	اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور جس مال کا تم کو وارث بنایا اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو کیونکہ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ان کو بڑا نیک



پارا	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			وَالرَّسُولُ يَدْعُكُمْ لِتَمُوتُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝	رتو اب، طیگا اور لوگوں کو تم کو کیا ہوا ہے تم اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان نہیں لاتے اور پیغمبر تم کو اپنے مالک پر ایمان لانے کے لیے بلا رہا ہے اور اگر تم کو یقین آئے تو خود تمہارا مالک روزِ الست میں تم سے اقرار لے چکا ہے۔
۲۴	الحدید	۲	إِغْلَبُوا أَنَّ اللَّهَ يَحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝	یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مرے پیچھے رہا پانی برسا کے جلا دیتا ہے۔ ہم نے اپنی قدرت کی نشانیاں تم سے بیان کر دیں اس لیے کہ تم کو عقل پیدا ہو۔
"	"	"	سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَ اللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝	لوگو، اپنے مالک کی معافی (بخشش) کی طرف لپکو اور اس باغِ بہشت کی طرف جس کی چوڑائی (یا پھیلاؤ) آسمان اور زمین (دونوں کی) چوڑائی یا پھیلاؤ کے برابر ہے۔ وہ ان لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے (سب) پیغمبروں پر ایمان لائے یہ معافی اور باغِ ملنا، اللہ کا فضل ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تم بڑے فضل والا ہے۔
"	"	"	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ مَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝	اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا ایسے لوگ ایک تو خود بخلی کرتے ہیں، دوسرے اوروں کو بخلی کرنا سکھاتے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے منہ پھیرے تو اللہ تم کو بے پروا ہے سرسرخو بیوں والا۔
"	"	"	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ آمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِّن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝	راہل کتاب کے) ایمان والو اللہ تم سے ڈرو اور اس کے پیغمبر (حضرت محمد) پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت میں سے دوہرا حصہ دیگا اور تم کو ایسی روشنی دیگا جس کی وجہ سے تم (دلپصرا) پر چل

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
				ہمکو گے اور تمہارے گناہ) تمکو بخش دیگا اور اللہ تم بخشنے والا مہربان ہے۔
۲۸	المجادلہ	۲	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَانْفُسُوا أَيْسُرًا لِلَّهِ لَكُمْ ذِكْرٌ وَإِذَا قِيلَ لَكُمْ قُمْ فَانشُرُوا	مسلمانو! جب تم سے کہا جائے بیٹھنے کے لیے ذرا جگہ دو، تو کھل بیٹھا کرو (جگہ دیدیا کرو) اللہ تمہیں میں تمکو جگہ دیگا اور جب تم سے کہا جائے راپنی جگہ سے اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔
"	"	۱	وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ	اور مہاجرین کو رلوٹ کے مال میں سے جو دیا جائے اس سے ان کے دلوں میں حسد نہیں ہوتا اور مہاجرین کو آرام پہنچانا، اپنے آرام پر مقدم رکھتے ہیں گو ان کو تنگی ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص اپنے نفس کی نجلی اور لالچ سے بچا یا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں گے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے (یعنی قیامت کے لیے) کیا رساں آگے بھیجا ہے اور خدا کا خوف رکھو بیشک اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے خدا کو بھلا دیا (دنیا میں عزق ہو گئے) پھر خدا نے ایسا کر دیا کہ وہ اپنے تئیں آپ بھول گئے۔ یہی لوگ تو نافرمان ہیں۔
"	"	۳	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ لَهُمُ الْفُسْهُمُ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝	مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے (یعنی قیامت کے لیے) کیا رساں آگے بھیجا ہے اور خدا کا خوف رکھو بیشک اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے خدا کو بھلا دیا (دنیا میں عزق ہو گئے) پھر خدا نے ایسا کر دیا کہ وہ اپنے تئیں آپ بھول گئے۔ یہی لوگ تو نافرمان ہیں۔
۲۸	المتحنہ	۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمُ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ ج يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُوْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ۝ إِنَّ كُنتُمْ تَخْرُجُونَ	مسلمانو! میرے دشمن اور اپنے دشمن (یعنی کافروں کو) دوست نہ بناؤ۔ تم ان سے دوستانہ ملاپ کرتے ہو اور وہ تو جو سچا دین دیا سچا کلام قرآن) تمہارے پاس آیا اس کو مانتے ہی نہیں وہ (تو ایسے ظالم ہیں کہ) تم کو اور پیغمبر کو اتنی سی بات پر کہ تم اپنے مالک اللہ پر ایمان لائے (کہ سے) نکال باہر کرتے ہیں اگر تم

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
			<p>فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تَسْرُوتَن إِلَيْهِمْ بِالْمُؤَدَّةِ أَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَمَعْلَهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ يَتَشَفَّوْكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَسْطُورَ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَالسُّوَاءُ بِالسُّوَاءِ وَذُو الْوَلْتِكْفَرِ</p>	<p>میری راہ میں بہادری کے لیے (اپنے اپنے وطن سے) نکلے ہو اور میری خوشی چاہتے ہو تو ان سے ہرگز دوستی نہ رکھو تم چپکے ان سے دوستی لگاتے ہو اور یہ نہیں جانتے کہ میں تمہاری چھپی اور کھلی (دونوں) باتوں سے خوب آگاہ ہوں اور جو کوئی تم میں ایسا کرے گا رکافروں سے دوستی رکھیگا) وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا اگر کہیں تم کو لہ پالیں (تم پر غالب ہو جائیں) تو تمہارے دشمن ہی رہیں گے اور برائی کے لیے اپنے ہاتھ اور زبانیں تم پر پائیں گے (ماریں گے پٹیں گے، گالیاں بھی دیں گے) اور یہ چاہیں گے کہ تم کسی طرح پھر (کافر بن جاؤ۔</p>
۴۸	المتحنہ	۲	<p>يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَمَّا تَوَلَّوْا مَا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَسُؤُا مَن الْآخِرَةِ كَمَا يَبُئِسُ الْكُفَّارُ مِمَّنْ أَصْحَابُ الْقُبُورِ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَمَّا تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقَامًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ</p>	<p>مسلمانو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غصہ ہوا۔ یہ لوگ تو آخرت کے ثواب سے نا امید (محروم) ہو چکے جیسے کافر قبر والوں (مردوں سے) نا امید ہو چکے۔ مسلمانو! ایسی بات منہ سے کیوں کہہ بیٹھتے ہو جس کو کر کے نہیں دکھاتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہے کہ منہ سے کہو اور کرو نہیں۔</p>
			<p>يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَوَلُوا نَصَارَ اللَّهِ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ج وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ وَالْفُقَرَاءُ مِمَّا رَزَقْتُمْ مِمَّنْ تَسْبُلُ أَنْ تَبَاتِي أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَدَقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ</p>	<p>مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بنے رہو۔ مسلمانو! ایسا نہ ہو تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل بنا دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے (رخدا کو بھول جائیں گے) وہ ٹوٹا اٹھائیں گے۔ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرو اس سے پہلے کہ موت تم پر آن موجود ہو۔ اس وقت یوں کہنے لگو مالک ہمارے اگر تو ہم کو تھوڑی اور مہلت دیتا تو ہم خیرات کرتے اور نیک بندوں میں</p>

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۸	التعابن	۱	فَامُنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالنُّوْرَ الَّذِيْ اَنْزَلْنَا ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌۭ	تو اللہ اور اس کے رسول اور نور دینے قرآن اور جو کہ تم نے اتارا ایمان لاؤ اور تم جو کرتے ہو اللہ اس کی خبر ہے۔
"	"	۲	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاَحْذَرُوْهُمْ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌۭ	مسلمانو! ہر شہ پار ہو تمہاری بیویوں اور تمہارے اولاد ہی میں بعضے تمہارے دشمن ہیں ان سے بچو اور اگر تم ان کا قصور معاف کر دو، درگزر کرو بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے رو تمہارے قصور بخش دیگا
"	"	"	فَاتَّقُوْا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاَسْمَعُوْا وَاطِيعُوْا وَاَلْفِقُوْا خَيْرًا اِلَّا نَفْسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقِ شَيْئًا نَفْسِهٖ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَۭ	تو مسلمانو! جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ تعالیٰ ڈرتے رہو اور اس کا حکم سنو اور مانو اور اپنی کی بھلائی کے لیے (اس کی راہ میں) خرچ کرتے رہو جو کوئی اپنی طبیعت کے لالچ اور نجسلی سے بچا یا گیا نے اسکو بچا دیا، تو ایسے ہی لوگ (آخرت میں) مراد پہنچیں گے۔
"	الطلاق	۲	فَاتَّقُوْا اللّٰهَ يٰۤاُوْلِيَ الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَاَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَابَةُ عَلَيْهِمْ اَمْلِكُمْ غِلَظُ شِدَادٍ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَۭ	تو اسے عقل والو! ایماندار لوگو! اللہ تعالیٰ سے مسلمانو! اپنی جانوں کو اور اپنے بال بچوں کو دروزخ آگ سے بچاؤ جس کے بندھن آدمی ہیں اور تپھرو ایسے فرشتے تعینات ہیں جو اٹھ رہے رحم ہیں۔ اللہ جو ان کو حکم دے وہ نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا وہ فوراً بجالاتے ہیں۔
"	التحریم	۱	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلِی اللّٰهِ تَوْبَةٌ لِّصُوْحَاطِ عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يَّكْفِرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّٰتٍ	مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سچی توبہ کرو۔ جس تمہارا مالک (توبہ کی وجہ سے) تمہاری برائیاں تم اتار دے معاف کر دے اور تم کو ان باغوں

ترجمہ	آیات	رکوع	سورۃ
لے جانے جن کے تلے نہیں پڑی بہ رہی ہیں۔ تو رائے پیغمبرؐ تو جھٹلانے والے رکافروں کا کما مت مان۔	تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَلَا تُطْعَمُ الْمَكَدِّبِينَ ۝	۱	القلم
اور اس کی بات مت سن جو بہت تمہیں کھاتا ہے جھوٹا ریا بدکار یا ذلیل، عیب جو دیا طعنے مارنیوالا، چغلیوڑا چھے کام سے روکنے والا حد سے بڑھ جانے والا بڑا گنہگار اکھڑ ظالم یا مٹیو بہت کھانے والا، ان سب باتوں کے سوا ہدایات یہ ساری باتیں اس وجہ سے ہیں کہ وہ پیسے والا ہے بیٹھے رکھتا ہے، جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ہم اس کی سونڈ (ناک) پر داغ لگا نہیں گے۔	وَلَا تُطْعَمُ كُلَّ حَلَّابٍ مَمِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَشَاءٍ بِمِيمِهِ مَمَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ۝ عَثَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ۝ اِنْ كَانَ ذَامَالٍ ذَنِينٍ ۝ اِذَا نَشَىٰ اَعْلَيْهِ اَيْدِنَا قَالَ اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ۝ سَنَسِيهِمْ عَلٰى الْخُرطومِ ۝	۱	القلم
تو اپنے مالک کے حکم میں صبر کیے رہ اور مچھلی والے (یعنی پونس پیغمبرؐ کی طرح) جلد باز مت بن۔	فَا صَبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۝	۲	المعارج
رائے پیغمبرؐ تو ان کافروں کے جھٹلانے پر اچھا صبر کیے رہ۔	فَا صَبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝	۱	المعارج
تو رائے پیغمبرؐ ان کو بکنے دے اور کھیلنے دے یہاں تک کہ وہ دن ان پر ان پہنچے جس کا ان سے وعدہ ہے۔	فَذَرَهُمْ خِيْرًا وَّ اَوْ اَوْ يَلْعَبُوْا حَتّٰى يَلْقَوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝	۲	المعارج
اور اپنے مالک کا نام رٹتا رہ اور سب سے توڑ کر اسی کا ہو جا۔ اور کافر جو تیری نسبت کہتے ہیں اس پر صبر کیے رہ اور عمدگی کے ساتھ ان سے الگ ہو جا اور جو مالدار جھٹلانے والے (کافر) ہیں ان کو میرے اوپر چھوڑ دے میں ان سے بھگت توں گا، اور انکو تھوڑی سی مہلت ہے۔	وَ اذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَشِّرْ اِلَيْهِ تَبَتُّبًا ۝ وَ اَصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اَنْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَ ذَرِنِيْ وَ الْمَكَدِّبِيْنَ اُولِي النِّعْمَةِ وَ مَهْلَمُ قَلِيْلًا ۝	۱	المزمل

پارہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۲۹	المنزل	۲	وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ رَّحِيمٌ	اور اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش چاہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔
"	المدثر	۱	يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ ۚ وَتِيَا بَكَ فَطَهَّرْ ۚ وَاللَّجْجُزَا هَجْرٌ ۚ وَلَا تَمَنَّئَنَّ تَسْتَكْبِرُ ۚ وَلِوَلِيِّكَ فَاصْبِرْ ۚ	اے (روح کی) ہیبت سے (کپڑا پلٹنے والے) اٹھ اور (کہہ) والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا اور اپنے مالک کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو صاف رکھ اور (بتوں کی) پلیدی سے الگ رہو اور اس نیت سے احسان نہ کر کہ اس سے اچھا بدلہ ملے اور اپنے مالک کی خوشی کے لیے (جو مصیبتیں تجھ کو پیش آئیں ان پر صبر کر۔
"	"	"	ذُرِّيُّ وَ مَنْ خَلَقْتُ ذَحِيْدًا ۙ وَ جَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۙ وَ بَنِيْنَ شُهُودًا ۙ وَ مَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيْدًا ۙ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَهُ ۙ كَلَّا ۙ	مجھ کو اور اس کو چھوڑ دے اس کی سزا میرے ذمہ جس کو میں نے (دنیا میں) اکیلا پیدا کیا پھر اس کو بڑھانا ہوا مال دیا اور (جوان جوان) بیٹے جو رہزنگہ اس کے ساتھ رہتے ہیں (بارہ یا تیرہ بیٹے) اور ہر طرح میں نے اس کو فراغت دی اس پر بھی (کج بخت) یہ آرزو کرتا ہے کہ میں اس کو (آخرت میں) اور زیادہ دوں یہ کبھی نہیں ہو سکتا (اسکو بہشت نہیں مل سکتی)
"	الدهر	۲	فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ وَلَا تَطِعْ مِنْهُمْ اِثْمًا ۙ اَوْ كُفُوْرًا ۙ وَ اذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً ۙ وَ اَصِيْلًا ۙ وَ مِنْ اَيْلٍ فَاَسْبُدْ لَهُ ۙ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا ۙ طَوِيْلًا ۙ	تو اپنے مالک کے حکم کے انتظار میں صبر کیے رہیجا اور (کافروں میں سے کسی بدکار یا ناشکرے کا کہنا مت مان اور صبح اور شام اپنے مالک کا نام چپیتا رہ (رتارہ) اور رات کو بھی اسکو سجدہ کر (مغرب اور عشا کی نماز پڑھ) اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولتا رہ۔
۳۰	الاعلى	۱	سَبِّحْ اِسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ۙ	راے پیغمبر اپنے مالک کے نام کی جو سب سے بلند ہے پاکی بیان کر۔

پاراہ	سورۃ	رکوع	آیات	ترجمہ
۳۰	الاعلیٰ	۱	فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۝ فَذَكِّرْ قَدْ نَسَّ إِنَّمَا أَنتَ مَذْكُورٌ ۝	اور تو (اے پیغمبر) سمجھائے جا فائدہ ہو یا نہ ہو۔ تو (اے پیغمبر) لوگوں کو سمجھا تا رہ تیرا کام بس یہی سمجھانا ہے۔
"	الفجر		كَلَّا ۚ بَلْ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ ۚ وَلَا تَحْضُونَ عَلَيْهِ طَعَامَ الْمَسْكِينِ ۚ وَتَأْ كُلُونَ التَّرَاثُ أَكَالًا تَمَّاهُ ۚ وَتَحْبُونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۚ	یہ بات نہیں ہے بلکہ تم اس سے بدتر کام کرتے ہو تم یتیم کی خاطر داری نہیں کرتے اور محتاج کو کھانا کھلانے کے لیے اپنے تئیں یا دوسروں کو رغبت نہیں دلاتے اور فردے کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کی محبت میں مرے جلتے ہو۔
"	البلد		فَلَا اتَّخَمَ الْعَقَبَةَ ۚ وَمَا أَذْرَبْكَ مَا الْعَقَبَةُ ۚ فَكُ رَقَبَةٍ ۚ أَوْ إِطْعَمٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْجَبَةٍ ۚ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۚ أَوْ مَسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۚ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۚ	پھر بھی وہ گھاٹی لانگھ نہ سکا اور (اے پیغمبر) تو کیا جانے گھاٹی کیا ہے۔ ایک گردن چھوڑا دینا یا بھوک کے دن یتیم بن باپ کے لڑکے کو کھانا کھلانا جو نا طے نا بھی ہو یا خاک نشین مسکین کو دیکھ ان باتوں کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر اور رحم کرنے کی صلاح دیتے ہیں۔
"	الضحیٰ	۱	فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۚ وَأَمَّا السَّأِيلَ فَلَا تَنْهَرْ ۚ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۚ	تو یتیم کو مت دبا، اور مانگنے والے رفیق کو مت جھڑک اور (لوگوں سے) اپنے مالک کا احسان بیان کرنا رہ۔
"	الانشراح	۱	فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۚ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْجَبْ ۚ	پھر جب تجھ کو دنیا کے کاموں سے فراغت ہو تو محنت کر اور اپنے مالک کی طرف دل لگا۔
"	العلق	۱	إِنشَاءً بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ	(اے پیغمبر) اپنے مالک کے نام سے جس نے رب خلقت کو پیدا کیا (قرآن) پڑھ۔
"			إِنشَاءً وَرَبِّكَ الْكَرِيمَ ۚ	(اے پیغمبر) پڑھ اور تیرا مالک بڑے کرم والا ہے۔

پارہ	سورۃ	آیات	ترجمہ
۳۰	العلق	كَلَّا لَا تَطِيعُ وَلَا تُجِدُ ..... وَ اَثْرِبَ ۝	راے پیغمبرؐ ہرگز اس کا کنا مت مان اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں رُسجدہ کرتا رہے اور اس کی نزدیکی حاصل کرتا رہے۔
۱۱	الہمزہ	وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝	ہر طعنہ مارنے والے غیبت کرنے والے کی خرابی ہوگی جس نے مال سمیٹا اور اس کو گن گن کر رکھا۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال سدا اس کو زندہ رکھے گا
۱۱	القریش	فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ۝ وَآمَنَهُمْ مِنَ خَوْفٍ ۝	تو ان کو چاہیے کہ رگہ میں اطمینان سے رہیں اور گھر کے مالک کو پوجتے رہیں، جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا (سوداگری کر اگر پیسہ کمایا) اور ان کو ڈر سے امن دلایا۔
۱۱	النصر	فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ۝ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۝ ط إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝	تو تعریف کے ساتھ اپنے مالک کی پاکی بیان کر اور اس سے بخشش مانگ۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔
۱۱	الفلق	قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝	راے پیغمبرؐ کہہ دے میں نپاہ میں آیا اس خدا کی جو صبح کا مالک ہے ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی اور اندھیری رات کی بدی سے جب وہ چھا جائے اور گندہ پر پھونکنے والیوں کی بدی سے (جادو گرئیوں کے جادو سے) اور ہونسنے والے (حد کر نوالے) کی بدی سے جب وہ ہونسنے۔
۱۱	الناس	قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوسِّسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝	راے پیغمبرؐ کہہ میں نپاہ میں آیا لوگوں کے مالک کے لوگوں کے بادشاہ کے لوگوں کے خدا کے اس وسوسہ ڈالنے والے چھپ جانے والے کی بدی سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے یہ وسوسہ ڈالنے والا (شیطان) جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے



# پانچواں باب

## پینمبروں کے اقوال و ارشادات

۱- حضور نبی کریم

۲- حضرت عیسیٰ

۳- حضرت ادریس

نوٹ : یہ اقوال ارمان سرحدی کی کتاب "حسن الکلام" سے انتخاب کیے گئے ہیں

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

سرداری، اطاعت و تعظیم | اس شخص کی اطاعت نہ کرو، جو اللہ کی اطاعت نہ کرتا ہو۔

★ اگر ایک جھٹی تم پر سردار مقرر کر دیا جائے اور اس کا سر انگور کے دانے کے برابر ہو، مگر وہ کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کی اطاعت کرو۔

★ بوڑھوں کی تعظیم کرو تاکہ جب تم بوڑھے ہو جاؤ تو نوجوان تمہاری تعظیم کریں۔

★ تمہارے بہترین سردار وہ ہیں، جن سے تم محبت کرو اور وہ بھی تم سے محبت کریں جنہیں تم دعا دو اور وہ بھی تمہیں دعا

دیں۔ اور بدترین سردار وہ ہیں جن سے تم نفرت کرو اور وہ بھی تم سے نفرت کریں۔

★ امیر کی اطاعت کرو، مگر گناہ کرنے کا حکم دے تو انکار کرو۔

★ سنت میں سے ایک بات یہ ہے کہ آدمی تعظیم کے طور پر مہمان کے ساتھ اس کے گھر کے دروازے تک جائے۔

★ اگر تمہارے پاس کسی بھی قوم کے بزرگ آئیں تو ان کی تعظیم کرو۔

★ جو شخص یہ خواہش رکھے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جائیں، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

غرور | آدمی کے لیے یہی بُرائی کافی ہے کہ وہ کسی دوسرے کو حقیر جانے۔

★ مغرور وہ ہے جو حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر جانے۔

★ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کیا کریں گے۔

★ جس میں راتیں برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

★ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔

پڑوسی اور عزیز و اقارب | جو شخص چاہتا ہے کہ خدا اس کا رزق فراخ کرے تو اسے چاہیے کہ رشتہ داروں سے

تعلق قائم رکھے اور ان سے اچھا سلوک کرے۔

★ ہمسایے کا حق صرف یہی نہیں کہ تو اسے دکھ نہ دے بلکہ اس کے ساتھ احسان کرنا بھی ضروری ہے۔

★ جو شخص ناحق اپنی قوم کی حمایت کرے وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو کنویں میں گرے پھر اسے اس کی دم پکڑ کر کھینچا جائے۔

★ قیامت کے دن غریب پڑوسی امیر پڑوسی کا دامن پکڑے گا۔

★ جو شخص تمام رات عبادت کرے اور دن بھر روزہ رکھے اگر اس کا پڑوسی اس سے تکلیف میں ہے تو وہ دوزخی ہے۔

☆ قریبی رشتہ دار اور عزیز محتاج ہوں تو غیر پر کوئی صدقہ نہیں۔

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے ہمسایوں کا جھگڑا پیش ہوگا۔

☆ رشتہ داری کو قطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

☆ تجارت | گرانی کے خیال سے غلہ روک رکھنے یا بند رکھنے والا سوداگر ملعون ہے۔

☆ امین اور راست باز تاجر، بیویوں، صدیقیوں، شہیدوں اور صالحین کی صف میں ہوگا۔

☆ جو شخص عیب دار چیز بیچے اور خریدار کو اس عیب سے آگاہ نہ کرے، خدا کا غضب اس پر بھڑکتا رہتا ہے۔

☆ جو شخص نمونہ کچھ بتائے اور مال کچھ دے وہ ملعون ہے۔

☆ سچائی اور امانت و دیانت | تیرا بہترین جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے بھی حق بات کہنے سے نہ ڈرے۔

☆ بہترین گواہ وہ ہیں جو دریافت کرنے سے پہلے گواہی دیں اور سچی بات کہیں۔

☆ جس نے کسی کو ایسا مشورہ دیا، جسے وہ اچھی طرح جانتا ہو کہ یہ درست نہیں، تو اس نے خیانت کی۔

☆ انسان جب جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کے جھوٹ کی بدبو سے میل بھر دوڑ چلے جاتے ہیں۔

☆ بخل، سخاوت، خوش خلقی، گفتگو | بخل اور بد خلقی مومن میں جمع نہیں ہو سکتی۔

☆ بہت سخیوں کا گھر ہے۔

☆ آدمی کی بُرائی کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ زبان دراز، فحش گو اور بخیل ہو۔

☆ سخی، خدا کے نزدیک عابد بخیل سے بہتر ہے۔

☆ قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں خوش خلقی سب سے زیادہ وزن دار چیز ہوگی۔

☆ انسان اپنی زبان کے سبب پھسلتا ہے قدموں کے پھسلنے سے بھی زیادہ سخت۔

☆ نجات پانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اپنے گھر میں پڑے رہو اور اپنے گناہوں پر روؤ۔

☆ انسان کے لیے سب سے زیادہ خطرناک شے اس کی زبان ہے۔

☆ بہت سے لوگ صرف زبان کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

☆ انسان کی دو عادتیں بہت بُری ہیں، انتہا درجہ کا بخل اور نامردی۔

☆ دوسرے کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔

☆ سخی لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، آگ سے دُور ہے۔ اور بخیل اللہ سے دُور ہے،

لوگوں سے دُور ہے، جنت سے دُور ہے اور آگ سے قریب ہے۔

☆ رحم، ظلم، قناعت، حرص | جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

★ قناعت وہ خزانہ ہے جسے لوٹا نہیں جاسکتا۔

★ ابن آدم کو ان چیزوں کے سوا اور کسی شے پر حق نہیں، رہنے کا گھر، پہننے کا کپڑا اور خشک روٹی اور پانی۔

★ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں۔ ایک مال کی حرص، دوسرے عمر کی حرص۔

★ دو بھوکے بھٹیڑے بکریوں پر چھوڑ دیے جائیں تو وہ اتنا فساد برپا نہیں کرتے، جتنا دولت اور مرتبے کی حرص انسانوں کے

دین میں فساد پیدا کرتی ہے۔

★ مظلوم کی فریاد سے ڈر کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

★ لوگ ظالم کو دیکھیں اور اُسے ظلم سے باز رکھنے کی کوشش نہ کریں تو اللہ کا عذاب انہیں بھی احاطہ کر لے گا۔

★ درہم و دینار کے بندہ پر لعنت کی گئی ہے۔

★ جو شخص اللہ کے دیے ہوئے تھوڑے رزق پر راضی ہو جاتا ہے، خدا اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔

★ دو ایسے حرصیں ہیں کہ ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک علم کا حرص کہ علم سے اس کا پیٹ نہیں بھرتا، دوسرا دنیا کا حرص کہ

دنیا سے اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔

## اوامر و نواہی اور منفرق ارشادات

★ والدین کو دکھ نہ دو خواہ وہ تمہیں اولاد اور جائداد سے محروم کر دیں۔

★ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو تعریف میں مبالغہ سے کام لیتے ہوں تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

★ شعر کلام ہے، بعض اچھا کلام اچھا شعر ہے اور بعض بُرا شعر بُرا کلام ہے۔

★ دو نعمتوں سے اکثر لوگ نقصان اٹھاتے ہیں، تندرستی اور کاروبار سے فراغت میں۔

★ دنیا کو چھوڑ دے تاکہ تیری طرف رغبت کے ساتھ آئے۔

★ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

★ بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔

★ بہترین شخص وہ ہے جس کے متعلق لوگوں کو یقین ہو کہ یہ برائی نہیں کرے گا۔ بلکہ اس سے نیکی ہی کی توقع ہو۔ اور

بدترین شخص وہ ہے جس سے لوگوں کو نیکی کی توقع نہ ہو بلکہ ڈر ہو کہ یہ کہیں بدی نہ کرے۔

★ لوگو! تم اپنے ماں باپ کی قسمیں نہ کھایا کرو اور نہ بتوں کی، اور خدا کی قسم بھی صرف اس وقت کھایا کرو جبکہ تم سچے ہو۔

★ بُرے ناموں کو بدل دیا کرو۔

★ قیامت کے دن تم کو تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا اس لیے اچھے نام رکھا کرو۔

- ★ کلام میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہوئے۔
- ★ انسان سو رہے ہیں۔ جب میں گے تب بیدار ہوں گے۔
- ★ بعض بیان جادو کی مانند ہوتے ہیں اور بعض علمِ جہالت ہوتے ہیں۔ بعض شعرِ حکمت ہوتے ہیں اور بعض باتیں وبال جان ہوتی ہیں۔
- ★ جو شخص محض اس لیے علم حاصل کرتا ہے کہ عالموں سے مقابلہ کرے اور جاہلوں سے مجادلہ کرے تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں وہ جہنمی ہے۔
- ★ شرابِ مت پیو کہ یہ تمام فواحش کی بنیاد ہے۔
- ★ حیا ایمان کی نشانی ہے اور صبرِ فتحمندی کی علامت ہے۔
- ★ خدا جاہل کو دوست نہیں رکھتا۔
- ★ اچھا آدمی وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔
- ★ جو شخص اپنے نفس پر سوال کا دروازہ کھولتا ہے خدا اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے، جسے ساری مخلوق مسدود نہیں کر سکتی۔
- ★ لوگوں میں بڑا وہ ہے جس کی عزت محض اس کے شرکے خوف سے کی جائے۔
- ★ جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔
- ★ ہمارا جو وہ ہے جس نے ممنوعاتِ الہی کو ترک کیا۔
- ★ گناہ مت کرو اس لیے کہ گنہگار پر اللہ کا غصہ حلال ہو جاتا ہے۔
- ★ جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی میں سے ہے۔
- ★ جو اپنی ناداری کا ذکر زبان پر نہ لائے، تنگی میں دستِ سوال دراز نہ کرے۔ خدا خود اس کا کفیل بن جاتا ہے اور اسے لوگوں کے احسان سے بچاتا ہے۔
- ★ ایماندار شخص اپنے گناہ کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے جو اس پر گرتا معلوم ہوتا ہے اور بدکار اپنے گناہ کو یوں محسوس کرتا ہے۔ جیسے ایک کبھی اس کی ناک پر بیٹھی اور ہاتھ ہلانے سے اڑ گئی۔
- ★ تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات اس قانون اور ہدایت کے تابع نہ ہوں جو میں لے کر آیا ہوں۔
- ★ جو شخص سلام کہنے سے قبل بات شروع کر دے اس کی بات نہ سُنو جب تک پہلے سلام نہ کرے۔
- ★ تم سب شانِ ہو اور اپنی اپنی رعیت کی بابت پوچھے جاؤ گے۔
- ★ جو شخص نجومی (کاہن) کے پاس جائے اور اسی کے بیان کو سچا جانے وہ اس چیز سے منکر ہو جو مجھ پر نازل ہوئی۔
- ★ کسی کا حال پوچھنے کے بعد اظہارِ ہمدردی نہ کرنا نفاق کی علامت ہے۔
- ★ کسی چیز سے تیرا محبت کرنا تجھے اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

☆ رونا دل کو روشن کرتا ہے۔

☆ دو چیزیں انسان کو دوزخ میں لے جانے والی ہیں، منہ اور شہر مگاہ۔

☆ السلام علیکم کہنے سے مسلمان کی رنجش ختم ہو جاتی ہے۔

☆ اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں پانی مت پیو بلکہ دو اور تین دفعہ ٹھہر کر پیو۔ اس طرح پینا زیادہ ٹیکین دینے والا، زیادہ زود ہضم اور زیادہ صحت بخش ہوتا ہے۔

☆ جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔

☆ حاجت مند کو کھانا کھلانا اور واقف ناواقف سب کو سلام کرنا بہترین عادت ہے۔

☆ بُروں کے ساتھ نیکی کرنا نیکوں کا کام ہے اور ————— نیکوں کے ساتھ بُرائی کرنا بُروں کا کام۔

☆ جس نے دکھاوے کے لیے ایسی وضع بناٹی جو اس کی اصلی نہیں تو گویا اس نے فریب کے دو کپڑے پہن لیے۔

☆ جو شخص خواب میں مجھے دیکھے وہ بیداری کی حالت میں مجھے دیکھے گا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

☆ اولاد بخل، نامردی اور بزدلی کا باعث ہے اور یہ اولاد خدا کے پھول یا خدا کی نعمت ہے۔

☆ بڑھاپے میں بالوں کی سفیدی کو ہندی سے بدل دو۔

☆ گھر سے جاتے وقت گھر والوں کو سلام کہہ کر باہر جاؤ اور واپسی پر داخل ہوتے وقت بھی انہیں سلام کہو۔

☆ مرغ کو گالی مت دو کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔

☆ خدا تمہاری صورت اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور عمل کو دیکھتا ہے۔

☆ اونٹ ہا لیٹنا خدا کو پسند نہیں۔

☆ تین کاموں میں دیر نہ کرو: نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ میں جب وہ تیار ہو، بیوہ عورت کے نکاح میں جب اس کے لیے مناسب رشتہ مل جائے۔

☆ پیتے وقت برتن میں سانس نہ لو اور نہ اس میں پھونک مارو۔

☆ جو شخص کوئی بُرا خواب دیکھے اُسے چاہیے کہ بائیں جانب تین مرتبہ کھٹوک دے اور خدا سے تین بار پناہ مانگے پھر کروٹ بدل کر سو جائے۔

☆ زیادہ سچا خواب صبح کے وقت کا ہے۔

☆ شرک نہ کرو خواہ کوئی تمہیں زندہ آگ میں جھونک دے۔

☆ انسان لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی بات کہتا ہے تو اس بات کے سبب دوزخ میں گرتا ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان فصلے سے بھی زیادہ بلندی سے۔

- ★ خدا جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے امتحان میں ڈالتا ہے۔
- ★ اونچی آواز سے تکبیر نہ کہو کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر حاضر شخص کو نہیں پکار رہے۔
- ★ دو آدمیوں کے درمیان صلح کرادینا صدقہ ہے، کسی کو سہارا دے کر سوار کرادینا صدقہ ہے کسی کا مال لے کر دینا صدقہ ہے، راستے سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔
- ★ خاموشی نجات کا ذریعہ ہے۔
- ★ جہاد میں پیٹھ نہ دکھاؤ خواہ سارا لشکر خاک و خون میں لوٹ چکا ہو۔
- ★ بیٹے کے لیے باپ کا سب سے بڑا عطیہ یہی ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کرے۔
- ★ سخت قحط یہ نہیں کہ تم پر بارش نہ ہو بلکہ سخت قحط یہ ہے کہ تم پر بارش ہو اور خوب ہو مگر اس کے باوجود زمین کوئی شے نہ اگاٹے۔
- ★ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ عبث اور بے کار کاموں کو چھوڑ دے۔
- ★ قسم کے ذریعہ خرید و فروخت بڑھ جائے تو بڑھ جائے مگر کمانی گھٹ جاتی ہے۔
- ★ جب کبھی تمہارے درمیان راستہ کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو راستے کی چوڑائی سات ہاتھ رکھو۔
- ★ جو شخص کسی شے پر لعنت کرتا ہے اور وہ اس لعنت کی مستحق نہ ہو تو لعنت کرنے والے کی طرف وہ لعنت لوٹ آتی ہے۔
- ★ دینی امور کو ظاہر کرنے میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کرو۔
- ★ مومن کا دل غمگین رہتا ہے مگر چہرہ ہمیشہ لبشاش ہوتا ہے۔
- ★ بہترین گھروہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جائے اور بدترین گھروہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بُرا سلوک کیا جائے۔
- ★ بہترین صدقہ وہ ہے جو مقدر کے مطابق دیا جائے۔
- ★ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کو غصہ آتا ہے اور عرش الہی کانپ اٹھتا ہے۔
- ★ بُری بات سمجھانے والا اسی طرح ہے جس طرح اس پر عمل کرنے والا۔
- ★ جب تیری نیکی تجھے بھلی معلوم ہو اور تیری برائی تجھے بُری لگے تو تو مومن ہے۔
- ★ جب کوئی بات تیرے دل میں تردد پیدا کرے یا شبہ میں ڈالے تو اسے ترک کر دے۔
- ★ اگر تو کسی دشمن کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے مصیبت سے نجات دے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔
- ★ تین افراد بیٹھے ہوں تو دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

☆ لڑکا تمھاری جنت اور تمھاری دوزخ ہے۔

☆ تنہائی بُرے ہم نشین سے بہتر ہے، صالح ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے، بھلائی کا سکھانا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموشی بُرائی کی تعلیم سے بہتر ہے۔

☆ زیادہ نہ ہنسو، اس لیے کہ زیادہ ہنسنادل کو مُردہ کر دیتا ہے اور چہرے کی شگفتگی زائل ہو جاتی ہے۔

☆ آپس میں تین دن سے زیادہ خشکی اچھی نہیں۔ چاہیے کہ پہلے اُسے سلام کیا جائے۔ اگر جواب نہ دے تو دوبارہ سلام کیا جائے۔ پھر بھی جواب نہ دے تو تیسری مرتبہ سلام کہے۔ پھر بھی جواب نہ دے تو اس کا گناہ اُسی کے ذمہ ہے۔

☆ سب سے بڑا سود مسلمان کی ناحق آبروریزی ہے۔

☆ بہت سے لوگ گزر رہے ہوں تو ان میں سے ایک کا سلام کہ دینا کافی ہے۔ اسی طرح بیٹھے ہوؤں میں سے ایک کا جواب دے دینا کافی ہے۔

☆ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھو (جو شخص جس مرتبہ کا ہو اس سے اسی طرح سلوک کرو)

☆ کسی میں کوئی عیب دیکھو تو اسے چھپا لو۔

☆ مخلوق خدا کا کنبہ ہے پس جس نے خدا کے کنبے کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔

☆ دوست کے ساتھ محبت میں زیادہ نہ بڑھو، کیونکہ ممکن ہے کبھی اس سے بگڑ جائے اسی طرح دشمنی میں بھی حد سے نہ بڑھو

☆ کیونکہ ممکن ہے کبھی اس سے تعلق قائم ہو جائے۔

☆ بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو اپنی اس بیٹی کے ساتھ اچھا سلوک کرے، جو تیرے پاس لوٹائی گئی ہو (جسے طلاق ملی ہو، یا اس کا شوہر مر گیا ہو)

☆ محض خدا کی رضامندی کے لیے آپس میں محبت اور دوستی رکھنا اور محض خدا کی رضامندی کے لیے لوگوں سے عداوت اور بغض رکھنا ایمان کی سب سے مضبوط شاخ ہے۔

☆ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔

☆ کسی کی عیب جوئی کا خیال آنے پر یہ جان کر رک جاؤ کہ مجھ میں بھی کچھ عیب ہیں۔

☆ تامل رحمان کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے۔

☆ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑے۔ بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کو پچھاڑے یعنی غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

☆ اگر تم میں سے کسی کو غصہ آ جائے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

☆ قیامت کے دن حقداروں کے حقوق ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کے لیے سینگ دار بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔

☆ درہم و دینار کے بندہ پر لعنت کی گئی ہے۔



- ★ جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں اس نے آخرت کے لیے کیا بھینجا اور لوگ پوچھتے ہیں اس نے اپنے پیچھے کیا چھوڑا۔
- ★ سوار پیدل کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔
- ★ جس طرح اکیلی بکری کو بھڑیا پالیتا ہے اس طرح شیطان اس شخص کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے جو جماعت سے نکل جائے۔
- ★ اپنی ڈکار کو مختصر اور کوتاہ کر کیونکہ قیامت کے دن بڑی بھوک رکھنے والا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں خوب پیٹ بھر کر کھاتا رہا ہو۔
- ★ کوئی عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔
- ★ پرہیزگاری اور اصل آرزوؤں اور امیدوں کی کمی کا نام ہے۔
- ★ بدترین انسان وہ ہے جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں۔ دوستوں میں عداوت ڈالتے ہیں اور پاک لوگوں میں شر پھیلاتے ہیں۔
- ★ اسلام کو ایک اونٹ سمجھو جس کی کوہان جہاد ہے۔
- ★ جو شخص سرمہ لگائے تو طاق سلاٹیاں لگائے اور جو کچھ کھائے پھر خلال کرے تو خلال سے جو چیز باہر آئے اسے پھینک دے۔
- ★ تم میں سے کوئی شخص کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔
- ★ جب کوئی شخص سوکرائے تو تین دفعہ ہاتھ دھوئے تب برتن چھوئے۔
- ★ ہر نیکی صدقہ ہے۔
- ★ جو خدا کے لیے جھکتا ہے، خدا اسے بلند کرتا ہے۔
- ★ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر دو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔
- ★ مجھے غریبوں میں تلاش کرو کیونکہ غریبوں ہی کے ذریعہ تمہیں مدد اور روزی ملتی ہے۔
- ★ صرف عالم یا معلم ہی انسان کملانے کے حقدار ہیں، باقی سب مکھیاں ہیں۔
- ★ دنیا فرور ہے اور اس کے طالب گتے ہیں۔
- ★ زیادہ قسمیں کھانا برکت کو کھو دیتا ہے۔
- ★ دنیا محنت اور آزمائش کا گھر ہے۔
- ★ سود اگرچہ زیادہ ہو لیکن اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔
- ★ ایک ساعت کا انصاف ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔
- ★ دنیا مکر ہے اور مکر کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی۔
- ★ صدقہ گناہ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو پانی کی طرح بجھا دیتا ہے۔
- ★ ذات الجنب بیماری کا علاج زیتون کے تیل اور بھری قسط سے کرو۔
- ★ خدا نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جس کے لیے دوا نہ ہو۔

★ علاج معالجہ کے سلسلہ میں سب سے بہترین شے سینگی کھجوانا ہے۔

★ لتا بے وقوفوں کی وادی ہے۔

★ مالدار آدمی کا اپنے قرض کی ادائیگی میں دیر کرنا ظلم ہے۔

★ شہید کے تمام گناہ معاف کیے جائیں گے، مگر قرض معاف نہ ہوگا۔

★ تم نسبوں کے سبب کسی شخص کو برا نہ کہو۔

★ دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

★ غیبت زنا سے بدتر ہے اس لیے کہ زانی کی توبہ قبول ہو سکتی ہے مگر غیبت کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ جب تک کہ وہ شخص خود اسے معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہو۔

★ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو اور مبالغے میں شیطان کی وکالت نہ کرو۔

★ تقدیر پر سبقت لے جانے والی کوئی شے ہوتی تو وہ نظر بد ہو سکتی تھی۔

★ ہر بیماری کی دوا ہے مگر ایک بیماری کی کوئی دوا نہیں اور وہ بڑھا پاپ ہے۔

★ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

★ ایک عالم کی گمراہی دنیا بھر کی گمراہی کا باعث ہوتی ہے۔

★ آدمی کے تین دوست ہیں ایک روح نکلنے تک ساتھ دیتا ہے دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک۔ روح نکلنے تک مال ساتھ رہتا ہے، قبر تک عزیز و اقارب ساتھ جاتے ہیں اور قیامت تک کے ساتھی اس کے اعمال ہیں۔

★ جو شخص مینے میں تین بار صبح کے وقت شہد چاٹ لے وہ کسی بڑی مصیبت اور بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔

★ جس شخص کے دل میں شگون یا فال بد سے کوئی تردد پیدا ہو جائے اسے یہ بات خدا پر توکل اور بھروسہ کرنے سے دور کر دیتی ہے۔

★ جو شخص اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ وہ کہاں سے دولت کماتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ اسے کہاں سے دوزخ میں داخل کرتا ہے۔

★ شگون بد کوئی شے نہیں، ستارے کے طلوع و غروب کے اثرات اور صفر کوئی شے نہیں۔ اگر کسی چیز میں شگون بد ہوتا تو گھر، گھوڑے اور عورت میں ہوتا۔

★ نمازی کا کپڑا اگر دس دم پر خرید گیا ہو اور اس میں ایک درم بھی حرام کا ہو تو جب تک کپڑا اس کے بدن پر ہے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

★ منتر، منکے اور ٹوٹکے شرک ہیں۔

★ جو شخص کوئی چیز لشکانے یا باندھے (تعویذ وغیرہ) وہ اسی کے حوالے کیا جاتا ہے۔

★ یاد رکھو، کوئی بُراشگون کسی مسلمان کو کسی کام سے نردو کے۔

★ جو شخص کسی فال گو یا نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے۔ اس کی چالیس دن رات کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔

★ ایماندار شخص دیر سے غصہ میں آتا ہے اور جلد راضی ہو جاتا ہے۔

★ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

★ بچھو پر خدا کی مار ہو نمازی کو چھوڑتا ہے نہ بے نمازی کو۔

★ جو شخص حیف کی حالت میں بیوی سے جماع کرے وہ اس چیز سے منکر اور بے زار ہو جو محمد پر نازل ہوئی۔

★ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

★ جو کسی کا مذاق اڑائیگا اس کا مذاق اڑایا جائے گا۔

★ جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا اور سچا خواب دیکھا۔

★ جو شخص بادشاہ کے پاس آتا جاتا ہے وہ فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

★ ایمان دار آدمی کی مثال کھڑی کھیتی کی سی ہے جو ہوا سے جھکتی رہتی ہے اور ایماندار شخص پر مصیبتیں بھی آتی رہتی ہیں۔

★ سرداری اور چودھراہت حق ہے اور ان کا ہونا بھی ضروری ہے مگر بیشتر سردار اور چودھری دوزخ میں جائیں گے۔

★ بیباپ کا بھید ہوتا ہے۔

★ ہاتھ تین ہیں، خدا کا ہاتھ جو سب سے بالا ہے، دینے والے کا ہاتھ جو خدا کے ہاتھ کے پیچھے ہے، لینے والے کا ہاتھ

جو لپت تریں ہے۔

★ دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔

★ گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہے۔

★ میانروی افلاس سے بچاتی ہے۔

★ خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی جائز نہیں اور دشمن کی خواہ وہ بھائی ہو۔

★ تمھارے اعمال ہی تمھارے حاکم ہیں۔

★ مومن کی زبان دل کے پیچھے رہتی ہے۔

★ ہر قسم کے سانپوں کو مار دو، جو ان سے ڈرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔

★ اگر کسی کھانے میں کبھی گر پڑے تو اسے غوطہ دے کر نکال دو، اس لیے کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا

ہوتی ہے۔ اور کبھی ہمیشہ بیماری والا پر کھانے میں ڈالتی ہے۔

★ کپینوٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور کل چڑے کو مت مارو۔

☆ پرندوں کو ان کے گھونسوں ہی میں رہنے دو۔ اڑاؤ نہیں۔

☆ سب سے بہتر کام وہ ہے جو اعتدال سے کیا جائے۔

☆ جس نے ڈھونڈا اُس نے پایا۔

☆ تم اپنے عیال کے لیے بازار سے کوئی چیز لاؤ، تو پہلے بڑکی کو دو پھر بڑکے کو۔

☆ جو شخص کھانا کھائے تو اپنے سامنے سے کھائے دوسرے کے سامنے سے یا درمیان میں سے نہ کھائے۔

☆ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔

☆ حرام وہ ہے جسے خدا نے حرام کیا اور حلال وہ ہے جسے خدا نے حلال قرار دیا اور جس کے متعلق خاموشی اختیار کی اس کے بارے میں معافی ہے۔

☆ سوتے وقت گھروں میں آگ نہ چھوڑو، اس لیے کہ یہ تمہاری دشمن ہے۔

☆ علم کی تلاش فرض ہے۔

☆ نیک عورت سب سے بہترین خزانہ ہے۔

☆ کھانا کھا کر شکر کرنے والا صابر و شاکر روزے دار کی مانند ہے۔

☆ مہمان کی ضیافت تین دن اور تین رات ہے۔ اس کے بعد مہمان نوازی صدقہ اور خیرات ہے اور چاہیے کہ کوئی شخص تین

اور تین رات سے زیادہ مہمان نہ ٹھہرے اور نیزبان کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنے۔

☆ کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے چلانے کی آواز سن لو تو خدا کی پناہ مانگو۔ اس لیے کہ وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جنہیں

نہیں دیکھ سکتے (یعنی شیطان کو)

☆ آپس میں نخفے بھینچا کرو۔ اس سے کمورتیں دور ہوتی ہیں۔

☆ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نعمت سے نوازتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت کو ظاہر بھی کیا جائے۔

☆ معرفت میری اصل پونجی ہے۔ عقل میرے دین کی جڑ ہے، محبت میری بنیاد ہے، شوق میری سواری ہے، ذکر الہ

میرا ساتھی ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے۔ اندوہ دل میرا رفیق ہے۔ میرا علم ہتھیار ہے، صبر میرا شاندار لباس ہے، رضا

الہی میری غنیمت ہے، عاجزی میرا فخر ہے، زہد میرا پیشیہ ہے، یقین میری روزی ہے، صدق میرا ساتھی ہے

اطاعت کرنا میری عزت ہے۔ جہاد میری خصلت ہے۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

☆ آدمی اپنے ہم نشین سے پہچانا جاتا ہے۔

☆ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔

☆ حلال چیزوں میں سب سے بُری چیز طلاق ہے۔

☆ جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے سوا کسی دوسرے گھر میں اپنے کپڑے آمارتی ہے وہ اس پردے کو جو اس کے اور خدا کے درمیان ہے پھاڑتی ہے۔

☆ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

☆ جو چیز بہت زیادہ استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑا استعمال بھی حرام ہے۔

☆ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے اپنی طرف سے کوئی بات ملاوے وہ جھوٹا نہیں۔

☆ نہ ایک پاؤں میں جو تاپہن کر چلو اور نہ ایک پاؤں میں موزہ۔ یا دونوں پاؤں میں پہنو یا ننگے پاؤں چلو۔ سارا سر مونڈو یا سارا

سر چھوڑ دو۔

☆ جس شخص کے سر اور داڑھی کے بال ہوں اسے چابیٹھے کہ انھیں اچھی طرح رکھے (صاف ستھرا رکھے)

☆ جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان

پہنچاتا ہے۔

☆ ظالم کو بددعا دینا اس سے بدلہ لے لینے کے برابر ہے۔

☆ بندہ "میرا مال" "میرا مال" کتا رہتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا مال صرف تین چیزیں ہیں: ایک چیز جو اس کے کھاٹی اور

ختم کر دی، دوسری وہ چیز جو اس نے پہنی اور پھاڑ دی، تیسری وہ چیز جو خدا کی راہ میں خیرات کی اور آخرت کے لیے رکھی

ان تین کے سوا باقی سب کچھ وہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر چلا جائے گا۔

☆ کوئی شخص کسی سے محبت رکھے تو چاہیے کہ اُسے اس سے آگاہ کر دے۔

☆ دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی۔ ایک وہ جو خوفِ خدا سے نم ہوئی، دوسری وہ جو خدا کی راہ میں نگہبانی کے لیے کھلی رہی۔

☆ دنیا ملعون ہے اور جو چیز دنیا کے اندر ہے وہ بھی ملعون ہے۔

☆ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

☆ ایک عالم شخص شیطان پر ہزار عابد سے بھی زیادہ قوی ہے۔

☆ ایمان دار آدمی کی مثال اس سرسبز درخت کی ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور سایہ نہیں مٹتا، یہ کھجور کا درخت ہے۔

☆ دو آدمی ایک ہی وقت میں دعوت دیں تو قریبی دروازے والے کی دعوت قبول کرو۔ اور اگر ان میں سے کوئی پہل کرے تو

پھر اسی کا حق ہے۔

☆ سب سے اچھا شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی اور اعمال نیک ہوں اور سب سے بُرا وہ ہے جس کی عمر لمبی اور اعمال

بُری ہوں۔

☆ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا آخرت میں کوئی گھر نہیں اور اس شخص کا مال ہے جس کا آخرت میں کوئی مال نہیں وہی شخص مال جمع کرتا ہے

جو عقل سے محروم ہو۔

★ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر طے کرے اس صورت میں کہ اس کے ہمراہ اس کا خاوند ہو یا کوئی اور رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔

★ مال میں کمی حساب میں کمی کا موجب ہے۔

★ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے میں کتنا گناہ ہے تو تم سامنے سے گزرنے کے بجائے سونبر کے اسی جگہ کھڑے رہو۔

★ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس میں جو بوڑھے دیہی کاٹو گے۔

★ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے۔

★ منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے کہ وہ ہلتا جلتا نہیں حتیٰ کہ کاٹ لیا جاتا ہے۔

★ احسان قبلہ کر اور سائل کو تکلیف دے کر اپنی خیرات کو اس شخص کی طرح باطل نہ کر دو جو لوگوں کو دکھانے کے لیے مال خرچ کرے

اور خدا اور روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ ایسی خیرات بمنزلہ اس پتھر کے ہے کہ اس پر مٹی پڑی ہو، اس پر زور کا برسے اور مٹی کو بہا کر اسے سپاٹ کر دے۔

★ نرمی سے جواب دینا اور درگزر کرنا اس خیرات سے اچھا ہے جو لوگوں کو تکلیف دے کر دی جائے۔

★ مانگنے والے کا حق ہے خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

★ جن میں تین خصلتیں ہوں اس پر موت آسان ہوتی ہے اور وہ جنت میں داخل کیا جاتا ہے اول وہ جو نالتوا توں اور

کے ساتھ نرمی کرے۔ دوم وہ جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے۔ سوم وہ جو غلام کے ساتھ احسان کرے۔

★ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن خدا اس کے عمل اور تکلیفوں سے اسے نجات دے اسے چاہیے کہ تنگدست

مفروض کو عسالت دے یا سارا قرض اسے چھوڑ دے۔

★ لوگوں میں بہترین وہ ہے جو گواہی طلب ہونے سے پہلے خود سچی گواہی دے۔

★ جس نے بات سنا کر ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی سنتا تو نہیں) وہ بات امانت ہو گئی۔

★ تین آدمیوں کے ساتھ قیامت کے دن خدا لڑے گا۔ اول وہ جس نے خدا کے نام سے عہد کر کے عہد شکنی کی۔ دوم وہ جس

آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی۔ سوم وہ جس نے کام پر مزدور لگایا۔ پورا کام لیا اور اسے اجرت نہ دی۔

★ جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لیے فروتنی اختیار کرتا ہے، خدا سے بلند کرتا ہے وہ شخص اپنے نفس میں حقیر ہے مگر لوگوں

سے اور جو تکبر کرتا ہے خدا سے پست کرتا ہے وہ اپنی آنکھ میں بزرگ اور لوگوں میں حقیر ہے حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک

اور سوز سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

★ لوگوں کے پوشیدہ عیب متاثر ہو اور نہ ان کی خبروں کی جستجو کرو۔

★ حسد اور دشمنی دین کو موٹنے والی چیزیں ہیں۔

★ عصبیت یہ ہے کہ تو اپنی قوم کی ناطق بات پر بھی ان کی مدد کرے۔

★ جو شخص لوگوں کو بے جا حمایت کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو قوم کی حمایت میں بے جا لڑنے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

★ مسلمان کو گالی دینا بدکاری ہے اور اس سے رونا باعث کفر ہے۔

★ چنل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

★ بدترین بندے وہ ہیں جو ادھر ادھر چلیں لگاتے پھرتے ہیں۔ دستوں میں جدائی ڈالتے اور خدا کے پاک بندوں پر تہمتیں لگاتے

ہیں۔

★ قیامت کے دن دو رو (منافق) شخص بدترین حالت میں ہوگا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ایک طریق سے اور کچھ لوگوں کے پاس دوسرے

طریق سے آتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن آگ کی زبانیں ہونگی۔

★ حیا اور ایمان دونوں باہم ملے ہوئے ہیں۔ دونوں میں سے ایک چیز اٹھ جائے تو دوسری خود بخود اٹھ جاتی ہے۔

★ اے لوگو! اگر تم خدا پر بھروسہ رکھو تو تمہیں اسی طرح روزی دے جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے اڑ جاتے ہیں

اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔

★ اگر ابن آدم کے لیے مال کے بھرے ہوئے دو میدان بھی ہوں تو وہ تیسرے کی خواہش کرے گا اور انسان کے پیٹ کو تو قبر کی مٹی

ہی بھرتی ہے۔

★ دانا وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کر لے اور عاجز وہ ہے جو نفس کو اس کی خواہشات کا تابع بنا دے اور پھر خدا

کی خوشنودی کی بھی تمنا کرے۔

★ اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پینے دیتا۔

★ کبھی کوئی شخص اپنے نہانے کی جگہ (غسل خانہ میں) پیشاب نہ کرے۔ پھر وہیں نہانے یا وضو کرے کیونکہ اس سے تمام دوسو سو پید ہو جاتے

ہیں۔ بندہ سجدے کی حالت میں خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لیے اس حالت میں بہت دعا کیا کرو۔

★ غافل اور بے پروا دل سے نکلنے والی دعا کو خدا قبول نہیں کرتا۔

★ اگر تمہیں سرخ اونٹ مل جائے تو اس سے یہ بہتر ہے کہ کوئی شخص تم سے ہدایت حاصل کرے یہ الفاظ حضور نے ایک موقع

پر حضرت علیؓ کو علم قیادت عطا کرتے ہوئے فرمائے

# حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات

توکل:

- ★ اپنی جان کی فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے اور کیا پیئیں گے، نہ اپنے بدن کی فکر کرنا کہ ہم کیا پہنیں گے۔ کیا جان خوراک سے اور پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو، وہ نہ بولتے ہیں نہ کاٹتے ہیں اور نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی نہ انہیں کھلاتا ہے کیا تم ان سے زیادہ قدرت نہیں رکھتے۔
- ★ تم میں ایسا کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی کا بھی اضافہ کر سکے اور پوشاک کے لیے کیوں فکر کرتے ہو۔ جنگلی کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ نہ محنت کرتے ہیں نہ کاٹتے ہیں مگر کس طرح بڑھتے ہیں۔
- ★ جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جائے گی ایسی پوشاک پہناتا ہے تو اسے کم اعتقاد تم کو کہہ پھینٹے گا۔

ریا کاری:

- ★ خبردار اپنے راستی کے کام لوگوں کو دکھانے کے لیے نہ کرو ورنہ خدا کے حضور تمہارے لیے کچھ اجر نہیں۔
- ★ جب تم دعا کرو تو ریاکاروں کی طرح نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا کرنا پتھر ہیں تم سے سچ کتا ہوں وہ اپنا اجر پا چکے۔
- ★ نیک عمل وہ ہے جو لوگوں کی تعریف کی توقع سے بے نیاز ہو کر کیا جائے۔

امارت:

- ★ اپنے لیے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لیے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تیرا دم وہیں تیرا دل بھی لگا رہے۔
- ★ خدا کے نزدیک وہ شخص سب سے غریب ہے جو دولت جمع کرتا ہے اور سب سے دولت مند وہ ہے جو مفلس اور سب سے مالگو تو تم کو دیا جائے گا، ڈھونڈو تو پاؤ گے، دروازہ کھٹکھٹاؤ تمہارے لیے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو مالگتا ہے وہ جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے لیے کھولا جاتا ہے۔
- ★ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر سکتا ہے مگر سرمایہ دار امیر خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا ہے
- ★ کوئی شخص وہ مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ یا تو وہ ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت یا ایک سے مارے گا



دوسرے کو ناپسند کرنے کا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔

بر عیب جوئی:

جو اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائیگا اور جو کوئی اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا اور بڑا کیا جائیگا۔

عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے، کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کرتے ہو اسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی اور جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی پیمانہ سے تمہارے لیے ناپا جائے گا۔

س و بد کا امتیاز:

جب تم مغرب کی طرف سے بادل اٹھنا دیکھتے ہو تو کہتے ہو خدا امینہ برساے گا اور یہی ہوتا ہے، پھر جب تم دکن کی طرف سے ہوا چلتی دیکھتے ہو تو کہتے ہو کہ لُچلے گی اور یہی ہوتا ہے۔ اسے ریاکاروں نے زمین اور آسمان کی صورت میں فرق کرنا تو آتا ہے لیکن اسی زمانے کے متعلق امتیاز کرنا تمہیں کیوں نہیں آتا اور تم خود ہی یہ فیصلہ کیوں نہیں کر لیتے کہ واجب کیا ہے۔

ہر اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور ہر بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے، اچھا درخت بُرا پھل نہیں لاسکتا اور بُرا درخت اچھا پھل نہیں لاسکتا۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔

جب تو دعا کرے تو اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کر کے خدا سے جو پوشیدگی میں ہے دعا کر۔ اس صورت میں خدا جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔

تفرق:

پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سٹوروں کے آگے نہ ڈالو، ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پاؤں تلے روندیں اور پلٹ کر تمہیں بھاڑیں۔

مبارک ہے وہ آدمی جو شریوں کی صلاح پر نہیں چلتا اور خطا کاروں کی راہ میں کھڑا نہیں ہوتا اور ٹھٹھا بازوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا۔ وہ اس درخت کی طرح ہوگا جو پانی کی ندیوں کے پاس لگا یا گیا، وہ اپنے وقت پر پھلتا ہے اور اس کا پتہ بھی نہیں مرجھاتا۔ جو کچھ وہ کرے باور ہوگا۔

میں مردے کو زندہ کرنے سے عاجز نہیں آیا مگر احمق کی اصلاح سے عاجز آ گیا ہوں۔



# حضرت ادریس علیہ السلام کے ارشادات

۱۴۲۱

☆ دوسروں کی خوشی اور آسودگی پر حسد نہ کرو، اس لیے کہ ان کی یہ مسرور زندگی چند روزہ ہے۔

☆ جو شخص زندگی کی مناسبت ضروریات سے زیادہ کا طالب ہوا، وہ کبھی قانع اور مطمئن نہیں ہو سکتا۔

☆ حکمت روح کی زندگی ہے۔

☆ خدا کی بے انتہا نعمتوں اور اس کے احسانات کا شکر یہ انسانی طاقت سے باہر ہے۔

☆ دنیا کی بھلائی حسرت ہے اور برائی ندامت۔

☆ خدا کی یاد اور عمل صالح کے لیے نیت شرط ہے۔

☆ جو شخص علم میں کمال حاصل کرنے اور نیک کردار بننے کا خواہش مند ہوا سے جہالت کی باتوں اور بدکاری کے قریب ہرگز نہ جا

چاہیے یا درہے کہ ایک کاریگر جو سینے کا ارادہ رکھتا ہو، وہ سوئی ہاتھ میں لیتا ہے نہ کہ برہا۔

☆ نہ جھوٹی قسم کھاؤ، نہ خدا کے نام کو قسموں کے لیے تختہ مشق بناؤ اور نہ جھوٹے لوگوں کو قسمیں کھاتے پر آمادہ کرو۔

کرنے سے تم خود بھی گناہوں میں شریک ہو جاؤ گے۔

☆ اللہ کے ایمان کے ساتھ صبر فحتمدی کا باعث ہے (کہتے ہیں یہ عبارت حضرت ادریس کی انگوٹھی پر درج تھی)

☆ حقیقی عبید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض پابندی کے ساتھ ادا کیے جائیں اور دین کا کمال شریعت کے ساتھ والستہ

اور دوت میں کمال دین کی تکمیل ہے۔

☆ سعادت مند وہ ہے جو اپنے نفس کی نگرانی کرے اور پروردگار کے سامنے بندے کی سفارش اس کے نیک اعمال

کریں گے۔

# اور انبیاء

## قرآن کریم

انجیل مقدس، تورات شریف اور احادیث صحیحہ

کی روشنی میں ان تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام کے مفصل اور  
مستند حالات زندگی جن کے اسمائے گرامی، تذکرے یا جنم کی دعوت  
و تبلیغ کے متعلق واضح یا مبہم اشارے ان مقدس صحیفوں میں موجود ہیں؛  
ہر پیغمبر کی بعثت کا تاریخی اور اخلاقی پس منظر؛  
ہر پیغمبر کی زندگی سے بصیرت و عبرت کے اسباق؛

اور

قرآن کریم اور چید چید پیغمبروں کے اقوال و ارشادات کا نامور انتخاب

ادارہ تصنیف و تالیف